F.M.Fainal\Jild-1\S.R.Waraq

مقدمہ فتاوی محمودیہ

از

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی ۲۴۵۲۰۶

انتباہ

تفصیلات

نام کتاب	:	فتاویٰ محمودیہ......۱۹
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
صفحات	:	۴۷۴
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۵۲۰۶

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

مضامین فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۹

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	☆......**باب ششم**......☆	
	کنایاتِ طلاق	

☆......باب ھفتم......☆

تفویض طلاق

(کسی کو طلاق واقع کرنے کا اختیار دینے کا بیان)

☆......باب ہشتم......☆

طلاق کو معلق کرنا

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر

☆......باب دھم......☆

متفرقات طلاق

☆......باب یازدھم......☆

رجعت وغیرہ کے احکام

فصل اول : رجعت کے احکام

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	☆......باب دوازدهم......☆	
	ظہار، ایلاء اور لعان	

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	☆......**باب سیزدھم**......☆	
	خلع کے احکام	

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	☆......**باب چھاردھم**......☆	
	فسخ وتفریق	

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر

☆......☆......☆......☆......☆

باب ششم

کنایات طلاق

بعض الفاظ کنائی

سوال:- بیان مدعیہ زوجہ!

مجھے خبر ملی کہ میرا خاوند آیا ہوا ہے تو میں بچوں اور اپنی والدہ کو ساتھ لے کر اس کے پاس گئی اور آہ وزاری کر کے اس کو گھر میں لے آئی پھر گھر میں وہ مجبور کرتا تھا، میں نے اس سے کہا کہ تو میرے ساتھ گذران کیوں نہیں کرتا، اس کی کیا وجہ ہے، تو مجھے اپنا ارادہ بتا، تو اس نے جواب دیا کہ میرا تجھ سے تعلق نہیں ہے، اور نہ تو میری زوجہ ہے تیرا میرا نکاح نہیں ہوسکتا، کیوں کہ تو شیعہ ہے، اور میں سنی، تم مجھ پر حرام ہو اور میں اس دن سے جب کہ تیری والدہ کے گھر سے پھاڑ توڑ گیا تھا تو قطعاً کر کے گیا تھا کیوں کہ میں اہل سنت والجماعت ہوں اور پابند شرع شریف ہوں اور نہ تیرے ساتھ میں گذارہ کرتا ہوں اور نہ تو میری زوجہ ہے، اس کے بعد اسکے ماموں وغیرہ نے کہا کہ تو اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھ اور گھر میں اپنے بچوں کے پاس آیا کر، کیوں کہ انہوں نے مجھ کو بھیجا ہے، اس نے پہلے ہم کو جواب دیا کہ یہ میری زوجہ نہیں ہے ، یہ اپنے ماموؤں کی زوجہ ہے۔

اس سے کہا گیا: کہ عورت خاوند میں جھگڑے ہوتے رہتے ہیں، اور صلح بھی ہوتی رہتی ہے،

تیرے چھوٹے بچے ہیں تو ان کو خرچ وغیرہ تو دے تو اس نے جواب دیا۔ ’’کہ میں اپنی عورت کو نہیں چاہتا۔‘‘ تو اس سے کہا، کہ اگر تو عورت کا خرچ نہیں دیتا، تو اپنے معصوم بچوں کا تو خرچ دے تو اس نے کلمہ پڑھ کر کہہ دیا۔ ’’کہ نہ میرا دل اس زوجہ کو رکھنا چاہتا ہے اور نہ میں اس کے گھر جاؤں گا، اور نہ خرچ وغیرہ دوں گا، میری طرف سے آزاد ہے، جدھر اس کا دل چاہے جا سکتی ہے۔‘‘

اس سے کہا گیا۔ ’’اگر تو ایسا نہیں چاہتا تو چل شرع شریف اور شریعت پر چل کر فیصلہ کرتے ہیں کیونکہ تو چند دفعہ شریعت کے خلاف الفاظ کہہ چکا ہے، اس نے کہا کہ اگر تم شریعت پر جاؤ تمہاری مرضی، اگر عدالت پر جاؤ، تمہاری مرضی، میری وہی بات ہے، کہ یہ مجھ سے آزاد ہے، اور میں اسے آباد کرنا نہیں چاہتا ، اس کے بعد یہ تمام سامان گھر اٹھا کر چلا گیا۔

یہ بیان شہزادہ زوجہ الٰہی بخش کے ہیں۔

بیان خادم حسین: آپ کوشش کریں کیوں کہ وہ آپ کا شاگرد ہے، آپ کی بات مان لے گا، میں نے چند آدمی کے سامنے اس سے کہا کہ چلو صلح کرادوں، اس نے کہا: کہ استاد چاہے مجھے قتل کردو، یا بازار میں فروخت کردو، میں اس سے صلح نہیں کروں گا، میں نے تو اس سے قطع تعلق کر لیا ہے ، یہ الفاظ زوجہ اور شاہد کے بیان ہیں، کیا یہ الفاظ طلاق کنایہ کے ہیں، یا نہیں، کیا اس سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں۔

---

[۱] ولو قال ما انت لی بامراۃ او لست لک بزوج ونوی الطلاق یقع عند ابی حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ وعندهما لا یقع ولو قال انا منک بائن او انا علیک حرام ونوی الطلاق یقع ولو قال فی حال مذاکرة الطلاق باینتک او ابنتک او ابنت منک او لا سلطان لی علیک او سرحتک او وهبتک لنفسک او خلیت سبیلک او انت سائبة او انت حرة او انت اعلم بشانک فقالت اخترت نفسی او خلیت سبیلک او انت سائبة او انت حرة او انت اعلم بشانک فقالت اخترت نفسی یقع الطلاق وان قال لم انو الطلاق لا یصدق قضاءً ولو قال لها لا نکاح بینی وبینک او قال لم یبق بینی وبینک نکاح یقع الطلاق اذا نوی. (عالمگیری ص: ۳۷۵، ج: ۱) الفصل الخامس فی الکنایات، سکب الأنهر مع مجمع الأنهر ص ۳۶، ۴۰ ج ۲ فصل فی کنایات الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۵۳۴، ۵۳۵ ج ۴ باب الکنایات، مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر الٰہی بخش کو ان الفاظ کا اقرار ہے، یا یہ گواہ جن کے سامنے یہ الفاظ کہے ہیں شرعاً معتبر اور ثقہ ہیں تو شرعاً طلاق واقع ہوگئی[۱]، عدت کے بعد عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۷/۳/۵۹ھ

صحیح: عبد اللطیف ۷/ربیع الثانی ۵۹ھ

صریح وکنایہ جیسے میرا ان کا فیصلہ ہو چکا ایک دو تین کا حکم

سوال:- بعد سلام مسنون آنکہ میرا نکاح مطابق شرع شریف ہمراہ مسماۃ خاتون دختر شیخ عبد الغنی سے عرصہ تقریباً سات آٹھ سال ہوئے ہوا تھا اور اس وقت سے وہ آج تک بطور زوجہ میرے گھر میں آباد رہی بوجہ باہمی نفاق کے ودیگر معاملات بد سے بدتر ہوکر زہر خورانی وایک دوسرے کے مارنے تک پہنچ گئے، پنچایت ہوکر میری سسرال والوں کا میرے گھر اور میرا ان کے گھر جانا بند ہوگیا، لیکن میری بیوی میرے پاس رہی، اب کل بوقت شب میری عدم موجودگی میں میری اہلیہ بلا اجازت میری اپنے تایا زاد بھائی کے گھر کا بہانہ کر کے اپنے والدین کے گھر پہنچی اتفاق سے میں بھی آٹھ نو بجے رات کو گھر آ گیا میں نے جب ہر دو اہلیہ کو گھر پر موجود نہ پایا تو اپنی بیوی کے تایا کے گھر جا کر دریافت کیا کہ میرے گھر سے یہاں آئی ہیں، لیکن اس کے تایا زاد بھائی مسمی محمد مطلوب اور اس کی تائی نے انکار کیا کہ یہاں پر کوئی نہیں آیا راستہ میں میں نے اس کے باپ کے گھر سے جو میں نے اپنی بیوی کی آواز سنی تو نوکر کو جو اس کے ہمراہ تھا، آواز دی نوکر مع چھوٹی بچی کے باہر آیا میں نے بچی کو لے لیا اور نوکر سے کہا کہ گھوڑی باندھ دو، عقب سے میرا لڑکا بعمر چھ سات سال آیا میں نے اس کو زبانی کہلا بھیجا کہ تم اپنی ہر دو والدہ کو کہہ دینا کہ اس وقت میرے پاس نہ آنا بجائے اس کے میری ہر دو اہلیہ مع میری خوش دامن مع اپنے لڑکے اور بھیجتے اور

تین دیگر لڑکوں کے پہنچی۔ محمد مطلوب میری اہلیہ کا برادر تایازاد بھی ہمراہ تھا، اس طرح ان کا بطور حمایت ہمراہ آنا اس وقت مجھے رنجیدہ ہوا کیونکہ میرے اور ان کے معاملہ بدترین درجہ سے تجاوز کئے ہوئے تھے، ان کے پہنچنے پر میں نے پہلے دوسری بیوی کے دو تھپڑ بطور تنبیہ ماری اور کہا کہ تو ان کے ہمراہ کیوں گئی وہ تیرے کیا لگتے ہیں جب کہ وہ میری جان کے دشمن ہیں پھر مسماۃ خاتون دختر عبدالغنی کے دو تھپڑ مار کر کہا کہ تم وہیں جاؤ جہاں سے آئی ہو خود تو گئی ہمراہ دوسری کو بھی لے گئی اور بحالت غصہ سختی سے کہا کہ ایسی عورتوں کو میری طرف سے طلاق ہے، جو میرے کہنے کے خلاف عمل کرے اپنے گھر جاؤ اسی عرصہ میں دوسرے اعزہ آگئے وہ سمجھانے لگے میں نے کہہ دیا، میرا ان کا فیصلہ ہو چکا ایک دو تین، اس کے بعد قاضی صاحب کو بلالیا گیا قاضی صاحب نے سب معاملہ سن کر کہا کہ چونکہ سب کا مفہوم ایک ہی ہے، طلاق ہو چکی نہ تم اب اس کو رکھ سکتے ہو اور نہ ہم چھوڑ سکتے ہیں، براہ کرم مطلع فرمائیں کہ اس صورت میں۔

کیا مسماۃ خاتون کو طلاق شرعی ہو چکی یا دیگر صورت ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

تمام عبارت سوال میں ایک جگہ تو لفظ طلاق صراحۃً مذکور ہے، ''کہ ایسی عورتوں کو میری طرف سے طلاق ہے کہ جو میرے کہنے کے خلاف عمل کریں، شوہر کے کہنے کے خلاف کرنے سے شرعاً اس لفظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہو جاتی ہے، بشرطیکہ اس سے تین طلاق کی نیت نہ کی ہو اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر شوہر کو رجعت کا اختیار حاصل رہتا ہے[1] اور بعد عدت طرفین کی رضامندی سے نکاح درست ہوتا ہے[2] دوسرا لفظ اپنے اپنے گھر جاؤ، یہ کنایہ ہے پس اگر اس لفظ سے طلاق کی

---

[1] وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذلک او لم ترض، عالمگیری کوئٹہ ص ۴۷۰ ج ۱ الباب السادس فى الرجعة، مجمع الأنهر ص ۸۰ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، كنز مع البحر كوئٹہ ص ۵۰ ج ۴ باب الرجعة.

[2] وله ان يتزوج مبانته بما دون الثلاث فى الحرة فى العدة وبعدها، مجمع الأنهر ص ۸۷ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹہ ص ۵۶ ج ۴، (بقیہ آئندہ پر)

نیت کی ہے تو اس سے دوسری طلاقِ بائن واقع ہوگی، اس کا حکم یہ ہے کہ عدت میں اور بعد عدت طرفین کی رضامندی سے نکاح درست ہے، رجعت کا حق باقی نہیں رہا اور اگر اس لفظ سے طلاق کی نیت نہیں کی تو دوسری طلاق واقع نہیں ہوئی۔

صریحه: مالم یستعمل الا فیه کطلقتک وانت طالق و مطلقة ویقع بها واحدة رجعیة وان نویٰ خلافها او لم ینوشیئاً (تنویر[1]) وما یصلح جوابا ورداً لا غیر اخرجی اذهبی اغربی قومی تقنعی تخمری استتری وما یصلح جواباً وشتماً خلیة الیٰ قوله وفی حالة الغضب یصدق فی جمیع ذٰلک لاحتمال الرد والسب الا فیما یصلح للطلاق ولا یصلح للرد والشتم الیٰ قوله والحق ابویوسفؒ بخلیة وبریة وبتة وبائن وحرام اربعة اخری ذکرها السرخسی فی المبسوط وقاضی خان فی الجامع الصغیر وآخرون وهی لا سبیل لی علیک لا ملک لی علیک خلیت سبیلک فارقتکِ ولا روایة فی خرجت من ملکی. قالوا هو بمنزلة خلیت سبیلک وفی الینا بیع الحق ابویوسفؒ بالخمسه ستة اخریٰ وهی الاربعة المقدمة وزاد خالعتک والحقی باهلک الیٰ قوله انتقلی وانطلقی کالحقی وفی البزازیة وفی الحقی برفقتک یقع اذا نویٰ (کذا فی البحر الرائق اعالمگیری[2] ج: ۱، ص: ۳۷۵) **والبائن یلحق الصریح.** (تنویر[3])

(گذشتہ کا بقیہ) باب الرجعة، فصل، تاتارخانیه کراچی ص۳۰۲ ج۳ الفصل الثالث والعشرون فی المسائل المتعلقة بنکاح المحلل.

(صفحہ ہٰذا) [1] تنویر مع الشامی کراچی ص: ۲۴۷، ج:۳، شامی نعمانیه ص: ۴۲۹، ج:۲. باب الصریح، مجمع الأنهر ص ۱۱،۲ ۱ ج۲ باب ایقاع الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، بدائع الصنائع کراچی ص ۱۰۱ ج۳ کتاب الطلاق، فصل ومنها النیة فی احد نوعی الطلاق.

[2] عالمگیری ص: ۳۷۴، ج: ۱، الفصل الخامس فی الکنایات، مطبوعه کوئٹه، البحر الرائق کوئٹه ص ۳۰۱،۳۰۲ ج۳ باب الکنایات، فتح القدیر ص ۶۵،۶۶ ج۴ فصل فی الطلاق قبل الدخول، مطبوعه دار الفکر بیروت.

آگے چل کر سوال میں درج ہے ''میرا ان کا فیصلہ ہو چکا ایک، دو، تین، سوال کی عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات بیوی کے لئے نہیں کہی گئی بلکہ بیوی کے رشتہ داروں کے لئے (جن سے کہ شوہر کو اذیت پہنچی ہے) کہی گئی ہے، نیز یہاں لفظ طلاق بھی مذکور نہیں، اس لئے اس لفظ سے شرعاً طلاق واقع نہیں ہوئی، البتہ اگر شوہر کی نیت بیوی کو طلاق دینا ہے اور اسی نیت سے یہ لفظ کہا ہے اور مراد ایک طلاق دو طلاق تین طلاق ہے تو جس بیوی کو کہا ہے، اس کو طلاق واقع ہو کر مغلظ ہو گئی ہے، ایک سوال اسکے خلاف بھی آیا ہے اس کے مطابق اس پر جواب تحریر کر دیا ہے، حقیقت حال اللہ کو معلوم ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

آخری فیصلہ کر دیا کا حکم

سوال:- زید کا بیوی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ زید کی بیوی اپنے میکے میں چلی گئی عورت کے لواحقین نے شوہر کو کہلا بھیجا کہ اگر زید اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو کل کیا دینا، آج دیدے اس کہنے پر زید نے سخت غیظ وغضب میں کہلا بھیجا کہ ایسی بیوی میرے کوئی کام کی نہیں اور اس قسم کی بہت سی باتیں جھگڑے کی ہوئیں اور معاملہ الجھن میں پڑ گیا، تاہم زید کے احباء نے اس کو سمجھانے کی کوشش کی، اور اس کا غصہ فرو کرنے کی تدبیریں کیں لیکن غصہ بجائے کم ہونے کے اور بھڑکتا گیا، اور یہاں تک لکھ دیا کہ میں کسی طرح بھی اس عورت کو رکھنے کے لئے تیار نہیں ہوں، اپنی خواہشات نفسانی تو ہر جگہ پوری کر سکتا ہوں اس سے اچھی تو بازاری عورتیں ہوتی ہیں، کیونکہ میرے گھر سے چلی گئی اب میں نہیں رکھ سکتا ان تمام باتوں کے بعد زید اس طیش کی حالت میں طلاق نامہ لکھوانے کے واسطے قاضی کے پاس پہنچ گیا مگر وہاں سے اس کے دوست سمجھا بجھا کر

(گذشتہ کا بقیہ) [۳] تنویر الابصار مع الدر المختار کراچی ص: ۳۰۶، ج:۳، مطبوعہ نعمانیہ ص ۴۶۹، ج۲، مطلب الصریح یلحق الصریح والبائن. باب الکنایات، مجمع الأنہر ص ۴۰ ج ۲ فصل فی کنایات الطلاق، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۷ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات.

واپس لے آئے ایک شخص کے یہ دریافت کرنے پر کہ قاضی کے پاس گئے تھے کیا ہوا جواب دیا کہ میں نے فائنل کر دیا، (یعنی آخری فیصلہ کر دیا) اسی طرح ہر دوست کے الگ الگ سمجھانے پر بھی ہر دوست کو ہر بار یہی جواب دیتا رہا کہ مجھ کو کسی حالت میں نہیں چاہئے اب سونے کی بھی بن کر آئے یا ہیرے کی نہیں رکھوں گا، جب کہ یہ سب باتیں ہو رہی تھیں، تو زید کی بیوی حاملہ تھی ان جوابات کے بعد اس کے بچہ ہوا اب عورت کو ماں باپ اس کے شوہر کے گھر بھیجنا چاہتے ہیں ایسی صورت میں زید اس کو اپنے گھر رکھ سکتا ہے، یا نہیں اور عورت کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کیسی براہ کرم ذرا صاف صاف مع حوالہ کتب فقہیہ مفصل تشریح فرمائیں!

الجواب حامداً ومصلیاً

اس تمام بیان میں زید کی جانب سے طلاق کا صریح لفظ کوئی نقل نہیں کیا گیا اگر زید نے قاضی سے یہ کہا ہے کہ طلاق نامہ میری زوجہ کے لئے لکھ دو تو شرعاً طلاق واقع ہوگئی اگر چہ تحریری طلاق نامہ کی نوبت نہ آئی ہو: **ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتي كان اقرارًا بالطلاق وان لم يكتب اهـ** (درمختار[1] ج:۲، ص: ۴۶۲) اگر طلاق کی کوئی صفت بائنہ یا مغلظہ ذکر نہیں کی تو اس صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ''آخری فیصلہ کر دیا'' کا اگر یہ مطلب ہے کہ طلاق مغلظہ دیدی تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور اگر یہ مطلب ہے کہ طلاق بائن دے دی تو طلاق بائن واقع ہوگئی اور اگر یہ مطلب ہے کہ میں اس کو اب کبھی نہیں بلاؤں گا، (اگر چہ طلاق بھی نہیں دی) تو اس لفظ سے کچھ نہیں ہوا،[2] اگر قاضی کے پاس جا کر طلاق نامہ لکھنے کو نہیں کہا بلکہ اس

---

[1] شامی نعمانیه ص: ۴۲۹، ج:۲، شامی کراچی ص: ۲۴۶، ج:۳، قبیل باب الصریح. مطلب فی الطلاق بالکتابة، تاتارخانیه کراچی ص ۳۷۹ ج۳ الفصل السادس فی ایقاع الطلاق بالکتاب، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۵۳ ج۳ باب الطلاق الصریح.

[2] وفی الغضب توقف الاولان ان نوی وقع والا لا ویقع بباقیها البائن ان نواها او الثنتین وثلاث ان نواه. (الدر المختار مع الشامی نعمانیه ص: ۴۶۵، ج:۲، شامی کراچی ص: ۳۰۱، ج:۳) باب الکنایات، النهر الفائق ص ۳۵۶، ۳۵۸ ج۲ باب الکنایات، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۵ ج۱ الفصل الخامس فی الکنایات.

سے پہلے ہی دوست اس کو واپس لے آئے تو پھر محض طلاق نامہ لکھوانے کی نیت سے قاضی کے پاس جانے سے طلاق واقع نہیں ہوئی طلاق رجعی کی صورت میں عدت کے اندر رجعت درست ہوتی ہے[۱] بعد عدت تجدید نکاح کی ضرورت ہوتی ہے، طلاق مغلظہ میں حلالہ کی ضرورت ہوتی ہے، یعنی اگر پھر طرفین رضامند ہوجائیں تو عدت گذرنے کے بعد عورت کسی اور شخص سے باقاعدہ نکاح کرے اور ہم بستری کرنے کے بعد طلاق دے یا مرجائے، تو پھر اس کی عدت ختم کر کے پہلے شوہر سے نکاح درست ہوجاتا ہے، اس سے قبل درست نہیں ہوتا[۲] اور جس عورت کو حالت حمل میں طلاق دی گئی ہو اس کی عدت وضع حمل ہے[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

طلاق کی مختلف صورتیں

سوال:۔(۱) ایک طلاق، دوطلاق، تین طلاق، بائن طلاق دیا۔

(۲) ایک طلاق، دوطلاق، تین طلاق، بائن طلاق، بحذف لفظ دیا۔

''**یقع الطلاق الغلیظ البائن فی ھاتین الصورتین المذکورتین قضاء ولاتتعلق الدیانة فیھما مطلقاً کماتدل علیه العبارات الفقھیة وظاھر کلام المطلق فحینئذ تکون الصورة** ''ایک طلاق بائن دوطلاق بائن تین طلاق بائن یاتین

---

[۱] واذا اطلق الرجل امرأته تطليقه رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها. (عالمگيرى ص: ۴۷۰، ج: ۱) باب الرجعة، مجمع الأنهر ص ۸۰ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد انقضائها وان كان الطلاق ثلاثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بهاثم يطلقها او يموت عنها. (عالمگيرى ص: ۴۷۲، ج: ۱ فصل فيما تحل به المطلقة، باب الرجعة، مجمع الانهر ص۸۷،۸۸ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تاتارخانيه كراچى ص ۲۰۳ ج ۳ الفصل الثالث والعشرون فى مسائل المتعلقة بنكاح المحلل الخ.

[۳] وان كانت حاملاً فعدتها ان تضع حملها. (هدايه ص: ۴۲۲، ج: ۲، باب العدة، عالمگيرى كوئٹه ص ۵۲۸ ج ۱ الباب الثالث عشر فى العدة، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۳۳ ج ۴ باب العدة.

طلاق بائن،"وهـذا سـواء اظهـر الـمـطـلق لفظ ديا (النية الحكمية او اخفىٰ لانهـا بـاقية فـي نيتـه ولان الـنية الـمعنوية كافية في باب الطلاق في بعض الـصـور دون الـلـفـظية وهذا في فهمي فكيف التحقيق عند حضرتكم في الصورتين "(المذكورتين)

(٣) ایک طلاق دوطلاق تین طلاق بائن دیا۔

(۴) ایک طلاق دوطلاق تین طلاق بائن بحذف لفظ دیا۔

"هـاتـان الـصـورتـان ايضاً كالصورتين المذكورتين في وقوع الطلاق الـغـلـيـظ ويتـعـلق لفظ بائن في كلتى الصورتين لكل لفظ طلاق المذكور فيهما بعد بيان الزوج اوقبله وقضاء وديانةً ام كيف الحكم"

(۵) ایک طلاق دوطلاق بائن طلاق دیا۔

(٦) ایک طلاق دوطلاق بائن طلاق بحذف لفظ دیا۔

(۷) ایک دوتین طلاق بائن طلاق دیا۔

(٨) ایک دوتین طلاق بائن طلاق بحذفہ۔

(٩) ایک دوتین بائن طلاق دیا۔

(١٠) ایک دوتین بائن طلاق بحذفہ۔

(١١) ایک دوتین بائن دیا۔

(١٢) ایک دوتین بائن بحذفہ۔

"وجهـوا حـكـم هذه الصورة مرقومة الصور هل يقع طلاقان بائنان عند بيـان الـزوج بتوصيف لفظ بائن للطلاقين المذكوتين قبله ديانة والحال انه اعـادلـفـظ الـطـلاق بـعـد لـفظ بائن ،وهو يشيرانه طلاق ثالث عليحدة والا لـمـاكـرره مثـلثـا وهـذا كـمـافهمت وما رايكم الشريف هل تحملونه علىٰ التـاكيـد والبيان ام كيف الامرفى نفس الامر بينوابالتفصيل توجروا بالاجر

الجزيل من عند ربكم الجليل ومالحكم فى بقية الصور الاٰتية بالذيل اكتبوا اها بالدلائل مع الحد الفاصل"

(۱۳) ایک طلاق دوطلاق بائن دیا۔

(۱۴) ایک طلاق دوطلاق بائن بحذف لفظ دیا۔

(۱۵) ایک طلاق بائن طلاق دیا۔

(۱۶) ایک طلاق بائن بحذفہ۔

(۱۷) ایک دوبائن دیا۔

(۱۸) ایک دوبائن بحذفہ۔

مسئلہ صاف طلاق

صورت(۱) ایک طلاق دوطلاق تین طلاق صاف طلاق دیا۔

(۲) ایک طلاق دوطلاق تین طلاق صاف بحذف النسبۃ۔

(۳) ایک طلاق دوطلاق صاف طلاق دیا۔

(۴) ایک دوصاف طلاق دیا۔

(۵) ایک دوصاف طلاق بحذفہ۔

(۶) ایک دوتین صاف طلاق دیا۔

(۷) ایک دوتین صاف طلاق بحذفہ۔

(۸) صاف طلاق دیا۔

(۹) صاف طلاق

(۱۰) صاف واف کردیا۔

" فما فتواكم فى مسئلة صاف طلاق اهو مرادف بسرحت ام داخل تحت اذيال الكنايات كماهى القاعدة الفقهية ،ولقد غلب فى عرفنا لفظ

''صاف '' عند الطلاق بین العوام وهم یستعملونه موقع الثلاث وتدل علیه القرائن والاطوار .فلا نتذکرهٰهنا القاعدة المشهورة الفقهیه العرف قاض'' عند نقل الفتویٰ ام لا بینوا بالتشریح مع الحکم الصریح (اردو)تو طلاق بغیر طلاق(عربی) انت طالق بغیر طلاق، اوانت مطلقة بغیر طلاق ماقولکم یااصحاب الافتاء فی هذه الصورة المشهورة فی عرفنا ورواجنا بغلبة الاستعمال الایقع الطلاق بالنظر الیٰ ترکیب الجملة هٰهنا لان فیها اقالة الحقیقة وابطالها نبغی لفظ طلاق ظاهراً ام کیف یدورالحکم قد ترددت فی هذه المسئلة ووقعت فی الشبهات اللفظیة والمعنویة حرروا جواب هذه المسئلة بالبیان الشافی مع الدلیل الکافی وانطباقها علیٰ کلمات الکتب المعتبرة المتداولة واقتباسها علیٰ الامثال والنظائر مع وفور الدلائل والاجتناب عن الطائل والتوجه الیٰ سوال السائل توجروابالعاجل ''

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) تقع المغلظة[۱] (۲) تقع المغلظة کما کتبتم (۳) تقع المغلظة (۴) تقع المغلظة'' کمافی الصورتین الاولیین سواء کان تعلق البائن بکل من الطلقات الثلاث اوبالمجموع (۵) تقع المغلظة الا ان یقول الزوج انی اردت ان اجعل الرجعیتین بلفظ (بائن طلاق دیا) بائنین فیعتبر قولهٗ بالحلف[۲] (۲) حکمه حکم الخامس (۷) تقع المغلظة[۳] الاان یکون العرف

---

[۱] لو قال لزوجته انت طالق طالق طالق طلقت ثلثاً الخ الاشباه والنظائر ص ۲۱۹ القاعدة التاسعة اعمال الکلام اولی من اهماله، شامی کراچی ص۲۹۳ ج۳ باب طلاق غیر المدخول بها، عالمگیری کوئٹه ص۳۵۵ ج ۱ الباب الثانی، الفصل الاول فی الطلاق الصریح.

[۲] والقول قول الزوج فی ترک النیة مع الیمین، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۵ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات. (حاشیہ [۳] اگلے صفحہ پر)

ان یذکر قبل الطلاق لفظ ایک دوتین للتنبیه والایقاظ فیقع البائن.

(۸) حکمه حکم السابع (۹) حکمه حکم السابع (۱۰) حکمه حکم السابع (۱۱) حکمه حکم السابع (۱۲) حکمه حکم السابع (۱۳) حکمه حکم الخامس (۱۴) حکمه حکم الخامس (۱۵) تقع الطلقتان البائنان[۱] الا ان یقول ان اردت ان اجعل الرجعی بائناً بلفظ بائن طلاق دیا[۲] (۱۶) هذه طلقة واحدة بائنة[۳] (۱۷) تقع الطلقتان البائنتان (۱۸) حکمه حکم السابع عشر.

(۱) تقع المغلظة (۲) تقع المغلظة (۳) تقع المغلظة الا ان یقول انی اردت بلفظه صاف طلاق دیا، انه طلاق صریح لیس فیه کنایة فیصدق بالیمین فتقع الطلقتان (۴) تقع الطلقتان (۵) تقع الطلقتان (۶) تقع المغلظة (۷) تقع المغلظة (۸) هذه طلقة واحدة (۹) هذه طلقة واحدة (۱۰) هذه طلقة واحدة فی عرفنا لفظ صاف لایستعمل موقع الثلاث بل یستعمل فی مقابل الکنایة اما عرفکم فانتم اعلم به، والعرف فی الشرع له اعتبار لذا علیه الحکم قدیدار"[۴]

فقط واللّٰہ سبحانه تعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحکم

حررہ العبد محمود غفرلهٗ المبتلیٰ بامانة الافتاء بدارالعلوم دیوبند

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) ۳ إذا قال لامرأته انت طالق وطالق وطالق ولم یعلقه بالشرط إن کانت مدخولة طلقت ثلاثاً عالمگیری کوئٹہ ص ۳۵۵ ج ۱ الفصل الاول فی الطلاق الصریح.

(صفحہ هذا) ۱ والطلاق البائن یلحق الطلاق الصریح بان قال لها انت طالق ثم قال لها أنت بائن تقع طلقة أخر عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۷ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات، شامی کراچی ص ۳۰۶ ج ۳ باب الکنایات.

۲ طلقها واحدة بعد الدخول فجعلها ثلاثاً صح، کما لو طلقها رجعیاً فجعله قبل الرجعة بائناً أو ثلاثاً شامی کراچی ص ۳۰۵ ج ۳ کتاب الطلاق، باب الکنایات.

۳ انت طالقٌ بائن الی قوله فهی واحدةٌ بائنة إن لم ینو ثلاثاً، هدایه ص ۳۷۰، ۳۶۰ ج ۲ ص ۳۶۹، ۳۷۰ ج ۲ فصل فی تشبیه الطلاق الخ، کتاب الطلاق، مطبوعه تهانوی دیوبند، شامی کراچی ص ۲۷۶، ۲۷۷ ج ۳ باب الکنایات.

۴ سوال وجواب میں چونکہ عوام کے لئے کوئی خاص فائدہ کی چیز نہیں (بقیہ آئندہ پر)

فلانۃ بنت فلانۃ علیّ حرام کا حکم

سوال:- ماقولكم ايها العلماء العظام والفضلاء الكرام فی حق رجل قال لا مرأته فی حالة الغضب بغير نية الثلاثة وبغير حضورها فلا نة بنت فلانة علی حرام ويطرح ثلاثة مدر فی مرة الاولٰی حتی يقرر هٰذه الكلمة ثلاثة مرار وقعت الطلاق البائنة ام المغلظة ايجوز نكاح الرجل المذكور بالتحليل او بغير التحليل بينوا مع عبارات الكتب بالشرح والتفصيل!

الجواب حامداً ومصلياً

ان قال هٰذه الكلمة ثلاث مرات بانت بالاولٰی ولم تقع الثانية والثالثة لان البائن لا يحلق البائن (كما صرح فی الدر المختار[1] ص: ۴۲۶، ج:۲) وان قال مرة ونویٰ بها الثلاث وقعن وان نویٰ بها واحدة تقع واحدة وان نویٰ بهاظهاراً كان ظهاراً وان ايلاء كان ايلاءً، قال لا مرأته انت علی حرام ونحو ذٰلک كانت معی فی الحرام ايلاء ان نوی التحريم اولم ينو شيئاً وظهار ان نویٰ وهدر ان نوی الكذب ديانة وامّا قضاءً فايلاء قهستانی وتطليقة بائنة ان نوی الطلاق وثلاث ان نواها ويفتی بانه طلاق بائن وان لم ينوه لغلبة العرف ولذا لا يحلف به الا الرجال اهـ (درمختار[2] ج:۲، ص: ۸۵۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(گذشتہ کا بقیہ) اسلئے سوال وجواب کا ترجمہ نہیں کیا گیا تاہم اگر کسی کو اسکے سمجھنے کا شوق ہو تو کسی اہل علم سے سمجھ لے۔

[1] الدرالمختار علی الشامی كراچی ص:۳۸، ج:۳، باب الكنايات. مطلب الصريح يلحق الصريح الخ، المحيط البرهانی ص۴۸۰ج۴ نوع آخر فی الرجوع عن التفويض، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهيل، تاتارخانيه كراچی ص۳۷۳ج۳ ومما يتصل بهذا الفصل ايقاع الطلاق علی المبانة.

[2] الدرا لمختار مع الشامی كراچی ص: ۴۳۳، ج:۳، مطبوعه نعمانيه ص۵۵۳، ج۲، مطلب فی قوله انت علی حرام، باب الايلاء، مجمع الأنهر ص۱۰۰ ج۲ باب الإيلاء، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص۲۶۸ باب الايلاء.

لفظ حرام سے طلاق

سوال :- ایک شخص نے اپنی زوجہ کوکسی خانگی معاملات کی تکرار پر غصہ کی حالت میں یوں کہہ دیا کہ تو مجھ پر حرام ہے، اور میرے گھر سے نکل جاؤ اپنے باپ کے یہاں چلی جاؤ اس کے بعد زوجہ مذکورہ دو ماہ شوہر کے پاس رہی اور صحبت بھی بدستور سابقہ ہوتی رہی، دو ماہ بعد زوجہ مذکورہ برضا مندی شوہر اپنے باپ کے یہاں پہنچی اس نے یہ واقعہ تکرار مع ان الفاظ کے جو اوپر تحریر ہے اپنے والدین سے بیان کیا یہ سن کر والدین نے لڑکی کو شوہر کے ہمراہ اب تک نہیں بھیجا اور کہتے ہیں طلاق پڑگئی، اس تکرار کو جو شوہر سے ہوئی تھی، پانچ ماہ ہو گئے۔ پس صورت مسئولہ میں کیا حکم ہے، اگر طلاق پڑگئی تو جواز کی کیا صورت ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں ایک طلاق پڑگئی، اور وہ بائن پڑی اس کا حکم یہ ہے کہ اگر طرفین رضا مند ہوں تو دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے: **وان كان الحرام فی الاصل كناية يقع بها البائن لانه لما غلب استعماله فی الطلاق لم يبق كناية ولذا لم يتوقف علیٰ النية او دلالة**

(**گذشتہ صفحہ کا سوال وجواب کا خلاصہ**) **ـــــ خلاصة سوال**: علماء کرام اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، جس نے اپنی بیوی کے بارے میں بحالت غضب بلا نیت ثلاثہ بیوی کی غیر موجودگی میں کہا فلانة بنت فلانة مجھ پر حرام ہے، پہلی دفعہ میں اس نے تین کنکریاں پھینکیں یہاں تک کہ تین دفعہ وہ اس کلمہ کا اقرار کرتا ہے طلاق بائنہ واقع ہوئی یا مغلظہ، حلالہ کی ضرورت پیش آئے گی، یا بلا حلالہ ہی نکاح جائز ہے، بحوالہ کتب مفصل تحریر فرمائیں۔١٢

خلاصۂ الجواب: حامدا ومصلیاً۔ اگر یہ کلمہ اس نے تین دفعہ کہا ہے تو پہلی دفعہ وہ بائنہ ہوگئی اور دوسری تیسری طلاق واقع نہ ہوگی، اس لئے کہ طلاق بائن، بائن کے ساتھ ملحق نہیں ہوتی، کما صرح فی الدر المختار ج:٢، ص:٦٢٧، اور اگر ایک دفعہ کہا اور تین طلاق کی نیت کی تو تین واقع ہوگئیں اور ایک کی نیت تو ایک واقع ہوگئی اور اگر اس سے ظہار کی نیت کی تو ظہار ہوگا ایلاء کی نیت کی تو ایلاء قال لا مرأته انت علی حرام ونحو ذلک الخ فقط.

الحال الخ (شامی[1] ص: ۷۱۷، ج: ۲) **والبائن یلحق الصریح لا البائن.** (تنویر[2])

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۲۴/۱۲/۵۳ھ

صحیح: عبد اللطیف ۲۸/ ذی الحجہ ۵۳ھ

تو مجھ پر حرام ہے سے طلاق

سوال: - زید نے اپنی مدخولہ بیوی کو بحالت غصہ بہ نیت طلاق تین مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے، حرام ہے، حرام ہے، اور اپنا مہر لے اور جا، تو طلاق بائن ہوگی یا مغلظہ، اور کیا کسی مفتی صاحب کا یہ فرمانا صحیح ہے، کہ پہلے لفظ سے بائنہ ہو کر محل طلاق نہیں رہی، اس لئے مغلظہ نہ ہوگی، صرف بائن ہوگی بدلیل فتاویٰ عالمگیری کہ "**البائن لا یلحق البائن**" اور بہشتی زیور کے یہ الفاظ کہ طلاق صریح ہو یا بالکنایہ اگر تین ہوں تو تین ہی مغلظہ ہونے پر دال ہے، طبیعت متزلزل ہے، تشفی فرمائیے۔ اگر مواقع کا اختلاف ہو تو تحریر فرمائیے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن بشرط العدة و البائن یلحق الصریح الصریح مالا یحتاج الٰی نیة بائناً کان الواقع به او رجعیاً لا یلحق البائن البائن اھـ

[1] شامی کراچی ص: ۲۹۹، ج: ۳، شامی نعمانیہ ص: ۴۶۴، ج: ۲، قبیل مطلب لا اعتبار بالاعراب. باب الکنایات، سکب الأنهر علی مجمع الأنهر ص۳۷ ج۲ فصل فی کنایات الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص۳۵۹ ج۲ باب الکنایات، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] شامی کراچی ص: ۳۰۶، ج: ۳، شامی نعمانیہ ص: ۴۶۹، ج: ۲، باب الکنایت، مطلب الصریح یلحق الصریح، مجمع الأنهر ص۴۰ ج۲ فصل فی کنایات الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص۳۶۲ ج۲ باب الکنایات، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

درمختار، قال الشامی تحت قوله الصریح ما لا یحتاج الیٰ نیة ولا یردانت علی حرام علیٰ المفتی به من عدم توقفه علیٰ النیة مع انه لا یلحق البائن ولا یلحقه البائن لکونه بائنا لما ان عدم توقفه علیٰ النیة امر عرض له لا بحسب اصل وضعه اھ (رد المحتار[1] ص: ۴۴۵، ج: ۲، باب الکنایات)

عبارات منقولہ سے چند امور معلوم ہوئے، اول یہ کہ صریح وہ ہے، جس میں نیت کی احتیاج نہ ہو عام اس سے کہ طلاق اس سے رجعی واقع ہو یا بائن، دوم یہ کہ بائن کے بعد بائن واقع نہیں ہوتی، سوم یہ کہ **انتِ علی حرام** (تو مجھ پر حرام ہے) سے بلا نیت مفتی بہ قول پر طلاق واقع ہو جاتی ہے، (تو گویا یہ لفظ صریح ہوا اور صریح سے صریح لاحق ہو ہی جاتی ہے، اور تین مرتبہ کہنے سے مغلظہ ہو جاتی ہے۔) تو صورت مسئولہ میں مغلظہ ہو جانی چاہئے (تو مجھ پر حرام ہے) سے نہ بائن کے بعد طلاق واقع ہوتی ہے، نہ اس کے بعد بائن ہوتی ہے کیوں کہ اس کا نیت پر موقوف نہ رہنا بلا نیت طلاق واقع ہو جانا اصل وضع کی وجہ سے نہیں بلکہ عارض کی وجہ سے ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں طلاق مغلظہ نہیں ہوئی، بائن ہی ہوئی ہے۔

بہشتی زیور کے جو الفاظ آپ نے نقل کئے ہیں، وہ مجھے نہیں ملے کس باب میں ہیں، البتہ چوتھے حصہ کے ص: ۲۱ تیرہویں باب تین طلاق دینے کا بیان مسئلہ کے اخیر میں یہ الفاظ ہیں، ''صاف لفظوں میں تین طلاقیں دی ہوں، یا گول لفظوں میں سب کا ایک حکم ہے'' اگر آپ کی مراد یہی الفاظ ہیں تو اس کا حاشیہ بھی دیکھئے لکھا ہے۔ ''بشرطیکہ تینوں طلاقیں واقع ہوگئی ہوں۔'' ایک مرتبہ طلاق بائن دی پھر نکاح کر لیا اس کے بعد دوسری مرتبہ طلاق بائن دی پھر نکاح کر لیا پھر تیسری

---

[1] الدر المختار مع الشامی نعمانیه ص: ۴۶۹، ج: ۲، مطبوعه کراچی ص: ۳۰۸،۳۰۶ ج۳. باب الکنایات، مطلب الصریح یلحق الصریح، سکب الأنهر علی مجمع الأنهر ص ۴۰، ۴۱ ج ۲ فصل فی کنایات الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص ۳۶۲، ۳۶۳ ج ۲ باب الکنایات، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

مرتبہ طلاق بائن دی اب نکاح بھی جائز نہیں، (اختری بہشتی زیور[۱]) اب امید ہے کہ کوئی تردد باقی نہ رہے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۶/۱۰/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۸/ شوال المکرّم ۵۸ھ

حلال کام کو حرام کرنا سے طلاق

سوال:- بیوی نے کہا میں نے اس کام (جماع) کی قسم کھا رکھی ہے، مرد نے کہا کہ اگر تم نے قسم کھا رکھی ہے، تو میں نے بھی یہ کام حرام کرلیا ہے، مرد کہتا ہے کہ میں نے غصہ میں ایسا کہہ دیا تھا میری نیت طلاق کی نہ تھی، مطلع فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی، البتہ یمین منعقد ہوگئی اب اگر جماع کرے گا تو کفارۂ یمین لازم ہوگا، عورت نے چونکہ قسم کھا رکھی ہے، تو جماع کی صورت میں تو اس کے ذمہ بھی مستقل کفارہ لازم ہوگا، اگر اس طرح کہتا میں نے عورت کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے، تو طلاق واقع ہوجاتی[۲]: **تحریم الحلال یمین** اھ (درمختار[۳] ص: ۹۶، ج:۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲/۱/۶۳ھ

صحیح: عبد اللطیف ۲/۱/۶۳ھ

---

[۱] بهشتی زیور ص ۲۳، ج۴، تین طلاق دینے کا بیان. مطبوعہ تھانوی دیوبند.

[۲] افتى المتأخرون فى انت على حرام بانه طلاق بائن للعرف بلا نية الخ شامى زكريا ص ۴۶۴ ج ۴ باب الصريح، مطلب فى قول البحران الصريح يحتاج، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص ۳۷ ج ۲ فصل فى كنايات الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۳۵۹ ج ۲ باب الكنايات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

آزاد کر چکا ہوں، قطعی کر چکا ہوں، مجھ پر حرام اور شہادت فاسق کا حکم

سوال :- گواہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے شوہر سے کہا کہ تم اپنی عورت کو کیوں آباد نہیں کرتے، اور بچوں کا خرچ کیوں نہیں دیتے، اس نے گواہوں کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں عورت کو آزاد کر چکا ہوں، قطعی کر چکا ہوں، مجھ پر حرام ہے۔

اب قابل دریافت یہ ہے کہ کیا یہ الفاظ کنایہ ہیں، پھر تحقیقی فیصلہ سننے کے لئے پیش ہوئے خاوند نے جب فیصلہ سننے کے لئے ان گواہوں کے بیان سنے، تو منکر ہو گیا، ان الفاظ کے صادر ہونے کا بھی منکر ہے، اور عورت پر طلاق واقع ہونے کا انکار ان لفظوں سے کرتا ہے، فقط انکار کرتا ہے اور ان الفاظ سے نیت بھی کچھ بیان نہیں کرتا، اور الفاظ کی اطلاع گواہوں کو دینے سے بھی انکار کرتا ہے، ان میں سے دو گواہ تو مستور الحال قابل سماعت ہیں، اور مشہور الفسق ہیں مثبت نہیں ہو سکتے ان میں سے ایک عورت کا ماموں ہے، کتاب عینی شرح کنز تیسری جلد مطبوعہ نول کشور کتاب الشہادت باب اختلاف الشہود ص:۳۴۴، میں جو مسئلہ تحریر ہے کہ نکاح کے دعوی میں اگر عورت کے شہود اختلاف کریں تو دعویٰ رد ہے، کیونکہ اس کا دعویٰ مہر ہے، نکاح کے دعویٰ میں، اگر خاوند کے گواہ آپس میں اختلاف کریں تو خاوند کا دعویٰ رد ہے، اب وقوع طلاق بائن بالفاظ مذکورہ بالا گواہوں نے بیان کئے ہیں، کیا یہ مترادف ہم معنی ہیں ان سے طلاق بائن واقع ہو گی یا ان سے اختلاف سمجھا جائے گا، اور شہادت رد ہو گی اور عورت پر ان الفاظ سے طلاق بائن واقع نہ ہو گی یا ہو جائے گی۔

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۱] الدر المختار علی الشامی کراچی ص: ۷۳۰، ج:۳، شامی نعمانیہ ص: ۶۳، ج: ۲ .مطلب تحریم الحلال. کتاب الایمان، تاتارخانیہ کراچی ص ۴۱۶ ج ۴ کتاب الایمان، نوع فی الحلف باسماء اللّٰہ تعالٰی، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۹۲ ج ۴ کتاب الایمان.

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ گواہوں کا اختلاف مؤثر نہیں کیوں کہ ایک وقت کے کہے ہوئے الفاظ کی شہادت نہیں دے رہے ہیں، لہٰذا اس اختلاف کی وجہ سے شہادت رد نہیں کی جاسکتی [1]۔

(۱) عورت کو آزاد کر چکا ہوں، ہمارے عرف میں بمنزلہ صریح ہے، اس لفظ سے بلانیت بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، جس جگہ یہ عرف نہ ہو وہاں یہ حکم نہ ہوگا: **سرحتک کناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح فاذا قال** رہا کردم **اى سرحتك يقع به الرجعى مع ان اصله كناية ايضاً ومَا قد مر ان الصريح ما لم يستعمل الا فى الطلاق من اى لغة كانت اهـ** (رد المحتار [2] ج: ۲، ص: ۷۱۷)

(۲) قطعی کر چکا ہوں، یہ کنایہ ہے اس میں نیت کی ضرورت ہے، لیکن دلالت حال سے نیت کا ظہور ہوجاتا ہے، اور بوقت نیت اس لفظ سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے: **بائن ومُرادفها كبتة وبتلة الخ.** (درمختار) **قوله بائن من بان الشى انفصل اى منفصلة من وصلة النكاح او عن الخير قوله كبتة من البت بمعنى القطع فيحتمل ما احتمله البائن وبتلة من البتل وهو الانقطاع اهـ** (شامی [3] ج: ۲، ص: ۷۱۸)

---

[1] قد ذكر فى الشرح المحال عليه مسائل لا يضر فيها اختلاف الشاهدين الى قوله الحادية والعشرين قال لامرأته ان كلمت فلانا فانت طالق فشهد احدهما انها كلمته غدوة والآخر عشية طلقت لان الكلام يتكرر فيمكن انها كلمته فى الوقتين، الدر المختار مع الشامى زكريا ص۷۰۶، ۷۰۹ ج۶ كتاب الوقف، مطلب ذكر مسائل استطرادية خارجة الخ، البحر الرائق كوئٹه ص۱۰۱ ج۷ كتاب الشهادة، باب الاختلاف فى الشهادة عالمگیری کوئٹه ص۵۰۸ ج۳ كتاب الشهادة، الباب الثامن فى الاختلاف بين الشاهدين.

[2] شامى كراچى ص: ۲۹۹، ج۳، شامى نعمانيه ص: ۴۶۴، ج: ۲. باب الكنايات، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص۳۷ ج۲ فصل فى كنايات الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۹ ج۱ الفصل السابع فى الطلاق بالالفاظ الفارسية.

[3] شامى كراچى ص: ۲۹۹، ج:۳، شامى نعمانيه ص: ۴۶۴، ج: ۲، قبيل مطلب لا اعتبار بالاعراب. باب الكنايات، تبيين الحقائق ص۲۱۶ ج۲ باب الكنايات، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۳) ''مجھ پر حرام ہے'' یہ لفظ اگر چہ اپنے لفظ کے اعتبار سے کنایہ ہے مگر دلالت عرف کی بناء پر اس سے بلانیت طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے، لیکن بائنہ کے بعد بائنہ واقع نہیں ہوا کرتی، پس دوسرے لفظ سے وقوع طلاق کی تقدیر پر اس سے طلاق واقع نہ ہوگی[۱] **قوله حرام وسيأتي وقوع البائن به بلا نية في زماننا للتعارف لا فرق في ذٰلک بين محرمة وحرمتک سواء قال على اولا وان كان الحرام في الاصل كناية يقع بها البائن لانه لمّا غلب استعماله في الطلاق لم يبق كناية ولذا لم يتوقف علٰى النية او دلالة الحال المتعارف به ايقاع البائن لا الرجعي اذا طلقها تطليقة بائنة ثم قال لها في عدتها انت على حرام وهو يريد به الطلاق لم يقع عليها شيئ لانه صادق في قوله هي على حرام وهي مني بائن اهـ اى لانه يمكن جعل الثاني خبراً عن الاوّل اهـ** (درمختار[۲] وشامی مختصراً)

صورت مسئولہ میں نکاح میں کوئی اختلاف ہی نہیں، نفس نکاح زوجین کو مسلم ہے، اختلاف تطلیق میں ہے، شہادت فاسق پر حکم کرنا لازم نہیں ہوتا لیکن اگر حاکم حکم کردے گا تو وہ نافذ ہوجائیگا: **ان القاضي لوقضٰى بشهادة الفاسق يصح عندنا اهـ** (مجمع[۳] الانهر ج:۲، ص:۱۸۸)

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) مطبوعہ امدادیہ ملتان، النهر الفائق ص۳۵۸ ج۲ باب الكنايات، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

(**صفحہ ہٰذا**) [۱] لا يلحق البائن البائن مجمع الأنهر ۴۱ ج۲ فصل في كنايات الطلاق، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، عالمگيري كوئٹه ص۳۷۷ الفصل الخامس في الكنايات، النهر الفائق ص۳۶۳ ج۲ باب الكنايات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] شامی کراچی ص: ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۸ ج۳، شامی نعمانیه ص: ۴۶۴، ج: ۲، قبيل مطلب لااعتبار بالاعراب ومطلب الصريح يلحق الصريح، باب الكنايات، سكب الأنهر مع مجمع الأنهر ص۳۷، ۴۱ ج۲ فصل في كنايات الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص۳۵۹، ۳۶۳ ج۲ باب الكنايات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] مجمع الانهر ص: ۲۶۲، ج:۳، كتاب الشهادات. مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ص۶۳ ج۷ كتاب الشهادات، الدر المختار مع الشامي كراچی ص۴۶۵، ۴۶۶ ج۵ كتاب الشهادات.

اسی طرح رشتہ دار کی شہادت پر حکم کرنے سے بھی نافذ ہوجائے گا: **اذا قضٰی بشهادة الاعمٰی او المحدود فی القذف اذا تاب او بشهادة احد الزوجين مع اٰخر لصاحبه او بشهادة الوالد لو لده او عكسه نفذ حتٰى لا يجوز للثانی ابطاله** اھ (مجمع[1] الانہر ص:۱۹۵، ج:۲)

پس اگر قاضی نے شہادات مذکورہ پر وقوع طلاق کا حکم نافذ کردیا، تو وہ بھی لازم ہوگیا، اگر حاکم نے حکم نہیں کیا اور شوہر نے کوئی لفظ صریح یا بمنزلہ صریح نہیں کہا، اسی طرح کوئی کنایہ مع نیت یا قائم مقام نیت کے نہیں کہا تو طلاق واقع نہیں ہوئی، اگر عورت نے خود صریح لفظ یا بمنزلہ صریح سنا یا اس کو کسی آدمی نے اس کی خبر دی ہے، اور عورت کو اس کا یقین ہوگیا تو عورت کے لئے جائز نہیں کہ اس شوہر کو اپنے اوپر قابو دے تاوقتیکہ شرعی طریق پر حلالہ نہ ہوجائے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/ربیع الثانی ۵۹ھ

’’تجھ پر میرے گھر کا کھانا حرام ہے‘‘ کہنے سے طلاق

سوال:- زید نے اپنی منکوحہ سے کہا کہ تجھ پر میرے گھر کا کھانا حرام ہے، کسی عالم سے پوچھ لے، جس سے منکوحہ نے پردہ شروع کردیا ہے، یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ زید اس سے پہلے بھی ایک مرتبہ ایک طلاق دے چکا ہے، لیکن ایک صاحب کے سمجھانے سے اس کی منکوحہ نے اپنے تعلقات باقی رکھے، اب جملۂ ماقبل کہ ’’تجھ پر میرے گھر کا کھانا حرام ہے، کسی عالم سے پوچھ لے‘‘

---

[1] مجمع الانہر ص: ۲۷۱، ج:۳، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] والمرأة كالقاضی لا يحل لها ان تمكنه اذا سمعت منه ذلک او شهد به شاهد عدل عندها. (عالمگیری ص: ۳۵۴، ج: ۱) ايقاع الطلاق، الفصل الاول فی الطلاق الصريح، شامی زكريا ص۴۶۳ ج۴ باب الصريح، مطلب فی قول البحر الخ، تبيين الحقائق ص۱۹۸ ج۲ باب الطلاق، مطبوعه امداديه ملتان.

طلاق ماقبل پر دلالت کرتا ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کون سی؟ اور کیا اس صورتِ حال کے پیشِ نظر کوئی ایسی صورت ہے جس سے تعلقات باقی رکھے جائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اِس جملہ سے کہ ''تجھ پر میرے گھر کا کھانا حرام ہے'' کوئی طلاق نہیں ہوئی[1] نہ یہ کسی ماقبل کی طلاق پر دلالت کرتا ہے، جب کہ اس پہلی طلاق کے بعد رجعت ہو کر تعلقِ زوجیت باقی رہا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اب میرا تجھ سے کوئی رابطہ نہیں سے طلاق

سوال:-صورت مسئولہ یہ ہے کہ زید کی شادی ہندہ سے تقریباً ڈیڑھ سال قبل ہوئی زید آزادمنش ثابت ہوا، شروع ہی سے رنجشیں شروع ہوگئیں، کچھ عرصہ قبل ہندہ اپنے میکے آئی ہوئی تھی، بغرضِ ملاقات زید آیا اور حسبِ سابق رنجش شروع ہوگئی، زید نے ہندہ کو ساتھ لے جانا چاہا، مگر ہندہ ان حالات میں جانے کو تیار نہیں ہوئی، کہ مار پٹائی تک نوبت آگئی تھی، اس پر زید یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا، میں یہاں سے جارہا ہوں تو میرے لئے مرچکی میں تمہارے لئے مرچکا، اب میرا تجھ سے کوئی رابطہ نہیں رہا، ہمیشہ اپنے ماں باپ کے گھر رہ، میں تیری کوئی خبر نہیں لوں گا، میں طلاق دے کر جارہا ہوں، میرے جانے کے بعد تم عدت میں بیٹھ جانا، جب تنازعہ ہوا ہندہ چار ماہ کی

---

[1] اس لئے کہ یہ نہ تو صریح لفظ ہے اور نہ ہی کنائی ہے، اور نہ طلاق دینے کے لئے مستعمل ہوتا ہے: الطلاق رفع قید النکاح فی الحال او المآل بلفظ مخصوص هو ما اشتمل علی الطلاق صریحاً او کنایة الخ. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص:۴۲۴، ج:۴، مطبوعه کراچی ص:۲۲۶، ج:۳، اول کتاب الطلاق، البحر الرائق زکریا ص ۴۱۰ ج۳ کتاب الطلاق، عالمگیری کوئٹه ص۳۴۸ ج ۱، کتاب الطلاق، الباب الاول فی تفسیره.

حاملہ تھی وہ خاوند کے جانے کے بعد غسل خانہ میں گرگئی اور خاوند کے جانے کے چھٹے روز اسپتال میں اسقاط ہوگیا۔

(۱) مذکورہ بالا عبارت سے طلاقِ رجعی ہوئی یا بائن؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) زید کے الفاظ ''اب میرا تجھ سے کوئی رابطہ نہیں رہا، ہمیشہ اپنے ماں باپ کے گھر رہ'' یہ کنایات طلاق ہیں، اگر طلاق کی نیت سے کہے جائیں تو طلاق بائن ہوتی ہے،[۱] ان الفاظ کے بعد صریح طلاق کا بولنا یہ قرینہ ہے، کہ یہ الفاظ طلاق کے لئے کہے گئے ہیں، لہٰذا ان سے ایک طلاقِ بائنہ واقع ہوئی، پھر صریح لفظ طلاق بولا اس میں نیت کی بھی حاجت نہیں، اس سے دوسری طلاق واقع ہوگئی وہ بھی بائن ہی ہوئی، کیونکہ بائن کے بعد رجعی کا محل نہیں رہا۔ **الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن اھ درمختار قوله ویلحق البائن کما لو قال لها انتِ بائن ثم قال انتِ طالق واذا لحق الصریح البائن کان بائناً لان البینونة السابقة علیه تمنع الرجعة کما فی الخلاصة اھ** (شامی[۲] مختصراً ص: ۴۶۹، ج: ۲) اب رجعت کا حق نہیں رہا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] وفی الفتاویٰ لم یبق بینی وبینک عمل ونوی یقع کذا فی العتابیة. (عالمگیری ص۳۷۶، ج۱، الفصل الخامس فی الکنایات، بزازیة علی الهندیة کوئٹه ص۱۹۹ ج۴ الثانی فی الکنایات، نوع آخر فی المتفرقة، قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص۴۶۸ ج۱ فصل فی الکنایات والموالات.

[۲] شامی کراچی ص: ۳۰۶، ج:۳، مطبوعه نعمانیه ص: ۴۶۹، ج: ۲. مطب الصریح یلحق الصریح، باب الکنایات، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۷ ج۱ الفصل الخامس فی الکنایات، مجمع الانهر ص۴۰ ج۲ فصل فی الکنایات، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

تو میری بیوی ہونے کے لائق نہیں، اب میرا تیرا کوئی واسطہ نہیں کا حکم

سوال:- زید نے اپنی بیوی حمیدہ خاتون پر خانگی نزاعات کے زیرِ بحث چند ایسے فقرے استعمال کئے جس سے طلاق کا احتمال ہے، مثلاً زید نے کہا کہ میں تجھے رکھنا نہیں چاہتا، تو میری بیوی ہونے کے لائق نہیں، تو اپنے میکہ چلی جا، اب میرا تیرا کوئی واسطہ نہیں، یا مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں، بروقت حمیدہ باپ کے گھر ہے، اور اپنے کو مطلقہ تصور کر رہی ہے، اب زید اپنے کہے ہوئے الفاظ واپس لے رہا ہے کہ میں نے ایسے الفاظ استعمال نہیں کیا ہے کہ جس سے حمیدہ اپنے آپکو مطلقہ تصور کر رہی ہے گو کہ مجمع عام میں مندرجہ الفاظ زید نے کہے ہیں جس کے شاہد خصوصاً لڑکی کے باپ کے علاوہ دو آدمی اور ہیں، زید سے چند مخصوص لوگوں نے کہا کہ حمیدہ کا اور تمہارا تعلق اچھا نہیں، لہٰذا تم قطعِ تعلق کر لو، زید نے قطعی اور آخری یہی جواب دیا کہ میں کسی قیمت پر طلاق نامہ اور قطعِ تعلق نہیں کر سکتا، میں اپنی دوسری شادی کروں گا، اس کو اور اسکے گھر والوں کو پریشان کرتا رہوں گا، لڑکی کے باپ نے بذریعۂ عدالت یہ تصفیہ چاہا، لیکن اس میں بھی کوئی کامیابی کی صورت نہیں آئی، یعنی زید نے شاید یہ کہا ہے کہ میں عدالتی سمن پر عدالت حاضر نہیں ہوں گا، مجھے خودکشی کرنی ہے۔

جواب طلب یہ ہے کہ پیراگراف کے مستعملہ الفاظ سے کوئی طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ مع اقسامِ طلاق تحریر فرمائیں، دوسری بات یہ ہے کہ اگر عدالتی کارروائی پر زید عدالت پر حاضر نہیں ہوتا تو اس کی عدمِ موجودگی میں مجسٹریٹ یا منصف حمیدہ کے موافق فسخِ نکاح کا حکم دیدے تو ایسی صورت میں وہ طلاق از روئے مسئلہ جائز ہوگی یا نہیں؟ اور کیا حمیدہ دوسری شادی کر سکتی ہے، یا نہیں؟ تیسری بات یہ ہے کہ زید خلع پر بھی رضامند نہیں ہے، ان تمام صورتوں کے پیش نظر حمیدہ کو اپنے

آپ کو مطلقہ تصور کرنا کیونکہ زید نے متعدد بار ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں یہ کیسا ہے؟ نیز حمیدہ کی رہائی کس قدر ممکن ہے، ان دونوں کے اوقات بسر کی کوئی اچھی صورت نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کے نقل کردہ جملوں میں صریح طلاق کا کوئی ذکر نہیں ہے، البتہ طلاقِ کنائی کے الفاظ ضرور ہیں، مگر وہ ایسے ہیں کہ اس سے طلاق واقع ہونے کا مدار زید کی نیت پر ہے، اگر زید نے بہ نیتِ طلاق یہ الفاظ کہے ہیں تو اس سے طلاقِ بائن واقع ہوگی[۱] جس کا حکم یہ ہے کہ شوہر کو رجعت کا حق نہیں رہا، لیکن طرفین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح درست ہے[۲] اگر بیوی رضامند نہ ہو تو بعد عدت اس کو دوسری جگہ نکاح کا اختیار ہے، اگر زید نے بہ نیتِ طلاق وہ الفاظ نہیں کہے تو اُن سے کوئی طلاق واقع نہ ہوئی، بدستور نکاح قائم ہے، نیت کے بارے میں شوہر کا ہی قول معتبر ہوگا[۳] اگر زید حقوقِ زوجیت ادا نہیں کرتا اور بیوی پریشان ہے، اور اس کے گذارے کی کوئی صورت نہیں ہے، تو مجبوراً حاکم مسلم بااختیار کی عدالت سے یا شرعی پنچایت سے تفریق حاصل کرسکتی ہے، حاکم کا مسلمان ہونا ضروری ہے، اگر بیوی کی شکایت شہادتِ شرعیہ سے ثابت ہو جن کی بنا پر حقِ تفریق

---

[۱] ولو قال ما انت لی بامرأة او لست لک بزوج ونوى الطلاق يقع الى قوله لم يبق بيني وبينک عمل ونوى يقع، عالمگیری کوئٹہ ص۳۷۵،۳۷۶ ج۱، الفصل الخامس فی الکنایات، البحر الرائق کوئٹہ ص۳۰۴، ۳۰۵ ج۳، باب الکنایات، قاضیخان علی الهندیة کوئٹہ ص۴۶۸ ج۱ فصل فی الکنایات.

[۲] وله ان يتزوج مبانته بما دون الثلاث فی الحرة وبما دون الثنتين فی الامة فی العدة وبعدها، مجمع الأنهر ص۶۷ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمية بیروت، عالمگیری کوئٹہ ص۴۷۲ ج۱ الباب السادس فی الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، النهر الفائق ص۴۲۰ ج۲ باب الرجعة، فصل فيما به تحل، مطبوعه دار الکتب العلمية بیروت.

[۳] والقول له بيمينه فی عدم النية الخ الدر المختار علی الشامی زکریا ص۵۳۳ ج۴ باب الکنایات، مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا، مجمع الأنهر ص۳۸ ج۲ فصل فی کنایات الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمية بیروت، البحر الرائق کوئٹہ ص۳۰۵ ج۳ باب الکنایات.

حاصل ہو، اور عدالت کے طلب کرنے پر بھی شوہر حاضر نہ ہو تو ثبوتِ شرعی پر اس کی عدمِ حاضری کی صورت میں بھی تفریق کی جاسکتی ہے، اس کی پوری تفصیل "الحیلة الناجزه"[1] میں درج ہے، اگر شوہر تو حقوقِ زوجیت ادا کرتا ہے، مگر بیوی اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی اور طلاق لے کر دوسرے سے نکاح کرنا چاہتی ہے، تو اس کے لئے ایسا کرنا شرعاً نہایت مذموم فعل ہے۔[2]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفی عنہ دار العلوم دیو بند ۸۸/۱/۲۴ھ

میرا تیرا کچھ واسطہ نہیں کا حکم

سوال:- ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک مرتبہ طلاق دی یا یہ کہا کہ تجھ کو میں نے آزاد کی یا یہ کہا کہ میرا تیرا کچھ واسطہ نہیں، غرض کہ تینوں لفظوں میں سے کوئی سا لفظ اس نے کہا تو عورت کو طلاق پڑ گئی یا نہیں اب عورت کے لئے کیا حکم شرعی ہے۔

الجواب حامداً ومصلياً

اگر صریح لفظ سے طلاق دی ہے تو طلاق واقع ہوگئی، نیت کی ہو یا نہ کی ہو[3] اور لفظ "میں نے

---

[1] الحيلة الناجزه ص: ۶۱، ۶۲ حكم زوجۂ متعنت، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

[2] فِيْ حَدِيْثِ ثَوْبَانَ مَرْفُوعاً اَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقاً فِي غَيْرِ مَا بَأسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ. مشكوٰة ص: ۲۸۳، باب الخلع والطلاق، مرقاة شرح مشكوٰة ص ۴۷۵ ج ۳ باب الخلع والطلاق، الفصل الثاني، مطبوعه بمبئى، بذل المجهود ص ۲۹۴ ج ۳ كتاب الطلاق، باب في الخلع، مطبوعه رشيديه سهارنپور.

ترجمہ:- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے، جو عورت اپنے شوہر سے بلا کسی وجہ کے طلاق کا سوال کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

[3] واما الصريح فهو اللفظ الذى لا يستعمل الا فى حل قيد النكاح وهو لفظ الطلاق او التطليق مثل قوله انت طالق او انت الطلاق هذا النوع صريحا وهذه الالفاظ ظاهر المراد (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

آزادی کی'' ہمارے عرف میں بمنزلہ صریح ہے، اس سے بھی بلانیت ایک طلاق رجعی واقع ہوجاتی ہے[1] اس لفظ سے اور صریح لفظ سے ایک یا دومرتبہ طلاق دینے کے بعد عدت کے اندر رجعت جائز ہے[2] اور بعد عدت تراضیٔ طرفین سے نکاح درست ہے[3] اور تین مرتبہ کہنے کے بعد بلا حلالہ کے رکھنا درست نہیں[4] اور لفظ ''میرا تیرا کچھ واسطہ نہیں'' کنایات میں سے ہے، پس اگر اس سے طلاق کی نیت کی ہے، تو طلاق بائن واقع ہوگئی اس کا حکم یہ ہے کہ تراضیٔ طرفین سے نکاح درست ہے، بلا نکاح رکھنا درست نہیں، اور حلالہ کی ضرورت نہیں، بعد عدت عورت دوسرے سے

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) لأنها لا تستعمل الا في الطلاق عن قيد النكاح فلا يحتاج فيها الى النية لوقوع الطلاق الخ بدائع الصنائع كراچى ص ١٠١ ج٣ فصل ومنها النية فى احد نوعى الطلاق، الدر المختار مع الشامى زكريا ص٤٥٧، ٤٦٠ ج٤ باب الصريح، مجمع الأنهر ص ١١ ج٢ باب ايقاع الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

(صفحہ ہٰذا) [1] بخلاف فارسية قوله سرحتك وهو رها كردم لانه صار صريحا فى العرف على ما صرح به نجم الزاهد الخوارزمى فى شرح القدورى الى قوله فان سرحتك كناية لكنه فى عرف الفرس غلب استعمال فى الصريح فاذا قال رها كردم اى سرحتك يقع به الرجعى مع انه كناية ايضاً الخ، شامى زكريا ص ٥٣٠ ج٤، باب الكنايات، قبيل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا، عالمگيرى كوئٹه ص ٣٧٩ ج ١ الفصل السابع فى الطلاق بالالفاظ الفارسية، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص٣٧ ج٢ فصل فى كنايات الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذلك او لم ترض، عالمگيرى كوئٹه ص ٤٧٠ ج ١ الباب السادس فى الرجعة، مجمع الأنهر ص ٨٠ ج٢ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، كنز مع البحر كوئٹه ص ٥٠ ج٤ باب الرجعة.

[3] وله ان يتزوج مبانته بما دون الثلاث فى الحرة وبما دون الثنتين فى الامة فى العدة وبعدها، مجمع الأنهر ص٨٧ ج٢ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ٥٦ ج٤ باب الرجعة، فصل، تاتارخانيه كراچى ص ٢٠٣ ج٣ الفصل الثالث والعشرون فى مسائل المتعلقة بنكاح المحلل.

[4] ولا تحل الحرة بعد الطلقات الثلاث لمطلقها لقوله تعالىٰ فإن طلقها فلا تحل له ولا الامة بعد الثنتين الا بعد وطئ زوج آخر بنكاح صحيح ومضى عدته الخ مجمع الأنهر ص٨٨ ج٢ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص٢٥٧ ج٢ باب الرجعة، فصل، مطبوعه امداديه ملتان، عالمگيرى كوئٹه ص ٤٧٣ ج ١ الباب السادس فى الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة.

بھی نکاح کرسکتی ہے، اوراگراس لفظ سے طلاق کی نیت نہیں کی تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی: **وفی الفتاویٰ لم یبق بینی وبینک عمل ونویٰ یقع کذا فی العتابیة.** (عالمگیری[1] ص: ۳۹۴، ج: ۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۱/۲/۵۴ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۲/صفر ۵۴ھ

''جہاں چاہے بھیج دو'' سے طلاق

سوال:- ایک لڑکی کی شادی ہوئی، مگر بعد رخصتی کے اس کا خاوند لڑکی کو لے کر سسرال گیا اور رہنے لگا، چند دن بطور مہمان کے رکھا، مگر جب عرصہ کئی ماہ کا گذر گیا تو لڑکی کے والدین نے کہا کہ بھائی یوں بیکار پڑنے سے کیا ہوتا ہے، کچھ کرنا بھی چاہئے، آخر خرچ کرنے کو کہاں سے آئے، لڑکے نے جواب دیا کہ اگر تم ہمارا دونوں کا خرچ برداشت کرسکتے ہو تو ٹھیک ہے، ورنہ تمہیں اختیار ہے، میں تو تمہاری لڑکی کو جب ہی رکھ سکتا ہوں جب کہ تم ہم دونوں کا خرچ برداشت کرو، لہٰذا وہ یہ سن کر چپ ہوگئے، اس لئے کہ شاید کچھ سمجھ میں آجائے، یہاں تک کہ چار سال تک کچھ نہیں کہا بلکہ ایک بچہ بھی پیدا ہوا، انہوں نے پھر کہا کہ بھائی اب تو تم بجائے، دو کے تین ہوگئے ہو، اب تو کچھ کام کرو، مگر پھر یہی جواب دیا کہ کما کر کھلانا میرے بس کا کام نہیں ہے، تمہیں اپنی لڑکی کا اختیار ہے، جہاں چاہے، بھیج دو، میں کہہ چلا، لہٰذا اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شوہر نے یہ الفاظ طلاق کی نیت سے کہے ہیں تو ایک طلاقِ بائن واقع ہوگئی،[2] جس کا حکم

---

[1] عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۶ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات، قاضیخان علی الهندیة کوئٹہ ص ۴۶۸ ج ۱ فصل فی الکنایات والمدلولات، بزازیة علی الهندیة کوئٹہ ۱۹۹ ج ۴ الثانی فی الکنایات، نوع آخر فی المتفرقات.

[2] ولا یقع باربعة طرق علیک مفتوحة وان نوی ما لم یقل خذی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

یہ ہے کہ طرفین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کی اجازت ہے، خواہ عدت میں کریں یا بعدعدت کے[۱]، حلالہ کی ضرورت نہیں، اگرلڑکی رضامند نہ ہوتو وہ بعدعدت دوسری جگہ اپنا نکاح کرسکتی ہے۔

تنبیہ:-نیت کے بارے میں شوہر کا قول معتبر ہوگا[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۴/۹ھ

''مجھے تیری ضرورت نہیں، تو میکہ چلی جا'' سے طلاق کا حکم

سوال:-زید کا نکاح ہندہ سے ڈیڑھ سال ہوئے ہوا، میاں بیوی میں گھریلو باتوں پر بحث ہوجاتی تھی، جو کچھ جھگڑے کی صورت اختیار کرتی تھی، زید سخت مزاج تھا، جلد غصہ آجاتا تھا، اور بحالتِ غصہ یہ الفاظ کہہ دیتا کہ ''مجھے تیری ضرورت نہیں، تو میکے چلی جا، میکہ اسی بستی اور اسی محلّہ میں ہے ایک دن کسی بات پر بات ہوئی اور اسکو یہی الفاظ کہہ کر میکے میں بھیج دیتا ہے، ایک مرتبہ ہندہ کے والد نے زید کو بھی سمجھایا مگر یہی کہا کہ مجھے برداشت نہیں لڑکی کو سنبھالو مجھے ضرورت نہیں، اس قسم کے واقعات کئی مرتبہ پیش آئے، ایک دومرتبہ اپنے سسر سے بھی اس قسم کے الفاظ کہے، تو ان حالات پر یہ منکوحہ رہی یا نہیں، اگر نہیں رہی تو واپسی کی کیا صورت ہے؟

(بقیہ گذشتہ صفحہ کا) ای طریق شئت والاوجه ان تقع واحدة بائنة الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۵۵۱ ج۴ قبیل باب تفویض الطلاق، البحر الرائق کوئٹه ص ۳۰۴ ج۳ باب الکنایات، النهر الفائق ص ۳۶۱ ج۲ باب الکنایات، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

(صفحہ ہٰذا) [۱] إذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها، عالمگیری کوئٹه ص ۴۷۲ ج ۱ الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، تبیین الحقائق ص ۲۵۷ ج ۲ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه امدادیه ملتان، سکب الانهر مع مجمع الأنهر ص ۸۸ ج ۲ باب الرجعة.

[۲] والقول قوله مع یمینه فی عدم النیة، مجمع الأنهر ص ۳۸ ج ۲ فصل فی کنایات الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۵ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات، البحر الرائق کوئٹه ص ۳۰۵ ج ۳ باب الکنایات.

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ لفظ کہ مجھے تیری ضرورت نہیں، نہ صریح طلاق کا لفظ ہے، اور نہ کنایہ کا اس سے طلاق نہیں ہوتی: **ولو قال لا حاجة لی فیک ینوی الطلاق فلیس بطلاق ا ھـ** (فتاویٰ عالمگیری[1] ص: ۳۹۳، ج: ۲) لیکن اگر بیوی کو طلاق کی نیت سے یہ کہا ہے کہ ''تو میکے چلی جا'' تو اس سے طلاق ہوگئی اور طلاق کی نیت سے اگر نہیں کہا تو طلاق نہیں ہوئی[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۵/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۵/۸۷ھ

قرآن پاک کی بے ادبی کرنا اور بیوی کو میکہ پہنچا دینا

سوال:- ایک شخص نے اپنی بیوی کے سامنے سے قرآن شریف پڑھتے ہوئے اٹھا کر بہت بے ادبی سے دوسری جگہ ڈال دیا اور یہ کہا کہ ایسا قرآن اور نماز پڑھنے سے کیا فائدہ سب بیکار رہے اور پھر یہ کہا تو میری اماں ہے، مجھ کو تجھ سے کوئی کام نہیں تو اپنے ماں باپ کے یہاں چلی جا اس کے بعد وہ شخص خود اپنی بیوی کو اس کے ماں باپ کے یہاں چھوڑ گیا عرصہ ایک سال کا ہوا کوئی خبر نہ لی اب اس کے واسطے شرع کا کیا حکم ہے۔

---

[1] عالمگیری ص: ۳۷۵، ج: ۱، الفصل الخامس فی الکنایات، البحر الرائق کوئٹہ ص ۳۰۳ ج ۳ باب الکنایات، تاتارخانیہ کراچی ص ۳۱۷ ج ۳ الفصل الخامس فی الکنایات، نوع آخر فی قوله خلیة واشباهها.

[2] واما مدلولات الطلاق فهو مثل قوله اذهبی وقومی والحقی باهلک وما شاکلها اذا نوی بهٰذه الالفاظ یقع بائنا وان قال لم ارد به الطلاق او لم تحضره النیة لا یکون طلاقا الخ تاتارخانیه کراچی ص ۳۱۵ ج ۳ الفصل الخامس فی الکنایات نوع آخر فی قوله خلیة، انتقلی وانطلقی کالحقی وفی البزازیة وفی الحقی برفقتک یقع اذا نوی. عالمگیری ص: ۳۷۵، ج: ۱، الفصل الخامس فی الکنایات، البحر الرائق کوئٹہ ص ۳۰۱ ج ۳ باب الکنایات.

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن کریم کی بے ادبی کرنا سخت ترین گناہ ہے، اس سے ایمان جاتا رہتا ہے[1] جب اس نے اپنی بیوی کو یہ کہا کہ مجھ کو تیرے سے کوئی کام نہیں[2] تو اپنے ماں باپ کے یہاں چلی جا تو اس سے طلاق کی نیت کی یا نہیں، اگر طلاق کی نیت سے یہ کہا تب تو طلاق واقع ہوگئی[3] اور بعد عدت عورت کو نکاح ثانی درست ہے، اگر طلاق کی نیت نہیں کی تو طلاق نہیں ہوئی، اب عورت کو چاہئے کہ حاکم مسلم با اختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے، وہ میرے حقوق ادا نہیں کرتا، اس پر حاکم مسلم شوہر کو بلا کر کہے کہ تم اپنی زوجہ کے حقوق ادا کرو یا طلاق دیدو ورنہ ہم تفریق کردیں گے، اس پر شوہر کوئی صورت اختیار کرے تو خیر ورنہ حاکم مسلم با اختیار تفریق کردے، پھر بعد عدت عورت کو نکاح ثانی جائز ہے، اور بہتر تو یہ ہے کہ شوہر سے کسی طرح طلاق حاصل کرلی جائے یا خلع کرلیا جاوے[4] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۶۱/۸/۵ھ صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۶۱/۸/۵ھ

---

[1] اذا انكر اٰية من القرآن او استخف بالقرآن او عاب شيئا من القرآن او خطئ او سخر بآية منه كفر، مجمع الأنهر ص۵۰۷ ج۲ باب المرتد، ثم ان الفاظ الكفر انواع، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگيرى ص: ۲۶۶، ج: ۲، احكام المرتدين، كتاب السير، كتاب الشفا لقاضى عياض ص۲۵۰ ج۲ فصل فى حكم من استخف بالقرآن، مطبوعه موسسة الكتب الثقافية بيروت.

[2] ولو قال لاحاجة لى فيك ينوى الطلاق فليس بطلاق. عالمگيرى ص: ۳۷۵، ج: ۱ الفصل الخامس فى الكنايات، البحر الرائق كوئٹه ص۳۰۳ ج۳ باب الكنايات، تاتارخانيه كراچى ص۳۱۷ ج۳ الفصل الخامس فى الكنايات، نوع آخر فى قوله خلية.

[3] انتقلى وانطلقى كالحقى وفى البزازية الحقى برفقتك يقع اذا نوى. عالمگيرى ص: ۳۷۵، ج: ۱، الفصل الخامس فى الكنايات، تاتارخانيه كراچى ص۳۱۵ ج۳ الفصل الخامس فى الكنايات، نوع آخر فى قوله خلية، البحر الرائق كوئٹه ص۳۰۱ ج۳ باب الكنايات.

[4] الحيلة الناجزة ص۶۱، ۶۲ حكم زوجة متعنت، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

’’فیصلہ کر دیا‘‘ سے طلاق

سوال:- زید نے اپنی بیوی کو بوجہِ شک اور لوگوں کے کہنے سے بہتان لگایا اور کہا کہ وہیں جا کر رہو میں تم کو رکھنا نہیں چاہتا اور نکال دیا، عورت دوسرے مکان پر شام تک بیٹھی رہی، مگر پھر مسلمانوں نے ملا دیا، عورت پھر شوہر کے پاس رہنے لگی چند روز کے بعد پھر جھگڑا ہوا اور شوہر نے کہا کہ میرا دل تم سے رجوع نہیں اور میری جائداد اور بچوں پر تمہارا کوئی حق نہیں تم رہو یا نہ رہو، تب عورت نے کہا کہ مجھ پر بھی تمہارا کوئی حق نہیں تم میرا فیصلہ کر دو، اس وقت مرد کہتا ہے کہ میری طرف سے فیصلہ ہے، اب تمہاری غرض ہو یا نہ ہو، اس وقت عورت نکل کر بکر کے یہاں چلی گئی اور عرصہ چھ سال سے اس کے یہاں رہتی ہے، زید شوہر صریح الفاظ کے ساتھ طلاق نہیں دیتا ہے، کیا مذکورہ لفظوں سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید نے مذکورہ الفاظ سے طلاق کی نیت کی تھی تو اس کی بیوی پر طلاق بائن پڑ گئی، اور زید کے نکاح سے بالکل نکل گئی عدت کے گذرنے کے بعد جس سے چاہے نکاح کر لے: **کنایتهٗ مالم یوضع لهٗ ای الطلاق واحتمله وغیره فالکنایات لا تطلق بها قضاءً الاّ بنیّةٍ او دلالة الحال** (درمختار[1] علی هامش شامی ص: ۴۶۲. ج: ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۲۵/ ۸۸ھ

لفظ استعفیٰ سے طلاق

سوال:- زید اپنی سسرال کو جاتا ہے وہاں پر سالے کے بارے میں تنازعہ ہوتا ہے، بات

[1] شامی کراچی ص: ۲۹۶، ج: ۳، شامی نعمانیه ص: ۴۶۲، ج: ۲. باب الکنایات، البحر الرائق زکریا ص ۵۱۸ ج ۲ باب الکنایات، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۴ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات.

بڑھ جاتی ہے، اس وقت بیوی موجود نہیں تھی ساس نے کہا کہ تم کہاں کے شریف ہو میری لڑکی کو تمہارے بھائی بند تکالیف دیتے ہیں، تو اس پر زید نے کہا کہ میں اگر اصل کا ہوں گا، تو تمہاری لڑکی کو یہیں بھیج جاؤں گا، اس کے بعد زید وہاں سے چلا گیا، بعدہ دو ایک آدمیوں نے طعنہ کے طور پر کہا کہ اگر تم اصل کے ہو، تو دوسری شادی کر لینا، تو زید نے کہا کہ اگر ہم اصل کے ہوں گے، تو یہی کر جائیں گے، اور دوسری شادی کر لیں گے اور دو مرتبہ کہا کہ استعفیٰ استعفیٰ، لہٰذا ان الفاظ سے زید کی بیوی نکاح سے نکل گئی یا رہ گئی؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کے الفاظِ منقولہ میں سے کوئی لفظ ایسا نہیں جس کے معنی طلاق کے ہوں یا طلاق کے لئے ہمارے عرف میں بولا جاتا ہو، یا طلاق کا اس میں ایسا احتمال ہو جو معتبر ہو[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۰/۹۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

لفظ جواب سے طلاق

سوال:- (۱) شوہر اپنے بیوی کو برابر مار پیٹ لگاتا تھا، لڑکی کی والدہ نے داماد سے کہا کیوں مارتے ہو تو لڑکا بولا (گالی دے کر) کیا آپ جواب چاہتے ہیں، لڑکی کی والدہ بولی جو آپ کی طبیعت ہے کر دیجئے، تو لڑکا گالی دے کر چار مرتبہ بولا لو جواب، لو جواب، لو جواب، لو جواب لڑکی وہاں موجود نہیں تھی، امید کہ شرعی حکم سے جلد آگاہ کریں گے۔

---

[1] الطلاق هو رفع قيد النكاح في الحال او المآل بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق صريحاً او كناية. مختصرا شامی کراچی ص:۲۲۷، ج:۳، نعمانیه ص:۴۱۵، ج:۲، كتاب الطلاق، البحر الرائق زكريا ص۵۱۸ ج۳ كتاب الطلاق، عالمگیری کوئٹه ص۳۴۸ ج۱ كتاب الطلاق، الباب الاول في تفسيره.

(۲) دین مہر میں اشرفی دیا گیا ہے، تو سکہ رائج الوقت کے حساب سے ایک اشرفی کی قیمت کیا ہوگی؟

پھلواری شریف کا جواب

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) صورتِ مسئولہ میں شخص مذکور کی بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہوگئی، اگر دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہوں تو دوبارہ نکاح کر کے ساتھ رہ سکتے ہیں خواہ عدت کے اندر ہو یا بعد عدت۔

(۲) ایک اشرفی تقریباً گیارہ ماشہ سونا کے برابر ہوتا ہے، اتنے سونے کی موجودہ قیمت بازار میں معلوم کرلیں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم سہیل احمد قاسمی

دارالافتاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ بہار ۲۴/ جمادی الثانی ۱۴۰۶ھ

سوال: – ایک استفتاء کا جواب جو امارتِ شرعیہ بہار نے دیا ہے کیا سوال کے مطابق جواب درست ہے؟ جو اس میں منسلک ہے، چونکہ اس کو لے کر آپس میں شدید اختلاف ہو رہا ہے، لہٰذا جلد جواب دینے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اختلاف کی تفصیل معلوم ہو تو اس کے متعلق کچھ لکھا جائے، اگر یہ لفظ ''لو جواب'' طلاق کے لئے بھی مستعمل ہے اور اسی نیت سے شوہر نے یہ لفظ کہا ہے تو ایک طلاقِ بائن واقع ہوگئی[1] کیونکہ لفظ کنایہ سے طلاقِ بائن ہوتی ہے، اور اس کو مکرر بولنے سے دوسری طلاق نہیں ہوئی، **البائن لا یلحق البائن**[2] **(درمختار)** یہ بھی ضروری ہے کہ یہ لفظ بیوی کے حق میں بولا ہو یعنی بیوی کو طلاق دینا ہی

---

[1] **کنایته عند الفقهاء ما لم یوضع له ای الطلاق واحتمله وغیره فالکنایات لا تطلق بها الا بنیة او دلالة الحال ویقع بباقیها ای باقی الفاظ الکنایات المذکورة البائن ان نواها، شامی زکریا ص ۵۲۶، ۵۳۶ باب الکنایات، بدائع الصنائع زکریا ص ۱۶۷ ج ۳ فصل واما الکنایة فنوعان، البحر الرائق زکریا ص ۵۱۸، ۵۱۹ ج ۳ باب الکنایات.** (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

مقصود ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

’’جواب دیا جواب دیا جواب دیا‘‘ سے طلاق کا حکم

سوال:- زید نے بحالتِ غضب اپنی زوجہ سے کہا کہ میں نے تجھ کو جواب دیا جواب دیا جواب دیا، یہ لفظ تین چار بار کہا تو کیا اس سے تین طلاقیں واقع ہوگئیں؟ یا کون سی طلاق ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں اس کی بیوی پر ایک بائن طلاق واقع ہوگئی، اگر بیوی رضامند ہو تو دوبارہ نکاح درست ہے۔ احمد علی سعید دارالعلوم دیوبند

اس جواب میں کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا، جس سے ہم لوگوں کو اطمینان ہوتا فتاویٰ امدادیہ کی اس عبارت کو مدنظر رکھتے ہوئے، تین طلاق متعین ہیں، اور یہاں تین نہیں۔

سوال:- میرے شوہر زید نے بحالتِ غضب مجھ کو یہ الفاظ کہا کہ اگر شام تک میرے گھر نہ آئی تو میری طرف سے جواب ہے الخ۔ اس سوال کے جواب میں تتمہ جلد ثانی فتاویٰ امدادیہ میں لکھا ہے کہ یہ لفظ کہ میری طرف سے جواب ہے، عرفاً کنایہ ہے طلاق سے جیسا کہ اہلِ زبان سے مخفی نہیں، اور یہ کنایہ کے اقسام میں سے وہ قسم ہے، جس میں رد اور سبّ کا احتمال نہیں، بلکہ محض جواب میں مستعمل ہے اور یہ بھی ظاہر ہے اور اس قسم کا حکم یہ ہے کہ صرف حالتِ رضاء میں نیت شرط ہے، دلالت حال یعنی غضب اور مذاکرہ میں شرط نہیں کماصَرَّحَ بہ الفقہاء اور صورتِ مسئولہ میں دلالتِ حال متحقق ہے، پس اگر واقعہ اس طرح ہے تو حکم یہ ہے کہ طلاق واقع ہوگئی، اور چونکہ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) ۲؎ لا یلحق البائن البائن. (الدر مع الشامی کراچی ص:۳۰۸، ج:۳، مطبوعہ نعمانیہ ص:۴۶۹، ج:۲. مطلب الصریح یلحق الصریح، باب الکنایات، البحر الرائق زکریا ص ۵۳۴ ج ۳ باب الکنایات، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۷ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات.

اس لفظ کو اہلِ عرف قطعی فیصلہ کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اور قطعی فیصلہ کا اثر ہے تحریم اور وہ مخصوص ہے بائن کے ساتھ، اس لئے طلاق بائن ہوگئی، کما حققہٗ العلامہ الشامی تحت قول الدر المختار، پس اگر یہ بیان واقع میں صحیح ہے، تو طلاق بائن واقع ہوگئی، اور تم کو شوہر کے ساتھ مقام و تمکین جائز نہیں، باقی اگر برضامندی تجدید نکاح کرلو تو جائز ہے، کیونکہ طلاق تین نہیں ہیں۔ فقط

کیا تین بار جواب دیا جواب دیا جواب دیا کہنے سے بھی طلاق بائن ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہاں کے جواب میں اختصار تھا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے جواب میں تفصیل ہے، خلاصہ ہر دو جواب کا ایک ہی ہے، وہ یہ ہے کہ یہ لفظ عرفاً کنایہ طلاق ہے، جب کہ بیوی کے حق میں بولا جائے، اس سے طلاق بائن ہوگی، اب رہ گئی یہ بات کہ اس لفظ کے تین دفعہ بولنے پر بھی تین طلاق کیوں نہیں ہوئی، تو اس کی وجہ درمختار میں موجود ہے: **البائن لا یلحق البائن اھـ**[1] جب ایک طلاق بائن واقع ہوجائے تو اس کے بعد طلاقِ بائن لاحق نہیں ہوتی، لفظ کنایہ کو مکرر کہنے سے بھی ایک ہی طلاق رہتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲/۵/۴ ۱۳۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۲/۵/۶ ۱۳۹۲ھ

''تو میرے نکاح سے باہر ہے'' یہ کنائی طلاق ہے

سوال:- ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو میرے نکاح سے باہر ہے، اگر تو میرے گھر رہے گی تو تجھ کو بے نکاحی کہوں گا، یہ الفاظ غصہ کی حالت میں کہے، بیوی کے الفاظ ''میں نہیں رہنا

---

[1] الدرالمختار علی هامش رد المحتار زکریا ص: ۵۴۲، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۳۰۸، ج: ۳، آخر باب الکنایات، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۷ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات، البحر الرائق زکریا ص ۵۳۴ ج ۳ باب الکنایات.

چاہتی'' کے جواب میں کے گئے، کیا شوہر کے یہ الفاظ کنایات میں شمار ہوں گے، یا طلاق صریح میں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جی ہاں یہ الفاظ کنایاتِ طلاق میں سے ہیں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/۱۱/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

''بیوی نہیں رکھنی'' سے طلاق کا حکم

سوال:-لڑکا اوراس کی بیوی (مدخول بہا) کا باپ دونوں یکجا بیٹھے ہوئے ہیں اور بیوی کے والد نے لڑکے سے کہہ دیا کہ اگر تجھے ہماری لڑکی رکھنی نہیں تو ہم اپنی لڑکی کو لے جائیں گے، اس کے جواب میں لڑکا کہتا ہے کہ نہیں رکھنی کچھ وقت کے بعد ایک دوسرا شخص لڑکے سے کہتا ہے کہ کچھ اور سوچ لو، اس کے جواب میں لڑکا کہتا ہے کہ میں نے تو کہہ دیا رکھنی نہیں اوراسی طرح کئی مرتبہ ہوتا ہے لڑکے کے ''نہیں رکھنی'' کہنے سے کیا طلاق واقع ہوجائے گی، اگر طلاق واقع ہو جائیگی تو رجعی ہوگی یا بائنہ، اورلڑکے کا یہ قول کہ کہہ دیا رکھنی نہیں یہ پہلے ہی کلام کا تکرار ہے، یا اس سے دوسرا حکم صدر ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شوہر نے طلاق کی نیت سے ایسا کہا ہے تو طلاق بائن واقع ہوگئی[2] پھر دوسری اور تیسری

---

[1] ولو قال لها لا نكاح بيني وبينك او قال لم يبق بيني وبينك نكاح يقع الطلاق اذا نوى. ولو قال انا برىء من نكاحك يقع الطلاق اذا نوى عالمگیری ص: ۳۷۵،۳۷۶ ج: ۱، الفصل الخامس في الكنايات، قاضي خان على الهندية كوئٹه ص ۴۶۸ ج ۱ فصل في الكنايات، شامي زكريا ص ۵۳۵ ج ۴ باب الكنايات، مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا.

[2] كنايته عند الفقهاء مالم يوضع له اى الطلاق واحتمله وغيره (بقيه اگلے صفحه پر)

دفعہ کہنے سے کوئی جدید طلاق نہیں ہوئی[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

''میں بیوی کو رکھنا نہیں چاہتا'' سے طلاق کا حکم

سوال:- زید اور بکر دونوں خاندانی بھائی ہیں، زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر کے لڑکے سے کیا، جب کہ لڑکی کی عمر ڈیڑھ سال کی تھی، اورلڑکے کی عمر آٹھ سال کی تھی، نکاح کو دس سال کا عرصہ ہو گیا، اب جب کہ لڑکی کی عمر ۱۱ر سال کی ہوگئی، اورلڑکے کی عمر ۱۸ر سال کی ہوگئی، تو لڑکے نے اب لڑکی کو اپنی زوجیت میں لینے سے انکار کر دیا اور بکر یعنی لڑکے کے والد نے بھی زید یعنی لڑکی کے والد سے کہہ دیا کہ اپنی لڑکی کا عقد کسی دوسری جگہ کرلو، جب کہ لڑکی کے والد یعنی زید نے دوسری جگہ لڑکی کے عقد کے متعلق تقریباً طے کرلیا تو پھرلڑکا اوراس کا باپ یعنی بکر دونوں زید کی لڑکی کو زوجیت میں رکھنے کے متعلق کھڑے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ الفاظ جو اوپر مذکور ہیں نہیں کہے، اب شریعت مطہرہ کا فیصلہ درکار ہے۔

التنقیح

لڑکے نے کیا الفاظ کہے بعینہٖ وہ الفاظ لکھئے اور جو الفاظ کہے ہیں، ان پر شرعی شہادت موجود ہے، یا نہیں، لڑکے کے والد کے کہے ہوئے الفاظ لکھنے کی ضرورت نہیں، لیکن اگرلڑکے نے

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) فالکنایات لا تطلق بها قضاءً الا بنية او دلالة الحال. الدر مع الشامی کراچی ص: ۲۹۶، ج:۳ شامی نعمانیه ص: ۴۶۲، ج: ۲. باب الکنایات، بدائع الصنائع ص۱۶۷ ج۳ فصل واما الکناية فنوعان، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، البحر الرائق زکریا ص ۵۱۹ باب الکنایات.

(صفحہ ہٰذا) [1] البائن لا يلحق البائن اذا امكن جعله اخبارا عن الاول كانت بائن بائن او ابنتک بتطليقة فلا يقع لانه اخبار فلا ضرورة فی جعله انشاءً. (الدر المختار مع الشامی کراچی ص: ۳۱۰، ج:۳، مطلب الصریح یلحق الصریح، باب الکنایات، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۷ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات، البحر الرائق زکریا ص ۵۳۴ ج۳ باب الکنایات.

اپنے والد کو اپنے حق زوجیت کے انقطاع کا وکیل بنادیا ہے، تو پھر والد کے الفاظ کی ضرورت ہے، اس تنقیح پر اصل سوال کا جواب موقوف ہے۔

از دارالافتاء مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یکم ربیع الاول ۵۸ھ

تنقیح

آپ نے لڑکے الفاظ دریافت کئے ہیں لہٰذا وہ بعینہٖ نقل کئے جاتے ہیں، اور وہ یہ ہیں۔ ''کہ میں اس (لڑکی) کو اپنے یہاں نہیں رکھنا چاہتا اگر والد بغیر میری منشاء کے رخصتی کریں گے تو میں گھر چھوڑ کر کہیں اور چلا جاؤں گا، ویسے تو یہ الفاظ تقریباً دس بارہ مسلمانوں کے سامنے کہے گئے، جس میں سے دو آدمی صوم وصلوٰۃ کے بھی پابند ہیں، مزید اطمینان کے لئے ان دو شخصوں سے پھر دریافت کرلیا گیا، کہ آیا یہ الفاظ اس لڑکے کے نے اس وقت کہے تھے، یا نہیں، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہماری موجودگی میں یہ الفاظ کہے گئے فی الحال وہ لڑکا اپنے ان سابق الفاظ سے منحرف ہے، اور اب لڑکی کو اپنی زوجیت میں لینے کے لئے تیار ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگر لڑکا ان الفاظ کا اقرار بھی کرے تب بھی شرعاً ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں[1] ہوئی بلکہ بدستور نکاح قائم اور باقی ہے، لہٰذا جب تک لڑکا طلاق نہ دے لڑکی کا نکاح دوسری جگہ درست نہیں[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۰/۴/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ: صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۴/۵۸ھ

---

[1] اذا قال لا اریدک اولا احبک اولا اشتھیک او لا رغبۃ لی فیک فانہ لا یقع. عالمگیری ص: ۳۷۶، ج: ۱، الفصل الخامس فی الکنایات، البحر الرائق زکریا ص ۵۲۸ ج ۳ باب الکنایات، بزازیۃ علی الھندیۃ کوئٹہ ص ۱۹۸ ج ۴ الثانی فی الکنایات، نوع آخر فی المتفرقۃ. (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

''میں نہیں رکھتا'' سے طلاق

سوال:- ایک شخص اپنی بیوی کو بحالتِ غصہ دومرتبہ یہ کہہ چکا ہے، کہ ''میں تجھے نہیں رکھتا'' کیا اس پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اس عورت کو وہ مرد اپنے گھر میں رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہمارے امام صاحب نے یہ بتایا ہے کہ اس عورت کا نکاح اسی مرد سے دوبارہ ہوتو تب اپنے گھر میں رکھ سکتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اتنا ہی کہا ہے تو اس سے کوئی طلاق نہیں ہوئی نکاح قائم ہے اس عورت کو رکھنا درست ہے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۲۵/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/۲۵/ ۹۰ھ

''میں تمہیں رکھنا نہیں چاہتا ہوں'' سے طلاق

سوال:- زید نے اپنی بیوی ہندہ کو ایک مجلس میں یہ کہا کہ ''میں تمہیں رکھنا نہیں چاہتا ہوں'' اس بات کے پانچ گواہ ہیں مگر پنچایت میں زید اس بات کا انکار کرتا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا الفاظ سے طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [2] لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۰ ج ۱ کتاب النکاح، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، تاتارخانیہ کراچی ص ۴ ج ۳، الفصل الثامن فی بیان ما یجوز من الانکحة، قاضیخان علی الهندیة کوئٹہ ص ۳۶۶ ج ۱ باب فی المحرمات.

(صفحہ ہذا) [1] إذا قال لا حاجة لی فیک او لا اریدک او لا احبک او لا اشتهیک او لا رغبة لی فیک فانه لا یقع وان نوی فی قول ابی حنیفة، البحر الرائق زکریا ص ۵۲۸ ج ۲ باب الکنایات، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۵ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات، بزازیة علی الهندیة کوئٹہ ص ۱۹۸ ج ۴ الثانی فی الکنایات، نوع آخر فی المتفرقة.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید نے بیوی سے کہا ہو اور اس کو اقرار بھی ہو کہ اس نے اس طرح کہا ہے کہ میں تمہیں نہیں رکھنا چاہتا ہوں یا میں نہیں رکھوں گا، تو اس سے کوئی طلاق نہیں ہوئی، کیونکہ یہ خواہش کا اظہار ہے یا وعدہ ہے، اس سے طلاق نہیں ہوتی۔

قالت لزوجها من باتونمی باشم فقال الزَّوجُ مباش فقالت طلاق بدست تواست مُرا طلاق کُن فقال الزَّوج طلاق می کنم طلاق می کنم وکذا ثلاثاً طلقت ثلاثاً بخلاف قوله کنم لانهٗ استقبال فلم یکن تحقیقاً بالتشکیک وَفی المحیط لو قال بالعربیة اطلق لا یکونُ طلاقاً اِلَّا اذا غلب استعماله للحال فیکونُ طلاقاً. (فتاویٰ عالمگیری[1] ص: ۲۶، ج: ۲) **قال لا مرأتہٖ اذهبی الٰی بیت اُمِّک فقالت طلاق ده تابروم فقال توبرو من طلاق دمادم فرستم قال لا تطلق لانه وعد کذا فی الخلاصة عالمگیریة[2]** ص: ۳۸۴، ج: ۱، جب صریح طلاق کا یہ حال ہے، تو الفاظِ مذکورہ تو نہ صریح طلاق کے ہیں، نہ کنایہ طلاق کے، اس لئے کوئی تردد نہ کریں نکاح بدستور قائم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱/۹۰ھ

”اب ہم نہیں رکھیں گے“ سے طلاق

سوال:- میں اپنے اہل وعیال کا برابر خیال رکھتا ہوں، لیکن اس کے باوجود اپنی بیوی سے قطعِ

---

[1] عالمگیری ص: ۳۸۴، ج: ۱، الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة، مطبوعہ کوئٹہ.

[2] عالمگیری ص: ۳۸۴، ج: ۱، الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة، مطبوعہ کوئٹہ، خلاصة الفتاوی ص ۸۰ ج ۲ کتاب الطلاق، جنس آخر فی الفاظ الطلاق، بزازیة علی الهندیة کوئٹہ ص ۱۷۶ ج ۴ الفصل الاول فی صریح الطلاق.

تعلق کر بیٹھا ہوں، اور میں نے اپنی زبان سے یہ بھی کہہ دیا کہ ''میں اب کبھی نہیں رکھوں گا''۔

ایسا ہوا کہ ہمارے گھر میں کچھ پریشانی اچانک آپڑی تھی، اسی اثناء میں ہمارے خسر صاحب آئے، اور کہنے لگے کہ ہم اپنی لڑکی رخصت کرا کر لے جائیں گے، مگر ہمارے والد صاحب کا کہنا تھا کہ ابھی تو ہم پر مصیبت آن پڑی ہے، مگر ہمارے خسر صاحب بضد تھے، تو ہم نے غصہ میں آکر کہہ دیا کہ ''اب ہم نہیں رکھیں گے۔'' مگر ہمارے والد صاحب رخصتی کرا کر لے آئے ہیں، ہم نے طلاق کا نام نہیں لیا تھا، تو کیا اس طرح طلاق واقع ہوگئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر آدمی دل میں سوچ لے کہ بیوی سے تعلق نہیں رکھوں گا، اور کچھ مدت تک عملی طور پر اس سے الگ رہے اور زبان سے یا تحریر سے طلاق نہ دے تو اس سے طلاق نہیں ہوتی، اور نکاح ختم نہیں ہوتا، ''اب ہم نہیں رکھیں گے'' یہ طلاق کا لفظ نہیں [1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۶/۲۰ ۱۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۶/۲۱ ۱۳ھ

لفظ نکاح سے الگ کرنے سے طلاق

سوال:- ایک شخص اپنی بیوی کو اس کے پس غیبت میں اپنے احباب کے سامنے یہ کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو اپنے نکاح سے الگ کر دی، اس شخص نے یہ الفاظ دو مرتبہ کہے، تو کیا ان جملوں سے طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے، اور کیا فریقین باہمی رضامندی سے عدت کے اندر یا بعد عدت

---

[1] الطلاق رفع قید النکاح فی الحال او المآل بلفظ مخصوص وھو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صریح او کنایة الدرالمختار مع ھامش ردالمحتار زکریا ص: ۴۲۴، ج: ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۲۶، ج: ۳، اول کتاب الطلاق، البحر الرائق زکریا ص ۴۱۰ ج ۳ کتاب الطلاق، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۴۸ ج ۱ کتاب الطلاق، الباب الاول فی تفسیرہ.

تجدیدِ نکاح کرسکتے ہیں، یانہیں؟ اگر کرلیں تو یہ نکاح شرعاً درست ہے، یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر طلاق کی نیت سے ایسا کہا ہے تو اس سے طلاقِ بائن واقع ہوگئی[۱] اور اگر دونوں رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح شرعاً درست ہے[۲] حلالہ کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۲/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۲/۸۸ھ

''ہمارے گھر سے چلی جاؤ'' سے طلاق کا حکم

سوال:- زید نے اپنی بیوی کو کہہ دیا کہ تم ہمارے گھر سے چلی جاؤ اور وہ منکوحہ زید اپنے خاوند کے کہنے پر ماں باپ کے گھر چلی گئی اس عرصہ کو تقریباً دس گیارہ سال گذر گئے کیا یہ طلاق واقع ہوگئی، یانہیں، اگر واقع ہوگئی تو کونسی کیونکہ زید نے مذکورہ مدت میں اپنی منکوحہ کو بالکل طلب نہیں کیا، اگر طلاق نہیں پڑی تو کیا وجہ۔

الجواب حامداً ومصلیاً

لفظ مذکورہ کنایات طلاق سے ہے، پس اگر بہ نیت طلاق یہ لفظ کہا ہے تو شرعاً ایک طلاق بائن

---

[۱] لا تطلق بها الا بنية او دلالة الحال وهى بائن بتة بريئة يحتمل النسبة الى الشر اى بريئة من حسن الخلق ويحتمل ان انت بريئة عن النكاح، البحر الرائق زكريا ص۵۲۳ ج۳ باب الكنايات، شامى زكريا ص۵۲۹ ج۴ باب الكنايات، بدائع الصنائع زكريا ص۱۶۸ ج۳ فصل واما الكناية فنوعان.

[۲] إذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد انقضائها، عالمگيرى كوئٹه ص۴۷۲ ج۱ الباب السادس فى الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، الدر المختار على الشامى كراچى ص۴۰۹ ج۳ باب الرجعة، مطلب فى العقد على المبانة، بدائع الصنائع ص۲۹۵ ج۳ فصل واما حكم الطلاق البائن، مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

واقع ہوگئی، اگر بہ نیت طلاق یہ لفظ نہیں کہا تو طلاق واقع نہیں ہوئی [۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

''ہمارے گھر سے نکل جا'' سے طلاق کا حکم

سوال:- ہندہ کا اپنے شوہر سے کسی امر میں جھگڑا ہوا، شوہر نے مارا پیٹا، گالی دی اور کہا کہ ہمارے گھر سے نکل جاؤ ہندہ گھر چلی آئی شوہر نے کہلا بھیجا کہ اب میرے یہاں نہ آئے، مگر دوسرے دن ہندہ کے والد ہندہ کو شوہر کے گھر پہنچانے گئے شوہر نے پھر کہا ہمارے گھر سے نکل جاؤ اور باپ کے سامنے مارنے لگا اور کہا حرام زادی! تم کو کل ہی گھر سے نکال دیا پھر کیوں آئی، داماد نے سسر کو پھر گالی دی اور کہا کہ تمہارے یہاں میں لینے نہیں گیا تھا، یہ پھر کیوں آئی، صورتِ مسئولہ میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کون سی ہوئی، اور دوبارہ شوہر کے گھر جانے کا حق رکھتی ہے، یا نہیں؟

الجواب:- چونکہ شوہر کے لفظ ''ہمارے گھر سے نکل جاؤ'' بولتے وقت مذاکرۂ طلاق موجود ہے، اس لئے ایک طلاق بائن ہوگئی، عدت کے بعد لڑکی دوسری جگہ شادی کرسکتی ہے، پہلے شوہر کے پاس جانے کے لئے تجدیدِ نکاح کرنا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہٗ سید ابواختر القاسمی

مہر امارت شرعیہ بہار دارالافتاء خانقاہ رحمانی مونگیر ۲/۵/۷۸ھ

دریافت طلب یہ ہے کہ کیا یہ فتویٰ صحیح ہے، اور ہندہ کو طلاقِ بائن ہوگئی جب کہ دیکھ رہے ہیں کہ استفتاء کے اندر کہیں طلاق کا تذکرہ نہیں ہے، اور نہ کسی طرح شوہر کی نیت کا حال معلوم ہو رہا

---

[۱] کنایته ما لم یوضع له واحتمله وغیره لا تطلق بها الا بینة او دلالة الحال فنحو اخرجی واذهبی وقومی ای من هذا المكان لينقطع الشر فيكون رداً اولانه طلقها فيكون جواباً. شامی کراچی ص ۲۸۹ ج ۳، شامی نعمانیه ص: ۴۶۳، ج: ۲، باب الكنايات، البحر الرائق زكريا ص ۵۱۸، ۵۲۵ ج ۳ باب الكنايات، بدائع الصنائع ص ۱۶۷، ۱۶۸ ج ۳ فصل واما الكناية فنوعان.

ہے بلکہ میرا تو اندازہ ہے، کہ شوہر کا ہندہ کو دوسرے دن باپ کے ساتھ آنے پر دوبارہ مار پیٹ کرنا کچھ اور ہی ثابت کر رہا ہے، یعنی لڑکا بیوی گردان کر زدوکوب کر رہا ہے، اورلڑکی بھی تسلیم کر رہی ہے، اس لئے قوم کی طرف رجوع کر رہا ہوں، وضاحت سے فرمائیں، نیز مذاکرہ طلاق سے کیا مراد ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

شوہر کا یہ لفظ کہ ''ہمارے گھر سے نکل جاؤ'' کنایاتِ طلاق کی اس قسم کا لفظ ہے، جس میں رضا، غضب، مذاکرۂ طلاق تینوں حالتوں میں وقوعِ طلاق کے لئے نیت کی حاجت ہوتی ہے، بلا نیت طلاق نہیں ہوتی، جیسا کہ علامہ شامیؒ نے ردالمحتار[1] (ص:٤٦٦، ج:٢) میں نقشہ دیا ہے، نیز بحر[2] (ص:٣٠٢، ج:٣) میں ہے: **وحاصل ما فی الخانية ان من الكنايات ثلاثة عشر لا يعتبر فيها دلالة الحال وَلا تقع الا بالنية حبلک علٰی غاربک، تقنعی، تخمری، استتری قومی اخرجی، اذهبی الخ** پھر اگر شوہر نے بہ نیتِ طلاق ایسا کہا ہے تو طلاقِ بائن واقع ہوگئی، جس کا حکم یہ ہے کہ طرفین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح درست ہے[3] اگر شوہر نے طلاق کی نیت نہیں کی تو کوئی طلاق نہیں ہوئی، بدستور نکاح قائم ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم ٣/٦/٨٧ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ

---

[1] شامی كراچی ص:٣٠٣، ج:٣، شامی نعمانيه ص:٤٦٦، ج:٢. باب الكنايات.

[2] البحر ص:٣٠٣، ج:٣، باب الكنايات، مطبوعه كوئٹه، بدائع الصنائع ص١٦٧، ١٦٩ ج٣ فصل واما الكناية فنوعان، مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

[3] اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فی العدة وبعد انقضائها عالمگيری كوئٹه ص٤٧٢ ج١ الباب السادس فی الرجعة، فصل فيما تحل به الملطقة، بدائع الصنائع ص٢٩٥ ج٣ فصل واما حكم الطلاق البائن، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، الدر المختار علی الشامی كراچی ص٤٠٩ ج٣ باب الرجعة، مطلب فی العقد علی المبانة.

’’جا میں نے جھگڑا صاف کر دیا‘‘ سے طلاق

سوال:-زید اور اس کی بیوی میں تنازع ہوا اور غصہ میں بیوی نے اپنے شوہر سے کہا کہ میرا جھگڑا صاف کردو، شوہر نے کہا کہ جا میں نے جھگڑا صاف کر دیا، تو اپنے باپ کے یہاں چلی جا، یہ دو مرتبہ کہے اور اپنے کام میں لگ گئی، اگلے روز عورت کے ماں باپ اس کو اپنے گھر لے گئے، لیکن عورت کہتی رہی کہ مجھ کو کچھ نہیں کہا، لیکن مرد سے معلوم کیا تو اس نے کہا کہ مجھے جو کہنا تھا کہہ دیا، طلاق یا آزادگی کا لفظ نہیں آیا، یہی آیا کہ میں نے جھگڑا صاف کر دیا، دو مرتبہ کہا، اور عورت حمل سے ہے، پورے دن ہو گئے، اب فرمایئے کہ وہ طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی؟ یا کفارہ ہوا؟ اب اپنے ماں باپ کے یہاں سے عورت کہتی ہے کہ مجھ کو تین دفعہ کہا اور دو گواہ کہتے ہیں کہ نہیں دو مرتبہ کہا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شوہر نے جو لفظ کہا ہے وہ صریح طلاق نہیں، اگر طلاق کی نیت سے کہا ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے[1] دو دفعہ کہا ہو یا تین دفعہ سب کا یہی حکم ہے[2] طلاق حالتِ حمل میں بھی ہو جاتی ہے،[3] اگر طلاق کی نیت سے نہیں کہا تو کوئی طلاق نہیں، نکاح بدستور قائم ہے، نیت کے بارے میں شوہر کا

---

[1] فالکنایات لا تطلق بها الا بنیة الی قوله فنحو اخرجی واذهبی الخ الدر المختار علی هامش رد المحتار زکریا ص: ۵۲۸، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۹۶، ج: ۳، اول باب الکنایات، البحر الرائق زکریا ص ۵۲۴، ۵۲۵ ج ۳ باب الکنایات، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۵ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات.

[2] لا یلحق البائن البائن، الدر المختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص: ۵۴۲، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۳۰۸، ج: ۳، باب الکنایات، مطلب الصریح یلحق الصریح الخ، البحر الرائق زکریا ص ۵۳۴ ج ۳ باب الکنایات، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۷ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات.

[3] وطلاق الحامل یجوز عقیب الجماع، عالمگیری کوئٹه ص ۳۴۹ ج ۱ کتاب الطلاق، الباب الاول فی تفسیره، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۴۳۴ ج ۴ کتاب الطلاق، مطلب طلاق الدور.

قول مع قسم معتبر ہوگا[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱۱/۹۲ھ

لفظ ''میں نے الگ کردی'' سے طلاق

سوال:- ہندہ کا نکاح محمد احمد سے ہوا، مگر جب وہ نالائق نکلا تو محمد احمد پر طلاق کے لئے زور دیا گیا، جب اس کو سختی سے کہا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے آپ کے کہنے سے اس کو الگ کردی، میں اپنے گھر چلا جاؤں گا، چلتے وقت اُس نے کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے، یہ زبردستی ہے تو اس طرح طلاق ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محمد احمد نے جو الفاظ کہے ہیں کہ میں نے آپ کے کہنے سے اس کو الگ کردی، اگر یہ بہ نیتِ طلاق کہے ہیں تو طلاقِ بائن واقع ہوگئی، اگر طرفین رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح بھی درست ہوسکتا ہے، اگر بہ نیتِ طلاق نہیں کہے تو طلاق نہیں ہوئی بدستور نکاح قائم ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ ۱۸/۶/۸۷ھ

''عورت کو اپنے سے الگ کرتا ہوں'' سے طلاق

سوال:- مسئلہ ذیل میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے، زید نے پنچایت کے روبرو یہ کہا کہ

---

[1] والقول له مع يمينه في عدم النية. الدر المختار على هامش رد المحتار زكريا ص:۵۳۳، ج:۴، مطبوعه كراچى ص:۳۰۰، ج:۳، اول باب الكنايات، البحر الرائق زكريا ص ۵۲۹ ج۳ باب الكنايات، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۷۵ ج ۱ الفصل الخامس فى الكنايات.

[2] فالكنايات لا تطلق بها الا بنية الى قوله وهى بائن بتة الى قوله و هبتك لاهلك سرحتك فارفتك الخ البحر الرائق ص: ۳۰۱، ج:۳، باب الكنايات، بدائع الصنائع ص ۱۶۷ ج ۳ فصل واما الكناية فنوعان، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۵۲۸، ۵۳۲ ج ۴ باب الكنايات، مطلب لا عتبار بالاعراب هنا.

اس عورت کو میں اپنے شوہر سے پنچوں کے سامنے الگ کرتا ہوں، یا اپنے سے الگ کرنا چاہتا ہوں اور اسکی بیوی اس مکان میں جس میں لوگ جمع تھے نہ تھی، بلکہ محلّہ میں پڑوسی کے مکان میں تھی، بعدہ اس عورت کو بلایا گیا تھا جب وہ عورت حاضر ہوگئی، تو بکر نے عورت کو غلط خبر دی کہ تیرے خاوند نے تجھ کو طلاق دیدی ہے کیا بکر کے غلط خبر دینے سے یا مندرجہ بالا الفاظ سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

(الگ کرنا چاہتا ہوں) ارادہ اور خواہش کا اظہار ہے، اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی،[1] (اپنی عورت کو پنچوں کے سامنے اپنے سے الگ کرتا ہوں) یہ کنایات طلاق سے ہے، اگر بہ نیت طلاق یہ الفاظ زید نے کہے ہیں تو ان سے ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی ورنہ نہیں[2] جس طرح صیغۂ ماضی سے طلاق واقع ہوجاتی ہے، اسی طرح صیغۂ حال سے بھی ہوجاتی ہے، (**کما صرح به فی الهندیة**[3] **و درالمختار**) غلط خبر دینے سے کچھ نہیں ہوتا، تاوقتیکہ شوہر اقرار نہ کرے یا اس کے پاس گواہ موجود نہ ہوں، البتہ اگر عورت کو ایک عادل شخص خبر دے کہ تیرے شوہر نے طلاق دیدی ہے، اور عورت کو اسکے صدق کا یقین یا غلبہ ظن ہے، تو عورت کو یہ ہی سمجھنا چاہئے کہ طلاق دیدی ہے[4] لیکن اگر شوہر

---

[1] ولو قال هويت طلاقک او احببت طلاقک او رضيت طلاقک او اردت طلاقک لا تطلق وان نوى. عالمگیری ص: ۳۵۹، ج: ۱، الفصل الاول فی الطلاق الصریح، البحر الرائق زکریا ص۴۳۸ ج۳ باب الصریح، قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص ۴۵۲ ج ۱ کتاب الطلاق.

[2] ولو قال فی حالة مذاكرة الطلاق فارقتک او باينتک او ابنتک او ابنت منک او انت اعلم بشانک فقالت اخترت نفسی يقع الطلاق، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص۴۶۸ ج ۱ فصل فی الکنایات، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۵ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات، بدائع الصنائع ص ۱۷۱ ج۳ طلاق الکنایة، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، البحر الرائق زکریا ص ۵۲۶ ج۳ باب الکنایات.

[3] وفی المحيط لو قال بالعربية اطلق لا يكون طلاقا الّا اذا غلب استعماله للحال فيكون طلاقاً. (عالمگیری ص: ۳۸۵، ج: ۱، الفصل السابع فی الطلاق، شامی کراچی ص: ۲۴۸، ج:۳، وشامی نعمانیه ص: ۴۳۰، ج: ۲، باب الصریح، البحر الرائق زکریا ص ۴۳۹ ج۲ باب الصریح.

[4] المرأة كالقاضی اذا سمعته او اخبرها عدل لا يحل لها تمكينهٗ. شامی کراچی ص: ۲۵۱، ج:۳، شامی نعمانیه ص: ۴۳۲، ج: ۲، باب الصریح، مطلب فی قول البحر، عالمگیری ص: ۳۵۴، ج: ۱، الفصل الاول فی الطلاق الصریح، البحر الرائق زکریا ص۴۴۸ ج۳ باب الصریح.

انکار کردے تو قضاءً طلاق ثابت نہ ہوگی، صورت مسئولہ میں اگر زید نے صیغۂ حال بہ نیت طلاق بولا ہے اوراس کی خبر بکر نے دی ہے تو یہ خبر غلط نہیں بلکہ صحیح ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۷/۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ: صحیح: عبداللطیف ۱۴/ محرم ۵۸ھ

''میرا تیرا تعلق ختم'' سے طلاق

سوال:- زید کا نکاح ہندہ سے ہوا، ہندہ نے اپنی سسرال کا ماحول نہایت گندہ دیکھا، ہندہ کی سسرال میں پردہ گھونگھٹ اور شرم وحیاء کا طریقہ بالکل پسند نہیں، اوراسلامی طور وطریق کو بہت ہی کراہت سے دیکھتے ہیں، نیز ہندہ کے شوہر اور ساس سسر ہندہ کو کھلی بے حیائی، بے شرمی اور بے پردگی پر آمادہ کرتے ہیں، بے شرمی اور بے حیائی کے ساتھ ساتھ ہندہ سے ازدواجی تعلقات کی تاک جھانک میں لگے رہتے ہیں، جب ہندہ اپنے شوہر ساس سسر کی اس کھلی بے حیائی اور بے شرمی کا ذکر کرتی ہے، تو وہ ان باتوں پر بالکل برا نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ ہمارے بابوجی (باپ) جس طرح تم سے خوش رہنا چاہیں تم ان کی بات مانو اور تم ان کے ماحول میں رہو، ہندہ ہر طرح گھریلو خدمت انجام دے سکتی ہے، مگر یہ بے شرمی، بے حیائی اور بے پردگی کی باتیں ہرگز نہیں مان سکتی، یہ خدمت صرف شوہر کے لئے مخصوص ہے، سسر اور غیروں کے لئے نہیں ہے، چونکہ ہندہ کے سسر کی عادت نہایت خراب ہے، اور مزاج میں چاپلوسی اور بے شرمی بہت زیادہ، اس لئے ہندہ کو ہر دم اپنی پاک دامنی اور عفت وعصمت کا خوف لگا رہتا ہے، ہندہ جب سسرال میں ایسی ویسی بے شرمی وبے حیائی کی باتیں نہیں مانتی تو ساس سسر لعن طعن کرتے ہیں، گالی گلوج کرتے ہیں، بد مزاجی منہ چڑھی بتلاتے ہیں، خاندان کو کوستے ہیں، طرح طرح کی سختیاں کرتے ہیں اور تکلیفیں پہنچاتے ہیں، انتہائی بدکلامی بدلحاظی سے پیش آتے ہیں، یوں ہوتے ہوتے دس مہینہ بیت گئے۔

اتفاق ایسا ہوا کہ ہندہ کی والدہ جا کر ہندہ کو میکے لے آئی، کچھ دن کے بعد ہندہ کا شوہر ہندہ کے پاس آیا، اور باہم باتوں باتوں میں نفرت کر کے ہندہ کو یہ کہہ دیا کہ جا آج سے میرا تیرا تعلق ختم، میں ابھی گھر جا کر تیرا مہر پانچ ہزار روپیہ بھیجتا ہوں اور تیرا نکاح بھی کہیں نہیں ہونے دوں گا، پھر ہندہ کا سسر بھی ہندہ کے والد سے ملا اور ادھر ادھر کی باتوں کے بعد کہا کہ ہندہ کو بھیجنا ہے، تو فوراً بھیج دو ورنہ اپنی بیٹی کو طاق میں بٹھا کر رکھو، ہم تحریری طلاق نہیں دیں گے، اور یاد رکھو ہم ہندہ کو سڑا سڑا کر ماریں گے، اور ہم تم کو نیچا دکھا کر رہیں گے، اور ہندہ سے اور تم سے اپنے گھر پر ناک رگڑوا دیں گے، وغیرہ وغیرہ، ہندہ ہرگز ہرگز اس گھر میں جانا نہیں چاہتی، اس کے بعد ہندہ کے ساس سسر ہندہ پر چڑھایا ہوا اپنا زیور بھی لے گئے اور بڑی بدکلامی سے پیش آئے، اب ہندہ کے سسر ہندہ کو پولیس کے ذریعہ نکال کر لے جانے کی فکر میں ہیں، بہت سے لوگوں نے میرے سسر وغیرہ کو پولیس تھانوں میں گھومتے پھرتے دیکھا ہے، تھانوں سے کئی دفعہ میرے والد کو بلانے کا ٹیلیفون بھی آ چکا ہے، اب اس مضمون سے جو شرعی حکم ہندہ کے آزاد ہونے کی قانونی شرعی صورت مفصل عام فہم لفظوں میں فرما دیجئے۔ عین نوازش ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ہندہ کو اس کے شوہر نے بہ نیتِ طلاق یہ کہا کہ جا آج سے میرا تیرا تعلق ختم، جیسا کہ مہر بھیجنے کے ذکر سے بھی معلوم ہوتا ہے تو ایک طلاقِ بائن واقع ہوگئی[1]، وقتِ طلاق سے تین حیض گذر نے پر دوسری جگہ نکاح کی اجازت ہوگی[2]، اگر حمل ہو تو وضعِ حمل سے عدت پوری ہو جائے گی۔[3]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸۸/۵/۲۹ھ

---

[1] وفی الفتاویٰ لم یبق بینی وبینک عمل ونوی یقع کذا فی العتابیة. (عالمگیری ص ۳۷۶ ج ۱، الفصل الخامس فی الکنایات، قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص ۴۶۸ ج ۱ فصل فی الکنایات، البحر الرائق زکریا ص ۵۲۸ ج ۳ باب الکنایات. **(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)**

اپنا مہر لے لے، سے طلاق کا حکم

سوال :- ایک شخص نے اپنی بیوی سے جھگڑا کرنے کے بعد یہ کہا کہ تو اپنا مہر لے لے عورت نے کہا کہ میں مہر تو نہیں لیتی، میری اس میں کیا خطا ہے، اور چل کھانا کھالے، مرد نے کہا کہ میں نہیں کھاتا، اتنے میں چند لوگ آئے اور پکڑ کر اس کے مکان پر لے گئے، اور کھانا کھلا دیا، اور پھر وہ دونوں آپس میں رضامند ہوگئے، آیا اس سے طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر صرف یہی الفاظ کہے ہیں اور کوئی دوسرا لفظ ایسا نہیں کہا جس سے طلاق واقع ہو سکے تو شرعاً ان الفاظ کے کہنے سے جو سوال میں مذکور ہیں طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ یہ نہ صریح ہیں، نہ کنایہ۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

الجواب صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ جواب صحیح ہے، سعید احمد ۲/۳/۵۲ھ

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) [۲] فان كانت المرأة حرة فعدتها ثلاثة قروء لقوله تعالىٰ والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلاثة قروء وسواء وجبت بالفرقة فى النكاح الصحيح او بالفرقة فى النكاح الفاسد، بدائع الصنائع ص۳۰۵ ج۳ فصل واما بيان مقادير العدة، عالمگيرى كوئٹه ص۵۲۶ ج۱ الباب الثالث عشر فى العدة، الدر المختار على الشامى زكريا ص۱۸۱، ۱۸۲ ج۵ باب العدة.

[۳] وعدة الحامل ان تضع حملها عالمگيرى كوئٹه ص۵۲۸ ج۱ الباب الثالث عشر فى العدة، قاضيخاں على الهندية كوئٹه ص۵۵۰ ج۱ باب العدة، بدائع الصنائع ص۳۰۴ ج۳ فصل واما عدة الحبل.

(**صفحہ ہذا**) [۱] الطلاق هو رفع قيد النكاح فى الحال او المآل بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق صريحاً او كنايةً. مختصرا شامى كراچى ص:۲۲۷، ج:۳، شامى نعمانيه ص:۴۱۵، ج:۲. كتاب الطلاق، البحر الرائق زكريا ص۴۱۰ ج۳ كتاب الطلاق، عالمگيرى كوئٹه ص۳۴۸ ج۱ كتاب الطلاق، الباب الاول فى تفسيره.

ہم سے کوئی تعلق نہیں جہاں چاہے جا، سے طلاق

سوال:-ایک شخص مسمی رسول میاں ولد ظہور میاں اپنی عورت مسماۃ نظیراً کو اپنے مکان سے غریب میاں چودھری رحیم بخش وغیرہم گواہان کے سامنے اس کا سارا زیور نکال کر اس کے میکے کر آیا اور کہلایا کہ ہم سے اس سے کوئی مطلب نہیں اس کی طبیعت جہاں چاہے جائے، ہم سے اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، عرصہ دارز ہوا کہ مسمی مذکور نے اپنی دوسری شادی کر لی اب یہ مسماۃ اس سے طلاق چاہتی ہے، کہ با قاعدہ ہم کو چھوڑ دو وہ کہتا ہے کہ چھوڑ تو دیا ہے تجھ کو ہم نہیں رکھیں گے، جہاں طبیعت چاہے چلی جاؤ، جس کو ہم نے نکال دیا ہے اس کو پھر نہیں رکھ سکتے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

الفاظ مذکورہ کنایات طلاق سے ہیں، پس اگر ان الفاظ سے طلاق کی نیت کی ہے تو طلاق بائن واقع ہوگئی، **وفی الفتاویٰ لم یبق بینی و بینک عمل و نویٰ یقع کذا فی العتابیة ولو قال لها اذهبی ای طریق شئت لا یقع بدون النیة وان کان فی حال مذاکرة الطلاق** (عالمگیری[1] ص: ۲۹۴، ج: ۲) اور مسماۃ کے سوال طلاق پر یہ کہنا کہ چھوڑ تو دیا ہے تجھ کو ہم نہیں رکھیں گے، جہاں طبیعت چاہے چلی جاؤ، جس کو ہم نے نکال دیا ہے، اس کو ہم نہیں رکھ سکتے، یہ بظاہر قرینہ ہے، اس پر کہ بہ نیت طلاق اوّلاً الفاظ مذکورہ فی السوال کہے ہیں اور اگر بنیت طلاق الفاظ ''ہم سے اس سے کوئی مطلب نہیں'' وغیرہ نہیں کہے اور سوال طلاق کے جواب میں، چھوڑ تو دیا ہے،[2] وغیرہ سے اقرار و اخبار طلاق مقصود نہیں، بلکہ انشاء طلاق مقصود ہے، تو اس سے دو

---

[1] عالمگیری ص: ۳۷۶، ج: ۱، الفصل الخامس فی الکنایات، قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص۴۶۸ ج۱ فصل فی الکنایات، بزازیة علی الهندیة کوئٹه ص ۱۹۹ ج۴ الثانی فی الکنایات، نوع آخر فی المتفرقة.

[2] سرحتک وهو رها کردم لانه صار صریحا فی العرف علی ما صرح به نجم الزاهدی الخوارزمی فی شرح القدوری فان سرحتک کنایة لکنه فی عرف الفرس غلب استعماله فی الصریح (بقیہ اگلے صفحہ پر)

طلاق واقع ہوگئی، ایک صریح دوسری کنایہ اور پہلی صورت میں صرف کنایہ ہی ہوئی، بہر کیف طلاق واقع ہوگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۷/۵۵ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

تعلق زوجیت نہیں، سے طلاق کا حکم

سوال:- عبداللہ نے ایک نابالغ لڑکی فاطمہ سے بغیر اب وجد کے دوسرے ولی کے ذریعہ سے نکاح کرلیا تھا، وہ لڑکی بالغ ہونے کے بعد شوہر کی عادات واخلاق پسند نہ ہونے کی وجہ سے اپنی والدہ صاحبہ کے گھر آ گئی، تقریباً دو ہفتہ کے بعد عبداللہ نے فاطمہ کو بلایا اس وقت فاطمہ بولی کہ تمہارے اخلاق وعادات مجھے پسند نہیں ہیں، میں تمہارے ہمراہ رہنے کو راضی نہیں ہوں، اس لئے مجھے طلاق دیدو، عبداللہ نے کہا جس طرح تو مجھے پسند نہیں کرتی میں بھی تجھے اسی طرح پسند نہیں کروں گا، تم اپنی اماں کے گھر رہو، میں دوسری شادی کرلیتا ہوں، فاطمہ بولی بہرحال مجھے جدائی کردو، اس وقت عبداللہ نے کہا کہ مجھے تو ضرورت نہیں ہے تم اپنی والدہ کے گھر رہو آج سے تمہارے اور ہمارے درمیان زوج زوجہ کا کوئی تعلق نہیں ہے، اتنا کہہ کر عبداللہ واپس چلا گیا، اور دوسری شادی بھی کرلی اب پانچ سال ہوگئے، حنفی مذہب کے مطابق کیا عورت مطلقہ ہوگئی یا نہیں، مرد سے مہر طلب کرسکتی ہے، یا نہیں، اس کی عدت گذارنے کی کیا صورت ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نابالغہ کا نکاح جب کہ ولی ابعد نے کیا تھا، تو وہ ولی اقرب کی اجازت پر موقوف تھا، اگر ولی

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) فاذا قال رها كردم اى سرحتك يقع به الرجعي مع ان اصله كناية ايضا الخ شامی زکریا ص ۵۳۰ ج۴ باب الكنايات، قبيل مطلب لا اعتبار بالاعراب هنا، بزازية على الهندية كوئٹه ص ۱۸۹ ج۴ الثانی فی الکنایات، الاول انت على حرام، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۹ ج۱ الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسية.

اقرب نے رد کردیا تھا، تو وہ رد ہوگیا تھا، اگر رد نہیں کیا تھا، بلکہ اجازت دیدی تھی تو وہ جائز ہوگیا تھا[۱] جبکہ عبداللہ نے سوال طلاق کے جواب کہا کہ تم اپنی ماں کے گھر پر رہو، آج سے تمہارے اور میرے درمیان میں زوج وزوجہ کا کوئی علاقہ نہیں ہے، تو بظاہر ہے کہ یہ بہ نیت طلاق ہی کہا ہے، تو شرعاً اس سے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی، اگر خلوت صحیحہ یا جماع کی نوبت آچکی ہے تو عورت پورے مہر کی حقدار ہے، ورنہ نصف مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے، پورے کا مطالبہ نہیں کرسکتی: **لو قال لم يبق بيني وبينك عمل او انا برئ من نكاحك او ابعدى عنى ونوى الطلاق يقع**[۲] (عالمگیری) **ويجب نصفه بطلاق قبل وطئ او خلوة** (درمختار[۳]) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ یکم شعبان

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ: صحیح: عبداللطیف

''میرا تیرا کوئی رشتہ نہیں ہے'' سے طلاق

مسماۃ ہندہ کو اس کے شوہر نے مارا پیٹا اور گھر سے باہر نکال دیا اور کہا کہ میرا تیرا کوئی رشتہ نہیں ہے تیری مرضی آئے سو کر اب ہندہ کا دوسری جگہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

---

[۱] وان زوج الصغير والصغيرة ابعد الاولياء فان كان الاقرب حاضرا وهو من اهل الولاية توقف نكاح الابعد على اجازته، عالمگیری کوئٹہ ص۲۸۵ ج۱ الباب الرابع فی الاولیا، الدر المختار علی الشامی زکریا ص۱۹۹ ج۴ باب الولی، مطلب لا یصح تولیة الصغیر، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹہ ص۳۵۶ ج۱ فصل فی الاولیاء.

[۲] عالمگیری مختصراً ص: ۳۷۶، ج: ۱، الفصل الخامس فی الکنایات، قاضی خان علی الهندیة کوئٹہ ص۴۶۸ ج۱ فصل فی الکنایات، بزازیة علی الهندیة کوئٹہ ص۱۹۸، ۱۹۹ ج۴ الثانی فی الکنایات، نوع آخر فی المتفرقة.

[۳] شامی نعمانیہ ص: ۳۳۱، ج: ۲، شامی کراچی ص: ۱۰۴، ج: ۳. باب المهر، البحر الرائق زکریا ص۲۵۳ ج۳ باب المهر، بدائع الصنائع ص۵۹۲ ج۲ فصل واما بیان ما یسقط به نصف المهر.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شوہر نے طلاق کی نیت سے ایسا کہا ہے کہ میرا تیرا کوئی رشتہ نہیں تیری مرضی آئے سو کر، تو اس سے طلاق بائنہ ہوگئی[۱] اس کے بعد عدت تین ماہواری گذار کر دوسری جگہ عورت کو نکاح کرنا جائز ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۳/۱۳۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

تعلق نہیں سے طلاق

سوال:- ایک جوان عورت جس کا شوہر عرصہ چھ سال سے گھر سے باہر رہتا ہے اور بیکار ہے بیوی کو میکہ چھوڑ رکھا ہے، نہ نان ونفقہ کی خبر لیتا ہے نہ اپنے گھر لاتا ہے، نہ ہی شوہر کے والدین بلاتے ہیں، جب وہ کبھی گھر آتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اپنی بیوی کو کیوں نہیں بلاتا تو کہتا ہے کہ میں اس کو نہیں رکھنا چاہتا اور نہ ساری عمر اس سے تعلق رکھوں گا، نہ میرے پاس اس کے لئے نان ونفقہ کا خرچہ ہے، لوگ کہتے ہیں کہ جب تم اسے نہیں رکھ سکتے، اور نہ تم خرچ دے سکتے ہو نہ تمہارے والدین تو وہ اپنا کیسے گذارہ کرے، وہ کہتا ہے جب مجھے اس سے مدت سے تعلق نہیں نہ آئندہ رکھوں گا، میرے سے جہنم میں جائے، اس پر لوگوں نے کہا تو پھر طلاق دیدے وہ کہیں اپنا نکاح کر لے گی، تو کہتا ہے اور طلاق کیسی ہو میرے طرف سے تو اس کو طلاق ہی سی ہے، عورت مذکورہ کے

---

[۱] ولو قال لها لا نكاح بيني وبينك او قال لم يبق بيني وبينك نكاح يقع الطلاق اذا نوى عالمگیری ص:۳۷۵، ج:۱، الفصل الخامس فی الکنایات، قاضیخاں علی الهندية کوئٹہ ص ۴۶۸ فصل فی الکنایات، بزازية على الهندية کوئٹہ ص ۱۹۶ ج۴ الثانی فی الکنایات، نوع آخر فی انکار النکاح، وفی الفتاویٰ لم یبق بینی وبینک عمل ونوی یقع. عالمگیری ص: ۳۷۶، ج:۱ الفصل الخامس فی الکنایات، مطبوعہ کوئٹہ،

[۲] ان كانت المرأة حرة فعدتها ثلاثة قروء الخ بدائع الصنائع ص ۳۰۵ ج۳ فصل واما بيان مقادير العدة، عالمگیری کوئٹہ ص ۵۲۶ ج ۱ الباب الثالث عشر فی العدة، الدر المختار على الشامی زکریا ص ۱۸۱، ۱۸۲ ج۴ باب العدة.

والدین غریب ہیں، اس کا خرچ نہیں اٹھا سکتے، اس صورت میں عورت مذکورہ اپنا نکاحِ ثانی کر سکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بنیتِ طلاق شوہر نے وہ الفاظ کہے ہیں جو کہ سوال میں مذکور ہیں، جیسا کہ ظاہراً معلوم ہوتا ہے، تو بعد عدت اس کی بیوی کو نکاحِ ثانی کی اجازت ہے[1] اگر کچھ شک ہو تو مزید توثیق کے لئے دوبارہ اس سے دریافت کر لیا جائے، کہ یہ دوسرا نکاح کرے یا نہیں؟ تمہاری بیوی تو نہیں رہی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفی عنہ دار العلوم دیوبند ۲۲/۱/۸۸ھ

''میری طرف سے بالکل ختم ہے'' سے طلاق

سوال:- زید نے چار مسلمانوں اور ایک پولیس کے سامنے یہ کہا کہ میں اپنی بیوی کو رکھنا نہیں چاہتا ہوں اور میری طرف سے بالکل ختم ہے، ان چار میں سے ایک شخص نے پوچھا کیا تمہاری طرف سے طلاق ہوگئی، اس پر زید نے خاموشی اختیار کی، پولیس مین نے کہا کہ کیا تو اپنی طرف سے بالکل ختم کر چکا ہے؟ اس بات پر زید نے ہاں میں گردن ہلا دی، اس پر سوال کیا کہ کیا اس میں ابھی کچھ گنجائش ہے؟ تب زید نے کہا کوئی گنجائش نہیں ہے، پھر سوال کیا گیا کہ پھر تو تمہاری طرف سے طلاق ہوگئی، یہ سن کر زید خاموش رہا، کسی قسم کا کوئی جواب نہیں دیا کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی؟ اگر واقع ہوگئی تو کون سی رجعی یا بائن یا مغلظہ؟ اور اس کے تصفیہ کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

---

[1] وفی الفتاویٰ لم یبق بینی وبینک عمل ونوی یقع کذا فی العتابیة وفی مجموع النوازل لو قال لها اذهبی الی جهنم ونوی الطلاق یقع کذا فی الخلاصة. عالمگیری ص: ۳۷۶، ج: ۱، الفصل الخامس فی الکنایات، البحر الرائق زکریا ص ۵۲۵، ۵۲۸ ج ۳ باب الکنایات، بزازیة علی الهندیة کوئٹه ص ۱۹۷، ۱۹۹ ج ۴ الثانی فی الکنایات، نوع آخر اذهبی، ونوع آخر فی المتفرقة.

الجواب حامداً ومصلیاً

زید سے دریافت کرلیا جائے، اگر وہ کہے کہ میں نے رشتۂ نکاح کو ختم نہیں کیا، تو اس کا قول معتبر ہوگا[1] بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے میل جول کو بند کیا ہے، طلاق نہیں دی، اسی وجہ سے جب اس سے طلاق کے متعلق دریافت کیا گیا تو اس نے خاموشی اختیار کی اقرار طلاق نہیں کیا، اب فیصلہ کی صورت یہی ہے کہ زید سے ہی دریافت کیا جائے، جو کچھ وہ طلاق کے متعلق بتائے اس کو لکھ کر پھر مسئلہ معلوم کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۷/۱۳۹۹ھ

''تم میری پسند نہیں'' سے طلاق

سوال:-ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے کہ میں اور شادی کروں گا، تم میری پسند نہیں ہو، تم کو نہیں رکھتا، تمہارا باپ تم کو اور خصم کرادے اور اسی وقت بوقت تکرار باہم زدوکوب کر کے اپنے برادر خورد کے ساتھ اس کے والد کے گھر بھیج دیا از روئے شرع شریف اس عورت پر طلاق بائن واقع ہوگئی یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

الفاظ مذکورہ میں کوئی لفظ صریح طلاق کا نہیں اور ہمارے عرف میں کنایۃً بھی ان میں سے مستقلاً کوئی لفظ طلاق کے لئے مستعمل نہیں[2] البتہ مجموعہ الفاظ میں طلاق کا احتمال ضرور ہے، خاص کر پہلے دو لفظوں کے بعد تیسرے لفظ کا ذکر کرنا اور پھر اس پر چوتھے کو مرتب کرنا پس اگر تیسرا یا چوتھا لفظ وہاں

---

[1] والقول له بيمينه فى عدم النية. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۵۳۳، ج: ۴، مطبوعه كراچى ص: ۳۰۰، ج: ۳، اول باب الكنايات، البحر الرائق زكريا ص ۵۲۹ ج ۳ باب الكنايات، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۷۵ ج ۱ الفصل الخامس فى الكنايات.

[2] اذا قال لا حاجة لى فيك او لا اريدك او لا احبك او لا اشتهيك او لا رغبة فيك فانه لايقع وان نوى فى قول ابى حنيفة البحر الرائق زكريا ص ۵۲۸ ج ۳ باب الكنايات، (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

کے عرف میں طلاق کے لئے مستعمل ہے تو نیت کرنے سے طلاق بائنہ واقع ہوگئی، اور جتنی نیت کی اتنی واقع ہوئی، لہٰذا بعد عدت نکاح درست ہوگا، اگر عورت کو کہا جائے کہ تم اور خصم کرلو تو اس سے بصورت نیت وقوع طلاق کا حکم فقہاء نے بھی تحریر کیا ہے: **وبابتغی الازواج تقع واحدة بائنة ان نواها وثنتين وثلث ان نواها ا ھ**(عالمگیری[1] ص: ۲۹)

صورتِ مسئولہ میں خصم کرانے کی نسبت باپ کی جانب ہے، اس کو فقہاء نے نہیں لکھا ہے، مگر اس میں احتمال طلاق ضرور ہے، گو صرف احتمال بھی کافی نہیں: **كما صرح به الشامي في اول باب الكنايات ما ذكروه في تعريف الكناية ليس على اطلاقه بل هو مقيد بلفظ يصح خطابها به ويصلح لانشاء الطلاق الذى اضمره او للاخبار بانه اوقعه كانت حرام اذ يحتمل لا نى طلقتک او حرام الصحبة وكذا بقية الا لفاظ وليس لفظ اليمين كذالک اذلا يصح بان يخاطبها بانت يمين فضلاً عن ارادة انشاء الطلاق به او الاخبار بانه اوقعه حتى لوقال انت يمين لا نى طلقتک لا يصح فليس كل ما احتمل الطلاق من كنايته بل بهٰذين القيدين و لا بد من ثالث هو كون اللفظ مسبباً عن الطلاق وناشئاً عنه كالحرمة فى انت حرام ونقل فى البحر عدم الوقوع بلا احبک لا اشتهيک لارغبة لى فيک وان نوىٰ، ووجهه ان معانى هٰذه الالفاظ ليست ناشئة عن الطلاق لان الغالب الندم بعده فتنشأ المحبة والاشتهاء والرغبة بخلاف الحرمة فاذا لم يقع بهٰذه الالفاظ مع احتمال ان يكون المراد لا نى طلقتک ففى لفظ اليمين بالاولىٰ ا ھ** (رد المحتار[2] ص: ۲۱۷، ج: ۲)

(گذشتہ کابقیہ) عالمگیری کوئٹہ ص۳۷۵ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات، بزازیة علی الهندية كوئٹه ص۱۹۸ ج۴ الثانى فى الكنايات، نوع آخر فى المتفرقة.

(صفحہ ہٰذا) [1] عالمگیری کوئٹہ ص۳۷۵ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات، بدائع الصنائع ص ۱۶۹ ج۳ فصل واما الكناية فنوعان، البحر الرائق زكريا ص ۵۲۹ ج۳ باب الكنايات.

[2] شامی نعمانیه ج: ۲، ص: ۴۶۲، مطبوعه زکریا ص: ۵۲۶، ج: ۴، شامی کراچی ص ۲۹۶ ج۳، باب الكنايات. وراجع البحر ص۳۰۳ ج۳ باب الكنايات، مطبوعه كوئٹه.

بلکہ عورت کو خطاب کی صحت اور انشاء طلاق یا اخبار طلاق کی صلاحیت لفظ میں ضروری ہے، نیز اس لفظ کا ناشی عن الطلاق ہونا بھی ضروری ہے، اور یہ سب چیزیں گو پہلے اور دوسرے لفظ میں موجود نہیں، مگر تیسرے اور چوتھے لفظ میں ضرور موجود ہیں، اس لئے ان دونوں میں طلاق کا احتمال بہ نسبت پہلے دونوں کے زیادہ ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۶؍صفر ۵۷ھ

صحیح: عبداللطیف ۲۶؍صفر ۱۳۵۷ھ

انکار نکاح سے طلاق

سوال:- زید منکوح تھا مگر دوسری جگہ اس نے چند معتبر آدمیوں کے سامنے قسم کھا کر یہ کہہ دیا کہ میرا نکاح کسی سے نہیں ہوا، اور وہ اپنی بیوی کو اپنے یہاں بلاتا بھی نہیں نہ اس سے کسی قسم کے تعلقات رکھتا ہے، آیا ایسی صورت میں اس کی بیوی مطلقہ ہو چکی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محض اتنا کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوئی: **وان قال لم اتزوجک ونوی الطلاق لا یقع الطلاق بالاجماع کذا فی البدائع ولو قال مالی امرأة لا یقع وان نوی وکذا لو قال علیّ حجة ان کانت لی امرأة وھذا بالاجماع ذکرہ الامام السرخسی فی شرحہ والشیخ الامام نجم الدین فی شرح الشافی کذا فی الخلاصة اھ** (عالمگیری[1] ص: ۳۷۵، ج: ۱) صورت مسئولہ میں عورت کو چاہئے، کہ اگر شوہر حقوق ادا نہیں کرتا

---

[1] عالمگیری ص: ۳۷۵، ج: ۱، الفصل الخامس فی الکنایات، طبع کوئٹہ، البحر الرائق زکریا ص ۵۳۰ ج۳ باب الکنایات، بزازیة علی الھندیة کوئٹہ ص ۱۹۶ ج۴ الثانی فی الکنایات، نوع آخر فی انکار النکاح، بدائع الصنائع ص ۱۷۱ ج۳ فصل واما الکنایة فنوعان.

توکسی طرح اس سے طلاق حاصل کرے، خواہ مہر معاف کرکے خواہ کسی اور طرح ہے[۱] اگر وہ طلاق نہ دے تو حاکم مسلم با اختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے اور وہ میرے حقوق ادا نہیں کرتا اس پر حاکم شوہر کو بلاکر کہے کہ تم اپنی زوجہ کے حقوق ادا کرو یا طلاق دیدو، ورنہ ہم تفریق کردیں گے، پھر اگر شوہر کسی صورت کو اختیار کرے تو بہتر ورنہ حاکم مسلم با اختیار خود تفریق کردے اس کے بعد عدت طلاق گذار کر دوسری جگہ نکاح درست ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

''ہمارے ساتھ نکاح ٹوٹ گیا'' سے طلاق

سوال:- واقعہ یوں ہے کہ ہم اور ہماری جٹھانی اور دونوں نند کہیں بیٹھنے گئے تھے، اور ساس گھر میں تھیں، ان سے پوچھ کر گئے تھے، جب ہمارے جیٹھ اور ہمارے شوہر دوکان پر سے گھر میں کوئی سامان وغیرہ لینے آئے، تو ان لوگوں نے پوچھا کہ یہ لوگ کہاں گئیں ہیں، ساس نے جواب دیا کہ فلاں جگہ بیٹھنے گئی ہیں، تو ہمارے جیٹھ اپنی بیوی پر غصہ ہوئے، اور ہمارے شوہر ہمارے اوپر غصہ ہوئے، اسی غصہ میں ہمارے شوہر نے کہہ دیا کہ اپنی بھتیجی کو یہاں سے لے جاؤ ہم نے طلاق دیدی تو ہماری پھوپھی یعنی ساس ان کے اوپر بہت غصہ ہوئیں، اور رو پیٹ کر رہ گئیں، جب ہم سب لوگ گھر میں آئے، انہوں نے سب بتلایا کہ یہ کہا اور یہ کہا، لیکن یہ نہیں بتلایا کہ ایک بار طلاق کا نام بھی لیا، جب کہ جیٹھ نے جیٹھانی کو بتایا کہ ہمارے چھوٹے بھائی نے اپنی بیوی کو ایک بار اس طرح کہا کہ ہم نے طلاق دیدی، جب دوسرا روز ہوا تو میری جیٹھانی نے ہم سے کہا کہ کل یہ بات اس کے منہ سے نکلی، جب ہم نے ساس سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہاں، پھر دس پندرہ روز کے بعد اپنے آپ ہی بہت غصہ چڑھا، اسی غصہ میں بکتے بکتے دوبارہ پھر یہ بات ان کے منہ سے

---

[۱] واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود اللّٰہ فلا بأس بان تفتدی نفسها منه بمال یخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطلیقة بائنة ھدایه ص ۴۰۴ ج ۲ باب الخلع، مطبوعه تھانوی دیوبند، عالمگیری کوئٹه ص ۴۸۸ ج ۱ الباب الثامن فی الخلع، تاتارخانیه کراچی ص ۴۵۳ ج ۳ فصل فی الخلع.

نکلی کہ جا تو یہاں سے نکل جا، ایک منٹ بھی تو میرے گھر میں نہیں رہ سکتی ہم نے تجھے طلاق دیدی، تو پھر ہم اس گھر سے ساس کو لے کر نکل گئے، بڑی ساس کے یہاں چلی گئیں، ہم نے گھر آنے سے انکار کر دیا، کہ ہم اب گھر میں نہیں آئیں گی، مگر سسر نے سمجھا کر ہم کو پھر گھر ہی میں رکھ لیا، پھر پندرہ بیس روز کے بعد ہم لوگ ساس وغیرہ سیر دکھانے ساتھ میں گئی تھیں، وہاں سے واپس ہونے کے بعد وہ اپنی ماں سے کہنے لگے کہ آپ اس کو لے کر کیوں گئیں، تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ساس ہیں ہمارا کوئی حق نہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ کوئی حق نہیں، اس میں بات بڑھتے بڑھتے بہت کافی بات بڑھ گئی، اس غصہ میں آ کر پھر تیسری مرتبہ کہا جاؤ تو پھر اپنی بھتیجی کو یہاں سے لے جاؤ، ہمارے ساتھ نکاح ٹوٹ گیا، ان تینوں طلاقوں کے درمیان میں ہمارے شوہر سے میرا تعلق کسی قسم کا نہ ہوا شادی ہونے کے بعد دو تین مہینہ ٹھیک رہے، اس کے بعد ہم کو طلاق دلوانے کے لئے کسی نے بڑے بڑے کرتب کئے، چار ماہ ان کا دماغ خراب رہا، اسی چار ماہ کے درمیان میں تینوں طلاقیں دیں، ہمارے ساس سسر نے کرتبوں کا اتار کیا، اس کے بعد سے ان کا دماغ بالکل صحیح ہو گیا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا صورت میں مجھے طلاق ہو گئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہو گئی تو اب میرے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً

پہلی اور دوسری طلاق تو صاف ظاہر ہے، کیونکہ صریح لفظ طلاق کا ہے[1] البتہ تیسری دفعہ یہ لفظ کہا ہے ''ہمارے ساتھ نکاح ٹوٹ گیا''۔ یہ صریح لفظ نہیں، بلکہ کنایہ ہے[2]، شوہر سے دریافت کیا

---

[1] اما الصريح فهو اللفظ الذى لا يستعمل الا فى حل قيد النكاح وهو لفظ الطلاق او التطليق مثل قوله انت طالق او انت الطلاق او طلقتک وهٰذه الالفاظ ظاهرة المراد لانها لا تستعمل الا فى الطلاق عن قيد النكاح فلا يحتاج فيها الى النية، بدائع الصنائع ص ۱۶۱ ج۳ فصل اما النية فى احد نوعى الطلاق، شامى زكريا ص ۴۶۱ ج۴ باب الصريح، مطلب فى قول البحر ان الصريح يحتاج، البحر الرائق زكريا ص۴۳۷ ج۳ باب الصريح.

[2] او قال لم يبق بينى وبينک نكاح او قال فسخت نكاحک يقع الطلاق (بقیہ اگلے صفحہ پر)

جائے وہ اگر یہ کہے کہ ہاں طلاق کی نیت سے کہا ہے، جیسا کہ ظاہر معلوم ہوتا ہے، تو اس لفظ سے تیسری طلاق واقع ہو کر مغلظہ ہوگئی[۱]، اب شوہر سے پردہ میں رہ کر آپ اپنی عدت پوری کریں، عدت تین ماہواری ہے، اگر حمل ہو تو بچہ پیدا ہونے پر عدت ختم ہوگی[۲]، بعد عدت دوسری جگہ اپنا نکاح کرلیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳؍۸؍۱۳۹۰ھ
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ " " "

''آپ اپنی لڑکی کی شادی کہیں کردیں'' سے طلاق

سوال:- (نقل خط عظمت علی جو کہ ہندی میں ہے)

جناب صوفی صاحب! السلام علیکم عرض ہے اور بات یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے تمہارے ساتھ کیا وہ اچھا نہیں کیا اور میں بہت غلط آدمی نکلا، میں مجبور ہوں اب میں کچھ نہیں کرسکتا، اور یہ خط میں نے بمبئی سے ڈالا ہے، میں کل کو بمبئی سے پانچ سال کے لئے امریکہ جارہا ہوں، تاکہ میں یہاں کے طوفان سے بچ سکوں، اب اگر آپ کو پانچ سال رکنا ہو اور پیسوں کو بھی پانچ سال روکنا

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) اذا نوی قاضیخاں علی الهندية كوئٹه ص ۴۶۸ ج ۱ فصل فی الكنايات، عالمگیری كوئٹه ص ۳۷۵ ج ۱ الفصل الخامس فی الكنايات، بزازية علی الهندية كوئٹه ص ۱۹۶ ج ۴ الثانی فی الكنايات، نوع آخر فی انكار النكاح.

(صفحہ ہٰذا) [۱] والبائن يلحق الصريح كما اذا قال لها انت طالق ثم قال لها فی العدة انت بائن الخ البحر الرائق زكريا ص ۵۳۳ ج ۳ باب الكنايات، الدر المختار علی الشامی زكريا ص ۵۴۰ ج ۴ باب الكنايات، مطلب الصريح يلحق الصريح، عالمگیری كوئٹه ص ۳۷۷ ج ۱ الفصل الخامس فی الكنايات.

[۲] اذا طلق الرجل امرأته طلاقا بائنا او رجعيا وهی حرة ممن تحيض فعدتها ثلثة اقراء وان كانت حاملا فعدتها ان تضع حملها، هدايه ص ۴۰۲، ج ۲، اول باب العدة، عالمگیری كوئٹه ص ۵۲۸،۵۲۶ ج ۱ الباب الثالث عشر فی العدة، بدائع الصنائع ص ۳۰۵،۳۰۴ ج ۳ فصل واما عدة الحبل، مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

ہوتو رکنا ورنہ میری طرف سے اجازت ہے، آپ اپنی لڑکی کی شادی کہیں کردیں، اور میرا خدا جانتا ہے میں نہیں چاہتا کہ کسی کی زندگی خراب کی جائے، آپ کی لڑکی ایک شریف لڑکے کے لائق ہے، میں بہت غلط انسان ہوں، آپ گھر والوں سے لے لینا، میرے نام سے اگر آپ نے نالش کی تو کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا، میں کل یہاں سے روانہ ہی ہوجاؤں گا، آپ نالش کریں، تو گھر والوں کے نام، اور مجھ جیسے بیوقوف کی ہوسکے تو غلطی معاف کردینا۔ عظمت علی

زبانی طلاق بھی بموجودگی لڑکی دے چکا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شوہر کے خط کے ترجمہ میں یہ لفظ ہے، ''آپ اپنی لڑکی کی شادی کہیں کردینا'' خط کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نیت اس لفظ سے طلاق کی ہے، اس لئے اس لفظ سے ایک طلاق بائن ہوگئی،[1] نیز جب کہ اس نے زبانی بھی طلاق دیدی ہے، تو اس میں شبہ کی کیا گنجائش ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

''جس سے چاہو شادی کرلو'' سے طلاق

سوال:- زید نے اپنی بیوی کو جلد رخصت کرنے کے لئے ایک پرچہ لکھا، تا کہ میکہ والے رخصت کرنے میں جلدی کریں، اس میں کچھ جملے ایسے استعمال کئے ہیں کہ بعض لوگ اس کو طلاق وتفویض اور بعض طلاق کنایہ کہتے ہیں، حالانکہ زید نے کوئی طلاق کی نیت نہیں کی ہے، جملے حسبِ ذیل ہیں، (۱) تم دوسروں کے ساتھ رہنا چاہتی ہوتو میری طرف سے آزاد ہو، جس سے چاہو شادی

---

[1] اذھبی وتزوجی لا یقع الا بالنیة وان نوی فھی واحدة بائنة. شامی زکریا ص: ۵۵۱، ج:۴، مطبوعہ کراچی ص: ۳۱۴، ج:۳، آخر باب الکنایات، بدائع الصنائع ص ۱۶۹ ج۳ فصل واما الکنایة فنوعان، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۶ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات.

کرلو، (۲) ایک مہینہ میں تمہیں میری طرف دیکھنا حرام ہے، کیونکہ میں تمہارا کون ہوں گا، (۳) اب میں خود نہ رکھنے کے لئے منظور کرتا ہوں۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگر عورت نے دوسرے سے شادی کرنے کی خواہش کی تو اس پر طلاق بائن ہوگی[۱] ورنہ نہیں، جملہ ۲، ۳، سے نہ تفویضِ طلاق ہوئی نہ کنایہ طلاق ہوئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۵/۸۹ھ

''میں نے کوئی شادی نہیں کی'' سے بیوی پر طلاق نہیں ہوتی

سوال: ۔مسئلہ یہ دریافت کرنا ہے کہ شوہر دوسری عورت سے شادی کرچکا تھا، مگر مقدمہ کے دوران اس نے یہ تحریر لکھدی کہ ''میں نے کوئی شادی نہیں کی اور میرے پاس کوئی دوسری عورت موجود نہیں ہے ،اور بیان بھی دیا، ایسی صورت میں عقد باقی رہا یا نہیں؟ اور زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

شوہر کا یہ بیان ہے کہ میں نے کوئی شادی نہیں کی اور میرے پاس کوئی دوسری عورت نہیں ہے، اگر خلاف واقعہ ہے تو جھوٹ ہے، مگر اس سے طلاق نہیں ہوئی، نہ نکاح ٹوٹا وہ بیوی اس کے لئے حلال ہے، جو ایسا کہتے وقت اس کے نکاح میں تھی[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲/۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲/۱۳۹۱ھ

---

[۱] واذا اضافه الى شرط وقع عقيب الشرط الى قوله ولو قال ان كنت تحبينى بقلبك فانت طالق فقالت احبك كاذبة طلقت قضاء وديانة عند ابى حنيفة وابى يوسف رحمهما الله، فتح القدير ص ۱۱۶ ،۱۲۷ ج۴ باب الايمان فى الطلاق، مطبوعه دار الفكر بيروت، مجمع الأنهر ص ۶۴ ج ۲ باب التعليق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ۲۳۷ ج ۲ باب التعليق، مطبوعه امداديه ملتان، اذهبى وتزوجى تقع واحدة ولا حاجة الى النية، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

’’اب تجھ کو اجازت ہے،‘‘ ’’میرے چھوٹے بھائی سے نکاح کر لینا‘‘ سے طلاق

سوال:-منکہ مسماۃ زینب النساء بنت رحم الٰہی میرا نکاح بوجہ لاعلمی ایک شخص سے ہوگیا تھا کہ وہ ڈاکو تھا، اس سلسلہ میں اس کو بیس سال کی سزا ہوگئی تھی، جس کو عرصہ سات سال ہوگیا، جس وقت اس کو سزا ہوئی اس وقت اس نے مجھ سے یہ الفاظ کہے تھے کہ ’’اب تجھ کو میری طرف سے اجازت ہیکہ میرے چھوٹے بھائی سے نکاح کر لینا‘‘ لہٰذا اسکے فرمان کے بموجب بیٹھی رہی، مگر اس کے چھوٹے بھائی نے میری طرف کوئی توجہ نہیں کی اور اپنا دوسری جگہ نکاح کرلیا، یہ میرا بیان حلفیہ ہے، اگر میں جھوٹ بولوں تو اس گناہ کی میں مرتکب ہوں گی، اس لئے درخواست ہے کہ میں اس وقت دو حادثوں کے درمیان ہوں ایک تو میں نوعمر خوف گناہ۔ دوسرے فاقہ مستی، لہٰذا اگر شریعتِ مطہرہ مجھ کو اجازت دیدے تو میں اپنا نکاحِ ثانی کر کے اطمینان سے زندگی بسر کرلوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر واقعہ اسی طرح ہے تو آپ کو دوسری جگہ شرعاً نکاح کی اجازت ہے۔[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۹؍۷؍۱۳۹۵ھ

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) البحر الرائق کوئٹہ ص ۳۰۲ ج ۳ باب الکنایات، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۱۵۵ ج ۴ قبیل باب تفویض الطلاق، النہر الفائق ص ۳۶۰ ج ۲ باب الکنایات، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت.

[1] سئل الک امرأة فقال لالاتطلق اتفاقاً وان نوی وفی الشامیة ومثله قوله لم اتزوجک اولم یکن بیننا نکاح الیٰ قوله والاصل ان نفی النکاح اصلا لایکون طلاقاً بل جحودا الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار زکریا، ج۴/ص۵۰۷/ مطبوعه کراچی، ج۳/ص۲۸۳/ قبیل باب طلاق غیر المدخول بها، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۵ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات، بحر ص ۳۰۵ ج۳ باب الکنایات، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. (اس صفحہ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر)

’’جہاں آپ کی لڑکیوں کی قدر ہو وہاں کرو‘‘ سے طلاق

سوال:- شوہر نے اپنے خسر کو خط میں لکھا۔ ’’آپ کی لڑکیوں کی کوئی قدر نہیں ہوگی، خانپور میں، مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ آپ اتنے خراب آدمی ہیں، حنیف تو گیسور پور آئے گا نہیں، بس اتنے دن کا ہی رشتہ تھا میری طبیعت بالکل بھر گئی گیسور پور سے۔‘‘

دوسرے خط میں لکھا۔ ’’اب جہاں آپ کی لڑکیوں کی قدر ہو وہاں کرو، آپ کی لڑکیوں کی یہاں پر قدر نہیں ہوگی۔‘‘

ہماری برادری میں جب کسی کی طلاق کی نیت ہوتی ہے، اور رشتہ داری کو ختم کرنا مقصود ہوتا ہے، تو وہ ایسے ہی الفاظ اور جملہ بولتا ہے جس سے سمجھا جاتا ہے، کہ ہماری رشتہ داری ختم ہوگئی، لہٰذا مذکورہ خط کی وجہ سے طلاق ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کونسی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جملہ اخیر ’’اب جہاں آپ کی لڑکیوں کی قدر ہوں وہاں کرو‘‘ کا مطلب اگر یہ ہے کہ جہاں ان کی قدر ہو وہاں ان کا نکاح کرو اور بہ نیتِ طلاق یہ جملہ لکھا ہے تو اس سے ایک طلاق واقع ہوگی[1] طرفین اگر رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں، حلالہ کی ضرورت نہیں[2] اگر یہ بھی طلاق

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) [1] اذهبی وتزوجی تقع واحدة بلا نية. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۵۵۱، ج: ۴، مطبوعه كراچی ص: ۳۱۴، ج: ۳، قبيل باب تفويض الطلاق، البحر الرائق زكريا ص۵۲۵ ج۳ باب الكنايات، بزازية على الهندية كوئٹه ص۱۹۷ ج۴ الثانی فی الكنايات، نوع آخر اذهبی.

(صفحہ ہٰذا) [1] وبابتغی الازواج تقع واحدة بائنة ان نواها عالمگيری كوئٹه ص۳۷۵ ج۱ الفصل الخامس فی الكنايات، بدائع الصنائع ص۱۶۹ ج۳ فصل واما الكناية فنوعان.

[2] اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فی العدة وبعد انقضائها. عالمگيری كوئٹه ص: ۴۷۲، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، البحر الرائق زكريا ص۹۴ ج۴ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، الدر المختار مع الشامی زكريا ص۴۰ ج۵ باب الرجعة، مطلب فی العقد على المبانة.

کی نیت سے نہیں کہا تو اس سے بھی طلاق نہیں ہوئی، بقیہ کوئی جملہ ایسا نہیں جس سے طلاق کا حکم کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

''مجھے لڑکی نہیں چاہئے'' سے طلاق

سوال: -ایک نیک شریف لڑکی کی شادی چار سال قبل ہوئی تھی، لڑکا بدچلن، جواری، شرابی نکلا، بلکہ جب تیسری بار لڑکی سسرال گئی تو کچھ غیر مردوں کے ساتھ اس کے شوہر نے اس کو تنہا جانے کے لئے کہا تو لڑکی نے منع کردیا، اس پر مار پیٹ کی، اس نے اس لڑکی کو بیچنا چاہا، جب اس کے والدین کو پتہ ہوا تو لڑکی کو اپنے گھر لے آئے، اب اپنے والدین کے یہاں ہے، زبانی اس کا شوہر چھوڑنے کے لئے کئی بار کہہ چکا ہے، کہ مجھ کو لڑکی نہیں چاہئے، جب اس کے باپ نے تحریری طلاق مانگی، تو ہزار روپیہ مانگتا ہے، باپ نہایت غریب آدمی ہے، اندیشہ ہے کہ کوئی خلافِ شرع قدم نہ اُٹھ جائے، ایسی حالت میں اس کا باپ نکاحِ ثانی کرسکتا ہے، یا نہیں؟ جب کہ عدالت نے نکاح کرنے کا فیصلہ دیدیا ہے، مطلع کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صرف اس لفظ سے کہ مجھے لڑکی نہیں چاہئے، کوئی طلاق نہیں ہوئی[1] اگر یہ لفظ کہا ہو کہ میں نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا تو طلاق ہوگئی[2] پھر اگر اس نے رجعت نہ کی ہو تو بعد عدت تین ماہواری لڑکی کا

---

[1] اسلئے کہ یہ صریح یا کنائی لفظ نہیں ہے۔ الطلاق هو رفع قيد النكاح فى الحال او المآل بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق صريحا او كناية. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۴۲۴، ج: ۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۲۶، ج: ۳، اول كتاب الطلاق، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۴۸ ج ۱ كتاب الطلاق، الباب الاول فى تفسيره، البحر الرائق زكريا ص ۴۱۰ ج ۳ كتاب الطلاق. (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

دوسری جگہ نکاح کردینا درست ہوگا[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۳/۱۳۹۴ھ

تیری رہی سہی کو طلاق

سوال:- ہمارے یہاں ایک شخص کو اپنی عورت کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا کہ عورت کہنے لگی کہ میں اپنے میکے جاؤں گی، شوہر نے کہا کہ میں جانے نہیں دوں گا، عورت جانے کے لئے بضد ہوگئی، اس پر شوہر کو غصہ آ گیا اور یہ کہہ بیٹھا کہ ''اگر تو یہاں سے جا کر کہیں اور اچھی طرح سے رہی تو تجھے'' یہ کہہ کر رُک گیا، پھر کہا ''تیری رہی سہی کو طلاق'' یہ دو مرتبہ کہا اور اس نے اس سے اس کو طلاق دینے کی نیت نہیں کی، صورتِ مذکورہ میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کون سی؟ مع حکم تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہاں کا عرف یہ ہے کہ بیوی کو اس طرح طلاق دیتے ہیں کہ تیری رہی سہی کو طلاق، تو دو طلاق رجعی شرط متحقق ہونے پر واقع ہوجائیں گی[۲] پھر عدت تین ماہواری گذرنے سے پہلے شوہر کو

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) [۲] فاذا قال رها كردم اى سرحتك يقع به الرجعى مع انه اصله كناية ايضا وماذاك الا لانه غلب فى عرف الناس استعماله فى الطلاق. شامى زكريا ص: ۵۳۰، ج: ۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۹۹، ج: ۳، اول باب الكنايات. قبيل مطلب لا اعراب بالاعراب، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السابع فى الطلاق بالالفاظ الفارسية، سكب الانهر على مجمع الأنهر ص ۳۸ ج ۲ فصل فى كنايات الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

(**صفحہ ہٰذا**) [۱] اذا طلق الرجل امرأته طلاقا بائنا او رجعيا وهى حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة اقراء، هدايه ص ۴۰۲ ج ۲ باب العدة، بدائع الصنائع ص ۳۰۵ ج ۳ فصل واما بيان مقادير العدة، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، عالمگيرى كوئٹه ص ۵۲۶ ج ۱ الباب الثالث عشر فى العدة.

[۲] واذا اضافة الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا عالمگيرى كوئٹه ص ۴۲۰ ج ۱ الفصل الثالث فى تعليق الطلاق بكلمة ان، هدايه ص ۳۸۵ ج ۲ باب الايمان فى الطلاق، النهر الفائق ص ۳۸۶ ج ۲ باب التعليق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

رجعت کا حق حاصل ہوگا[۱] اگر رجعت نہ کی اور عدت ختم ہوگئی تو طرفین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کی اجازت ہوگی حلالہ کی ضرورت نہیں[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۴/۱۳۹۱ھ

خسر کو لکھا ''دوسرے داماد کیلئے عدت شمار کرے''

سوال:- اگر کوئی داماد اپنے خسر صاحب کو یہ لکھ کر خط بھیجے کہ'' آپ کی جو دولت ہے، اس دولت کا نصف حصہ اپنی لڑکی کے نام لکھ دیں، اگر نہ دیویں تو نمبر ۱/۲۶ جیٹھ سے دوسرے داماد کے لئے عدت شمار کرے۔'' مگر یہ خط صرف خسر کو ہمت دلالت نے کے لئے لکھا کوئی نیت نہیں کی، داماد کا خط پا کر خسر نے بھائی کے پاس ایک خط بھیجا کہ میں کچھ نہیں دوں گا، اس کے بعد شوہر نے بیوی کو سسرال بھیج دیا، مگر مذکورہ تاریخ سے پہلے شوہر نے غلط فہمی سے ایک نکاح پڑھایا اور بیوی کے ساتھ وطی بھی کی، اور وہ بیوی ابھی سسرال میں ہے، داماد وہاں چشم پوشی سے جانہیں سکتا، اور خسر بھی لکھ کر نہیں دیتے، اس لئے داماد وہاں نہیں جاتا ہے، اس واقعہ ۱/۲ ۲ کو مہینہ گذر گیا ہے، ایک دوسرا آدمی داماد کے پاس فیصلہ کرانے کے لئے آیا، رات میں توبہ کرائی، داماد سے بیوی کے پاس محبت کا ایک خط بھی لکھوایا، لیکن داماد حصہ نہ دینے کی وجہ سے سرال بھی نہیں جاتا اور بیوی کو بھی نہیں لاتا، تو اس صورت میں شرعاً طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر ہوگئی تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟

---

[۱] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذلک اولم ترض. عالمگیری کوئٹہ ص: ۴۷۰، ج: ۱، باب الرجعة، بدائع الصنائع ص ۲۸۴ ج۳ قبيل الكلام فى الرجعة، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، البحر الرائق زكريا ص۸۳ ج۴ باب الرجعة.

[۲] اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد انقضائها. عالمگیری کوئٹہ. ص: ۴۷۲، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، البحر الرائق زكريا ص ۹۴ ج۴ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، الدر المختار على الشامى زكريا ص ۴۰ ج۵ باب الرجعة، مطلب فى العقد على المبانة.

الجواب حامداً ومصلیاً

جب داماد نے اپنے خسر کو لکھا کہ اگر اپنی بیٹی کو نصف دولت فلاں تاریخ تک نہ دیں تو دوسرے داماد کے لئے عدت شمار کرلیں، اوراس سے طلاق کی نیت نہیں کی تو کوئی طلاق نہیں ہوئی، دوسری عورت سے نکاح کر لینے کی وجہ سے بھی پہلی بیوی کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا، اپنی بیوی کو طلاق کی نیت سے اگر یہ خط لکھا ہے، تو طلاق ہوگئی[1] پھر جب تین ماہواری بھی گذرگئی تو نکاح بالکل ہی ختم ہوکر وہ عورت بالکل اجنبی بن گئی، البتہ اگر دونوں رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح کی اجازت ہے۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۴/۹/۱۶ھ

یہ عورت بہنوئی کی ہے مجھ سے کوئی مطلب نہیں

سوال:-شوہر نے اپنی زوجہ کو بوجہ تکرار کہا کہ یہ عورت بہنوئی کی ہے، (میری نہیں) مجھ سے کوئی مطلب نہیں، کوئی مطلب نہیں، کوئی مطلب نہیں، یہ اپنے گھر جاوے ہم اپنے گھر، اب لڑکی شوہر کے یہاں جانا نہیں چاہتی کہتی ہے کہ میں خودکشی کرلوں گی، مگر جاؤں گی نہیں، لڑکا بدمعاش ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا الفاظ سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

---

[1] فالکنایات لا تطلق بھا الا بنیة او دلالة الحال الی قوله. نحو اعتدی واستبرئی رحمک الخ. الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار زکریا ص: ۵۳۱، ۵۲۸، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۳۰۰، ۲۹۶، ج: ۳، اول باب الکنایات، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۵ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات، بدائع الصنائع ص ۱۷۳ ج ۳ قبیل النوع الثانی من طلاق الکنایة، مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

[2] اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجھا فی العدة وبعد انقضائھا. عالمگیری کوئٹه: ص: ۴۷۲، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، البحر الرائق زکریا ص ۹۴ ج ۴ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۴۰ ج ۵ باب الرجعة، مطلب فی العقد علی المبانة.

الجواب حامداً ومصلیاً

شوہر کے جو الفاظ سوال میں نقل کئے گئے ہیں ان میں کوئی لفظ صریح طلاق کا نہیں ہے، بلکہ کنایہ کے الفاظ ہیں، اگر شوہر نے کہتے وقت طلاق کی نیت کی تھی، تو طلاقِ بائن واقع ہوگئی[۱] اور اب اس کے ساتھ رہنے کا حق نہیں رہا، دونوں رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح کرلیا جائے[۲]۔

اگر طلاق کی نیت سے شوہر نے یہ الفاظ نہیں کہے تو کوئی طلاق نہیں ہوئی، اسی کے ساتھ رہنا چاہیے[۳] یا پھر اس سے مہر کے عوض طلاق لے لی جائے[۴]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵؍۴؍۹۱ھ

کچھ مطلب نہیں سے طلاق

سوال:- ایک آدمی ہے، جس کا نام عباس ہے عباس نے اپنی بہن کی شادی دوسری جگہ کردی حالانکہ اس کے بہنوئی نے طلاق نہیں دیا ہے، مگر پھر بھی اس غیر مطلقہ کا نکاح دوسری جگہ

---

[۱] لا يقع الطلاق بشئ من الالفاظ الكناية الا بالنية فان كان قد نوى الطلاق يقع وان كان لم ينو لا يقع. بدائع كراچی ص:۱۰۶، ج:۳، فصل واما الكناية فنوعان الخ، عالمگیری کوئٹہ ص۳۷۴ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات، الدر المختار علی الشامی زکریا ص۵۲۸ ج۴ باب الکنایات.

[۲] واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فی العدة وبعد انقضائها. عالمگیری کوئٹہ ص:۴۷۲، ج:۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، البحر الرائق زکریا ص۹۴ ج۴ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، الدر المختار علی الشامی زکریا ص۴۰ ج۵ باب الرجعة، مطلب فی العقد علی المبانة.

[۳] وان كان لم ينو لا يقع بدائع الصنائع كراچی ص:۱۰۶، ج:۳، فصل اما الكناية فنوعان الخ.

[۴] واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا يقيما حدود الله فلا بأس بان تفتدى نفسها منه بمال يخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطليقة بائنة عالمگیری کوئٹہ ص۴۸۸ ج ۱ الباب الثامن فی الخلع، هدايه ص۴۰۴ ج۲ باب الخلع، مطبوعه تهانوی دیوبند، تاتارخانیه کراچی ص۴۵۳ ج۳ الفصل الثامن والعشرون فی الخلع.

کردیا، جس کی وجہ سے عباس کی بیوی شوہر سے ناراض ہوگئی، جب کہ اتنی حرام کاری کرتے ہو تو میں تمہارے یہاں نہیں رہوں گی، چنانچہ ناراضگی ہوگئی، اور بیوی اپنے باپ کے پاس چلی گئی، پھر عباس نے چاہا کہ بیوی کو بلاؤں مگر آنے کے لئے تیار نہیں، عباس نے اپنے خسر سے کہا اور مجمع عام میں کہا کہ تم چاہو بھیجو یا نہ بھیجو ہم سے تمہاری لڑکی کا اب کچھ مطلب نہیں ہے، تم اپنی لڑکی کو سرین میں گھسیڑ لو، تو کیا طلاق بائن واقع ہوگئی، یا نہیں، اور سال بھر ہوگئے، پھر بیوی کو بلایا نہیں تو کیا اب عباس کی بیوی اس کے نکاح سے خارج ہوگئی، اوراس کی شادی دوسری کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

عباس نے اگر الفاظ مذکورہ طلاق کی نیت سے کہے ہیں تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی[1]، وقت طلاق سے تین ماہواری گذرنے پر عدت بھی ختم ہوگئی، اور دوسری جگہ نکاح کا بھی حق حاصل ہوگیا[2]، بغیر طلاق کے جو دوسرے شخص سے نکاح کر دیا گیا ہے، وہ نکاح نہیں حرامکاری اور سخت وبال کی جڑ ہے، اس کی اصلاح ضروری ہے[3]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱/۸۹ھ

---

[1] فالكنايات لا تطلق بها قضاء الا بنية الىٰ قوله ويقع بباقيها البائن ان نواها. درمختار مع الشامى ص: ۵۲۸، ج: ۴، مطبوعه زكريا، كتاب الطلاق، باب الكنايات، البحر الرائق زكريا ص ۵۱۸ ج ۳ باب الكنايات، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۷۴ ج ۱ الفصل الخامس فى الكنايات.

[2] اذا طلق الرجل امرأته طلاقا بائنا او رجعيا وهى حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة اقراء، هدايه ص ۴۰۲ ج ۲ باب العدة، عالمگيرى كوئٹه ص ۵۲۶ ج ۱ الباب الثالث عشر فى العدة، بدائع الصنائع ص ۳۰۵ ج ۳ بيان مقادير العدة، مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

[3] اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا الخ. شامى زكريا ص: ۲۷۴، ج: ۴، باب المهر، مطلب فى النكاح الفاسد، عالمگيرى كوئٹه ص ۲۸۰ ج ۱ القسم السادس المحرمات التى يتعلق بها حق الغير، تاتارخانيه كراچى ص ۴ ج ۳ الفصل الثامن فى بيان ما يجوز من الانكحة.

''تم اپنی لڑکی کا دوسرا عقد کرلو'' سے طلاق

سوال:-تقریباً سولہ سال قبل جب کہ میری عمر تقریباً چھ سال تھی والد نے میرا عقد کر دیا تھا، آج تقریباً پانچ سال ہوئے، شوہر نے اپنا دوسرا عقد کرلیا، اور آج تک جب سے نکاح ہوا میں باپ کے گھر رہتی ہوں، میں شوہر کے یہاں نہیں گئی، شوہر مجھ سے ہمیشہ بے تعلق رہا، اور آج ایک یا دو بچے کا باپ بن گیا ہے، جب دوسرا عقد کر رہا تھا تو میں نے اپنے والد وغیرہ کو بھیج کر عقد ثانی کی رکاوٹ کی، تو یہ جواب دیا کہ مین اپنا عقد دوسرا کر رہا ہوں، تم اپنی لڑکی کا دوسرا عقد کرلو، میرے والد وغیرہ جو پنچوں کے ہمراہ گئے تھے، یہ جواب سن کر واپس آ گئے اور ایک ایک سال کے وقفہ کے بعد کئی بار گئے، لیکن انہوں نے کوئی فیصلہ کن بات نہیں کی۔

لہٰذا علماء دین سے درخوست ہے کہ نہ تو میں جانا پسند کروں اور نہ ہی میری اتنی ہمت ہے کہ اپنی زندگی بغیر کسی شوہر کے گذار سکوں، مجھے اندیشہ ہے کہ میں باعفت نہ رہ سکوں اور نہ ہی میرا کوئی وسیلہ ہے، میرے والد نہایت غریب ہیں، جو کہ وقتاً فوقتاً فاقے نوش رہتے ہیں، اور بلوغت کے بعد سے میری زندگی بہت تلخ ہوگئی، لہٰذا میں درخواست کرتی ہوں کہ میرا نکاح فسخ کیا جائے، میں مظلوم ہوں میری مدد کی جائے، چھ گواہوں کے دستخط بھی سوال پر موجود ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شوہر نے یہ الفاظ بہ نیت طلاق کہے ہیں کہ ''میں عقد دوسرا کر رہا ہوں، تم اپنی لڑکی کا دوسرا عقد کرلو'' تو اس سے بھی طلاق ہوگئی، کسی جدید فیصلہ کی ضرورت نہیں، اگر شوہر یوں کہے کہ میں نے طلاق کی نیت سے یہ نہیں کہا، تب کسی دوسری تدبیر کی ضرورت ہوگی[1]، پھر اس وقت شرعی کمیٹی کے

---

[1] وبابتغى الازواج تقع واحدة بائنة ان نواها عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۵ ج ۱ الفصل الخامس فی الكنايات، بدائع الصنائع ص ۱۶۹ ج ۳ فصل واما الكناية فنوعان، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، البحر الرائق زكريا ص ۵۲۵ ج ۳ باب الكنايات.

ذریعہ فیصلہ کرالینا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

''دوسرا رشتہ قائم کرنے کی اجازت'' سے طلاق

سوال:۔قمر جہاں کا عقد مسمیٰ اظہرالدین سے ہوا تھا، اظہرالدین نے بخط ہندی ایک خط اپنے خسر کو لکھا ہے اس میں طلاق ہوگئی یا نہیں؟

نقل خط:۔جناب چچا صاحب آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کی بیٹی قمر جہاں کا گذر میرے ساتھ نہیں ہوسکتا، اس لئے آپ لوگوں سے عرض کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کو دوسرا رشتہ قائم کرنے میں شوق سے اجازت دیتا ہوں، اور بہت سی گھریلو باتیں لکھی ہیں، مندرجہ بالا خط کے جز سے طلاق ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اظہرالدین سے دریافت کیا جائے اس نے یہ تحریر لکھی ہے یا نہیں؟ پھر اگر لکھی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنا تعلق نکاح قمر جہاں سے ختم کردیا، اور دوسری جگہ نکاح کی اجازت دیدی یا کچھ اور مطلب ہے، اگر وہ یہ کہے کہ ہاں میں نے یہ تحریر لکھی ہے، میرا مطلب یہی ہے تو تحریر کے وقت قمر جہاں پر طلاق بائن واقع ہوگئی[۲] جس کا حکم یہ ہے کہ اگر دونوں رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے[۳] ورنہ بعد عدت قمر جہاں دوسرے شخص سے نکاح کی حقدار ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۵/۸۸ھ

---

[۱] الحیلة الناجزة ص ۲۶، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

[۲] وبابتغی الا زواج تقع واحدة بائنة ان نواها (عالمگیری، ج ۱ ص ۳۷۵ (حاشیہ [۳] اگلے صفحہ پر)

زیور اُتار کر واپس کرنے سے آزاد سمجھنا

سوال:- محمد یوسف کی اپنے رشتہ داروں سے بدسلوکی ہوگئی، عرصہ دو سال کے بعد ناراضگی کی حالت میں جو زیورات دولہا کی طرف سے لڑکی کو دیئے گئے تھے، شوہر اپنی بیوی کے تن سے اتروا کر سسر کو دینے لگا کہ اپنا زیور سنبھالو میرا تمہارا کوئی رشتہ نہیں، کب ڈھول باجا ہوا اور کب گیت گال ہوئی، لہٰذا اس کہنے سے محمد یوسف کا نکاح باقی رہا یا نہیں؟ رواج ہے کہ ناچ رنگ نہ ہو اگر شادی میں تو زیور اتار کر واپس کرنے سے بیوی کو شوہر سے آزاد سمجھتے ہیں، لہٰذا جناب والا شرعی مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر واقعہ اسی طرح ہے تو مذکورہ نکاح شرعاً محمد یوسف کے ایسا کرنے اور کہنے سے ختم نہیں ہوا، بلکہ قائم ہے[۱] محمد یوسف نے جو کچھ کہا اور کیا بے عملی اور ناواقفیت کی بناء پر ہے، باجہ خود ہی ممنوع ہے[۲] اس کے نہ ہونے سے نکاح پر کیا اثر پڑتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۴/۲/۱۷ھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) الفصل الخامس فی الکنایات، النهر الفائق ص ۳۶۰ ج ۲ باب الکنایات، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق ص ۳۰۲ ج ۳ باب الکنایات.

۲ وینکح مبانته بما دون الثلاث فی العدة وبعدها بالإجماع الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۴۰ ج ۵ باب الرجعة، النهر الفائق ص ۳۵۵ ج ۲ کتاب الطلاق، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، زیلعی ص ۲۵۷ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه امدادیه ملتان.

(صفحہ ہذا) ۱ اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو صراحۃً یا کنایۃً طلاق کے لئے مستعمل ہوتا ہے، اس لئے اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ النکاح وهو رفع قید النکاح فی الحال او المأل بلفظ مخصوص هو ما اشتمل علی الطلاق صریحا او کنایة، الدرالمختار علی هامش رد المحتار زکریا ص ۴۲۳/ ج ۴/ مطبوعه کراچی ص ۲۲۶/ ج ۳/ اول کتاب الطلاق.

۲ استماع صوت الملاهی کالضرب بالقضیب ونحوه حرام. بزازیة علی هامش الهندیة ص ۳۵۹/ ج ۶/ کتاب الکراهیة. الثالث فیما یتعلق بالملاهی، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

فارغخطی کا حکم

سوال:- زید اور اس کی بیوی میں جھگڑا ہوا بیوی گھر سے نکل کر جانے لگی تو زید نے کہا کہ اگر گھر سے نکل کر جائے تو میں تجھے فارغخطی دیدوں گا، اس کے باوجود بیوی گھر سے نکل گئی دوسرے دن وہ اپنے شوہر کے گھر آئی زید نے کہا کہ تم چلی گئی تھیں اب کیوں آئی ہو اس بات پر بیوی نے کہا کہ ابھی تم نے فارغخطی کہاں دی تو زید نے کہا اچھا جا فارغخطی، فارغخطی، فارغخطی، اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق پڑی کہ نہیں، اگر پڑی تو کونسی؟ اور کونسا ایسا طریقہ ہے، کہ زید اور اس کی بیوی دونوں ازدواجی زندگی بسر کرسکیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

بہ نیت طلاق ایسا کہنے سے طلاق بائن واقع ہوگئی[1] ایک طلاق بائن کے بعد دوسری طلاق بائن واقع نہیں ہوتی درمختار[2] میں اس کی تصریح موجود ہے، لہٰذا طرفین کی رضامندی سے دوبارہ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) مطبوعہ کوئٹہ. عالمگیری ۳۵۲/ج۵/ کتاب الکراھیة، الباب السابع عشر فی الغناء واللھو الخ، شامی کراچی ص۳۹۶ج۶ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع.

(صفحہ ہذا) [1] الکنایات لا تطلق بها الا بنية او دلالة الحال فنحو اخرجی واذهبی وقومی یحتمل ردا ونحو خلیة بریة حرام بائن یصلح سبا ففی حالة الرضا تتوقف الاقسام علی نیة للاحتمال، الدر المختار علی الشامی زکریا ص۵۲۸، ۵۳۲ج۴ باب الکنایات، سکب الأنهر علی مجمع الأنهر ص۳۶، ۳۷ج۲ فصل فی کنایات الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۴، ۳۷۵ج۱ الفصل الخامس فی الکنایات، فتاویٰ دارالعلوم ص: ۴۳۲، ج: ۹، ۴۶۵، ج: ۹، باب چهارم کنایات طلاق، مطبوعه مکتبه دار العلوم دیوبند، امداد الفتاویٰ ص۴۴۶ج۲، کتاب الطلاق، مطبوعه زکریا دیوبند، فتاوی رحیمیه ص: ۱۵۳، ج:۳، کتاب الطلاق.

[2] لا یلحق البائن البائن. (الدر المختار مع الشامی کراچی ص: ۳۰۸، ج:۳، باب الکنایات، مجمع الأنهر ص۴۱ ج۲ فصل فی کنایات الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص۳۰۷ج۳ باب الکنایات.

نکاح درست ہوگا، خواہ عدت میں ہو یا بعد عدت[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

’’مجھ سے برخواست‘‘ سے طلاق

سوال:- ایک شخص اپنی بیوی سے گھر چلنے کو کہتا ہے کہ چلو بیوی کہتی ہے بہتر ہے وہ چلنے کا سامان کرتی ہے، مگر اس کا باپ روکتا ہے، کہ میری لڑکی کی طبیعت اچھی نہیں ہے، دو تین روز نہیں جاسکتی ہے، جس وقت طبیعت اچھی ہو جاوےگی لے جانا اس پر یہ دوسرے شخص سے یہ کہتا ہے کہ میری بیوی سے کہہ دو کہ وہ مجھ پر برخواست یا نکاح سے برخواست، لڑکی والوں سے کہد و کہ وہ اپنی لڑکی کا نکاح کہیں اور کرلیں، اس واقعہ سے تقریباً دو ماہ گذرتے ہیں، اب آیا اس لفظ سے طلاق واقع ہوگئی یا نہیں، اگر اپنی غلطی پر نادم ہو تو کیا حکم ہے، اور اگر غلطی کا اقرار نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر یہ لفظ لڑکی والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی لڑکی کا نکاح کہیں اور کرلیں اگر شوہر نے بہ نیت طلاق کہا ہے تو طلاق واقع ہوئی، اگر ایک کی نیت کی ہے تو ایک ہوئی تین کی نیت کی ہو تو تین ہوگئیں، اگر طلاق کی نیت نہیں کی تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی: **ولو قال تزوجی ونوی الطلاق او الثلاث صح وان لم ینو شیئا لم یقع کذا فی العتابیة اھـ** (فتاویٰ عالمگیری[2] ص: ۳۷۶، ج: ۱)

---

[1] ولہ ان یتزوج مبانتہ بما دون الثلاث فی الحرة فی العدة وبعدها الخ، مجمع الأنهر ص۸۷ ج۲ باب الرجعة، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، تبیین الحقائق ص۲۵۷ ج۲ باب الرجعة، فصل فیما تحل بہ المطلقة، مطبوعہ امدادیہ ملتان، الدر المختار علی الشامی زکریا ص۴۰ ج۵ باب الرجعة، مطلب فی العقد علی المبانة.

[2] عالمگیری ص: ۳۷۶، ج: ۱، الفصل الخامس فی الکنایات، مطبوعہ کوئٹہ، شامی زکریا ص۵۵۱ ج۴ قبیل باب تفویض الطلاق، تاتارخانیہ کراچی ص۳۱۶ ج۳ نوع آخر فی قولہ خلیة.

اور یہ لفظ میری بیوی سے کہہ دو کہ وہ مجھ سے برخواست یا نکاح سے برخواست اگر اسی طرح شک اور تردید کے ساتھ کہا ہے، اور طلاق کی نیت نہیں کی تو اس سے طلاق نہیں ہوئی، اگر بلا تردید کے پہلا لفظ کہا ہے یعنی مجھ سے برخواست تو اس سے وقوع طلاق نیت پر موقوف ہے، اگر دوسرا لفظ کہا ہے تو طلاق واقع ہوگئی۔ **واذا قال لها ابرأتک عن الزوجية يقع الطلاق من غير نية في حالة الغضب وغيره كذا في الذخيرة في مجموع النوازل امرأة قالت لزوجها انا بريئة منک فقال الزوج انا برئ منکِ ايضا فقالت انظر ما ذا تقول ما نويت الطلاق لا يقع الطلاق لعدم النية كذا في المحيط** (كذا في الهندية[۱] ص: ۳۷۶، ج:۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ ۱۰/۲/۶۳ھ

چوڑی توڑ پھوڑ لیں مجھکو اب کوئی سروکار نہیں

سوال:- نظام الدین نے اپنی اہلیہ کا ایک سال سے نفقہ بند رکھا ہے اور اشارہ وکنایہ کے ساتھ خسر اور بیوی کے نام سے بہت ناراض ہوکر تاکید مزید کے ساتھ اس طرح خط لکھ دیا کہ تم اور تمہاری لڑکی سمجھتے ہیں کہ وہ زلیخا سے زیادہ خوبصورت ہے، تم کو جہاں ملے وہاں شادی کرلو، ایک سال کے اندر ہی شادی کرنے کی کوشش کریں کہ خوشحالی سے زندگی گذر جائے وغیرہ جیسے الفاظ ہیں، اور اسی گاؤں کے مولوی عبد الحمید صاحب جو معتبر آدمی ہیں ایک مرتبہ نظام الدین اور مولوی صاحب موصوف سے اس لڑکی کے بارے میں کچھ بات چیت ہو رہی تھی، نظام الدین نے اثناءِ

---

[۱] عالمگیری ص: ۳۷۶، ج: ۱، الفصل الخامس في الكنايات، مطبوعه كوئٹه، تاتارخانيه كراچي ص ۳۲۳ ج۳ قبيل نوع آخر في قوله طلاق داده گير وما يتصل به، المحيط البرهاني ص ۴۳۵ ج ۴ قبيل نوع آخر قوله دارده گير، مطبوعه المجلس العلمي ڈابھيل.

گفتگو میں مولوی صاحب موصوف سے کہا کہ آپ اس لڑکی سے یعنی بیوی سے کہہ دیں کہ وہ میرے نام سے چوڑی توڑ پھوڑ لیں مجھکو اب کوئی سروکار نہیں چوڑی پھوڑنے کا محاورہ بغیر شوہر کے رہنا ہوتا ہے، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۴ر ص: ۳۱۰،ص: ۳۱۱ مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند نیز حوالہ کتب معتبر درج ہے، کہ طلاقِ رجعی ہوگئی نیت کرے یا نہ کرے، فتاویٰ ہذا پر کچھ جاہل لوگ چنیں چناں کرتے ہیں، صورتِ مذکورہ میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شوہر کی طرف سے کوئی صریح لفظ طلاق تحریر میں نقل نہیں کیا گیا، جو الفاظ نقل کئے ہیں، وہ کنایہ ہیں، اگر ان الفاظ سے طلاق کی نیت کی ہے تو طلاقِ بائن واقع ہوگئی بعد عدت عورت کو دوسری جگہ نکاح کا حق حاصل ہے، درمختار وغیرہ میں ہے کہ کنایہ سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱؍۱۰؍۹۴ھ

---

[1] فالكنايات لا تطلق بها الا بنية او دلالة الحال الى قوله ويقع بباقيها اى باقى الفاظ الكنايات المذكورة البائن . الدر المختار على هامش رد المحتار زكريا ص: ۵۲۸، ۵۳۶، ج۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۹۶، ۳۰۳، ج:۳ اول بـاب الكنايات، مجمع الأنهر ص ۳۴،۳۶ ج۲ فصل فى كنايات الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ۲۱۴،۲۱۶ ج۲ باب الكنايات، مطبوعه امداديه ملتان.

باب ہفتم

تفویض طلاق

تعلیقِ تفویض قبل النکاح

سوال:-زید نکاح کرتا ہے، ہندہ سے ذیل کی شرطوں کے ساتھ اور شرط قاضی کے آفس سے رجسٹرڈ کی ہوئی ہے۔

(۱) پردہ کے ساتھ رکھے گا، شریعت کے مطابق تمام امور انجام دے کر ہر ماہ آٹھ روپیہ خوراکی دے گا۔

(۲) ہندہ کی اجازت کے بغیر دوسرا نکاح نہیں کرے گا۔

(۳) ضرب وشتم نہیں کرے گا۔

(۴) ہندہ مہر اور خوراکی کا روپیہ جس وقت طلب کرے گی فوراً ادا کرے گا۔

(۵) اگر زید مجنون ہو یا عنین یا کسی دور کے سفر میں غائب ہو جائے، یا مذکورہ شرائط میں سے کسی شرط کے خلاف کرے تو ہندہ طلاق تفویض کے ساتھ نکاح فسخ کر کے دوسرے شوہر سے نکاح کر سکے گی۔

(۶) طلاقِ تفویض کا پورا اختیار دیا ہے۔

زید تمام شرطوں کے خلاف کرتا ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہندہ تفویضِ طلاق دے کر اپنے آپ کو علیحدہ کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بعد عقدِ نکاح ان شرائط سے تفویض طلاق کی ہے، یا قبل نکاح، مگر ان کو نکاح کی طرف منسوب ومضاف کیا ہے، تب تو یہ شرائط معتبر ہے، اور ان کے خلاف کرنے سے تفویض طلاق ہو جائیگی اور عورت کو طلاق دینے کا اختیار ہوگا، اور اگر قبل عقد ان شرائط سے تفویض طلاق کی ہے اور ان کو نکاح کی طرف منسوب ومضاف نہیں کیا ہے، تو شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں، یہ سب شرطیں اور تفویض بیکار ہیں، عورت کو اپنے اوپر............
طلاق واقع کرنے کا اختیار نہیں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۹/۱۰/۶۱ھ
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/ شوال ۶۱ھ

کابین نامہ وتفویض طلاق

سوال:- ایک شخص نے ایک عورت کو حسب دستور دیار مہر معین کر کے دیا شرائط صداقت نامہ مروجہ دینے کا وعدہ کر کے شادی کی مگر بعد نکاح صداقت نامہ نہیں دیا، ملک بنگالہ میں یہ رواج معروف ہے کہ شادی میں صداقت نامہ یا کابین نامہ دیا کرتے ہیں، اس لئے ہر ایک تھانہ میں دوسہ قاضی

---

[1] البدأة اذا كانت من الزوج كان الطلاق والتفويض قبل النكاح فلا يصح أما اذا كانت من المرأة يصير التفويض بعد النكاح لأن الزوج لما قال بعد كلام المرأة قبلت والجواب يتضمن اعادة ما فى السؤال صار كأنه قال قبلت على انک طالق أو على أن يكون الأمر بيدک فيصير مفوضا بعد النكاح، شامی زکریا ص۴۵۰ج۴ كتاب الطلاق قبيل مطلب فى طلاق المدهوش، كذا فى الشامى باب الأمر باليد ص۵۷۳ج۴، البحر الرائق کوئٹه ص۳۱۸ج۳ فصل فى الامر باليد، عالمگیری کوئٹه ص۳۹۶ج۶ الفصل السابع فى الطلاق، كتاب الحيل، وشرطه الملک كقوله لمنكوحة أو معتدته ان ذهبت فانت طالق أو الاضافة اليه بان يكون معلقا بالملک الى قوله أو سبب الملک كالنكاح أى التزوج، شامی زکریا ص ۵۹۳ ج۴ باب التعليق، نیز ملاحظہ ہو الحیلۃ الناجزۃ ص۸ جزء اول طبع دار الاشاعت دیوبند۔

گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہیں، مگر بعضے بوجہ افلاسی اور تہی دستی کے صداقت نامہ رجسٹری کر کے نہیں دیتے بہر حال بوقت نکاح تذکرۂ صداقت نامہ مروجہ کا ضرور ہوتا ہے، اور صداقت نامہ مروجہ یہ ہے کہ اگر چھ مہینہ تک بی بی کو خورد و پوش نہ دوں یا چھ مہینہ بی بی کے پاس شدآمد نہ رکھوں اور خبر گیری نہ کروں، یا اگر بلا اجازت زوجہ خود شادی دیگر کروں تو اس پر تین طلاق واقع ہوگئی، اور بلا اجازت اس کے سفر میں نہیں جاؤں گا وغیرہ شرائط لکھی جاتی ہیں، اگر ان شرطوں میں سے کسی شرط کے خلاف واقع ہو تو بی بی مذکورہ کو اختیار ہوگا، جب چاہے اپنے نفس پر تین طلاق واقع کر کے بعد عدت دوسرا نکاح بیٹھنے میں شرعاً کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہے گا، یہ دستور ورواج زمانۂ قدیم سے چلی آتی ہے، گویا یہ تعارف ہوگئے اور شخص مذکور نے بعد روزے چند اپنی زوجہ سے فتنہ وفساد کر کے زیورات چھین کر کہا کہ خانۂ پدری میں چلی جاؤ، بس وہ عورت یتیمہ مجبور ہو کر خانۂ پدری میں جا کر پناہ لی اس کے بعد عرصہ دراز تک یعنی گیارہ مہینے تک عورت کو نہ خورد و پوش دیا اور نہ خبر گیر ہوا، عورت نے بارہا طلب خورد و پوش کی ہے، نہ انکار کیا اور نہ ہی دیا، وہ عورت بیچاری خورد و پوش سے عاجز ہو کر اور مصیبت سے بچنے کے لحاظ سے با برادر خود مسمّٰی صالح احمد وعم حقیقی مسمّٰی دانہ میاں و یکے بسر پرست آں محلّہ مسمّٰی ابراہیم میاں بدر بار قاضی ساتکانیہ رفتہ عدالت کی (واضح رہے اس عورت کا والد بھی وفات پا گیا ہے) پس قاضی صاحب قانون شریعت و گورنمنٹ کے اس کے شوہر کو کہا کہ تو دعویٰ زوجۂ خود دادہ لے جاؤ اس نے انکار کیا، پھر کہا کہ تو دو جامۂ جدید دے کر لے جاؤ اس کو بھی انکار کیا پھر قاضی صاحب نے فرمایا اگر نہیں لے جاؤ گے، تو شرعاً وہ مطلقہ ہو جائے گی، اِس کو بھی انکار کر کے چلا گیا، پس قاضی صاحب نے شرائط صداقت نام مروجہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو تفویضِ طلاق کا حکم دیدیا، اس عورت نے بحکم حاکم شریعت مذکورہ شخصوں کے سامنے اپنے نفس پر دو طلاق واقع کی۔

اگر ایسا نہ کیا جائے تو بے کابین نامہ اور بے صداقت نامہ والی عورتیں خورد و پوش سے عاجز ہو کر کسی اجنبی مرد کے ساتھ چلی جاتی ہیں یا زنا میں مبتلا ہو جاتی ہیں، جیسا کہ تجربہ شاہد ہے کہ فی زماننا عوام الناس میں پارسائی فتویٰ اور خوف حقوق العبد بہت ہی کم ہے، حالانکہ ضرر وحرج اور معصیت

سے بچنا واجب ولازم ہے۔

دریافت یہ کرنا ہے کہ عورت مذکورہ شرعاً مطلقہ ہوگئی یا نہیں اور صداقت وکابین نامہ پر عمل کرنا شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟ بینوا بالدلیل توجروا عند اللہ الجلیل

الجواب ہوالموفق للصّدق والصّواب

نعم وہ زن مسطور مرقومہ بالا بہ سہ طلاق مطلقہ ہوگئی چونکہ عرف اور عادات الناس اگر خلاف شرع نہ ہوں تو اس پر عمل کر کے فتویٰ دینا جائز رکھا ہے اور جو خلاف شریعت ہو اس پر عمل کرنا ممنوع ہے۔

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے: انما ینظر الی المتعارف لان الثابت عرفاً کالثابت شرعاً انتھٰی[1] فتاویٰ مدنی میں مرقوم ہے: العرف الجاری علٰی قواعد الشریعة معتبر یجب قبولهٗ انتھٰی ص: ٥٣٦، ہدایہ وجوہرہ میں ہے: کل مالم ینص علیه فهو محمول علٰی عادات الناس انتھٰی[2] اور فتاویٰ شامی میں مرقوم ہے ص: ٥٨٨ جریٰ العرف فی کثیر من قریٰ دمشق بتقدیر المهر بمقدار معین لجمیع الناس من اهل القریة بلا تفاوت فینبغی ان یکون ذٰلک عند السکوت عنه بمنزلة المذکور المسمّٰی وقت العقد لان المعروف کالمشروط[3] انتھٰی وفیه ایضًا ص: ٥٩١ وفی الخانیة یعتبر التفاوت لان الثابت عرفاً کالثابت شرطاً[4] انتھٰی. اور فتاویٰ خیریہ ص: ٥٠ میں ہے وقد افتٰی به بعض الناس میلا الٰی ما هو الارفق بالناس مع کونه خلاف الصحیح انتھٰی وفیه ایضاً ص: ٤٩ فالظاهر ان یتامل فی الوقائع ویلاحظ الحرج والضرورات فیفتی بحسبها جوازاً او فساداً انتھٰی اور عینی شرح ہدایہ میں

---

[1] فتاوی قاضی خان علی هامش الهندیة ص٣٨٥ ج١ کتاب النکاح فصل فی حبس المرأة نفسها بالمهر، مطبوعه کوئٹه عالمگیری کوئٹه ص٣١٨ ج١ کتاب النکاح الفصل الحادی عشر فی منع المرأة نفسها بمهرها الخ.

[2] هدایه ص٨٠ ج٣ کتاب البیوع باب الربوا مطبع مکتبه تهانوی دیوبند.

[3] شامی دار الفکر ص١٤٠ ج٣ باب المهر، مطلب فی بیان مهر المثل.

[4] شامی دار الفکر ص١٤٤ ج٣ باب المهر، مطلب فی منع الزوجة نفسها لقبض المهر.

ہے۔ الاحکام تتبدل بتبدیل الازمنة انتھٰی. اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ نعم العرف المروّج معتبر فی الشرع فلها ان تطلق نفسها لاجل فوت شرط وصول الزوج او النفقة الیها وان تزوج باخرصونا لنفسها عن الھلاک والسفاح اور وہ شرط کہ اگر بلا اجازت دوسری بی بی سے شادی کروں تو اس پر تین طلاق واقع ہوں گی الخ۔ اس شرط پر عمل کر کے فتویٰ دینا نزد احقر جائز نہیں چونکہ یہ خلاف نص قطعی کے ہے، چنانچہ بداں آیت قرآنی صراحۃً ناطق ہے۔ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنٰی وثلث وربا ع (الآیۃ[1]) ونیز فتاوی عزیزی لمولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شاہد ہے جلد دوم ص:۱۳۳ اقول تحکیم العادة والعرف امر مسلم عند الفقهاء لکن الکلام فی محل تحکیمهما وظاهر ان العادة علٰی خلاف الشرع وکذا العرف لاحکم لها فان من یعتاد شرب الخمر فلا یحل له شرب الخمر قطعاً وکذا اهل البلدان اعتادوا امراً یخالف الشرع مثل ترک الصّلٰوة وکشف العورة لا یترکون مهملاً بل یؤمرون بترک تلک العادة انتهٰی[2] اور چونکہ اس عورت نے بحکم حاکم شریعت برنفس خود سہ طلاق واقع کیں فلہٰذا وہ مطلقہ ہوگئی چنانچہ درتشریحات بالا مرقوم ہے۔ کما یفهم من عبارات فتاویٰ عالمگیری ص: ۴۱۷ ولو جعل امرها بیدها[3] انتھٰی پس بادلۂ مرقومہ بالا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عورت مذکورہ کو با زوج ثانی خانہ داری کرنا حسب شریعت جائز ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم

کتبہ المفتقر الی اللہ التواب القوی
ابوالحسن المعروف بہ محمد عبدالوہاب
الساتکانوی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

---

[1] سورة النساء رقم الآیة ۳.
[2] فتاوی عزیزی ص ۱۳۲ ج ۲، مطبوعه رحیمیه دیوبند.
[3] عالمگیری کوئٹه ص ۳۹۰ ج ۱ کتاب الطلاق الفصل الثانی فی الامر بالید.

الجواب حامداً ومصلیاً

جب اس شخص نے کابین نامہ کا صرف وعدہ کیا کہ کابین نامہ دیدوں گا، یعنی تفویضِ طلاق کردوں گا، اوراس کے بعد کابین نامہ نہیں دیا اور مروجہ طریق کے موافق شرائط کابین نامہ پر طلاق زوجہ کو مفوض نہیں کیا تو زوجہ کو اپنے نفس پر طلاق واقع کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہوا، حاکم کو بھی اختیار نہیں کہ اس رواج پر عمل کرتے ہوئے مدعیہ کو تفویض طلاق کردے عالمگیری وغیرہ کی جو عبارات نقل کی گئی ہیں وہ بصورت تفویض ہیں وعدۂ تفویض پر احکام تفویض نافذ کرنا شرعاً صحیح نہیں[1]۔

طلاق کا مبنیٰ الفاظ پر ہوتا ہے نہ کہ نیات اور مواعید[2] پر وعدۂ طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی، وعدۂ تفویض سے تفویض بھی صحیح نہیں ہوتی۔

البتہ اگر زوج نے بوقت نکاح یہ اقرار کیا ہو کہ کابین نامہ مروجہ میں جو شرائط درج ہوتی ہیں، اوران شرائط کے خلاف کرنے پر عورت کو اپنے نفس پر طلاق واقع کرنے کا اختیار ہوتا ہے وہ سب شرائط مجھے منظور ہیں، ان شرائط پر میں نکاح کرتا ہوں تو پھر تفویض متحقق ہو جائے گی۔

جو اقتباس کابین نامہ کا سوال میں درج ہے، اگر یہ بعد نکاح پیش کیا جائے اور زوج اقرار کرے تب تو معتبر ہوگا اگر قبل از نکاح اقرار کرے تو اس کا اعتبار نہیں کیونکہ اضافت الی النکاح نہیں[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب الثانی صحیح وفی الجواب الاول نظر من وجوہ شتّٰی ۱۸/صفر ۶۸ھ

سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۰ صفر ۶۸ھ

---

[1] قوله طلقی نفسک فقالت أنا طالق أو أنا أُطلق نفسی لم یقع لأنه وعدٌ جوهرة الدر المختار وفی الشامی وعبارة الجوهرة وإن قال طلقی نفسک فقالت أنا أطلق لم یقع قیاساً وإستحساناً، شامی زکریا ص ۵۵۹ ج۴ باب تفویض الطلاق، فتح القدیر ص ۸۱ ج۴ کتاب الطلاق باب تفویض الطلاق مطبع دار الفکر الدر المنتقٰی مع مجمع الأنهر ص ۴۴ ج۲ باب التفویض مطبع دار الکتب العلمیة بیروت. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

خلاف شرط کرنے سے طلاق

سوال:- مسمی زید نے مسماۃ ہندہ کے ساتھ ۴؍ فروری کو عقد کیا اور قبل نکاح ہندہ اور اس کے والد کے اصرار سے ایک اقرار نامہ لکھا جس میں آٹھ دفعات ہیں دفعہ یہ ہے کہ جب کبھی اور جتنے بھی مندرجہ بالا نمبر: ۱، سے نمبر: ۷، تک مین کسی ایک دفعہ کی خلاف ورزی کرنے اور مجھ مقر کی اس خلاف ورزی کو چھ ماہ گذر جاویں تو مقر کی زوجہ مسماۃ ہندہ اور اس کے والد اگر ہوں ورنہ دیگر اعزہ مسماۃ مذکور میں سے تین عزیز کی رائے سے مسماۃ مذکورہ بالا میری زوجیت سے نکل جاوے تو ایسی صورت میں ہر بار مقر کی زوجہ مسماۃ ہندہ کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنے نفس پر ایک طلاق رجعی دیدے اور یہ اختیار اس کا دائمی ہوگا، کہ کسی رضا یا سکوت سے زائل نہ ہوگا، تا آخر اقرار نامہ مسماۃ مذکورہ بالا بعد عقد رخصت ہوکر زید کے گھر آئی اور دستور کے مطابق تین روز تک بخوشی وشادمانی رہی پھر اپنے باپ کے یہاں گئی اس طرح بار بار آتی رہی بدقسمتی سے عقد کے ڈیڑھ ماہ بعد دورے پڑ گئے جو اختناق رحم تجویز کیا گیا جس کا علاج کبھی زید کے یہاں اور کبھی ہندہ کے باپ کے گھر ہوتا رہا، تقریباً ۱/۲ تک یہی معاملہ رہا اور زید اقرار نامہ کی پوری پابندی کرتا رہا اسی اثناء میں ہندہ اور اس کی والدہ جہیز کا

(گذشتہ کا بقیہ) ۲؎ وهو اى الطلاق رفع قيد النكاح بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق أى على مادة "ط ل ق" صريحاً مثل انت طالق أو كناية كمطلقة بالتخفيف وكانت "ط ل ق" وغيرهما، الدر المختار مع الشامى زكريا ص۴۲۶ ج۴ اول كتاب الطلاق، الدر المنتقىٰ مع مجمع الأنهر ص۴۱۳ ج۲ اول كتاب الطلاق مطبع دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص۲۳۵ ج۳ كتاب الطلاق.

۳؎ البدأة اذا كانت من الزوج كان الطلاق والتفويض قبل النكاح فلا يصح أما اذا كانت من المرأة يصير التفويض بعد النكاح لأن الزوج لما قال بعد كلام المرأة قبلت والجواب يتضمن ما فى السؤال صار كأنه قال قبلت على أنك طالق أو على أن يكون الأمر بيدك فيصير مفوضا بعد النكاح، شامى زكريا ص۴۵۰ ج۴ كتاب الطلاق قبيل مطلب فى طلاق المدهوش كذا فى الشامى زكريا ص۵۷۳ ج۴ باب الامر باليد، البحر الرائق كوئٹه ج۳ فصل فى الامر باليد، عالمگيرى كوئٹه ص۳۹۶ ج۶ الفصل السابع فى الطلاق كتاب الحيل وشرطه الملك كقوله لمنكوحة أو معتدته إن ذهبت فانت طالق أو الاضافة اليه إلى قوله أو سبب الملك كالنكاح أى التزوج الدر المختار مع الشامى زكريا ص۵۹۳ ج۴ نيز ملاحظه هو "الحيلة الناجزة" ص۸ جزء اول، تفویض طلاق کا حکم، تفویض کی پہلی صورت، مطبع دار الاشاعت دیوبند۔

سامان باجازت زید لے جاتی رہی، آخر میں والد ہندہ بغرض علاج اپنے گھر لے گیا زید متواتر رخصتی کے لئے جاتا رہا اور والد ہندہ اچھی ہوجانے کے بعد رخصت کرنے کا وعدہ کرتا رہا بالآخر ایک مرتبہ رخصت کرنے سے صاف انکار کردیا اور کہا کہ ہم رخصت نہیں کریں گے، اس کو طلاق دیدو اقرار نامہ میں ایک دفعہ اختلاف باہمی کی صورت میں دس روپیہ ماہوار وظیفہ دینے کی تھی اُس وقت چونکہ باہمی اختلاف ہوگیا تھا اس لئے زید نے اس کی پوری پابندی کی ہے، دس روپیہ ماہواری کے حساب سے بذریعہ منی آڈر بھیجنا شروع کیا، مگر مسماۃ ہندہ اور اس کے والد نے لینے سے انکار کیا تھوڑے عرصہ کے بعد مسماۃ ہندہ اور اسکے والد نے زید کو نوٹس دیا کہ تم اپنی تحریر کردہ اقرار نامہ پر کاربند نہیں لہٰذا ہم دونوں باپ اور بیٹی نے متفقہ طور پر حسب تحریر اقرار نامہ چھ ماہ گذرنے کے بعد چند گواہوں کی موجودگی میں طلاق رجعی واقع کرلی اور حسب فتویٰ علماء مفتی صاحبان عدت بھی پوری کرلی اور عدت پوری ہونے کے بعد بروئے فتویٰ طلاق بائن ہوگی اب ہمیں شرعاً قانوناً اختیار ہے کہ ہم جہاں چاہیں شادی کرلیں نیز دین مہر وغیرہ کا مطالبہ کیا باوجود اس کے زید کے اعزہ سے طلاق دلانے کے لئے مجبور کرتا ہے اعزہ کے اس قول پر کہ جب طلاق واقع کرلی ہے، تو اب پھر طلاق لینے کی کیا ضرورت ہے، والد ہندہ کہتا ہے کہ اصل طلاق تو ہوتی نہیں جب تک زید خود اپنی زبان سے نہ کہے اصل طلاق واقع نہ ہوگی، صوت مذکورہ کے ملاحظہ کرنے کے بعد علماء دین سے چند امور دریافت طلب ہیں۔

(۱) صورت مذکورہ میں ہندہ یعنی زوجۂ زید اپنے اوپر طلاق رجعی واقع کرسکتی ہے یا نہیں۔

(۲) اگر بالفرض طلاق واقع کرسکتی ہے تو طلاق رجعی ہوگی یا نہیں۔

(۳) اس کو طلاق رجعی واقع کرکے بلا اطلاع زید عدت پوری کرنی چاہئے یا اطلاع۔

(۴) اگر بلا اطلاع عدت پوری کرے تو طلاق بائن ہوگی، یا اطلاع کے بعد عدت پوری کرنے پر بائن ہوگی۔

(۵) طلاق بائن ہونے کی صورت میں ہندہ کے ساتھ دوبارہ عقد کے لئے حلالہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے پیشتر متعدد مرتبہ اس واقعہ کا سوال آچکا ہے، محمد حسن خان صاحب کے نام سے ایک مرتبہ اقرار نامہ کی نقل بھی آئی تھی، آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر نے دس روپیہ ماہواری بذریعہ منی آڈر بھیجا جس کو لینے سے زوجہ اور اس کے والد نے انکار کیا نیز ہندہ کا معالجہ شوہر کے مکان پر بھی ہوتا رہا اور شادی کے بعد جب ہندہ رخصت ہوکر شوہر کے مکان پر آئی تو دستور کے مطابق تین روز بخوشی وشادمانی رہی وغیرہ وغیرہ مگر احمد حسن خانصاب کے سوال میں تحریر تھا کہ شوہر کی بے التفاتی حد سے بڑھتی گئی، یہاں تک کہ زوجین میں ایک مرتبہ بھی ہم بستری کی نوبت نہیں آئی اور شوہر نے بیماری کے وقت سے خرچہ دینا بند کردیا زوجہ کی طرف سے بارہا خرچہ کا تقاضا کیا گیا مگر شوہر نے خرچہ نہیں دیا، اور طرح طرح کے طعن وتشنیع کرکے دل آزاری کی حتی کہ زدوکوب کیا وغیرہ وغیرہ اب واللہ اعلم کونسا سوال صحیح ہے اور کونسا غلط اس لئے بہتر صورت یہ ہے کہ فریقین متفق ہوکر صحیح صحیح واقعہ تحریر کریں، اور ہر دو فریق دستخط کرکے بھیجیں تاکہ موافق شرع جواب حاصل ہوسکے، ورنہ ہر سوال کے موافق جواب تحریر ہوگا مفتی کو علم غیب نہیں ہوتا کہ سائل نے سوال میں صحیح واقعہ لکھا ہے یا غلط اور ایسی صورت میں ذمہ داری سائل کے سر باقی رہتی ہے۔

ایک دفعہ ۱۳/ جمادی الاولیٰ ۶۰ھ کو جواب ۲۵۱

دوسری مرتبہ ۱۰/ جمادی الثانیہ کو جواب ۳۸۴ تیسری مرتبہ ۲۴/ رجب ۶۰ھ کو جواب ۴۴۴ یہاں سے گیا ہے، اب اس کے سوال کے مطابق جوابات تحریر ہیں۔

(۱) اگر خلاف شرط کیا ہے تو زوجہ کو طلاق واقع کرنے کا اختیار حسب اقرار نامہ حاصل ہے[1]۔

---

[1] تعلیق التفویض بالشرط وانه اقسام احدها تعلیق التفویض بالغیبة وصورة کتابة هذا القسم شهدوا ان فلانا جعل امر امرأته فلانة بیدها معلقاً بشرط انه متی غاب عنها من کورة کذا اومن مکان کذا یسکنان فیه غیبة سفر ومضی علی غیبته شهر اوکذا علی ماشرطاه ولم یعد الیها فی هذه المدة فانها تطلق نفسها تطلیقة واحدة بائنة بعد ذلک متی شائت ابدا وفوض الامر فی ذلک الیها وانها قبلت منه هذا الامر قبولا صحیحاً فی مجلس التفویض ویتم الکتاب القسم الثانی تعلیق التفویض بترک نقد المعجل الی وقت کذا القسم الثالث تعلیق التفویض بشرط قماره اوبشربه الخمر (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(۲) اگر ہم بستری یا خلوتِ صحیحہ ہوچکی ہے اب واقع کرنے سے طلاق رجعی واقع ہوگی ورنہ بائنہ ہوگی[۱]

(۳) اطلاع کرنا واجب نہیں۔

(۴) عدت پوری ہونے پر بائنہ ہوجائے گی[۲] اطلاع کرے یا نہ کرے اگر خلوت صحیحہ یا ہم بستری نہیں ہوئی تو شروع ہی سے بائنہ ہوگی۔

(۵) حلالہ کی ضرورت تین طلاق یعنی مغلظہ میں ہوتی ہے،[۳] ایک طلاق بائنہ میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہوتی، صرف طرفین کی رضامندی کافی ہوتی ہے[۴] اگر طلاق رجعی ہو اور عدت ختم نہ ہوئی ہو تو رجعت کافی ہے، دوبارہ نکاح کی ضرورت ہی نہیں[۵] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۴/۸/۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/ شعبان ۶۰ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۵/ شعبان ۶۰ھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) او ضربه وصورة كتابته على نحو ما بيّنا. عالمگيرى ص:٢٦٠، ج:٦، كتاب الشروط، الفصل الثالث فى الطلاق.

(صفحہ ہٰذا) [۱] اذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن عليها فان فرق الطلاق بانت بالاولى ولم تقع الثانية والثالثة وذلک مثل ان يقول انت طالق طالق طالق. عالمگيرى ص: ٣٧٣، ج:١، الفصل الرابع فى الطلاق قبل الدخول، الدر المختار مع الشامى دار الفكر ص٢٨٦ ج٣ باب الطلاق غير المدخول بها زيلعى ص٢١٣ ج٢ فصل فى الطلاق قبل الدخول مطبع امداديه ملتان.

[۲] أما الطلاق الرجعى ...... فإن طلقها ولم يراجعها بل تركها حتى انقضت عدتها بانت، بدائع الصنائع زكريا ص٢٨٣ ج٣ كتاب الطلاق فصل فى بيان حكم الطلاق، فتاوى عالمگيرى كوئٹه ص٤٣٨ ج١ كتاب الطلاق الباب الاول وأما حكمه.

[۳] ان كان الطلاق ثلاثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها. عالمگيرى ص:٤٧٣، ج:١، باب الرجعة، الباب السادس فى الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به، الدر المختار مع الشامى دار الفكر ص٤٠٩، ٤١٠ ج٣ باب الرجعة، مطلب فى العقد على المبانة، هداية ص٣٩٩ ج٢ باب الرجعة مكتبه تهانوى ديوبند.

[۴] اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد انقضائها. عالمگيرى ص٤٧٢، ج١، باب الرجعة، الدر المختار مع الشامى دار الفكر ص٤٠٩ ج٣ باب الرجعة، (بقیہ آئندہ پر)

خلافِ شرائط کرنے پر زوجہ کو حقِ طلاق

سوال:- زید نے اپنی بیوی ہندہ کے اطمینان کے لئے بموجبِ تحریر استفتاء اختیارِ طلاق ہندہ کو تفویض کیا، تحریر کرنے کے بعد زید نے شرائطِ مسطور کی خلاف ورزی کی ہے، یعنی چھ ماہ گذر گیا اس کے بعد خرچ بھیجا، اور بلا رضامندی ہندہ مارچ ۱۹۴۰ء بغایت ۳۰/جنوری ۱۹۴۲ء باہر قیام رکھا، ۳۱/جنوری کو زید کے آنے پر ہندہ نے کہا کہ میں تم سے رضامند نہیں ہوں، اور بموجبِ اقرار نامہ میں مطلقہ ہونا چاہتی ہوں، تم بھی اپنی زبانی طلاق دے دو مگر زید طلاق دینا نہیں چاہتا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بموجبِ تحریر ہندہ کو از روئے شرع حقِ طلاق حاصل ہے اور ہندہ اپنے کو طلاق دے کر عقدِ ثانی کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں زوجہ کو اختیار تھا کہ اپنے اوپر طلاق واقع کرلیتی کیونکہ شوہر نے اپنی شرط کے خلاف عمل کیا ہے، لیکن یہ اختیار دو شرطوں کے ساتھ مشروط تھا، ایک یہ کہ دو ماہ برابر نان ونفقہ کے لئے خرچ نہ بھیجوں، دوسری یہ کہ چھ ماہ سے زائد بلا رضامندی کے اپنی بیوی کے پاس نہ آؤں جاؤں، لہٰذا جب دو ماہ برابر خرچ نہیں بھیجا تو اس وقت زوجہ کو طلاق واقع کرنے کا اختیار تھا جب اس وقت طلاق واقع نہیں کی تو وہ اختیار ساقط ہوگیا، اسی طرح جب چھ ماہ تک بلا رضامندی کے شوہر نہیں آیا بلکہ باہر رہا تو اس وقت اختیار حاصل تھا، جب زوجہ نے اس وقت اپنے اختیار سے کام نہیں لیا تو وہ بھی ساقط ہوگیا اب اختیار باقی نہیں رہا[1] کیونکہ شوہر کی تحریر میں کوئی ایسا عام لفظ نہیں کہ

(گذشتہ کا بقیہ) هدايه ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة، مكتبه تهانوى ديوبند.

۵ واذا طلق الرجل إمرأته تطليقة رجعية وتطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض، فتاوى عالمگيرى كوئٹه ص ۴۷۰ ج ۱ الباب السادس في الرجعة هداية ص ۳۹۴ ج ۲ باب الرجعة مطبع مكتبه تهانوى ديوبند، مجمع الأنهر ص ۸۰ ج ۲ كتاب الطلاق باب الرجعة مطبع دار الكتب العلمية بيروت.

(صفحہ ہٰذا) [1] اختاری اليوم أو أمرک بيدک هذا الشهر خيرت فی بقيتهما وإن قال يوماً أو شهراً (آئندہ پر)

اس نے ہمیشہ کے لئے اختیار دے دیا ہو[۱] پس ہندہ کو اپنے اوپر طلاق واقع کرنا اور پھر عقدِ ثانی کرنا اس اقرارنامہ کی رُو سے درست نہیں جب تک کہ شوہر طلاق نہ دے عقدِ ثانی نہیں کرسکتی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارن پور ۱۱/۴/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/ربیع الثانی ۶۱ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۲/ربیع ۲/۶۱ھ

کیا طلاق کی توکیل وتفویض سے شوہر کا حق ختم ہوجاتا ہے

سوال:- شمس الدین اپنے خسر سے اس بات کا خوف کرتے ہوئے کہ مجھ سے وہ جبراً اپنی لڑکی کا طلاق لے لیں گے، تو شمس الدین نے دو آدمیوں سے کہا کہ میں اپنی بیوی کی طلاق کا معاملہ تم کو سپرد کرتا ہوں، کچھ دنوں بعد شمس الدین نے خسر کے ڈر سے کہا کہ میں بیوی کو ایک طلاق، دوطلاق، تین طلاق دیدیا، اب کوئی حق میرا اس پر نہیں رہا، تو کیا شمس الدین کے اختیار سپرد کرنے کے بعد یہ دی ہوئی طلاقیں واقع ہوگی، مدلل تحریر فرمائیں، عین کرم ہوگا، کیونکہ ہمارے یہاں اس مسئلہ میں عدمِ وقوعِ طلاق کا فتوی دیدیا گیا ہے اور اب بدستور میاں بیوی زندگی گذار رہے ہیں۔

(گذشتہ کا بقیہ) فمن ساعة تكلم مثلها من الغد وإلىٰ ثلاثين يوماً ولا يبطل المؤقت أى الخيار المؤقت بيوم أو شهر أو سنة بالاعراض فى مجلس العلم بل بمضى الوقت المعين علمت بالتخير أولا، الدر المختار مع الشامى دار الفكر ص۳۲۴ج۳ قبيل باب الأمر باليد، عالمگيری كوئٹه ص۳۹۰ج۱ الفصل الأول فى الاختيار.

[۱] ولا يملک الرجوع عنه أى عن التفويض بانواعه الثلاثة لما فيه من معنى التعليق وتقيد بالمجلس لانه تمليک إلا إذا زاد متى شئت ونحوه مما يفيد عموم الوقت فتطلق مطلقاً وفى الشامى وظاهره أنها إذا لم تشاء فى المجلس خرج الأمر من يدها، الدر المختار مع الشامى دار الفكر ص۳۳۲ج۳ فصل فى المشيئة كتاب الطلاق البحر الرائق كوئٹه ص۳۲۸ج۳ فصل فى المشيئة عالمگيری كوئٹه ص۴۰۶ج۱ الفصل الثالث فى المشيئة.

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی دوسرے کو اپنی بیوی کی طلاق سونپ دینا اگر مشیت کے ساتھ مقید ہو تو یہ تملیک ایقاع ہے، جس سے زوج نفس طلاق کی ملک سے خارج ومحروم نہیں ہوجاتا، اور یہ تفویض مجلس کے ساتھ مقید رہتی ہے، بعد مجلس مفوض الیہ کا اختیار ختم ہوجاتا ہے، اگر زوج نے مشیت کے ساتھ مقید نہ کیا ہو تو یہ توکیل ہے اور مؤکل کو عزلِ وکیل کا حق باقی رہتا ہے[۱] نیز توکیل سے مؤکل کا اختیار ختم نہیں ہوتا۔

الغرض صورتِ مسئولہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی بھی گنجائش نہیں رہی فوراً دونوں کو علیحدہ کردیا جائے اور عورت کو پردہ کرایا جائے۔

اجمعوا علیٰ ان قوله لا جنبی طلّق امرأته توكيل وَلايتقيد بالمجلس فان قيّده بالمشيئة بان قال لهٗ طلق امرأتی ان شئت فهٰذا تمليک عند اصحابنا الثلاثة اھ بدائع[۲] ص: ۱۲۲، ج:۳.

اَلطَّلاَقُ مَرَّتَانِ اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَاِنْ طَلَّقَها فَلاَ تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهٗ. (الآية)[۳] فقط واللّٰه تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴؍۳؍۹۰ھ

---

[۱] إذا قال لها طلقی نفسک سواء قال لها إن شئت أولا فلها أن تطلق نفسها فی ذلک المجلس خاصة وليس له أن يعزلها وكذا إذا قال لرجل طلق إمرأتی وقرنه بالمشيئة فهو كذلک وإن لم يقرنه بالمشيئة كان توكيلا ولم يقتصر على المجلس ويملک العزل عنه، فتاوى عالمگیری کوئٹہ ص ۴۰۲ ج ۱ الفصل الثالث فی المشيئة شامی زكريا ص ۵۷۴ ج ۴ كتاب الطلاق اول فصل فی المشيئة.

[۲] بدائع الصنائع کراچی ص:۱۲۲، ج:۳، فصل واما قوله طلقی بنفسک فهو عندنا تمليک الخ، الدرالمختار مع الشامی زكريا ص ۵۵۵ ج ۴ باب تفويض الطلاق هدايه ص ۳۸۱ ج ۲ باب تفويض الطلاق فصل فی المشيئة مكتبه تهانوی ديوبند.

[۳] سورہ بقرہ آیت: ۲۳۰، ۲۲۹، **ترجمہ**:- وہ طلاق دو مرتبہ ہے، الی قولہ پھر اگر کوئی طلاق دیدے عورت کو تو پھر وہ اس کے لئے حلال نہ رہے گی، اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ نکاح کرے۔
(از بیان القرآن)

طلاق کا اختیار دوسرے کو دے کر واپس لینا

سوال:-زید نے عمر کو اپنے اختیاراتِ طلاق دیدیئے مگر اب وہ اپنے حالات سے سرگرداں وپریشان ہوکر اپنے اختیارات کو واپس لینا چاہتا ہے۔

(۱) کیا اس کو یہ اختیار ہے کہ اپنے جو اختیارات عمر کو دیئے تھے، انکو وہ واپس لے لے۔

(۲) اگر ہے تو پھر اس کا کیا طریقہ ہے۔

(۳) اگر عمر واپسی اختیارات پر رضامند نہ ہوتو زید کو کیا عمل کرنا چاہیئے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) یہ توکیل ہے، مؤکل کو اختیار رہتا ہے کہ وہ وکیل کو معزول کردے، اس سے اس کے اختیارات ختم ہوجائیں گے، اس کے لئے وکیل کی رضامندی ضروری نہیں ہے، زید جب عمر سے کہہ دے گا کہ میں نے آپ کو وکالت سے معزول کردیا، اب آپ کو اختیار نہیں کہ میری بیوی کو طلاق دیں، تو عمر کا اختیار ختم ہوجائے گا، پھر اگر عمر طلاق دے تو زید کی بیوی پر واقع نہ ہوگی: **لا یملک الزوج الرجوع عن التفویض سواء کان بفلظ التنجیز او بالامر بالید او طلقی نفسک الٰی قوله بناء علٰی ان الوکیل من یعمل لغیرہ وھٰذہ عاملة لنفسها حتّٰی لو فوض الیها طلاق حرتها او فوض اجنبی لها طلاق زوجته کان توکیلاً فملک الرجوع منه لکونها عاملة لغیرها ولا یقتصر علی المجلس اھـ بحر[۱] ص:۳۲۷، ج:۲، والبسط فی البدائع[۲] ص:۱۲۳، ج:۳۔** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] البحر الرائق ص:۳۲۷، ج:۳، فصل فی المشیة، کتاب الطلاق مطبع کوئٹہ مکتبہ ماجدیہ.

[۲] بدائع الصنائع ص:۱۲۲، ج:۳۔ فصل واما قوله طلقی نفسک، مطبع کراچی، زیلعی ص۲۲۶ ج۲ کتاب الطلاق فصل فی المشیئة مطبع ملتان مکتبۂ امدادیه،

عورت کو طلاق کا اختیار ہونے کی شرط

سوال:- مرد سے ایک شرط لی گئی کہ اگر عورت کسی قسم کا جھگڑا کر کے اپنے باپ کے گھر میں تین ماہ رہے گی، اور مرد اس کی خبر گیری نہ کرے تو ایک دو تین طلاق دینے کا اختیار عورت کے اوپر ہے، اس وقت عورت اپنے کو تین طلاق دے کر بالکل آزاد ہو کر اپنے گھر بیٹھی ہے، ایسی صورت میں عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

مرد سے جو شرط لی گئی ہے، وہ نکاح سے پہلے لی گئی ہے، یا بعد میں وہ شرط نامہ بھیجئے، اس کو دیکھ کر اس کا حکم تحریر کیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۵؍۱۰؍۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۵؍۱۰؍۸۷ھ

عورت کو نکاح سے الگ ہونے کا اختیار اسی مجلس تک

سوال:- زید کا نکاح عرصہ چھ سال ہوا، میاں بیوی کے تعلقات بدستور رہے، لیکن بعد میں زید نے اپنی بیوی کو طرح طرح سے پریشان کیا اور زدوکوب کیا، اس حالت کو دیکھ کر والدین کو بڑی پریشانی ہوئی، انہوں نے لڑکے کو کہا سنا اور بھیجنے سے انکار کر دیا، تو لڑکے نے اپنے رہن سہن کے بارے میں کچھ شرائط طے کئے کہ اس کو بھیج دو اگر ان شرائط کو پورا نہ کروں تو تمہاری لڑکی کو میری طرف سے نکاح سے علیحدہ ہونے کا پھر اختیار ہوگا، شرائطِ مذکورہ یہ ہیں (۱) میں اس کی مار پیٹ نہیں کروں گا، (۲) مسماۃ کو شرعی پردہ میں رکھوں گا، لیکن زید نے نہ تو مسماۃ کو پردہ میں رکھا نہ ہی مار پیٹ سے اجتناب کیا، بلکہ مسماۃ کو اتنا مارا کہ بعد مالش کے وہ تمام نشانات ختم ہوئے، آیا مسماۃ کو زید کے نکاح سے نکلنے کا اختیار شرعاً حاصل ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی صورت میں جب شوہر نے شرط کے خلاف کیا جب ہی اسی مجلس میں عورت کو نکاح سے علیحدہ ہونے کا اختیار حاصل ہوگیا تھا، اگر وہ مجلس ختم ہوگئی تو اختیار بھی ختم ہوگیا[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۲/۲۵ھ

شوہر کی زیادتی سے بچاؤ کیلئے کسی تجربہ کار عالم کے مشورہ سے کابین نامہ

سوال:- میں نے اپنی لڑکی کی شادی زید سے کردی تھی، جب لڑکی واپس آئی تو معلوم ہوا کہ اس کو طرح طرح سے تکلیف دی گئی تقریباً پانچ ماہ تک اس کے ساتھ رہی، مگر کوئی تعلق ازدواجی قائم نہیں کیا، جب لڑکی گھر پر آئی تو یہ سب باتیں معلوم ہوئیں، اور شوہر کے یہاں جانے سے انکار کردیا، پھر میں نے زید کو خط لکھا، تو وہ اپنی ماں کو لے کر آیا اور کہتا ہے کہ اب اچھی طرح رکھوں گا، لیکن مجھے اعتبار ہے، ایسی صورت میں فسخِ نکاح کی کون سی صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ شوہر رکھنے اور آباد کرنے کے لئے آمادہ ہے اور گذشتہ کوتاہی کی معافی چاہتا ہے، تو بحالتِ موجودہ نہ اس کو طلاق دینے پر مجبور کیا جاسکتا ہے، نہ تفریق کی جاسکتی ہے، اگر شوہر خلع پر

---

[1] قال لها اختاری او امرک بیدک الی قوله او طلقی نفسک فلها ان تطلق فی مجلس علمها به مشافهة او اخباراً الی قوله لا تطلق بعده ای بعد المجلس. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص۵۵۳ج٤، مطبوعه کراچی ص۳۱۵ج۳، اول باب تفویض الطلاق، البحر الرائق کوئٹه ص ۳۱۱ج۳، اول باب تفویض الطلاق، عالمگیری کوئٹه ص۳۸۷ج۱ الباب الثالث فی تفویض الطلاق.

رضامند ہوجائے یا کسی اور لالچ سے اس کو طلاق دینے پر آمادہ کرلیا جائے، یا اس کے مکان پر رخصت کرنے کے لئے شرط کرلی جائے، کہ اگر زوجہ کے حقوق ادانہیں کئے (ہم بستری نہ کی) تو زوجہ پر طلاق یا زوجہ کو اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا اختیار ہےاور وقت کی تحدید کرلی جائے کہ کتنی مدت تک ہم بستری نہ کی تو طلاق ہے،غرض کسی تجربہ کار عالم کے سامنے صورتِ حال رکھ کراس کے مشورہ سے کاغذ لکھوا کرشوہر کے سامنے پیش کیا جائے وہ اس کو پڑھ کر سمجھ کر بلا اکراہ اس میں لکھی ہوئی شرط کو منظور کرکے اس پر دستخط کردے تو امیدوار ہے کہ خلاصی کی صورت آسان ہوگی یا نباہ کی شکل نکل آئے گی[1] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۵/۹۱ھ

تمہاری خواہش ہو تو طلاق طلاق کا حکم

سوال:۔زید نے اپنی بیوی ہندہ کو یہ کہہ کر مخاطب کیا کہ اگر تم چاہتی ہواور تمہاری خواہش ہو تو میری طرف سے طلاق طلاق دومرتبہ کہہ کر خاموش ہوگیا،اوراس کے بعد زید نے رجوع کرلیا، ڈھائی تین ماہ بعد زید نے پھر کسی بات پر یہی کہا کہ اگر تم چاہتی ہو تو تمہاری خواہش پوری کردوں گا،مگر ذرا بچوں کو بڑا ہوجانے دو، جو تم چاہتی ہو پورا کردوں گا، اس پر ہندہ نے جواب دیا کہ ''خدامالک ہے'' زید نے کہا ''میں نے طلاق دی'' اس پر ہندہ فوراً اپنی جگہ سے اُٹھی اور ہاتھ جوڑ کر آگے بڑھی،مگر چونکہ ہندہ دس یوم کی زچہ تھی،اس لئے زید نے یہ کہہ کر روک دیا کہ اب کیا ہوتا ہے،اب زید کا حلفیہ بیان ہے کہ دومرتبہ میری نیت طلاق دینے کی نہیں تھی، بلکہ تنبیہا تھی،اوراسی وجہ سے دونوں مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ اگر تم چاہتی ہواور تمہاری خواہش ہو تو ''طلاق دی'' کے الفاظ استعمال کیا،اسی طرح ہندہ بھی حلفیہ بیان یہی

---

[1] الحیلة الناجزة ص ۱۰/شامی زکریا ص۵۷۳/ج۴/ مطبوعه کراچی ص ۳۲۹ ج۳، باب الامر بالید، قبیل فصل فی المشیئة.

دیتی ہے کہ چونکہ دونوں مرتبہ یہ الفاظ استعمال کئے کہ اگر تم چاہتی ہو اور تمہاری خواہش ہو تو طلاق دی، کیونکہ مجھے خود اختیار دیا تھا، اور میں نے کبھی بھی یہ خواہش نہیں کی کہ مجھے طلاق دیدو، اس لئے میں نے ان طلاقوں کو بے معنی سمجھا اور نہ ہی میں نے ان طلاقوں کو منظور کیا، زید اور ہندہ دونوں تعلیم یافتہ اور سمجھدار ہیں، اور مذہبی اصولوں کے پابند ہیں، کیا ایسی صورت میں طلاق ہوگی کہ نہیں؟ اگر واقع ہوگی تو کونسی رجعی مغلظہ یا بائن؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب زید نے پہلی مرتبہ کہا کہ اگر تم چاہتی ہو اور تمہاری خواہش ہو تو میری طرف سے طلاق طلاق، اور بیوی نے طلاق نہیں چاہی اور خواہش نہیں کی تو کوئی طلاق نہیں ہوئی[1] جب طلاق ہی نہیں ہوئی تھی تو رجوع کرنے کی بھی ضرورت نہیں تھی، پھر جب دوبارہ اس قسم کی گفتگو ہوئی تو بیوی نے کہا کہ ''خدا مالک ہے'' اس کا مطلب زید نے یہی سمجھا کہ بیوی طلاق چاہتی ہے (جیسا کہ زبانی بیان دیا ہے) تو زید نے کہا کہ ''میں نے طلاق دی'' اس سے ایک طلاقِ رجعی واقع ہوگئی[2] پھر جب گھر کے کچھ لوگ گھر کے اندر داخل ہوئے اور زید نے ان کے سامنے کہا کہ آپ لوگ گواہ رہیں میں نے طلاق دی طلاق دی، اس میں نہ بیوی کو خطاب ہے نہ بیوی کی خواہش پر یہ طلاق معلق کی گئی ہے، بلکہ گواہوں کو مخاطب کرکے بلا تعلیق وشرط کے تین مرتبہ یہ طلاق دی ہے، اور کچھ دیر ہوئی اسی مجلس میں بیوی کو طلاق دی ہے، اب اسی پر گواہ بنا کر تین طلاق دی ہے، لہٰذا اس سے طلاق مغلظہ ہوگئی[3] اس پر جب بیوی آگے بڑھی تو زید

---

[1] کمایستفاد من هذه العبارة ،ولوقال لهاانت طالق ان شئت فقالت شئت يقع ويختص بالمجلس (وان لم تشأ لايقع)عالمگیری ،ج ۱/ص ۴۰۴/ الفصل الثالث فی المشية ،مطبوعه کوئٹه.

[2] انت طالق ومطلقة وطلقتک وتقع واحدة رجعية وان نوى الاكثر اولم ينو شيئا .عالمگیری، ج ۱/ص ۳۵۴/ الفصل الاول فی الصریح، النهر الفائق ص ۳۲۱، ۳۲۴ج ۲ باب الطلاق الصريح مطبوعه دار الکتب العلمية بیروت شامی زکریا ص ۴۵۷، ۴۶۰ ج ۴ کتاب الطلاق باب الصريح.

[3] كرر لفظ الطلاق وقع الكل ،الدرالمختار على هامش ردالمحتار زکریا ،ج ۴/ص ۵۲۱/ مطبوعه کراچی ،ج ۳/ص ۲۹۳/ قبیل باب الکنایات، عالمگیری کوئٹه ص ۳۵۵ج ۱ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

نے یہ کہہ کر روک دیا کہ ''اب کیا ہوتا ہے'' اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ میں اپنی طرف سے تعلق زوجیت بالکل ختم کر چکا، اب کچھ کہنا سننا سب بے سود ہے، بیوی سے یہ نہیں کہا کہ یہ (تین) طلاق تمہاری خواہش پر موقوف تھی، اگر تمہاری خواہش نہیں تو طلاق نہیں، بلکہ یہ کہا ''اب کیا ہوتا ہے''

جب لفظ صریح ''طلاق دی'' استعمال کیا جائے، تو اس میں نیت کی حاجت نہیں ہوتی، اور یہ طلاق بیوی کے منظور کرنے پر موقوف نہیں رہتی ہے[1]، اب بغیر حلالہ کے دونوں میں دوبارہ نکاح کی بھی کوئی صورت نہیں رہی[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱/۱۳۹۴ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۴/۱۳۹۴ھ

گھر داماد رکھنے کی شرط

سوال:- مسمّٰی عیسیٰ کا اپنے خسر مسمّٰی غلام الدین سے نکاح سے پہلے یہ معاہدہ ہوا کہ وہ تمام

(گذشتہ کا بقیہ حاشیہ) الباب الثانی الفصل الاول فی الطلاق الصریح، تاتارخانیه ص ۲۸۶ ج۳ نوع آخر فی تکرار الطلاق وایقاع العدد الخ مطبوعه کراچی.

(صفحہ ہٰذا) [1] وهذه الالفاظ ای الصریح ظاهرة المراد لانها لاتستعمل الا فی الطلاق عن قید النکاح فلا یحتاج فیها الی النیة لوقوع الطلاق بدائع الصنائع کراچی، ج۲/ص ۱۰۱/کتاب الطلاق فصل ومنها النیة فی احد نوعی الطلاق، شامی زکریا ص ۴۶۱ ج۴ کتاب الطلاق، باب الصریح، البحر ص ۳۵۸ ج۳ باب الطلاق، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[2] لاینکح مطلقة بها ای بالثلاث لوحرة وثنتین لوامة حتی یطأ ها غیره بنکاح وتمضی عدته ای الثانی ،الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ،ج۵/ص۴۰/ مطبوعه کراچی ،ج۳/ص ۴۰۱/باب الرجعة،مطلب فی العقدعلی المبانة، المحیط السرخسی ص۸ ج۳ کتاب الطلاق مطبوعه دار الفکر بیروت، عالمگیری کوئٹه ص۴۷۵ ج۱ باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة.

عمر گھر داماد رہے گا، اور تحریر لکھی گئی اگر عیسیٰ نافرمانی کر کے بھاگ جائے گا تو اس کی منکوحہ طلاق شرعی سے حرام ہو جائے گی، یہ معاہدہ نکاح سے پہلے تحریر کیا گیا بعدہٗ نکاح ہوا، کچھ عرصہ گذرا تھا کہ غلام الدین نے جھگڑا کر کے عیسیٰ کو نکال دیا، اب سوال یہ ہے کہ عیسیٰ کی زوجہ طلاق سے حرام ہو گئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو تحریر بطورِ معاہدہ نکاح سے پہلے لکھی گئی اس کے خلاف اگر قصداً بھی کرے تب بھی اس تحریر کی رو سے اس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوگی[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۲/۴ھ

عقد سے قبل طلاق کا اختیار

سوال: مسمّٰی محمد نورالدین نے مسماۃ مریم بی بی سے اس شرط پر نکاح کیا کہ وہ دوسری شادی نہیں کریگا، جب تک مریم بی بی اس کے نکاح میں رہیگی، اور مریم بی بی کسی شکررنجی کی بناء پر اگر اپنے میکہ ۹۰/یوم رُکی رہی اور میں راضی کر کے نہ لاسکوں تو زوجیت میں رہنے کا اختیار ہے، بی بی مریم کے سپرد کر دیا، اب بی بی مریم دعویٰ کرتی ہے، کہ وہ ۹۰/یوم تک اپنے شوہر سے ناراض ہو کر اپنے میکہ میں رکی رہی اور ۹۰/یوم مکمل ہوتے ہی اپنے نفس پر تین طلاقیں واقع کر دیں، واضح رہے کہ شوہر نے دوسری شادی نہیں کی، اس پر جے نگر مدرسہ کے مفتی صاحب نے وقوعِ طلاق کا فتویٰ دے دیا وہ ٹھیک ہے یا نہیں؟

---

[1] ولا تصح اضافة الطلاق الا ان يكون الحالف مالكاً او يضيفه الى ملك. عالمگیری ص:۴۲۰، ج:۱، الفصل الثالث فی تعلیق للطلاق، شامی کراچی ص۳۴۴ج۳ اول باب التعلیق، البحر کوئٹه ص۳ج۴ باب التعليق.

الجواب حامداًومصلیاً

سوال میں ہے کہ مریم بی بی سے اس شرط پر نکاح کیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ شرط پہلے تجویز کی گئی، اور نکاح بعد میں ہوا، اگر واقعہ اسی طرح ہے تو یہ شرط بالکل لغو اور بیکار ہے، اگر صاف صاف طلاق کا اختیار عورت کو دیتا تب بھی اس کو اختیارِ طلاق حاصل نہ ہوتا، طلاق منجز ہو یا معلق ہو اس کا محل زوجہ ہے، قبل نکاح وہ زوجہ ہی نہیں، لہٰذا وہ محلِ طلاق ہی نہیں، اگر سببِ ملک (نکاح) کی شرط کو مضاف کرتا، مثلاً اس طرح کہا کہ اگر میں فلاں عورت (مریم بی بی) سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے، یا طلاق کا اختیار ہے، تو یہ تعلیق شرعاً معتبر ہوتی، اور اس پر اثر مرتب ہوتا، مگر صورتِ مسئولہ میں شرط کو نہ ملک (زوجہ) کی طرف منسوب کیا ہے، نہ سببِ ملک (نکاح) کی طرف منسوب کیا ہے، بلکہ اجنبیہ کی طرف منسوب کیا ہے، اس لئے یہ بے اثر ہے، جیسے کوئی شخص اجنبیہ سے کہے کہ اگر تو فلاں کام کرے یا میں فلاں کام کروں، تو تجھ کو طلاق ہے، اور پھر اس سے نکاح کرے اس کے بعد اس کام کا صدور ہو جائے تو اس سے طلاق نہیں ہوتی، اسی طرح صورتِ مسئولہ کا بھی حال ہے۔[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۵/۱۳۹۰ھ

---

[۱] شرطه الملک او الاضافة الیه کان نکحت امرأة اوان نکحتک فانت طالق فلغا قوله لاجنبیة ان زرت زیداً فانت طالق فنکحها فزارت . الدرالمختار علی الشامی زکریا ص:۵۹۳، ج:٤، مطبوعه کراچی ص:۳٤٤، ج:۳، اول باب التعلیق، البحر الرائق کوئٹه ص۳ ج۴ باب التعلیق.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ہشتم

طلاق کو معلق کرنا

سرائے جاوے گی تو طلاق دیدوں گا

سوال:-زید اوراس کی بیوی میں اس بات پر معمولی جھگڑا ہوا کہ مسماۃ ہندہ زوجۂ زید اپنے باپ کے مکان سے اپنی خالہ کے گھر گئی کیونکہ زید کی رنجش ہندہ کی خالہ سے تھی دوران گفتگو میں کچھ واقعات ایسے پیش آئے کہ زید کا غصہ زیادہ بڑھ گیا جس پر زید نے کہا کہ اگر تو اب سرائے جاوے گی تو طلاق دیدوں گا، سرائے محلّہ ہے، جہاں کہ ہندہ کا یعنی اس کے باپ کا مکان ہے، اور غصہ کی حالت میں زید نے بار بار یہی کہا کہ اگر تو سرائے جاوے گی تو طلاق دیدوں گا، اور یہ واقعہ مسماۃ ہندہ کے نانا کے مکان پر گذرا ہندہ نے جواب میں کہا کہ میں نہ سرائے جاؤں گی اور نہ زید کے مکان پر بلکہ تمام رات سڑک میں کھڑی ہو کر گذاروں گی اس جھگڑے کے دوران گفتگو میں ہندہ کا باپ بھی آگیا ہندہ کے باپ نے کہا کہ کیا واقعہ ہے، معلوم ہونے پر چند کلمات بطور نصیحت ہندہ کے باپ نے کہے کہ یہ لفظ تیری نوک زبان کیوں ہے، جو اچھا نہیں، اور بعید از شرافت ہے، جس کے جواب میں بحالت غصہ زید نے یہ کہا کہ صاحب اب بھی کہتا ہوں کہ اگر سرائے گئی تو طلاق ہے اور بحالت غصہ ایک ہی سانس میں طلاق طلاق چھ سات مرتبہ کہا زید کی ماں بھی وہاں موجود تھی، ماں

نے زید کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ چل اور زید مع اپنی ماں کے وہاں سے اپنے گھر ہندہ کو روتا پیٹتا چھوڑ کر چلا آیا، مسماۃ ہندہ اور اس کے باپ پریشان رہے کہ کیا طلاق واجب آگئی یا نہیں، کیونکہ ان کی رائے میں طلاق واجب نہیں آئی تھی، زید کے چلے جانے کے بعد ہندہ کی صرف یہی خواہش تھی کہ وہ زید کے مکان پر چلی جائے، ہندہ کے عزیزوں کی رائے میں طلاق ہوگئی تھی ہندہ تمام شب اور اگلے دن ظہر کے بعد تک اپنے نانا کے مکان پر ہی رہی اور بار بار روکر یہی کہا کہ اگر کوئی صورت ہوتو میں زید کے مکان پر چلی جاؤں لیکن تمام عزیزوں نے ہندہ کو یہ یقین دلایا کہ طلاق ہوگئی، بعد ظہر ہندہ کا باپ ہندہ کو اپنے گھر یعنی سرائے لے گیا، مسماۃ ہندہ بحالت مجبوری روتی پیٹتی ان کے ساتھ چلی گئی، زید کو اپنی بیوی سے بے انتہا محبت ہے کسی ارادہ سے قطعی طلاق نہیں دی صرف غصہ کی حالت میں طلاق دی گئی جس کا زید کو بہت زیادہ رنج اور افسوس ہے، لہٰذا استدعاء وعرض ہے کہ اگر شرع میں گنجائش ہوتو فی سبیل اللہ غور فرما کر ممنون فرمایا جاوے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اب نہ رجعت کا اختیار باقی رہا، نہ دوبارہ نکاح کی گنجائش رہی، جب تک کہ حلالہ نہ ہوجائے کوئی جواز کی صورت نہیں، اول مرتبہ جب یہ کہا کہ اگر اب تو سرائے جائیگی تو طلاق دیدونگا، یہ وعدۂ طلاق تھا، محض سرائے جانے سے طلاق نہ پڑتی جب کہ خاوند طلاق نہ دیتا لیکن جب ہندہ کے باپ کے ساتھ یہ کہا ''اگر سرائے گئی تو طلاق ہے، اس سے تعلیق ہوگئی، پھر ایک سانس میں طلاق چھ سات مرتبہ جب کہا اگر اسکو بھی سرائے جانے پر مرتب کیا جائے، تو سرائے جانے سے تحقق شرط کی بناء پر مغلظہ ہوگئی اور اگر اس چھ سات مرتبہ والی طلاق کو سرائے جانے پر مرتب نہیں کیا، بلکہ اس سے فی الحال طلاق دینا مقصود تھا، تو اسی وقت مغلظہ ہوگئی سرائے جانے کے انتظار کی بھی ضرورت نہیں رہی: **واذا اضافہ الٰی شرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول لامرأتہ ان دخلت الدار فانت طالق اھـ ھدایہ[1] ص: ۳۶۵،**

---

[1] ھدایہ ص:۳٦٥، ج:٢، باب الایمان فی الطلاق، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند، الھندیۃ ص ۴۲۰ ج ۱ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق، کوئٹہ پاکستان، البحر کوئٹہ ص ۸ ج ۴ باب التعلیق.

کرر لفظ الطلاق وقع الکل الخ درمختار[۱] ص: ۴۶۰، ج: ۲.

طلاق غصہ میں بھی واقع ہوجاتی ہے، بلکہ عامۃً غصہ ہی میں دی جاتی ہے، خوشی میں کون طلاق دیا کرتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

جواب صحیح ہے، مگر ذرا جواب کی شقوں میں سائل کو غور کی ضرورت ہے، سوال سے یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ ایک سانس میں طلاق طلاق چھ سات مرتبہ جو کہا ہے یہ شرط کے ساتھ ملا کر کہا یا بلا شرط کے اور ہندہ کے عزیزوں نے جو طلاق سمجھی وہ خود سمجھی یا کسی عالم سے دریافت کیا تھا اور کون سے الفاظ سے انہوں نے طلاق سمجھی تھی، اگر دوبارہ تحقیق کی ضرورت ہو تو بہتر یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند ہی میں مکرر تحقیق کر لیجائے، اور سب واقعہ بیان کر دیا جائے۔

فقط سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۱/۶۹ھ

اگر میں تیری عورت کی طرف دیکھوں تو میری عورت کو تین طلاق

سوال:- زید نے عمر کو کہا کہ تو اگر میری عورت کو دیکھے تو تیری عورت کو طلاق، تو اس وقت عمر نے کہا کہ اگر میں تیری عورت کی طرف دیکھوں یا نظر کروں یا باتیں کروں تو میری عورت کو تین طلاق، تو اس صورت حال میں کہ عمر راستہ میں کھڑا تھا یا راستے کے اندھیرے میں بیٹھا تھا تو عمر کی نظر زید کی بیوی پر پڑ گئی تو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کتنی؟ اور طلاق کی قسم کھانا کیسا ہے؟ حالانکہ غصہ میں بغیر سوچے قسم کھائی ہے، جب کہ عمر کا ارادہ نہ تھا کہ یہ زید کی عورت کو دیکھے اور اچانک نظر پڑ گئی، امام صاحب اور امام شافعی کا مذہب کیا ہے؟ طلاق پڑتی ہے تو کیا حکم ہے؟ اور مغلظہ پڑتی ہے تو کیا حکم ہے؟

---

[۱] الدر المختار مع الشامی نعمانیہ ص: ۴۶۰، ج: ۲، مطبوعہ کراچی ص: ۲۹۳، ج: ۳۔ باب طلاق غیر المدخول بها، الهندية كوئٹه ص ۳۵۶ ج ۱ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق.

الجواب حامداً ومصلیاً

عمر نے اگر قصداً زید کی عورت کو نہیں دیکھا بلکہ بلا قصد اس پر نظر پڑی اور اس نے فوراً نظر ہٹالی تو اس کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں ہوئی اگر قصداً اس کو دیکھا ہے تو طلاقِ مغلظہ ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے تعلقِ زوجیت قائم کرنا درست نہیں[1] طلاق کی قسم کا یہی حکم ہے کہ شرط پائے جانے کے بعد طلاق ہوجاتی ہے، غصہ ہو یا رضامند سب کا ایک ہی حکم ہے دل سے نیت ہو یا نہ ہو اس سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا یمین فور کا دوسرا حال ہے، کتبِ فقہ حنفی واصولِ فقہ میں اسی طرح مذکور ہے۔[2]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/۸۸ھ

منکوحہ اگر کہلائے کہ میں اس کے پاس جانا نہیں چاہتی تو طلاق ہے

سوال:- زید اپنی بیوی کو مار پیٹ کرتا رہا، ایک دن چھ آدمیوں کے سامنے کہا کہ میری بیوی مجھے مہر کا دعویٰ لکھ دے تو میں طلاق لکھ دوں گا، بلکہ اس کو رکھنا نہیں چاہتا، پھر کہا کہ منکوحہ اگر کہلائے کہ میں اس کے پاس جانا نہیں چاہتی تو طلاق ہے، دو مسلمانوں کے سامنے لڑکی نے اس کے پاس

---

[1] وإن كـان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويـدخـل بها ثم يطلقها أو يموت عنها، فتاوى عالمگيرى ص ۴۷۳ ج ۱ الباب السادس فى الرجعة فصل فيـمـا تـحـل به المطلقة مطبوعه كوئٹه پاكستان، الدر المختار على الشامى ص ۴۹۰، ۴۱۰ ج ۳ كتاب الطلاق باب الرجعة، هدايه ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه ديوبند.

[2] راجع الشامى كراچى ص:۷٦۲، ج:۳، مـطبوعه نعمانيه ص:۸٤، ج:۳، مـطلب فى يمين الفور، باب اليـمين فى الدخول والخروج، هدايه ص:٤۸۷، ج:۲، فتح القدير ص:۱۱۳، ج:٥، البحرا لرائق ص:۳۱٥، ج:٤۔ اصول الشاشى ص:۲۸، بحث ترک الحقيقة، نورالانوار ص:۱۱۷۔

جانے کو بالکل منع کردیا، اس پر وہ چلا گیا، تو منکوحہ کو اپنی شادی دوسری کب اور کس صورت کے بعد کرنی چاہئے اگر منکوحہ اس پر مہر کا دعویٰ نہ کرے تو اس کی علیحد گی ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شوہر نے یہ کہا تھا کہ اس کی منکوحہ اگر یہ کہہ دے کہ میں اسکے پاس جانا نہیں چاہتی تو طلاق ہے، اور اسکے جواب میں اسکی منکوحہ نے یہ کہا کہ میری طرف سے کہہ دو کہ میں اس کے پاس جانا نہیں چاہتی تو ایک طلاقِ رجعی واقع ہوگی،[1] اسکے کہنے کے بعد تین ماہواری گذرنے پر دوسری جگہ نکاح کرنے کی اجازت ہے، اگر یہ صورت پیش نہیں آئی، شوہر نے اس طرح کہا تھا کہ طلاق لکھ دوں گا، یا طلاق دیدوں گا، پھر اس نے نہ طلاق دی نہ طلاق لکھی تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی،[2] جب وہ طلاق دے اور اس کے بعد عدت گذر جائے تب دوسرے نکاح کی اجازت ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۴/۶/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۲۴/۶/۸۹ھ

اگر دونوں چھت پر آئی تو دونوں کو تینوں طلاق

سوال:- ابوبکر کی بیوی زاہدہ خاتون ہے، ابوبکر زاہدہ کو بہت چاہتا ہے، ابوبکر نے زاہدہ سے کہا میری دو بات ہمیشہ یادرکھنا، (۱) نماز کی ہمیشہ پابند رہنا ورنہ میں تم کو طلاق دیدوں گا، (۲) دوسری یہ کہ میری پہلی بیوی تم سے عمر میں بڑی ہے کبھی اس سے جھگڑنا نہیں، ورنہ میں تم کو طلاق دیدوں گا، زاہدہ خاتون بیحد نماز کی پابند ہوگئی، اور لڑائی جھگڑے سے دور رہنے لگی، ایک روز

---

[1] واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط. عالمگيرى ص:٤٢٠، ج:١، تعليق الطلاق هدايه ص:٣٨٥، ج:٢. باب الايمان فى الطلاق، البحر كوئٹه ص٨ ج۴ باب التعليق.

[2] انا اطلق نفسى لم يقع لانه وعد (الدر) وان قال طلقى نفسك فقالت انا اطلق لم يقع قياسا واستحساناً. شامى كراچى ص:٣١٩، ج:٣، شامى نعمانيه ص:٤٧٨، ج:٢. باب تفويض الطلاق، الهندية ص۳۸۴ ج۱ الفصل السابع فى الطلاق، مطبوعه كوئٹه، البحر كوئٹه ص۳۱۴ ج۳ باب تفويض الطلاق.

زاہدہ ابوبکر کی بڑی بیوی سے جھگڑ گئی، ابوبکر اپنی چھت پر سویا ہوا تھا، لڑائی کی آواز ابوبکر کے کان میں گئی، ابوبکر نے اپنی دونوں بیویوں کو چھت پر بلوایا اور لڑائی کا حال دریافت کیا ابوبکر کی دونوں بیویوں کی غلطی ثابت ہوئی، ابوبکر نے ڈرانے کے خیال سے دونوں سے یہ کہا کہ اگر تم دونوں چھت پر آئی تو دونوں کو تینوں طلاق، ابوبکر نے اِس خیال سے طلاق دیا کہ یہ دونوں رات بھر چھت پر نہ آئیں گی، کل کے لئے میرے دل میں کوئی طلاق نہ ہوگی، ابوبکر طلاق کے معاملے میں جاہل ہے، اس نے سوچا کہ آج ہی طلاق رہے گی کل نہ ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

چھت پر جانے سے ان پر طلاق ہوجائے گی، چاہے کل کو جائیں یا اس کے بعد جائیں، اگر اس طرح کہتا ہے کہ اگر آج رات تم دونوں چھت پر آئیں تو تم دونوں کو تین طلاق، پھر رات گذرنے کے بعد جاتیں تو طلاق نہ ہوتی، لیکن اس طرح نہیں کہا، اب تو حکم یہ ہے کہ جب بھی چھت پر جائیں گی تو تین طلاق واقع ہوجائیں گی[1] اگر کوئی شخص ایک روز کے لئے طلاق دیدے تو وہ ہمیشہ کے لئے ہوجاتی ہے، لیکن طلاق کے لئے شرط کو ایک دن کے ساتھ مخصوص کرسکتا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۷/۹۶ھ

میرے کاروبار کیلئے روپیہ واپس نہیں تو اس کی خالہ زاد بہن جو میرے نکاح میں ہے اسکو تین طلاق

سوال:- خالد نے ابوبکر کے پاس پانچ سو روپے بطور امانت رکھے، اور خالد پہلے سے ابوبکر

---

[1] الایمان مبنیة علی الالفاظ لاعلی الاغراض ای المقاصد والنیات. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۵۲۸ ج۵، مطبوعہ کراچی ص ۷۴۳ ج۳، باب الیمین فی الدخول والخروج والسکنی، مجمع الأنهر ص ۲۷۷ ج۲ کتاب الأیمان، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، قواعد الفقه ص ۶۵ مکتبۂ اشرفی دیوبند.

کا قرض دار ہے، دوسرے لوگوں نے خالد کو بھڑ کایا کہ ابوبکر تم کو روپیہ واپس نہیں دے گا، خالد نے قسم کھالی کہ اگر ابوبکر نے میرا روپیہ واپس کرنے میں رُکاوٹ پیدا کی اور میرے کاروبار کرنے کے لئے روپیہ واپس نہیں دیا تو ابوبکر کی خالہ زاد بہن جو میرے نکاح میں ہے، اس کو تین طلاق، دریافت طلب امر یہ ہے کہ طلاق کب واقع ہوگی؟ اگر ابوبکر روپیہ دینے سے انکار کردے اور کہہ دے کہ میں نے اپنے قرضہ میں رقم مجرا کر لی تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟ انکار کے بعد اگر ابوبکر رقم واپس کردے تو کیا طلاق واقع نہ ہوگی؟ اگر پانچ سو روپے میں سے کچھ رقم واپس کردی اور کچھ باقی رہ گئی، تو کیا تب بھی طلاق واقع ہوجائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ابوبکر نے وہ امانت والا روپیہ واپس نہیں کیا، بلکہ خالد کے طلب کرنے پر کاروبار میں رُکاوٹ ڈالی خواہ کچھ روپیہ روک کر، خواہ کل روک کر، اور اس روپے کو اپنے قرض میں مجرا کرلیا تو حسبِ تعلیق خالد کی بیوی (ابوبکر کی خالہ زاد بہن) پر طلاقِ مغلظہ واقع ہوگئی: **واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقاً** اھ (عالمگیری[1] ص: ۴۳۰، ج:۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررهٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تعلیق طلاق مع فتویٰ دیوبند

سوال:-مندرجۂ ذیل استفتاء دیوبند اور سہارن پور روانہ کیا گیا تھا، دونوں جوابوں میں اختلاف ہے، سوال مع جواب ہر دو، دونوں بمہر روانہ ہیں بحوالہ تحریر فرمائیں کہ آپ کا جواب ٹھیک ہے، یا دوسرا، اس مرتبہ نقل اقرارنامہ بھی روانہ ہے۔

---

[1] عالمگیری ص: ۴۲۰، ج: ۱، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیرهما، مطبوعه کوئٹه، البحر کوئٹه ص ۸ ج ۴ باب التعلیق، هدایه ص ۳۸۵ ج ۲ باب الأیمان فی الطلاق مطبوعه دیوبند.

استفتاء: کیا حکم دیتے ہیں علمائے شریعت اس مسئلہ میں کہ میں نے ایک اقرار نامہ پنچوں کے سامنے تحریر کیا تھا، کہ جو رقم میرے پاس ہے عرصہ پندرہ روز کے اندر اپنے پنچ برادران کے سامنے عبدالقادر پدر زوجہ کو روانہ کردوں گا، اگر وقت مقررہ یعنی دو ہفتہ کے اندر نہ دوں تو میری عورت عقد سے خارج ہو کر مطلقہ سمجھی جائے، میں حسب وعدہ وہ رقم زیور وغیرہ لے کر پوروہ رمضانی گیا اور پنچوں کو طلب کیا لیکن کوئی پنچ بجز دو برادری کے محمد رفیع و دوست محمد جمع نہیں ہوئے اسلئے وہ رقم لیکر واپس آیا کیونکہ وعدہ تھا کہ پنچ کے سامنے عبدالقادر کو دوں گا، میں جب حسب وعدہ پوروہ رمضانی گیا تھا تو پنچ کے جمع کرنیکے موقع پر بعض لوگوں کے دریافت کرنے پر یہ کہہ دیا تھا کہ میں کچھ نہیں لایا، اور بعض سے کہا تھا کہ لایا ہوں مگر بجز دو آدمیوں کے (جو پنچ کے افراد ہیں) کوئی جمع نہیں ہوا ایسی حالت میں میری عورت شرعاً مطلقہ ہوگی یا نہیں؟

جواب از سہارنپور

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ مدت مذکورہ میں رقم نہیں دی تو شرط کے موافق طلاق واقع ہوگئی، محض رقم لے کر جانے اور پنچوں کو تلاش کرنے سے اقرار نامہ پر عمل نہیں ہوا اگر رقم حسب قرار داد حوالہ کر دی جاتی تو طلاق واقع نہ ہوتی: **اذا اضافه الٰی شرط وقع عقیب الشرط الخ (هدایه[1])**

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۱۲/۴/ ۷۰ھ

جواب از مفتی مہدی حسن صاحب قدس سرہٗ

آپ نے اقرار نامہ میں یہ الفاظ تحریر کئے ”کہ جو رقم میرے پاس ہے عرصہ پندرہ روز کے اندر اپنے پنچ برادران کے سامنے عبدالقادر پدر زوجہ کو ادا کروں گا اگر وقت مقررہ یعنی دو ہفتہ کے اندر نہ

[1] هدایه ص:۳۸۵، ج:۲، باب الایمان فی الطلاق. مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، عالمگیری کوئٹه ص ۴۲۰ ج ۱ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق، البحر کوئٹه ص ۸ ج ۴ باب التعلیق.

دوں تو میری عورت عقد سے خارج ہو کر مطلقہ سمجھی جائے'' آپکے اس لکھنے کے بعد اگر پنچوں کے سامنے مدت مقررہ میں روپیہ نہ دیا جائے تو طلاق واقع ہو جائیگی، لیکن جب پنچ ہی جمع نہ ہوئے جن کے سامنے دینے کا اقرار تھا، تو شرط نہیں پائی گئی لہٰذا طلاق واقع نہ ہوگی، اور سوال میں جو تفصیل لکھی ہے، اس تفصیل کی رو سے مذکورہ صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی، شامی میں ہے: **انهم صرحوا بان فوات المحل يبطل اليمين وبان العجز عن فعل المحلوف يبطلها ايضا لوموقتة لا لومطلقة**[1] **ص:۵۲۳، ج:۲۔ فقط واللّٰہ اعلم**

سید مہدی حسن غفرلہٗ ۳/۲۱/ ۷۰ھ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دار العلوم دیوبند

جواب از فقیہ الامت قدس سرہٗ

جب وقوع طلاق کو کسی شرط عدمی پر معلق کیا جائے جیسا کہ صورت مسئولہ میں عدم ادائے رقم مذکور پر معلق کیا گیا ہے، اور محل بِرّ فوت ہونے کی بناء پر شرط برسے عاجز ہو جائے تب تو طلاق واقع نہیں ہوتی، لیکن اگر محل بِرّ تو باقی رہے مگر کسی مانع کی وجہ سے عاجز ہو جائے، تو طلاق واقع ہو جاتی ہے صورت مذکورہ میں حالف (زوج) یا اس کا خسر یا پنچ جو کہ محل بِرّ ہیں فوت ہو جاتے اور اس وجہ سے رقم مذکور ادا نہ کی جاتی تو ممکن تھا کہ طلاق واقع نہ ہوتی لیکن ان سب کے باقی رہتے ہوئے مدت مذکورہ میں رقم ادا نہیں کی گئی، لہٰذا طلاق واقع ہوگئی۔

ومفاده الحنث فيمن حلف ليؤدين اليوم دينه فعجز لفقره وفقد من يقرضه خلافا لما بحثه فى البحر الخ درمختار[2] **قال الشامى فى قوله ومفاده الخ اى لا ن شرط الحنث فيه عدمى وهو عدم الاداء والمحل وهو الحالف باق واذا كان يحنث فى حلفه ليمس السماء اليوم مع كون شرط البر مستحيلاً عادة فحنثه**

---

[1] شامی کراچی ص:۳۸۲ ج:۳، مطبوعہ نعمانیہ ص:۵۱۹، ج:۲. تنبیہ قبیل باب طلاق المریض.

[2] الدرالمختار مع الشامی کراچی ص:۳۸۳، ج:۳، قبیل باب طلاق المریض.

هنابا لاولٰی لان شرط البر ممکن بان یغصب مالا اویجد من یقرضه اویرث قریباً له ونحو ذٰلک فان ذٰلک لیس بابعد من مس السماء اهـ.

دیکھئے اس مسئلہ میں کہ اگر کسی نے کہا کہ میں آج اپنا قرض ضرور ادا کردوں گا اگر ادا نہ کروں تو مثلاً بیوی پر طلاق ہے، یہاں وقوع طلاق کو عدم اداء قرض پر معلق کیا ہے جوکہ شرط عدمی ہے، پھر ادا نہ کرسکا کیونکہ روپیہ موجود نہیں تھا، اور کہیں قرض بھی نہیں مل سکا تو طلاق واقع ہوجاتی ہے، اس لئے کہ محل بِرّ باقی ہے اور شرط بِرّ سے عجز کا دوسرا جزئیہ جیسے اگر کوئی قسم کھائے کہ میں آج آسمان کو ضرور ہاتھ لگاؤں گا اگر ہاتھ نہ لگایا تو مثلاً بیوی پر طلاق ہے تو طلاق واقع ہوجاتی ہے، کیونکہ زوج بھی موجود ہے اور آسمان بھی۔

پنچوں کو جمع کر کے رقم مذکور کا ادا کرنا اس قدر دشوار نہیں جیسا کہ آسمان کو ہاتھ لگانا، ہاں اگر محل بِرّ فوت ہوجائے تو قسم ہی باطل ہوجاتی ہے، مثلاً مقروض یا مقرض کا انتقال مدت معینہ سے قبل ہوجائے چنانچہ شامی[1] میں ہے: **ولا یرد ماقیل انه یستفاد عدم الحنث من قوله فی المنح حلف لیقضین فلا نادینه غداً و مات احدهما قبل مضی الغد او قضاه قبله او ابرأه لم تنعقد الخ لان عدم الحنث فیه لبطلان الیمین بفوت المحل کما لوصب ما فی الکوز فان شرط البر صار مستحیلا عقلاً وعادة بخلاف مس السماء فانه ممکن عقلاً وان استحال عادة الخ.**

محل بِرّ فوت ہونے کا ایک اور جزئیہ لکھا ہے: **وکذا لا یرد ما فی الخانیة ان لم اٰکل هٰذا الرغیف الیوم فاکله غیره قبل الغروب لا یحنث لانه من فروع مسئلة الکوز کما صرحوا به لفوات المحل وهو الرغیف**[2] **اهـ** شامی نے صاحب بحر کے قول کا اس طرح جواب دیا ہے: **وما اشتهدبه صاحب البحر حیث قال ان قوله فی القنیة متی عجز**

[1] شامی کراچی ص:۳۸۳، ج:۳، قبیل باب طلاق المریض، البحر کوئٹہ ص ۳۳۰ ج۴ کتاب الأیمان، باب الیمین فی الأکل والشرب، تاتارخانیه ص ۱۶۴ ج۴ کتاب الأیمان، ادارة القرآن کراچی.

[2] شامی کراچی ص:۳۸۳، ج:۳، قبیل باب طلاق المریض، البحر کوئٹہ ص ۳۳۰ ج۴ کتاب الأیمان باب الیمین فی الأکل والشرب، تبیین الحقائق ص ۱۳۵ ج۳ کتاب الأیمان، مطبوعه امدادیه ملتان.

عن المحلوف علیه و الیمین مؤقتة فانها تبطل یقتضی بطلانها فی الحادثة المذکورة ا ھـ فیه نظر لان مراد القنیة العجز الحقیقی کما فی مسئلة الکوز والانا قضه ما اطبق علیه اصحاب المتون من عدم البطلان فی لاصعدن السماء ثم رأیت الرملی نقل عن فتاویٰ صاحب البحر انه افتیٰ بالحنث فی مسئلتنا مستنداً الیٰ امکان البر حقیقة وعادة مع الاعسار بهبة او تصدق او ارث ا ھـ وھو عین ماقلناه اولاً ولله الحمد[1] شامی آخر باب التعلیق ج:۲، لہٰذا وقوع طلاق میں شک نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵؍ ربیع الاول ۷۰ھ

مفتی محمود حسن صاحب کا جواب صحیح ہے، صورت مذکورہ میں نذیر احمد کو روپیہ اور زیور شرط کے موافق عبدالقادر کو دینا چاہئے تھا، اور دو پنچ موجود تھے ان کے سامنے دینا کافی تھا، اگر اور پنچ غائب ہو گئے یا نہیں آئے تو عبدالقادر تو موجود تھا اس کو موجود پنچوں کے سامنے روپیہ اور زیور دینا کافی تھا، مگر اس نے ایسا نہیں کیا، بلکہ بعض پنچوں سے روپیہ نہ لانا بیان کیا اس لئے تین طلاق حسب اقرار نامہ واقع ہو گئیں۔

دیو بند کا جواب تصریحات فقہ کے خلاف ہے اور جو عبارت نقل کی گئی ہے، وہ سوال پر منطبق نہیں جیسا کہ مفتی محمود صاحب نے بیان کر دیا اس کی قریب نظیر عالمگیری[2] ص:۱۵۳، ج:۲، میں ہے:

مدیون قال لرب الدین ان لم اقضک مالک غداً فعبدی حر فغاب رب الدین قالوا هذا یدفع الدین الیٰ القاضی فاذا دفع لا یحنث ویبرأ من الدین وهو المختار وان کان فی موضع لم یکن هُناک قاضٍ حنث کذا فی فتاویٰ قاضی خان.

اب دیو بند دوبارہ اس جواب کو بھیج دیجئے اور جو جواب آئے اس سے ہم کو بھی مطلع فرمائیے

---

[1] شامی نعمانیه ص:۵۱۹، ج:۲. شامی کراچی ص:۳۸۳، ج:۳، قبیل باب طلاق المریض.

[2] عالمگیری ص:۱۳۷، ج:۲، الباب الثانی عشر فی الیمین فی تقاضی الدراهم. مطبوعه کوئٹه، خانیه ص:۲۸، ج:۲، فصل فی الیمین الموقتة، فتاویٰ تاتارخانیه ص ۶۲۴ ج ۴ کتاب الأیمان ادارة القرآن پاکستان.

عبارات سب نقل کر دیجئے تا کہ مفتیان دیو بند ملاحظہ فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/ ربیع الثانی ۲۷ھ

اگر میں فلاں سے پہلے شادی کروں تو میرے لئے ساری دنیا کی عورتوں کو طلاق

سوال:- اگر کوئی شخص یوں حلف کرے کہ اگر میں فلاں سے پہلے شادی کروں تو میرے لئے ساری دنیا کی عورتوں کو طلاق ہو اگر خدانخواستہ وہ شخص جس پر اپنی شادی کو معلق کیا ہے، وہ قبل شادی کے انتقال کر جائے تو اس کو شادی کرنا جائز ہوگا یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں تو الفاظ مذکورہ کہتے وقت قائل کے نکاح میں کوئی عورت موجود نہیں اگر کسی کے نکاح میں کوئی عورت موجود ہو اور وہ یہ کہے کہ تمام اہل دنیا کی عورتوں کو طلاق تب بھی اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی، الّا یہ کہ وہ اس کی نیت کرے: **ولو قال نساء اهل الدنيا اهـ عالمگیری**[1] **ص: ۳۵۷، ج: ۱**، ہاں اگر اس طرح کہے کہ اگر فلاں شخص سے پہلے میں شادی

---

[1] ولو قال نساء اهل الدنيا او الرّى طوالق وهو من اهل الرى لا تطلق امرأته الّا ان نواها رواه هشام عن ابی یوسفؒ وعليه الفتویٰ اهـ عالمگیری ص:۵۰، ج:۲، مطبوعه مجیدی کانپور، عالمگیری ص:۳۵۷، ج:۱، الباب الثانی فی ایقاع الطلاق. طبع کوئٹه بلوچستان، فتاویٰ قاضی خان ص ۴۶۲ ج ا مطبوعه کوئٹه، تاتارخانیه ص ۲۸۴ ج ۳ ایقاع الطلاق بالإضافة الخ ادارة القرآن کراچی.

متی عجز عن شرط الحنث حنث فی العدمی لا الوجودی. شامی کراچی ص:۳۸۲، ج:۳، قبیل باب طلق المريض، ولو قال كل امرأة اتزوجها مالم اتزوج فاطمة فهی طالق فماتت فاطمة اوغابت فتزوج غيرها طلقت فی الغيبة لا تطلق فی الموت. عالمگیری ص:۴۱۹، ج:۱، الفصل الثالث فی تعليق الطلاق بكلمة ان واذا او غيرهما، تاتارخانيه ص ۵۰۵ ج ۳ كتاب الطلاق الأيمان بالطلاق، ادارة القرآن کراچی، الدر المختار کراچی ص ۳۴۵ ج ۳ باب التعليق.

کروں تو جس عورت سے بھی شادی کروں تو اس کو طلاق یا جو عورت میرے نکاح میں آئے اس کو طلاق پھر طلاق واقع ہوجائے گی، اور اس شخص سے پہلے شادی کرنا درست نہیں ہوگا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد صحیح: عبداللطیف ۲۶/ربیع ا/۶۴ھ

اگر مکان نہ جلاؤں تو طلاقِ مغلظہ

سوال:- زید نے اپنے بھائی کے ساتھ جھگڑا کر کے کہا کہ تم اپنا گھر میرے مکان کی چھت کا پانی جہاں گرتا ہے، مکان کی دکھن جانب سے ساڑھے نو ہاتھ (پونے پانچ گز) چھوڑ کر اگر نہ بناؤ تو قسم خدا کی میں اس مکان کو جلادوں گا، اسپرٹ گھر میں ہے، اس نے کہا میں بناؤں گا، میں نے کہا قسم خدا کی میں جلادوں گا، پھر وہ دوبارہ بنالے گا، لہٰذا اس خیال سے میں نے کہا قسم خدا کی تو جتنی بار بنائے گا، اتنی مرتبہ جلاؤں گا، اگر نہ جلاؤں تو میری عورت پر طلاقِ مغلظہ، جب جب شادی کروں گا، تب تب طلاقِ مغلظہ۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر نہ جلاؤں یہ شرط ہے، تو میری عورت پر طلاقِ مغلّظہ الخ جزاء ہے، وقوعِ شرط کے بعد تو طلاق پڑے گی۔ شرح وقایہ ج:۲، میں ہے **وفي ان لم اطلقک فانت طالق یقع فی اٰخر حیوٰتہٖ** یہ مسئلہ اس مسئلہ کے ساتھ چسپاں ہوتا ہے یا نہیں؟

دوسری صورت یہ ہے کہ زید اگر اپنا مکان بیچ ڈالے یا کسی کو ہبہ کردے تو اس سے نجات ہوسکتی ہے، یا نہیں؟ یاد رہے کہ زید کے بھائی نے اب تک گھر نہیں بنایا، لیکن ارادہ ہے اور زید اس سے نجات حاصل کرنے کے خیال میں ہے، شرعاً جو صورت سہل ہو جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اَسْـلَـمْ صورت یہ ہے کہ زید کا بھائی وہاں سے ساڑھے نو ہاتھ جگہ چھوڑ کر مکان بنالے، اگر زید نے اپنا وہ مکان فروخت کردیا تب بھی قسم سے نجات مل جائیگی، نیز زید نے یہ نہیں کہا کہ جب

وہاں مکان بناوٴ گے فوراً جلادوں گا، لہٰذا اس میں توسع ہے، زندگی میں کسی وقت اس پر عمل کرنے سے ”بارّ فی الیمین“ ہوجائیگا، یعنی قسم پوری ہوجائیگی، ورنہ آخیر حیات میں جب کہ بھائی کے مقررہ جگہ میں مکان بنالینے کے بعد زید کیلئے اسکے جلانے کی استطاعت ہی نہ رہے، تب حانث ہوگا، اور زید کی بیوی پر طلاقِ مغلّظہ واقع ہوگی: لیاتین فلم یأته حَتّٰی مَات حنث فی اٰخر حیاته لان البر قبل ذٰلک موجود ولاخصوصیة للاتیان بل کل فعل حلف انهٗ یفعله فی المستقبل وَاطلقه ولم یقیدهٗ بوقت لم یحنث حَتّٰی یقع الیاس عن البر مثل لیضربن زیداً او لیعطین فلانة اولیطلقن زوجتهٗ ثم قال بعد اسطر ثم اعلم انَّ الیمین المطلقة لا تکون عَلَی الفور اِلَّا بقرینة ففی الظهیریة فی الفصل السَّابع ولو حلف ان رأیٰ فلاناً لیضربنهٗ فالروية عَلَی القریب وَالبعید وَالضرب متٰی شاء الاٰن یعنی الفور اهـ البحر[1] الرائق ص:۳۱۲، ج:۴۔ فقط واللّٰہ سبحانہ تعالٰی اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۲/۱۳۹۴ھ

اگر اولاد ہوئی تو تجھے طلاق تین بار کہنے کا حکم

سوال:- زید اپنی بیوی کے پاس بغرض وطی حاضر ہوا تو اس کی بیوی نے صحبت کرنے سے انکار کردیا، اس پر زید وہاں سے چلا آیا اور اپنی چارپائی پر لیٹ کر کہا کہ قسم خدا کی اگر اولاد ہوئی تو تجھے طلاق ہے، اور ان کلمات کو تین بار کہا، اب اولاد ہوچکی ہے، تو اس بیوی کو رکھنے کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فی اَیمان الفتح وقد عرف فی الطَّلاق انَّه لو قال ان دخلت الدار فانت

---

[1] البحر الرائق ص:۳۱۲، ج:۴، کتاب الایمان، آخر باب الیمین فی الدخول والخروج والسکنیٰ الخ مطبوعه کوئٹه، تبیین الحقائق ص ۱۲۲ ج۳ باب الیمین فی الدخول والخروج، مکتبه امدادیه ملتان، مجمع الأنهر ص۲۸۵ ج۲ باب الیمین فی الدخول والخروج، مکتبه دار الکتب العلمیة بیروت.

طالق ان دخلتِ الدار فانت طالق ان دخلت الدار فانت طالق وقع الثلاث یعنی بدخول واحد کما تدل علیه عبارة اَیمان الفتح.[۱] عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ ایک دفعہ بچہ پیدا ہونے سے تینوں طلاق واقع ہو کر حرمتِ مغلظہ ہوگئی، اب بغیر حلالہ کے اس سے تعلقِ زوجیت قائم کرنے کی کوئی صورت نہیں۔[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۵/۹۰ھ

میں ہار گیا تو طلاق

سوال:- دو شخص آپس میں کسی معاملہ میں بحث کرتے ہیں اور ہار جیت میں آپس میں دونوں شرط لگاتے ہیں کہ میں ہار گیا تو اپنی بیوی کو طلاق دیدوں گا، دوسرا بھی یہی کہتا ہے؟ اب اگر ان میں سے جو ہار جائے اسکی بیوی پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں، طلاق کیلئے یہ الفاظ کافی ہیں کہ نہیں؟ اور اگر یہ کہے کہ میں ہار گیا تو طلاق ہے، کیا اس صورت میں بھی طلاق واقع ہوجائے گی؟

کیا کسی مسلمان کو ایسی شرط لگانا جائز ہے؟ یا یہ شرط ہی نافذ نہیں ہوتی؟ اس قسم کی شرط لگانے والے پر کفارہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پہلی صورت میں طلاق محض اس شرط کے لگانے اور ہار جانے سے واقع نہیں ہوئی کہ یہ وعدۂ طلاق ہے نہ کہ ایقاعِ طلاق،[۳] دوسری صورت میں ہار جانے سے طلاق واقع ہوجائے گی: **اذا**

---

۱ الدر المختار مع الشامی زکریا ص:٦٣٨، ج:٤، مطبوعه کراچی ص:٣٧٦، ج:٣، باب التعلیق، مطلب فیما لو تعدد الاستثناء.

۲ وان کان الطلاق ثلاثاً فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحاً صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها اویموت عنها. عالمگیری کوئٹه، ص:٤٧٣، ج:١، باب الرجعة. فصل فیما تحل به المطلقة، الدر المختار علی الشامی ص ۴۰۹، ۴۱۰ ج۳ کتاب الطلاق باب الرجعة، هدایه ص ۳۹۹ ج۲ باب الرجعة مطبوعه دیوبند. (حاشیہ ۳ اگلے صفحہ پر)

اضافه الی شرط وقع عقیب الشرط اھ ھدایه[۱] مگر ایسی شرط لگانا شرعاً درست نہیں، طلاق کھیل نہیں، تین طلاق دینا گناہ ہے، تاہم اگر دیدے تو واقع ہوجاتی ہے، توبہ استغفار لازم ہے، کفارہ کچھ نہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

تین طلاق کی تعلیق

سوال:- محمد نعیم کے بھائیوں میں عرصۂ دراز سے عداوت تھی اس عداوت کا بدلہ ان لوگوں کو چکھانا ضروری تھا ان کی بیوی ہندہ پر قبضہ کیا اور محمد نعیم ہندہ کو برابر تاکید کرتا تھا کہ تم لوگوں کے یہاں مت جایا کرو، مگر ہندہ اپنے شوہر کی ایک نہیں سنتی تھی، اس سلسلہ میں کئی دفعہ مار پیٹ کی گئی، مگر یہ اپنے فعل سے باز نہیں آتی تھی، یہ عورت کی ذات اس رمز کو نہیں سمجھتی تھی، کہ اس کا حشر کیا ہوگا، اتفاقاً انتیس شعبان کو ہندہ طیب کے یہاں سے جو محمد نعیم کا بھائی ہوتا ہے کچھ چاول لا رہی تھی، محمد نعیم نے اس سے پوچھا کہ یہ چاول تم کہاں سے لائی اس کا جواب ہندہ نے کچھ نہیں دیا، محمد نعیم نے

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۳] انا اطلق نفسی لم یقع لانه وعد. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص:۵۵۹، ج:٤، مطبوعه کراچی ص:۳۱۹، ج:۳، باب تفویض الطلاق. قبیل باب الامر بالید، الهندیة ص۳۸۴ج ا الفصل السابع فی الطلاق مطبوعه کوئٹه.

[۲] هدایه ص:۳۸۵، ج:۲، کتاب الطلاق، باب الایمان فی الطلاق. مطبوعه یاسرندیم دیوبند، الهندیة ص۴۲۰ ج ا تعلیق الطلاق، البحر کوئٹه ص۳۱۴ ج۳ باب تفویض الطلاق البحر کوئٹه ص۸ ج۴ باب التعلیق.

[۳] فالکتاب والسنة واجماع السلف توجب ایقاع الثلاث معاً وان کانت معصیة. احکام القرآن للجصاص ص:۳۸۸، ج:۱، ذکر الحجاج لایقاع الطلاق الثلاث معاً، مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت، عمدة القاری ص۲۳۳ ج۹ جزء ۱۸ باب من اجاز طلاق الثلاث مطبوعه دار الفکر بیروت، فتح القدیر ص۴۶۹ ج۳ کتاب الطلاق، باب طلاق السنة.

سکوت اختیار کیا تھا پھر بعد میں پتہ چلا کہ چاول طیب کے یہاں سے لایا گیا تھا، اس عدول حکمی کی سزاء یہ دی گئی کہ رات کا کھانا ہندہ کو کھانے نہیں دیا گیا، صبح یکم رمضان ہوتا ہے، گھر کا کام کاج بدستور کر رہی تھی، مگر اندر اندر کرامت علی جو محمد نعیم کا بھائی تھا مخالفت میں کچھ اور باتیں بنا رہا تھا، جس کی خبر محمد نعیم کو بالکل نہیں تھی بعد نماز ظہر محمد نعیم نے اپنی بیوی سے کھانا تیار کرنے کو کہا مگر ان کی ایک نہیں سنی، محلے کی عورتوں سے کہلوایا مگر کسی کی ایک نہیں سنی، آخر کار افطار کا وقت ہوا محمد نعیم کہیں باہر سے گھر آیا تو معلوم ہوا کہ ابھی تک کھانا نہیں تیار کیا گیا ہے، اس معاملہ کو دیکھ کر بہت صدمہ ہوا ہندہ کو سخت سست کہنے کے علاوہ زدوکوب کیلئے تیار ہو گیا اس پر انکے بھائی کرامت علی نے پکڑ کر کہا کہ تم کو کھانا کپڑا دینے کی قوت وسعت نہیں تو شام کو مار پیٹ کرنے آئے ہو اور بگڑتے ہوئے کرامت علی نے ہندہ سے کہا کہ تم میرے یہاں چلی آؤ میں تم کو میکے پہنچا دونگا، اور قصہ محلے کے لوگوں کو سنا کر محمد نعیم کو ذلیل ورسوا کریں گے اتنا جملہ کہنے کے بعد ہندہ کرامت علی کے یہاں چلی گئی، محمد نعیم نے کرامت علی سے باہر ہو کر کہا کہ کیا تم ان کو میکے پہنچا ہی دو گے، جواب دیا کہ ہاں ہاں پہنچا ہی دینگے، اس پر محمد نعیم نے دوبارہ اس سے کہا کہ اگر تم ہندہ کو رکھ لو گے، تو میں اسکو طلاق دیدوں تو کرامت علی نے کہا کہ ہاں ہم رکھ لینگے بس محمد نعیم نے فوراً یہ کہہ دیا، طلاق دیا طلاق دیا طلاق دیا اسکے بعد کرامت علی نے تمام محلے میں یہ مشہور کر دیا کہ میرے بھائی نے اپنی بیوی کو طلاق دیا اب دریافت طلب یہ امر ہیکہ کرامت علی نے ہندہ کو نہ میکے پہنچایا اور نہ اپنے پاس ہی رکھا، بلکہ ان کے بھائی کو خبر دے کر فوراً ہی ہندہ کو انکے حوالے کر دیا فرمایئے کہ اس صورت میں طلاق ہو گی یا نہیں اگر ہو گی تو کونسی ہوئی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں شرعاً طلاق مغلظہ واقع ہو گئی اگر چہ شوہر کے کلام میں طلاق کی نسبت زوجہ کی جانب صراحۃً موجود نہیں، مگر پہلے سے زوجہ ہی کا تذکرہ ہے، نیز شوہر اپنی زوجہ ہی کو طلاق دیا کرتا ہے۔

ویؤیدہ ما فی البحر لو قال امرأۃ طالق او قال طلقت امرأۃ ثلاثا وقال لم اَعْنِ امرأتی یصدق اھ یفھم منہ انہ لو لم یقل ذلک تطلق امرأتہ لان العادۃ ان من لہ امرأۃ انما یحلف بطلاقھا لا بطلاق غیرھا فقولہ انی حلفت بالطلاق ینصرف الیھا مالم یردغیرھا لانہ یحتملہ کلامہ اھ ردالمحتار[۱] ص: ٦٦٤، ج:٢۔

اورشوہر نے نے وقوع طلاق کو معلق نہیں کیا، اس بات پر کہ کرامت علی اس کی زوجہ کو رکھے بلکہ اپنی طلاق دینے کو اسکے رکھنے کے وعدے اور اقرار پر معلق کیا ہے یعنی یہ کہا ہے کہ اگر تم ہندہ کو رکھ لو تو میں ہمیشہ کے لئے ایسا کردوں یعنی طلاق دیدوں چنانچہ کرامت علی نے اسکے جواب میں وعدہ اور اقرار کرلیا اسکے بعد بلاشرط کے تین مرتبہ طلاق دیدی لہٰذا مغلظہ ہوگئی کرامت علی نے اگر وعدہ پورانہیں کیا تو اسکی ذمہ داری خود اس پر ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۷/ ۶۱ھ

الجواب صحیح :سعید احمد غفرلہٗ ۷/صفر ۶۱ھ صحیح :عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

نکاح پر طلاق کو معلق کرنا

سوال :-ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ کہا کہ میں تجھ کو اتنا چاہتا ہوں کہ کسی دوسری عورت سے نہ تیری زندگی میں کوئی نکاح کروں گا، نہ تیرے مرنے کے بعد اور تیری زندگی میں کسی عورت سے اگر کوئی نکاح کروں تو تجھ پر تین طلاق کہ تجھ سے ہمیشہ کے لئے علیحدگی ہوجائے جسے میں برداشت نہ کرسکوں گا، پوچھنا یہ ہے کہ اگر وہ مرد عورت کی زندگی میں دوسرا نکاح بھی کرلے، اور پہلی عورت کو طلاق بھی نہ پڑے اور یہ مفت کی ایذاء عورت کو نہ پہنچے اس کی کیا صورت ہو۔ بینوا وتوجروا۔

---

[۱] شامی کراچی ص:۲٤۸، ج:۳، مطبوعہ نعمانیہ ص:۴۳۰، ج:۲، مطلب سن بوش، باب الصریح، عالمگیری کوئٹہ ص۳۵۸ ج۱ الفصل الأول فی الطلاق الصریح، فتاوی قاضی خان، ص۴٦۵ کتاب الطلاق.

الجواب حامداًومصلیاً

اگر پہلی عورت کی زندگی میں کسی عورت سے نکاح کرے گا تو پہلی عورت پر طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی، نکاح ثانی کی تدبیر یہ ہے کہ کوئی فضولی شخص بغیر اسکے امر اور بغیر وکالت کے از خود کسی عورت سے اس کا نکاح کردے اور یہ خاموش رہے زبان سے کچھ نہ کہے جب وہ فضولی شخص ایجاب وقبول کر چکے تو یہ عملاً اس نکاح کو نافذ کردے، مثلاً مہر (معجّل) اس عورت کے پاس بھیج دے اور وہ عورت اس مہر پر قبضہ کرلے تو اس صورت میں نکاح بھی صحیح ہوجائیگا اور پہلی زوجہ پر طلاق بھی واقع نہیں ہوگی: **اذا قال کل امرأة اتزوجها فهی طالق فزوجهٔ فضولی واجاز بالفعل بان ساق المهرونحوه لا تطلق بخلاف ما اذا وکل به لانتقال العبارة الیه اھ عالمگیری**[1] **ص: ۴۱۹، ج: ۱**۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/رجب ۶۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/رجب ۶۶ھ

خفا ہوکر جانے پر طلاق کو معلق کرنا

سوال:- ایک شخص اپنی منکوحہ بی بی سے جو مدخول بہا ہے، بایں طور کہا کہ جو عورت میرے سے روٹھ کر میرے گھر سے گئی تو وہ بیوی میرے پر طلاق ہے کچھ مدت گذرنے کے بعد بیوی تو دل میں خفا ہے، لیکن خاموش رہی اور خاوند نے یہ بات کہی کہ تو اپنے بیٹوں کے پاس جو کہ دوسرے گھر میں تھے جاکر دیکھ لے کہ انکی کیا حالت ہے، کیا اس صورت خاص میں طلاق رجعی پڑجاتی ہے یا نہیں، نیز کچھ دنوں کے بعد یہ شخص اپنی بیوی مذکورہ کو کہتا ہے کہ اگر میں نے سنا کسی لڑکے کے ساتھ

---

[1] عالمگیری کوئٹہ ص ۴۱۹ ج ۱ الفصل الثانی فی تعلیق الطلاق بکلمة کل وکلما باب فی التعلیق بالشرط، مجمع الأنهر ص ۲۰ ج ۲ کتاب الطلاق، باب التعلیق، دار الکتب العلمیة بیروت، الدر المختار ص ۸۴۶ ج ۳ باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذالک مطلب حلف لا یتزوج فزوجه فضولی، مطبوعہ کراچی.

جو اسکے اپنے لڑکے ہیں کماتی کھاتی ہے، تو میری طرف سے طلاق ہے، اب بیوی نے اس پر یہ کہا کہ آپ لفظ طلاق نہ بولا کریں اس بات پر غصہ ہو کر گالیاں دیں اور پھر کہنے لگا کہ جس نے تجھ کو کہا کہ اگر میرے اپنے لڑکوں کی کمائی کھاوے تو میرے اوپر طلاق ہے لہٰذا باعث استفتاء یہ بات ہوئی کہ مشروط بھی پایا گیا، دونوں صورتوں میں بھی کمائی وغیرہ کھائی کہ آیا ان مذکورہ بالا صورتوں میں عورت پر کتنی طلاقیں پڑیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً

اگر پہلی شرط کے پائے جانے کا بیوی کو اقرار ہے، اور دوسری شرط کے پائے جانے کا شوہر کو اقرار ہے، تو صورت مسئولہ میں دو رجعی طلاقیں واقع ہو گئیں، بشرطیکہ دوسری شرط عدت کے اندر پائی گئی ہو[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

اگر میری اسکے ساتھ شادی نہ ہوئی اور اسکے علاوہ کسی دوسری سے ہوئی تو اس دوسری کو دو طلاق

سوال:- اگر زید نے یہ کہا کہ اگر میری اس کے ساتھ شادی نہ ہوئی اور اس کے علاوہ کسی دوسری سے ہوئی تو اس دوسری کو دو طلاق اور اس کے بعد اس نے ایک قسم کھائی صرف اس میں طلاق کا ذکر تھا اور وہ حانث ہو گیا، تو ایسی صورت میں کتنی طلاقیں واقع ہوں گی اور اس میں جب جب کی قید موجود نہیں تھی، اگر تین طلاق پڑیں تو طلاقِ مغلظہ ہوگی، ایسی صورت میں اگر غیر کفو میں

---

[۱] واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً. (عالمگیری ص: ۴۲۰، ج: ۱) الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق، الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن بشرط العدة الدرالمختار مع الشامی نعمانيه ص: ۴۶۹، ج: ۲، کراچی ص: ۳۰۶، ج: ۳، باب الكنايات، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۷ ج ۱ الباب الثانی، الفصل الخامس مجمع الأنهر ص ۴۰ ج ۲ كتاب الطلاق، فصل فی الكنايات، دار الكتب العلمية بيروت.

نکاح کیا تو قسم ادا ہوگی یا نہیں، بغیر وارث کی اجازت کے، مثلاً لڑکی بالغ مطلقہ ہے تو اس سے نکاح درست ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس عورت سے عمر بھر شادی نہ ہوئی اور اس دوسری عورت سے ہوگئی تب دوسری عورت پر طلاق ہوگی، ورنہ جب تک شادی کا امکان ہے، دوسری عورت پر شادی کرنے سے طلاق نہیں ہوگی[1] قسم پوری ہونے کیلئے کفو کا ہونا شرط نہیں، نکاح میں جیسی طلاق (ایک یا دو یا مغلظہ) کو معلق کیا جائے تحقق شرط کے بعد ویسی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۲/۲۸/ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۲/۲۸/ ۸۷ھ

بلا اجازت باپ کے گھر جانے سے طلاق کا حکم

سوال:- میری عورت تقریباً چار مرتبہ میری بلا اجازت رائے ومشورے کے اپنے مکان یعنی کانپور سے لکھنؤ جا چکی ہے، ہر مرتبہ دس پندرہ یوم کے بعد میرے ہمراہ جبراً انکے والدین کہہ سن کے بھیج دیا کرتے ہیں اور ہر مرتبہ میری بلا اجازت جملہ سامان بھی اپنے ہمراہ لیجاتی ہیں، اس مرتبہ پھر میری عورت بغیر مجھ سے پوچھے مع بچوں اور جملہ سامان کے پوشیدہ طور پر اپنے مکان چلی گئیں لہٰذا ایسی حالت میں عورت کا شوہر سے نکاح باقی رہا یا نہیں اور مہر ادا کرنا اسکے اوپر واجب ہوا یا نہیں میں نے انکو پہلی ہی مرتبہ متعدد مردوں اور عورتوں کے رُوبرو خوب اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ اگر آئندہ تم نے میری اجازت بغیر مکان سے قدم نکالا تو تم طلاق کی موجب ہوگی لیکن اس قدر سمجھانے کے بعد

---

[1] الایمان مبینة علی الالفاظ لاعلی الاغراض. شامی کراچی ص:۷۴۳، ج:۳، باب الیمین فی الدخول والخروج، کتاب الایمان، مجمع الأنهر ص۲۷۷ ج۳ کتاب الأیمان مطبوعه دار الکتب العلمیة، قواعد الفقه ص۶۵ مکتبه اشرفی دیوبند.

بھی انکا یہ جانا چوتھی مرتبہ ہے، اس مرتبہ گئے ہوئے دوماہ ہوئے عورت کی عمر تقریباً ۴۲ رسال ہے چار شادی ہوئیں پہلے شوہر نے بھی انہیں وجوہات کی بناء پر دوسرے مہینہ میں طلاق دی تھی دوشوہروں کا انتقال ہو گیا چوتھا میں ہوں۔

الجواب حامداًومصلیاً

مہر تو یقیناً واجب ہے بوقت عقد نکاح جو وقت اس کی ادائیگی کا مقرر ہو چکا ہے، اس وقت پر ادا کرنا ضروری ہے، اگر وقت کا تقرر نہیں ہوا تو جو طریقہ آپ کے خاندان میں جاری ہے، اس طریقہ کے موافق اداء کرنا لازم ہے، اگر زوجہ معاف کردے تو معاف ہو جائے گا، اور اگر نہ وقت کا تقرر ہوا نہ عورت نے معاف کیا نہ خاندان میں ادا کرنے کا رواج ہے، تو ایسی صورت میں بھی اس کا ادا کرنا ضروری ہوگا[1] یا معاف کرائیے یا ادا کیجئے، خاص کر جب کہ اس سے قطع تعلق منظور ہو جس قدر عرصہ تک بغیر آپ کی اجازت کے آپ کے مکان پر نہیں رہی اس عرصہ کا اس کا نفقہ آپ پر لازم نہیں[2] یہ لفظ کہ تم طلاق کی موجب ہوگی، اگر اس سے یہ مراد ہے، کہ ایسا کرنے سے تم پر طلاق واقع ہو جائے گی یعنی آپ نے مکان سے باہر قدم نکالنے پر طلاق کو معلق کیا اور طلاق کیلئے باہر جانے کو شرط قرار دیا ہے، تب تو خلاف شرط کرنے کی بناء پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، یعنی ایسا کہنے سے کہ جب پہلی مرتبہ وہ گئی تو ایک طلاق ہوگی، جس کا حکم یہ ہے، کہ عدت تین حیض کے اندر اندر رجعت درست ہے یعنی اپنی طلاق واپس لے لیں اور پھر دونوں شوہر بیوی کی طرح رہنا شروع کردیں[3]، یہ بات جائز ہے، اور اگر بغیر رجعت کے عدت گذر جائے تو طرفین کی رضامندی سے

---

[1] ویتأکد عند وطء أو خلوة صحت من الزوج أو موت أحدهما، شامی کراچی ص ۱۰۲ ج۳ باب المهر عالمگیری کوئٹه ص ۳۰۳ ج ۱ الباب السابع فی المهر، تبیین الحقائق ص ۱۳۶ ج۲ باب المهر.

[2] وتسقط النفقة بردتها بعد البت أی إن خرجت من بیته وإلا فواجبة الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۶۱۱ ج۳ مطلب فی نفقة المطلقة، باب النفقة، تبیین الحقائق ص ۵۲ ج۳ مکتبۂ امدادیه ملتان، عالمگیری کوئٹه ص ۵۴۵ ج ۱ الباب السابع عشر فی النفقات.

[3] واذا اطلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة اوتطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نکاح درست ہے، اور اگر یہ مراد ہے کہ تم طلاق کی موجب ہوگی یعنی میں تم کو طلاق دیدوں گا تو یہ صرف وعدہ ہے جب تک آپ طلاق نہ دیں گے۔ تو لفظ مذکور کی بنا پر طلاق واقع نہ ہوگی [۲]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/۷/۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/رجب ۶۰ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/رجب المرجب ۶۰ھ

حج سے پہلے اگر ہم بستری کی تو بیوی کو طلاق

سوال:-ایک شخص نے شادی سے پہلے یہ قسم کھائی کہ جب تک حج نہ کرلوں گا، اس وقت تک شادی نہ کروں گا، لیکن اسکے گھر والوں نے زبردستی اسکی شادی کردی، شادی کے بعد اس نے قسم کھائی کہ جب تک میں حج نہ کروں گا جب تک میں ہم بستری نہ کروں گا، اگر میں نے ہمبستری کرلی تو اس بیوی کو طلاق ہوجائے گی، سوال یہ ہے کہ کیا ہمبستری سے طلاق ہوجائے گی۔ جب کہ حج کرنے کی مالی قوت نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حج سے پہلے شادی کرنے سے قسم کا کفارہ لازم ہوگیا، پھر شادی کے بعد حج کرنے سے پہلے

(**گذشتہ صفحہ کا بقیہ**) رضیت بذالک اولم ترض. عالمگیری ص: ٤٧٠، ج:١، الباب السادس فی الرجعة، هدایه ص ۳۹۴ ج۲ باب الرجعة، مکتبه اشرفی دیوبند، تاتارخانیه ص۵۹۷ ج۳ مسائل الرجعة، ادارة القرآن کراچی.

(**صفحہ ہٰذا**) [۲] انا اطلق نفسی لم یقع لأنه وعد الدر المختار علی الشامی ص ۵۵۹ ج۴ مطبوعه کراچی، باب تفویض الطلاق، الهندیة ص ۳۸۴ ج۱ الباب الثانی فی إیقاع الطلاق، البحر کوئٹه ص ۳۱۴ ج۳ باب تفویض الطلاق.

ہم بستری کرنے سے قسم کا کفارہ بھی لازم ہوگا[۱] اور ایک طلاق رجعی واقع ہوجائیگی، جس میں عدّت تین ماہواری گذرنے سے پہلے رجعت کا حق حاصل رہے گا[۲] قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس غریبوں کو دو وقت شکم سیر کھانا کھلائے، یا کپڑا دے، اگراتنی استطاعت نہ ہو تو تین روزے مسلسل رکھے،[۳] شادی کرلینے اور ایک دفعہ ہم بستری کرلینے سے قسم ختم ہوگئی[۴] اگر حج کرنے کی مالی استطاعت نہیں ہے، تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اللہ پاک جب استطاعت دے اس وقت حج کرے اور آئندہ ایسی قسم نہ کھائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۹/۱۳۹۰ھ

دوسری شادی کرنے پر دوسری منکوحہ کو طلاق مغلظہ کی شرط پر نکاح

سوال: مسمّیٰ غلام محمد ولد غلام رسول زرگر نے بھاگ بھری دختر محمد یار سے شادی کرنی چاہی تو اس کے والدین نے مندرجہ ذیل شرائط لکھ کر اس سے دستخط کردائیے۔

---

[۱] والمنعقدة ما يحلف على امر في المستقبل ان يفعله اولا يفعله واذا حنث في ذالک لزمته الكفارة، الهداية ص۴۷۸ ج۲ كتاب الأيمان، مكتبه اشرفي ديوبند، شامی کراچی ص۷۰۸ ج۳ كتاب الأيمان، خلاصة الفتاویٰ ص۱۲۳ ج۲ كتاب الأيمان، امجد اکیڈمی لاهور.

[۲] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية اوتطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلک اولم ترض. عالمگیری ص:۴۷۰، ج:۱، باب الرجعة، مطبوعه کوئٹه، هدايه ص۳۹۴ ج۲ كتاب الطلاق، باب الرجعة، البحر ص۵۰ ج۴ باب الرجعة، مطبوعه كوئٹه.

[۳] وكفارته تحرير رقبة او اطعام عشرة مساكين اوكسوتهم بما يستر عامة البدن وان عجز عنها كلها وقت الاداء صام ثلاثة ايام ولاء. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص:۵۰۲، ج:۵، مطبوعه كراچی، كتاب الايمان، كفارة اليمين، هدايه ص۴۱۱ كتاب الأيمان، مطبوعه ديوبند، عالمگیری کوئٹه ص۶۱ ج۲، كتاب الأيمان.

[۴] وفيها كلها تنحل اى تبطل اليمين ببطلان التعليق اذا وجد الشرط مرة الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص:۶۰۴، ج:۴، مطبوعه كراچی ص:۳۵۲، ج:۳، باب التعليق، مطلب مايكون في حكم الشرط، هدايه ص۳۸۶ ج۲ باب الأيمان، مطبوعه اشرفي ديوبند، البحر كوئٹه ص۱۴ ج۴ باب التعليق.

(۱) اگر میں اس کے ساتھ نا اتفاقی کا برتاؤ کروں گا تو اس کے عوض مسماۃ مذکورہ کو ماہواری خرچہ مبلغ بلا عذر دوں گا اور مسماۃ مذکورہ کی حین حیات میں دوسری شادی کرنے پر دوسری منکوحہ کو طلاق ثلٰثہ مغلظہ ہوگی۔ یہ شرائط مذکورہ میں نے اپنی خوشی کے ساتھ منظور کر لئے ہیں۔ ان میں میرا کوئی عذر نہ ہوگا۔ دستخط غلام محمد بقلم خود۔ اب طرفین میں ناچاقی ہو چکی ہے۔ دریافت طلب یہ امور ہیں

(۱) غلام محمد کسی دوسری عورت سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اگر نہیں کر سکتا تو پہلی عورت مسماۃ بھاگ بھری کو طلاق دینے کے بعد کسی دوسری سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) صرف ایک نکاح کرنے پر ثانی منکوحہ مطلقہ متصور ہوگی یا جو نکاح بھی مسماۃ مذکورہ کی زندگی میں کرتا رہے گا وہ مطلقہ ہوتی رہے گی۔ فقط بینوا وتو جروا

الجواب: حامداً ومصلیاً

(۱) یہ لفظ کہ ''دوسری شادی کرنے پر دوسری منکوحہ کو طلاق ثلٰثہ مغلظہ ہوگی۔ اگر محض وعدہ ہے یعنی طلاق دیدوں گا تب تو دوسری شادی سے طلاق واقع نہیں ہوگی جب تک طلاق نہیں دے گا۔

اگر یہ تعلیق ہے تو دوسری شادی سے منکوحہ ثانیہ پر طلاق مغلظہ ہو جائیگی۔

(۲) چونکہ تحریر میں حین حیات زوجہ اولیٰ کی قید ہے لہٰذا بعد طلاق بھی شادی کرنے سے طلاق واقع ہو جائے گی اگر حین بقاء زوجیت کی قید لگاتا تو یہ بات نہ ہوتی ھکذا یفھم ممافی البحر ص۳۹ ج۴۔

و لا تطلق فی إن نکحتها علیک فهی طالق فنکح علیها فی عدة البائن یعنی لاتطلق إمرأته الجدیدة فیما إذا قال للتی تحته إن تزوجت علیک إمرأة فأمرها بیدک أوقال مادامت امرأتی ثم طلقها بائنا أوخالعها وتزوج اخریٰ فی عدتها ثم تزوج بالأولیٰ لایصیر الامر بیدها لأن المراد حال المنازعة فی القسم ولم یوجد وقت الادخال وإن قال إن تزوجت إمرأة فأمرها بیدک فأبانها ثم تزوج اخریٰ

صار الأمر بيدها اھ بحر[۱] ص ۳۹۰ ج ۴ المطبوعة العلمية بمصر.

(۳) ظاہر تو یہ ہے کہ صرف ایک شادی کرنے پر طلاق مغلظہ ہوگی اور قسم پوری ہو جائیگی کیونکہ اس میں ایسا عموم کا لفظ موجود نہیں جس سے ہر ہر شادی کرنے پر طلاق مغلظہ[۲] ہوتا ہم احتیاط یہ ہے کہ کوئی فضولی شخص اس کا نکاح (بغیر اس کے امر کے) کر دے اور یہ اس کو فعلاً نافذ کر دے اس طرح کہ مثلاً مہر زوجہ کے حوالہ کر دے۔ قولاً نافذ نہ کرے بلکہ خاموش رہے[۳]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ یوپی۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۱۵/ جمادی الثانیہ ۶۶ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم

---

۱ البحر الرائق ص ۳۶ ج ۴ باب التعليق مكتبه ماجدية الكوئٹه پاكستان، مجمع الأنهر ص ۲۹ ج ۲ كتاب الطلاق، باب التعليق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۴۰۰ ج ۲، باب التعليق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

۲ إذا وجد الشرط، إنتهت اليمين لأنها غير مقتضية للعصوم والتكرار لغة فبوجود الفعل مرة يتم الشرط، وإذا تم وقع الحنث فلا يتصور الحنث مرة أخرى إلا بيمين أخرى أو بعموم تلك اليمين وليس فليس ...... إلا في كلمة كلما الخ، مجمع الأنهر ص ۵۹، ۶۰ ج ۲ كتاب الطلاق، باب التعليق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۳۹۰ ج ۲ باب التعليق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، الدر المختار على الشامي ص ۳۵۲ ج ۳ باب التعليق، مطلب: ما يكون في حكم الشرط، مطبوعه دار الفكر بيروت.

۳ وفي لايتزوج فزوجه فضولي فاجاز بالقول حنث وبالفعل لا يحنث الخ ملتقى الابحر على مجمع الانهر ص ۳۱۶ ج ۲ باب اليمين في البيع والشراء والتزوج وغير ذلك. مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت، البحر الرائق ص ۳۷۰ ج ۴ باب اليمين في الضرب والقتل وغير ذلك، مطبوعه ماجديه كوئٹه، در مختار على الشامي زكريا ص ۶۷۲ ج ۵ باب اليمين في الضرب والقتل الخ، مطلب: حلف لا يتزوج فزوجه فضولي.

نکاح میں کی گئی شرط کے خلاف کرنے سے وقوعِ طلاق اور قسم کا کفارہ

سوال:- زید نے عمر کی لڑکی سے درج ذیل شرائط پر نکاح کیا ہے، (۱) زید نے عمر سے بوقتِ نکاح برسرِ مجلس قرآن مجید ہاتھ میں لے کر قسم کھائی اور کہا کہ میری اہلیہ کے وقت بلوغ تک میں تمہارے گھر میں ہی رہوں گا، اور اس شرط پر عدمِ عمل کی صورت میں میری بیوی پر طلاق ہے، اور میری بیوی مجھ پر بالکل حرام ہے، اراکین مجلس اس پر گواہ ہیں اور یہ پورا قول وقرار ارکینِ مجلس کی موجودگی میں زید نے قرآن مجید اپنے ہاتھ پر رکھ کہا ہے۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ میں کوئی بددیانتی، خیانت، چوری وغیرہ نہیں کروں گا، اگر کسی بددیانتی، خیانت میں مبتلا ہو جاؤں تو میری بیوی پر طلاق یہ اعلان بھی قرآن مجید ہاتھ میں رکھ کر برسرِ مجلس کیا ہے۔

فی الوقت حال یہ ہے کہ زید اپنی بیوی کو حالتِ عدم بلوغ میں اسکے والدین کے گھر چھوڑ کر اپنے گھر بھاگ گیا، اور کئی مرتبہ عمر کے گھر سے مختلف اشیاء مختلف اوقات میں چوری بھی کی، جس پر اس علاقہ کے کئی شاہد ہیں۔

ایسی صورت میں زید پر اس کی بیوی حرام ہوئی یا نہیں؟ اور زید کی جانب سے اسکی بیوی پر طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید نے ایجاب وقبول ہونے سے پہلے اللہ کی یا قرآن کی یہ قسم کھائی تھی کہ یہ شرط پوری کرونگا، اور نہ کرنے کی صورت میں میری بیوی پر طلاق اور مجھ پر حرام، پھر شرط کے خلاف کیا ہے تو

نہ بیوی حرام ہوئی ہے، نہ طلاق پڑی ہے[1] البتہ گنہگار ہوا ہے، قسم کے خلاف کرنے سے قسم کا کفارہ ادا کرے، یعنی دس مساکین کو صبح وشام کھانا کھلائے جیسے اپنے گھر میں اکثر حالات میں کھانا تیار ہوتا ہے، یا دس مسکینوں کو ایک ایک جوڑا کپڑا دے، اور اگر اسکی طاقت نہ ہو تو پے در پے تین روزے رکھے[2] اور اگر زید نے ایجاب وقبول ہونے کے بعد مذکورہ بالا شرط لگائی تھی اور قسم کھائی تھی تو بیوی اس پر حرام ہوگئی ہے،[3] اور قسم کا کفارہ بھی زید پر واجب ہوا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک بیوی کی طلاق کو دوسری بیوی کی طلاق پر معلق کرنا

سوال:-عمر نے دوسری شادی اس شرط پر کی اگر دوسری بیوی (تجھ کو) طلاق دوں تو پہلی بیوی طلاقِ مغلظہ ہوجائے، اسکے بعد عمر نے دوسری بیوی کو طلاقِ مغلظہ دیدی تو اس صورت میں پہلی بیوی کو کونسی طلاق ہوگی جب کہ پہلی بیوی کی ابھی تک رخصتی بھی نہیں ہوئی غیر مدخولہ ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دوسری شادی کی اور اس دوسری بیوی سے یہ کہا کہ اگر تجھ کو طلاق دوں تو میری پہلی بیوی پر

---

[1] شرط الملک حقیقة او الاضافة الیه فلغا قوله لاجنبیة ان زرت زیداً فانت طالق فنکحها فزارت. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص:۹۵، ۵۹۳، ج:٤، مطبوعه کراچی ص:٤٥، ٣٤٤، ج:٣، باب التعلیق، مطلب التعلیق المراد به المجازاة دون الشرط. عالمگیری ص:٤٢٠، ج:١، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیرهما، مطبوعه کوئٹه، مجمع الأنهر ص۵۸ ج۲ باب التلعیق، دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] وکفارته تحریر رقبة اواطعام عشرة مساکین اوکسوتهم بما یسترعامة البدن وان عجز عنها وقت الاداء صام ثلاثة ایام ولاء. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص:۵۰۷، ۵۰۲، ج:٤، مطبوعه کراچی ص:۲۷، ۷۲۵، ج:۳، کتاب الایمان. مطلب کفارة الیمین، هدایه ص ۱۱۴ ج۲ کتاب الأیمان مطبوعه دیوبند، عالمگیری کوئٹه ص ٦١ ج۲ کتاب الأیمان.

[3] واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقاً عالمگیری ص:٤٢٠، ج:١، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیرهما، مطبوعه کوئٹه، هدایه ص۳۸۵ ج۲ باب الایمان، اشرفی دیوبند، البحر کوئٹه ص۸ ج۴ باب التعلیق.

طلاقِ مغلظہ ہوجائے، اس کے بعد دوسری بیوی کو طلاقِ مغلظہ دیدی تو اس سے پہلی بیوی پر بھی طلاقِ مغلظہ ہوگئی، اگرچہ اس سے خلوت کی نوبت نہ آئی ہو، غیر مدخولہ بہا کو اگر تین طلاق تین الفاظ کے ساتھ دی جائے تو وہ پہلے ہی طلاق سے بائن ہوجاتی ہے، پھر دوسری اور تیسری طلاق لغو ہوجاتی ہے، لیکن تین طلاق بیک لفظ دی جیسا کہ صورتِ مسئولہ، میں طلاقِ مغلظہ بصورتِ تعلیق دی گئی ہے، تو طلاقِ مغلظہ ہوجائے گی[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ ۴/۱/۸۸ھ

طلاق معلق بالنکاح

سوال:- زید تعلیم حاصل کرنے کیلئے اپنے ملک سے دوسرے ملک کی جانب چلا اور چلتے وقت یہ جملہ بطور شرط کہا کہ اگر میں بغیر پڑھے آکر کے شادی کروں تو میری عورت کو طلاق ہے، اب حال یہ ہے کہ تعلیم ہنوز پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچی اور والدین زید کو شادی کیلئے سخت تقاضہ اور مجبور کررہے ہیں، کہ آکر کے شادی کرو، زید اب والدین کے خوف سے انکار بھی نہیں کرسکتا، اب اس صورت میں زید کی شادی کرنے کی جواز کی کوئی صورت ہوسکتی ہے یا کہ نہیں کہ والدین بھی ناراض نہ ہوں اور طلاق بھی واقع نہ ہو۔

الجواب حامداًومصلیاً

جواز کی صورت یہ ہے کہ کوئی فضولی (والدین وغیرہ) اس کا نکاح کردے اور یہ اس کی قولاً

---

[1] اذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً قبل الدخول بها وقعن عليها فان فرق الطلاق بانت بالاولى ولم تقع الثانية والثالثة. عالمگیری ص:۳۷۳، ج:۱، الفصل الرابع فی الطلاق قبل الدخول. مطبوعه کوئٹه، الدر المختار کراچی ص ۳۸۴،۸۶ ج۳ طلاق غیر المدخول بها، مجمع الأنهر ص ۳۱ ج۲ فصل، کتاب الطلاق، دار الکتب العلمية بيروت.

اجازت نہ دے بلکہ فعلاً اجازت دیدے مثلاً عورت کے پاس مہر (معجّل) بھیج دے: فــــــــی لایتزوج فزوجه فضولی فاجاز بالقول حنث وبالفعل ای لو اجاز بالفعل کاعطاء المهر لا یحنث هو المختار وعلیه الفتویٰ کما فی الخانیة لان العقود تختص بالاقوال فلا یکون فعله عقداً وانما یکون رضی وشرط الحنث العقد لا الرضٰی اهـ[1] مجمع الانهر ص:۵۸۳۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یکم شعبان

صحیح: عبد اللطیف

شادی سے پہلے یہ کہنا کہ اگر میں رات میں تیرے بستر پر نہ سویا کروں تو میری بیوی پر تین طلاق

سوال:- بدرالدین وسیف الدین دونو جوان لڑکے ہیں، بدرالدین نے سیف الدین سے کہا کہ تم یہ کہو کہ تیری شادی سے پہلے اگر میں رات میں تیرے بستر پر نہ سویا کروں تو میری بیوی پر تین طلاق ہیں، تو سیف الدین نے اس بات کا اقرار کرلیا، اور یہ سب کلام کاغذ پر لکھا، پھر جب سے سیف الدین بدرالدین کے بستر پر رات میں سوتا رہا، لیکن دونوں کے دل میں یہ خیال تھا کہ اگر کوئی سخت ضرورت یا مشکل پیش آئے اور سونا ایک ساتھ ممکن نہ ہو تو سونے کی کوئی بات نہیں اور یہ کلام مکالمہ میں طے ہوا تھا، کاغذ میں لکھا ہوا نہیں ہے، ظاہر ہے کہ دونوں کی شادی ابھی تک نہیں ہوئی، سوال یہ ہے کہ دونوں کے دل میں جو خیال تھا وہ لغو ہوجائے گا یا نہیں؟ ازراہِ کرم جواب مرحمت فرما کر ہم لوگوں کو ٹھیک راستہ پر ہدایت فرمائیں۔

---

[1] مجمع الانهر ص:۳۱٦، ج:۲، باب الیمین فی البیع والشراء والتزوج، کتاب الایمان. مطبوعه دارالکتاب العلمیه بیروت، شامی کراچی ص ٦۸۴ ج۳ کتاب الأیمان، عالمگیری کوئٹه ص ۹ ۱ ۴ ج ۱ الفصل الثانی فی تعلیق الطلاق.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس صورت میں کہ ابھی تک شادی نہیں ہوئی کوئی عورت اس کے نکاح میں نہیں، تو اس کلام یا تحریر کی وجہ سے اس کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں ہوئی۔[1]

تنبیہ: دونو جوانوں کا ایک بستر پر سونا ٹھیک نہیں ہے، اس سے پورا پرہیز کیا جائے۔[2]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/؟/۱۴۰۰ھ

طلاق کی شرط پر نکاح

سوال: - زید کو بعد نکاح قبل از رخصت شرط پیش کی گئی کہ اگر اس نے لڑکی نکاح میں رکھتے ہوئے یا طلاق دے کر دوسرا عقد کیا تو اس عقد ثانی والی منکوحہ پر طلاقِ مغلظہ واقع ہوجائیگی، زید نے محض اعتماد اور بھروسہ سے کام لیتے ہوئے بغیر نظر آئے اس پر دستخط کردیئے، زید کا حلفیہ بیان ہے کہ اس شرطِ مذکورہ سے دستخط کرتے وقت بالکل لاعلم تھا، جب بعد میں زید کو اس کا علم ہوا تو اس کو بہت ہی غصہ آیا اور اس نے اسی وقت انکار بھی کردیا، اور کہا کہ میں ایسی کسی بھی شرط سے بالکل لاعلم تھا، یہ سراسر میرے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے، اور وہ کہتا ہے کہ شریعت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ اس کے اعتماد سے غلط فائدہ اٹھا کر ایک جائز چیز کو اس پر حرام کیا جائے، اب وہ کسی وقت میں اس شرط کو رکھتے ہوئے لڑکی کو لانے پر تیار نہیں، اور وہ یہی بار بار کہتا ہے کہ میرے واسطے

---

[1] ولا تصح اضافة الطلاق الا ان يكون الحالف مالكاً ويضيف الى ملك فان قال لاجنبية ان دخلت الدار فانت طالق ثم نكحها فدخلت الدار لم تطلق عالمگیری ص:۴۲۰، ج:۱، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیرها. مطبوعه کوئٹه. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کراچی ص:۳۴۴، ج:۳، اول باب التعلیق، البحر کوئٹه ص۳ ج۴ باب التعلیق.

[2] فرقوا بينهم اى البنين والبنات فى المضاجع اى المرقد لان بلوغ العشرة مظنة الشهوة وان كن اخوات. مرقاة شرح مشکوٰة ص:۳۸۹، ج:۱، کتاب الطلاق، الفصل الثانی، مطبوعه بمبئی.

یہ بہتر ہے کہ میں تجرد کی زندگی بسر کروں، لیکن میں اس طرح مقید ہوکر لڑکی کو نہیں لاسکتا، براہِ کرم آپ تحریر فرمائیں کہ کیا کوئی ایسی صورت ہے جس کی وجہ سے یہ شرط کالعدم قرار دی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس نے اس تحریر کو نہیں پڑھا، نہ اس کو پڑھوا کر سنا، نہ اس کو بتایا گیا کہ اس میں یہ شرط لکھی ہے تو وہ تحریر بالکل بے کار ہے، اس کی پابندی لازم نہیں، دوسرا نکاح کرنے سے اس تحریر کی بناء پر کوئی طلاق نہیں ہوگی[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱/۸۹ھ

طلاق کو نکاح پر معلق کرنا

سوال:- مضطر اجنبی نے مسمّٰی غزالہ غیر منکوحہ اجنبیہ کے متعلق کہا کہ اگر میں اس سے نکاح کروں یا میرا اس سے نکاح ہو تو اسکو طلاقِ مغلظہ ہے، مضطر کو یاد نہیں کہ اسنے ان دونوں جملوں میں سے کونسا جملہ کہا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ کونسے قول کو ترجیح دی جائے گی، اور کوئی شکل غزالہ سے نکاح کی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ شرط یہ ہے کہ غزالہ کی شادی کسی غیر سے نہ ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب آدمی ایسی قسم کھاتا ہے تو اس کا مقصد اس عورت سے انتہائی بُعد اختیار کرنا ہوتا ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ کسی طرح بھی وہ عورت اسکے نکاح میں نہ آسکے اور اس سے پوری دوری رہے، مگر جملہ (۱) بولنے کی صورت میں نکاح کرنے کی نسبت اپنی طرف کی گئی ہو، تو فقہاء نکاحِ فضولی کی

---

[1] وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر انه كتابه. شامی زکریا ص:٤٥٦، ج:٤، مطبوعه کراچی ص:٢٤٧، ج:٣، قبيل باب الصريح، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۹ ج ۱ فصل فی الطلاق بالکتابة، تاتارخانیه ص ۳۸۰ ج۳ فصل فی إيقاع الطلاق، ادارة القرآن کراچی.

شکل میں وقوعِ طلاق کا حکم نہیں دیتے، جب کہ حالف نے اجازت بالفعل دی ہو اور یہ درحقیقت ایک مخرج اور حیلہ ہے[۱] لیکن جب وہ بالفعل نکاح کی اضافت اپنی طرف نہ کرے بلکہ یہ کہہ دے کہ میرا اس سے نکاح ہو تو اس صورت میں باب الحیلہ بھی مسدود ہو جاتا ہے[۲] چونکہ حالف کو شک وتردد ہے کہ کونسا جملہ کہا ہے، اب اگر اس کا اس عورت سے نکاح ہو خواہ فضولی ہی کی شکل میں ہو، اور فرض کیجئے کہ اس نے جملہ (۲) بولا ہو تو حلال ہونے کی کوئی صورت نہیں ہمیشہ حرام میں مبتلا رہے گا، اگر اس سے نکاح نہ ہو تو ابتلاء معصیت سے حتماً محفوظ رہے گا، اندریں حالات وہ خود ہی کوئی ایسا راستہ اختیار نہ کرے، اس کو چاہئے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نقل فرمودہ حدیث دَعْ مَایُرِیْبُکَ اِلٰی مَالَا یُرِیْبُکَ (الحدیث[۳]) کے تحت تنزہ کی راہ پر چلے، یہ سخت نادانی ہے، کہ ایجاب وقبول سے جو حلال ہو جانے والی تھی، اس کی پیشگی ہی ناقدری کر کے آئندہ کے لئے اپنے اوپر حرام کرلیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۵/۴/۹۰ھ

---

[۱] اذا قال كل امرأة اتزوجها فهي طالق فزوجه فضولي واجاز بالفعل بان ساق المهر ونحوه لاتطلق بخلاف ما اذا وكل به لانتقال العبارة اليه. عالمگیری ص:۴۱۹، ج:۱، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، شامی کراچی ص:۸۴۶، ج:۳۔ کتاب الایمان، مجمع الأنهر ص ۶۰ ج ۲ کتاب الطلاق، باب التعليق، دار الكتب العلمية.

[۲] هذا على احد القولين انه يحنث وبه قال شمس الائمة وامام البزدوي والسيد ابوالقاسم وعليه مشى الشارح، قبيل فصل المشيئة لكن رجح المصنف في فتاوه الاول اى انه لا يحنث وبه قال الفقيه ابوجعفر ونجم الدين النسفي ووجهه ان دخولها في نكاحه لا يكون الا بالتزويج كما في فتاوى العلامة قاسم. راجع ردالمحتار ص:۷۴۶، ج:۳، کتاب الایمان، مطلب قال کل امرأة تدخل فی نظامی. وراجع رد المحتار کراچی ص:۳۳۰، ج:۳، باب الامر باليد، قبيل فصل في المشيئة وفيه وانما ينسد باب الفضولي لوزاد اواجزت نكاح فضولي ولو بالفعل.

[۳] من حديث الحسن بن علي مرفوعاً. مشكوٰة المصابيح ص:۲۴۲، باب الكسب وطلب الحلال، فيض القدير ص ۵۲۸ ج ۳ رقم الحديث ۴۲۱۲، مطبوعه دار الفكر بيروت، مسند امام احمد ص ۳۲۹ ج ۱ رقم الحديث ۱۷۲۵، دار إحياء التراث العربي.

ترجمہ حدیث:- اس چیز کو چھوڑ دو جو تمہیں شبہ میں ڈالے اس چیز کو اختیار کر کے جو تمہیں شبہ میں نہ ڈالے۔

طلاق بالشرط

سوال:-زید اپنی والدہ کے کہنے سے والدین کے مکان کی مرمت کرارہاتھا،اسی اثناء میں کسی بات پر اسکی ماں اسی مرمت کے متعلق خفا ہوگئی اس پر اس نے غصہ میں یوں کہا کہ اگر اب میں مرمت کے کام پر کھڑا ہوں تو میری بیوی کو طلاق ہے،طلاق ہے،طلاق ہے،اور اسکے کہنے سے اس کی نیت ماں پر ایک طرح سے تنبیہ تھی نہ مطلق قلبی نیت طلاق کی تھی نہ اس نے اپنی اہلیہ کی طرف مخاطب ہوکر یہ الفاظ کہے نہ اس کی بیوی اس وقت وہاں موجود تھی نہ اس کو اپنی منکوحہ سے کوئی رنجش تھی اور اس کی بیوی کو ۷/ ماہ کا حمل بھی تھا اس کہنے کے بعد جب اس بات کو دو ہفتے گذر گئے ، اس عرصہ میں نہ مرمت کا کام خود کیا نہ کرایا، جب دو ہفتے گذر گئے ،تو اس نے اس خیال کے موافق کہ میں نے تمام عمر کے واسطے مرمت کے لئے عہد نہیں کیا تھا، یہ عہد اسی وقت کے لئے تھا، وہ گذر گیا اور بیچ میں اتنا وقفہ ہوگیا، وہ پھر مکان کی مرمت کرنے لگا اور ساتھ ہی یہ خیال کر کے کہ یہ ایک طرح کی قسم تھی اگر کفارہ لازم ہوگیا ہوگا،تو قسم کا کفارہ بھی احتیاطاً ادا کردیا گیا اور اس کے بعد اس سے رجوع بھی کرلیا، اب اطمینان کے لئے جناب سے استفساراً گذارش ہے، کہ اس صورت میں طلاق تو واقع نہیں ہوئی، اگر خدانخواستہ واقع ہوگئی تو اب کیا صورت ہے، جس سے وہ عورت حلال ہوجائے ، نیز یہ تحریر فرماویں کہ حقیقی بھائی کے ساتھ حلالہ ہوسکتا ہے، یانہیں اگر یہ بات متحقق ہوجائے کہ نکاح نہیں ٹوٹا تو الحمد اللہ مرقومہ باتوں کا جواب مدلل ارشاد ہو۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداًومصلیا

صریح الفاظ سے طلاق بلانیت بھی واقع ہوجاتی ہے: **صريحه مالم يستعمل الا فيه كطلقتك وانت طالق ومطلقة ويقع بهاواحدة رجعية وان نوى خلافها اولم ينو شيئاً اھ درمختار مختصراً ج:۲[1]،ص:٦٦٣۔**

[1] الدر المختار مع الشامی کراچی ص:۲۴۷،ج:۳، شامی نعمانیہ ص:۴۲۹، ج:۲. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

وقوعِ طلاق کیلئے زوجہ کا حاضر ہونا یا اس کو خطاب کرنا یا اس کی طرف اشارہ کرنا ضروری نہیں، بلکہ الفاظ مذکورہ فی السوال سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، جیسا کہ اشارہ اور خطاب سے واقع ہوجاتی ہے، کیوں اصل مقصود زوجہ کی طرف طلاق کو مضاف کرنا ہے وہ ان سب صورتوں میں حاصل ہے: **قوله لترکه الاضافة ای المعنویة فانها الشرط الخطاب من الاضافة المعنویة وکذا الاشارة نحو هٰذه طالق وکذا نحو امرأتی طالق وزینب طالق طحطاوی[۱] ج:۲، ص:۱۱۲۔**

وقوعِ طلاق کے لئے رنجش ضروری نہیں الفاظ مذکورہ جس صورت سے بھی ادا کئے جائیں گے طلاق واقع ہوجائے گی: **یقع طلاق کل زوج اذا کان بالغاً عاقلاً سواء کان حراً اوعبداً طائعاً اومکرهاً کذا فی الجوهرة وطلاق اللاعب والهازل به واقع وکذا لو اراد ان یتکلم بکلام فسبق لسانه بالطلاق فالطلاق واقع کذا فی المحیط فتاویٰ عالمگیری[۲] ص:۵۵،ج:۲۔**

اگر اب میں مرمت کے کام پر کھڑا ہوں تو میری بیوی پر طلاق ہے، طلاق ہے طلاق ہے، کے معنی عرفاً یہ سمجھے جاتے ہیں، کہ اگر میں اب سے کھڑا ہوں اور اس میں آئندہ کے لئے کوئی ایک ہفتہ یا دو ہفتہ کی تحدید نہیں نیز جس کام پر کھڑا ہونے کے لئے عہد کیا اور طلاق کا حلف کیا ہے اسی کام پر بعد میں کھڑا ہوا ہے، لہٰذا وقوعِ طلاق کی شرط متحقق ہوگئی اور چوں کہ اس شرط پر تین طلاق کو معلق کیا، لہٰذا وقوعِ شرط کے بعد میں طلاق واقع ہوکر مغلظہ ہوگئی: **ولو اضافه الٰی شرط وقع عقیب**

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) باب الصریح، مجمع الأنهر ص ۱۱ ج۲ باب ایقاع الطلاق، دار الکتب العلمیة، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۵۴ ج۱ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق.

(صفحہ ہٰذا) [۱] طحطاوی علی الدر ص:۱۷۷، ج:۲، کتاب الطلاق، مطبوعه مصر، شامی کراچی ص ۲۴۸ ج۳ باب الصریح، مطلب "سن بوش" یقع به الرجعی.

[۲] عالمگیری ص:۳۵۳، ج:۱، فصل فی من یقع طلاقه، مجمع الانهر ص۸ ج۲ باب الطلاق، دار الکتب العلمیة، شامی کراچی ص ۲۳۵ ج۳ کتاب الطلاق.

الشرط مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق وهٰذا بالاتفاق اهـ هدٰاية[1] ص:٣٥٦، ج:٢، متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو اوبغير حرف الواو يتعدد الطلاق اهـ عالمگيرى[2] ص: ٥٦، ج:٢۔ اور بغیر حلالہ کے رکھنا درست نہیں اور شوہر کے حقیقی بھائی سے بھی (اگر کوئی اور مانع حرمت مصاہرت، حرمت رضاعت جمع وغیرہ نہ ہو) حلالہ ہوسکتا ہے الفاظ مذکورہ فی السوال کے معنی متبادر وہ ہیں جو اوپر تحریر ہوئے لیکن الفاظ میں گنجائش اسکی بھی ہے کہ اس قسم کو اس وقت کے ساتھ مخصوص مانا جائے اور اسکو یمین فور کہا جائے بس یہ قسم اسی وقت کے ساتھ مخصوص رہے گی اور وہ وقت گذرنے پر حالف حانث نہ ہوگا، یعنی طلاق واقع نہ ہوگی، چوں کہ والدہ کا کوئی کلام ذکر نہیں کیا، جس سے متاثر ہوکر یہ قسم کھائی ہے، اس لئے ان معنی کی تعیین وترجیح دشوار ہے: وشرط للحنث فی قوله ان خرجت مثلاً فانت طالق لمريد الخروج فعله فوراً الان قصده المنع عن ذٰلک الفعل عرفاً ومدار الايمان عليه وهٰذه تسمٰى يمين الفور تفرد ابوحنيفةؒ باظهارها ولم يخالفه احد وكذا فى حلفه ان تغديت فكذا بعد قول الطالب تعال تغد معى شرط للحنث تغديه معه ذٰلک الطعام المدعو اليه وان ضم الٰى ان تغديت اليوم اومعک فعبدى حر حنث بمطلق التغدى لزيادته علٰى الجواب فجعل مبتداً اهـ درمختار قال الشامى تحت قوله فوراً ارادت ان تخرج فقال الزوج ان خرجت فعادت وجلست وخرجت بعد ساعة لايحنث تهيئات للخروج فحلف لاتخرج فاذا جلست ساعة ثم خرجت لا يحنث لان قصده منعها من الخروج الذى تهيئات له فكانه قال ان خرجت السَّاعة وهٰذا اذا لم يكن له نية فان نوىٰ شيئاً عمل به (وقوله هٰذه

---

[1] هدايه ص:٣٦٥، ج:٢، باب الأيمان فى الطلاق، ص۳۸۵ ج۲ مكتبه تهانوى ديوبند، عالمگيرى كوئٹه ص۴۲۰ ج۱ الفصل الثالث فى تعليق الطلاق، البحر كوئٹه ص۸ ج۴ باب التعليق.

[2] عالمگيرى كوئٹه ص:٣٥٦، ج:١، الفصل الاول فى الطلاق الصريح، شامى كراچى ص۲۹۳ ج۳ باب طلاق غير مدخول بها.

تسمّٰی یمین الفور) من فارت القدر غلت استعیر للسرعة اومن فور ان الغضب انفرد الامام باظهارها وکانت الیمین اوّلاً قسمین مؤبدة ای مطلقة وموقتة وهٰذه مؤبدة لفظاً موقتة معنیً تتقید بالحال اما بان تکون بناء علٰی امر حالی کما مثل او ان تقع جواباً لکلام یتعلق بالحال کما فی ان تغدیت افاده فی النهر (قوله فجعل مبتداً) لکن لو نویٰ الجواب دون الابتداء صدق دیانة لان احتمال کونه جوابا قائم لاقضاءً لمخالفتهٖ الظاهر فیما فیه تخفیف علیه اهـ ردالمحتار[۱] ص:۱۲۹، ج:۳۔

پس اس صورت میں دیانۃً حالف کی نیت معتبر ہوگی، اور قضاءً معتبر نہ ہوگی، اور یہ کلام دراصل تعلیق ہے اور یمین اس کو مجازاً کہا جاتا ہے، لہٰذا کفارۂ یمین اس میں کافی نہیں بلکہ بصورت حنث طلاق مغلظہ ہوگی، کذا فی ردالمحتار باب[۲] التعلیق۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۲۰/ذی الحجہ ص ۵۶ھ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبداللطیف ۲۰/ذی الحجہ ص ۵۶ھ　　الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

شرط پائے جانے پر طلاق

سوال:- مسمّٰی خضر نے عہد کیا کہ کبھی اپنی زوجہ کو نہیں ماروں گا، اور اگر ماروں پیٹوں یا گھر سے نکالوں تو مسماۃ پر سہ طلاق شرعی حرام ہوگی، اس واقعہ سے نکاح کرنے کا مجاز ہوگا یا نہیں، مسمّٰی

---

[۱] شامی کراچی ص:۷۶۲، ج:۳، مطبوعه نعمانیه ص:۸٤، ج:۳۔ مطلب فی یمین الفور، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول، مجمع الأنهر ص۲۸۷ کتاب الأیمان باب الیمین فی الدخول، دار الکتب العلمیة البحر کوئٹه ص۳۱۵ ج۴ باب الیمین فی الدخول الخ.

[۲] التعلیق فی الحقیقة انما هو شرط وجزاء فاطلاق الیمین علیه مجاز. شامی کراچی ص:۳٤۱، ج:۳ باب التعلیق، الدر المنتقٰی علی الملتقٰی ص۵٦ ج۲ باب التعلیق، دار الکتب العلمیة، النهر الفائق ص۳۸۵ج۲ باب التعلیق، مکتبه عباس احمد الباز مکة المکرمة.

خضر کے نکاح کو دو یوم ہی گذرے تھے، کہ اپنی زوجہ کو مار پیٹ کر کے اپنے گھر سے نکال دیا، اس واقعہ کو تین ماہ گذر گئے اب یہ نکاح شرعاً ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر واقعہ اسی طرح ہے تو طلاقِ مغلظہ واقع ہوگئی مسماۃ کو چاہئے کہ جس روز سے شوہر نے مار پیٹ کر اس کو گھر سے نکال دیا ہے اس روز سے عدت تین حیض گذار کر دوسری جگہ با قاعدہ اپنا نکاح ثانی کرے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیو بند ۳۰/۱۰/۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیو بند ۳۰/۱۰/۸۵ھ

شرط کے خلاف کرنے پر طلاق

سوال:- مسماۃ زیب النساء کا نکاح انوار الحق کے ساتھ ہوا لیکن شوہر کی بدچلنی وبدخلقی کی بنا پر تعلقات کشیدہ ہوگئے، بعض حضرات نے صلح کرادی اور ایک اسٹامپ پر یہ بھی لکھوادیا کہ اگر میں ان شرطوں کی خلاف ورزی کروں تو یہ عدم پابندی میری طرف سے زیب النساء کے لئے طلاق متصور ہو، سوال یہ ہے کہ اقرار نامہ کی شرائط کی عدمِ پابندی ہی حسب تحریر طلاق سمجھی جائیگی یا انوار الحق سے طلاق لینی پڑیگی اور اگر عدم پابندی سے طلاق بائن پڑ گئی تو عورت اپنا عقدِ ثانی کرسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ اقرار نامہ درحقیقت طلاق کو شرائط کی عدم پابندی پر معلق کرنا ہے، لہٰذا عدم پابندی شرائط پر

---

[۱] واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً. عالمگیری ص: ۴۲۰، ج:۱، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق، البحر کوئٹه ص۸ ج۴ باب التعلیق، هدایه ص ۳۸۵ ج۲ باب الأیمان فی الطلاق، مکتبه تهانوی دیوبند.

حسبِ اقرار نامہ طلاق واقع ہو جائیگی، مزید مطالبہ کی حاجت نہیں ہوگی[۱] جب کہ صریح طلاق کو کسی اور صفت تشدید وغیرہ سے مؤکد نہیں کیا تو طلاق رجعی ہوگی، اور اسی وقت سے عدت لازم ہوگی اور شوہر کو اختتام عدت سے پہلے پہلے حقِ رجعت حاصل ہوگا۔[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۱۸/۴/۱۳۸۶ھ

معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے پر طلاق

سوال:- میں ۷/ستمبر کو تمام پنچایت کے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنی بیوی سعیدہ خاتون کو حتی الامکان آرام سے رکھوں گا، اور کسی قسم کی تکلیف اس کو نہیں پہنچنے دوں گا، اگر میری بیوی نے ۷/ستمبر ۱۹۶۸ء سے پوری دوسال کی مدت کے اندر قرآن اٹھا کر حلفاً اقرار کیا کہ مجھے بابت ضروریاتِ زندگی یا جسمانی یا روحانی از روئے شریعت کسی قسم کی تکلیف ہوئی تو یہ اقرار نامہ بلا کسی جبر وا کراہ برضاء بخوشی طلاق نامہ سمجھا جائے گا، اور طلاقِ بائن واقع ہوجائے گی اور صورتِ مذکورہ میں میری بیوی سعیدہ خاتون کی طرف سے مہر معاف سمجھا جائے گا، اور میری طرف سے جہیز کا موجودہ سامان واپس دیا جائے گا۔

نوٹ:- ۷/ستمبر سے ایک ماہ کی مدت کے اندر کی شکایت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا، اب سوال یہ ہے کہ میری بیوی ۷/ستمبر سے میرے ساتھ نہیں رہی، بلکہ وہ میرے ساتھ مورخہ ۱۶/ستمبر ۶۸ء سے رہنے لگی اور پھر مورخہ ۱۱/اکتوبر ۶۸ء سے اپنے باپ کے یہاں چلی گئی، اب وہ لوگ کہتے ہیں کہ

---

[۱] اذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا. عالمگيری كوئٹه ص:۴۲۰، ج:۱، الفصل الثالث فی تعليق الطلاق بكلمة ان و اذا وغيرهما، البحر كوئٹه ص۸ ج۴ باب التعليق، هدايه ص۳۸۵ ج۲، باب الايمان فی الطلاق.

[۲] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فی عدتها رضيت بذلك اولم ترض. عالمگيری كوئٹه. ص:۴۷۰، ج:۱، باب الرجعة، هدايه ص۳۹۴ ج۲ كتاب الطلاق باب الرجعة، البحر ص۵۰ ج۴ باب الرجعة، مطبوعه كوئٹه.

طلاق واقع ہوگئی حالانکہ نوٹ جواوپر لکھا گیا ہے اس کے لحاظ سے ایک ماہ کے اندر شکایت کا کوئی اعتبار نہ ہونا چاہئے صورتِ نزاع یہ ہوئی کہ میں نے اپنی بیوی کو جب وہ میرے ساتھ رہنے لگی تو از راہِ سرزنش اس کی ایک غلطی پر اس کو مار دیا اور یہ واقعہ ۷/ستمبر اور ۱۱/اکتوبر ۱۹۶۸ء ہی کا ہے، لہٰذا آپ سے گذارش یہ کہ عہد نامہ جو اوپر مذکور ہے اور واقعہ جو نیچے مذکور ہے، دونوں کو مدنظر رکھتے ہوئے فقہِ حنفی کے مطابق جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۸/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۹/۸۸ھ

تعلیقِ طلاق بالمحال

سوال:- زید نے اپنی منکوحہ ہندہ کو کسی ناچاقی ودل شکنی کی وجہ سے بحالت غصہ کہا کہ جو چیز تمہیں امانت دیا ہوں ہمیں دے دو اس کی شدید ضرورت ہے، اگر نہیں دوگی تو میں تمہاری حالت کو خراب کردوں گا، اس کا ہندہ نے کچھ جواب نہیں دیا، اور بچی کو گود میں لے کر کواڑ کے پاس کھڑی رہی، اسی اثناء میں زید نے مذکورہ بالا جملہ بار بار ادا کیا، آخرالامر جب ہندہ نے زید کو امانت کی چیز کے متعلق ہاں اور نہیں، کچھ نہیں کہا، تو زید نے برافروختہ ہوکر کہا کہ اے ہندہ امانت کی چیز اگر تم نے آج نہیں دی تو تم پر تین طلاق، مگر ہندہ اس پر خائف نہیں ہوئی، بالآخر زید نے ہندہ کو گردن پکڑ کر گھر سے نکال دیا، کچھ ہی دیر بعد ہندہ نے چند اشخاص کے سامنے جواب دیا کہ امانت کی چیز گھر ہی

---

[۱] واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط. عالمگیری ص: ۴۲۰، ج: ۱، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق، البحر کوئٹه ص۸ ج۴ باب التعلیق، هدایه ص۳۸۵ ج۲ باب الأیمان فی الطلاق، مکتبه تهانوی دیوبند.

کے مصرف میں خرچ ہوگئی ہے لیکن یہ بات زید کو فوراً ہی معلوم نہیں ہوئی، بلکہ دوسرے روز معلوم ہوئی کہ ہندہ نے امانت کی چیز ہمارے ہی مصرف میں خرچ کی ہے، جس کا یقین بھی زید کو ہو چکا ہے، مگر چونکہ قبل ازیں ہندہ کا بھائی کسی مولوی سے زبانی پوچھ آیا کہ زید نے ہندہ کو ایسے الفاظ کہے کہ اگر تم ہم کو آج چاول نہیں دوگی، تو تم پر تین طلاق یہ کہنے کے بعد ہندہ نے اس دن چاول نہیں دیا، اس پر مولوی صاحب نے جواب دیا کہ طلاق ہو چکی، اس جواب کے تحت ہندہ کے ورثاء لوگ گاؤں کے پانچ آدمیوں کو بلا کر زید سے ہندہ کے حقوق کا مطالبہ کیا جس میں ثالث نے طلاق ہو جانے کا یقین کی وجہ سے حقوق کا تصفیہ کر دیا، مگر ہندہ نے برسر پنچایت بھی جواب دیا کہ امانت کی چیز یعنی دھان کا چاول تیار کئے تھے جو کہ مزدوروں کو دیا گیا اور باقی دھان کا جو چاول تیار کیا تھا وہ ناشتہ میں صَرف ہو چکا ہے، بعد اس کے صبح ہو کر زید کو ان لوگوں سے معلوم ہوا جن لوگوں کے سامنے ہندہ نے کچھ دیر ہی بعد گھر کے مَصرف میں صرف ہونے کا اقرار کیا تھا، تب زید کو یقین ہوا کہ مطالبہ والی شئ ہمارے ہی مصرف میں صرف ہوئی ہے، اس صورت میں ہندہ کا کہنا صحیح ہے، اور میرا دعویٰ غلط ہے، مزید برآں ہندہ کو تین ماہ کا حمل متحقق ہے، امید ہے کہ جواب باصواب سے جلد نوازیں گے، کہ صورتِ مذکورہ میں ہندہ کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہندہ کے بھائی نے مولوی صاحب کے سامنے ناتمام سوال پیش کیا، اس کا جواب وہی ہے، جو مولوی صاحب نے دیا، اگر سوال پورا پیش کیا جاتا جیسا کہ تحریر میں ہے، تو وہ جواب نہ ہوتا، صورتِ واقعہ کا جواب یہ ہے کہ زید نے ایسی شرط پر طلاق کو معلق کیا ہے، جس کا پورا کرنا ممکن نہیں، لہٰذا یہ تعلیق ہی صحیح نہیں، پس اس صورت میں کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، نکاح بدستور قائم ہے، ایسی نظیر بحر[1] شامی[2] عالمگیری[3] وغیرہ میں موجود ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] البحر الرائق ص:۲، ج:۳، اول باب الطلاق، مطبوعہ کوئٹہ. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اگر تمہاری فلاں فلاں چیزیں استعمال کروں تو تم کو طلاق

سوال:-زید نے اپنی بیوی حمیدہ سے قسم کھا کر کہا کہ اگر تمہاری فلاں فلاں چیزیں استعمال کروں یا کھاؤں پیوؤں تو تم کو طلاق ہے، دریافت طلب یہ ہے کہ کوئی ایسی صورت ہے کہ حمیدہ کی مملوکہ اشیاء کو زید استعمال کر سکے یا کھائے پیئے اور طلاق نہ پڑے زید اپنی قسم پر بہت نادم ہے، اور غصہ کی بناء پر اس نے کہا تھا اب اپنے کئے پر پچھتا رہا ہے۔

الجواب حامداً و مصلیاً

جن چیزوں کے متعلق قسم کھائی ہے، ان کو کھالے پی لے، استعمال کرلے جس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوجائے گی، پھر عدت ختم ہونے سے پہلے طلاق سے رجعت کرلے، یعنی یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی طلاق واپس لے لی[1] اگر تین طلاق کی قسم کھائی ہے، تو اس کو دوبارہ دریافت کرلیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عہد شکنی کی وجہ سے طلاق

سوال:-لڑکی مسماۃ تاج خاتون کا نکاح عبداللہ شاہ ولد سید شاہ سے ہوا ہے، عبداللہ شاہ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [2] وشرط صحته كون الشرط معدوماً على خطر الوجود الى قوله والمستحيل كإن دخل الجمل فى سم الخياط لغو قوله لغو فلا يقع اصلا لان غرضه منه تحقيق النفى حيث علقه بامر محال وهٰذا يرجع الى قولهما امكان البر شرط انعقاد اليمين، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص٥٩١ ج٤، مطبوعه كراچى ص:٣٤٢، ج:٣، باب التعليق، مطلب لا يحنث بتعليق الطلاق بالتطليق.

[3] عالمگيرى ص:٤٢١، ج:١، الفصل الثالث فى تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما، مطبوعه كوئٹه.

(صفحہ ہذا) [1] واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية اوتطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذلك اولم ترض كذا فى الهداية. عالمگيرى ص:٤٧٠، ج:١، الباب السادس فى الرجعة. مطبوعه كوئٹه، هدايه ص۳۹۴ ج۲ كتاب الطلاق باب الرجعة، البحر كوئٹه ص ۵۰ ج۴ باب الرجعة.

مذکور مسماۃ تاج خاتون کو سخت پریشان کرتا ہے، اس کی پریشانی سے تنگ آکر ہم سب برادری والوں نے ایک عہد نامہ عبداللہ شاہ کی موجودگی میں تحریر کیا اور نیچے عبداللہ شاہ نے اور تین نے نیز دوسرے حاضر الوقت بہت سے حضرات نے گواہی دی دستخط تحریر فرمائے۔

اس عہد نامہ کی آخری سطروں میں میں نے بھی اپنے لڑکے غلام نبی کی موجودگی میں رشتہ دامادی عبداللہ شاہ مذکور کے ساتھ قائم رکھنے باقی رکھنے کا عزم کیا اور میں اب تک بحمد اللہ عمل پیرا ہوں لیکن عبداللہ شاہ مذکور نے اب سے تقریباً چھ ماہ قبل اس عہد نامہ کے خلاف تاج خاتون کو سخت زدوکوب کیا اور عہد شکنی کیا، عبداللہ شاہ مذکور نے از روئے معاہدہ اس بات کا اقرار کیا تھا کہ بصورت خلاف ورزی معاہدہ بندہ از دین واسلام خارج ہوگا، تو کیا اب اس شکل میں جبکہ معاہدہ کی صریح خلاف ورزی ہوئی اب بھی مسماۃ تاج خاتون کا نکاح عبداللہ شاہ سے قائم ہے، یا طلاق واقع ہوگئی اور اگر ہوگئی تو کونسی طلاق نیز جدائی ضروری ہوگئی یا نہیں؟

حضرت والا کی خدمت میں عہد نامہ نقل اور استفتاء برائے جواب کافی وشافی ومدلل بمعہ حوالہ ارسال خدمت ہے تاکہ آپ کی رائے سے ہم لوگوں کو علم ہو۔

نقل عہد نامہ

باعث تحریر آنکہ عبداللہ شاہ ولد سید شاہ عاقل بالغ بلا جبر واکراہ غیر برضا ورغبت بطرف غنی شاہ ولد حسن شاہ صاحب واجلاس برداری بحلف قرآن معاہدۂ اسلامی کرتا ہوں کہ آج کے بعد اپنی منکوحہ مسماۃ تاج خاتون بنت غنی شاہ کو جائز اور مناسب شرافت کے ساتھ ہر قسم کی پرورش اور بسائی کروں گا، بصورت خلاف ورزی وعہد شکنی بشرائط مندرجہ تحریر ہذا بندہ از دین واسلام خارج ہوگا اور پھر شریعت کا جو تعزیری حکم اور برادری کا حرجانہ مجھ پر لازم ہوگا، تسلیم کر کے عمل پذیر ہوں گا، غنی شاہ بمعیت غلام نبی بھی مضمون مرقوم بالا تسلیم عبداللہ شاہ کے ساتھ معاملہ رشتہ داری نبھاؤں گا، معاملہ ہذا کی نسبت آئندہ اگر کسی طرف سے کوئی شکایت وغیرہ سنی جائے گی تو بلا تحقیق وبلا ثبوت اس پر عمل نہ کیا جاوے گا۔فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

عہد نامہ کے الفاظ یہ ہیں ''بصورت خلاف ورزی وعہد شکنی بشرائط مندرجہ تحریر ہذا بندہ از دین واسلام خارج ہوگا۔''

اگر عہد کے خلاف کیا ہے، تو نہ طلاق ہوئی نہ نکاح فسخ ہوا نہ اسلام سے خارج ہوا البتہ قسم کا کفارہ شوہر پر لازم ہوا ہے، اور وہ یہ کہ دس غریبوں کو دو وقت شکم سیر کھانا کھلائے یا کپڑا دے اگر اتنی وسعت نہ ہو تو تین روزے مسلسل رکھے، ایسی قسم بہت سخت ہے، ہرگز ایسی قسم نہ کھائی جائے:

والقسم ایضاً بقوله ان فعل کذا فهو یهودی او نصرانی او کافر فیکفر بحنثه لو فی المستقبل والاصح ان الحالف لم یکفر الخ درمختار قوله فیکفر بحنثه ای تلزمه الکفارة اذا حنث الحاقاً بتحریم الطلاق لانه لماجعل الشرط علماً علی الکفر وقد اعتقده واجب الامتناع وامکن القول بوجوبه بغیره جعلناه یمیناً اهـ[1] ردالمحتار ج:۳، ص:۵۷. وبرئ من الاسلام اوالقبلة یمین. درمختار[2] ص: ۱۷، ج: ۲. فقط واللّٰه تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۵/۲۴ھ

مکالمہ جس میں طلاق مذکور نہیں

سوال:- زید کی بیوی نے زید کو نماز پڑھنے کیلئے کہا تو زید نے کہا کہ میں کل سے نماز پڑھوں گا، اور اگر کل سے نماز نہیں پڑھوں گا تو کام بالکل چھوٹ جائے گا، تو پھر زید کی بیوی نے کہا کہ جب کام چھوٹ جائے گا تو آپ اپنے گھر اور میں اپنے گھر تو اس کے بعد زید نے پھر کہا کہ میں نے

---

[1] شامی کراچی ص:۷۱۸، ج:۳، شامی نعمانیہ ص:۵۵، ج:۳۔ مطلب تتعدد الکفارة بتعدد الیمین، کتاب الایمان، البحر کوئٹہ ص ۲۹۱ ج ۴ کتاب الأیمان، ملتقی الأبحر علی مجمع الأنهر ص ۲۷۲ ج ۲ کتاب الأیمان، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] الدرالمختار مع الشامی کراچی ص:۷۱۳، ج:۳، شامی نعمانیه ص:۵۲، ج:۳۔ مطلب فی القرآن، کتاب الایمان.

ایک وقت نماز پڑھنے کو کہا ہے ایک وقت پڑھوں گا تو جب کل آیا تو زید نے نہ فجر پڑھی نہ ظہر اور نہ ہی عصر و مغرب صرف عشاء کی نماز پڑھی تھی۔

ایک دوسری بات یہ بھی ہے کہ ایک روز زید مچھلی کا شکار کرنے جارہا تھا، تو اس کی بیوی نے کہا کہ مچھلی نہیں ملے گی، اس پر زید نے کہا کہ مچھلی مل جائے گی تو سمجھوں گا کہ تجھ کو ایمان ہے، اور اگر نہیں ملی تو سمجھوں گا، کہ تو کافر ہے، اتفاق سے اس دن مچھلی بھی نہیں ملی، زید کی بیوی حلف کے ساتھ یہ بیان کرتی ہے کہ اس روز مچھلی ملی تھی، زید کی بیوی حلفیہ یہ بیان کرتی ہے کہ زید نے یہ جملہ جو کہا ہے اگر کل سے نماز نہیں پڑھوں گا تو کام بالکل چھوٹ جائے اس کے بعد ہی زید نے یہ کہ میں نے ایک وقت پڑھنے کو کہا ہے، یہ دوسرا جملہ ایک وقت کی گفتگو میں کہا، گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد نہیں کہا، زید کا بیان یہ ہے کہ میں آج سے اگر کسی وقت نماز نہیں پڑھوں گا، تو کام چھوٹ جائے گا، اور جس دن میں نے یہ بات کہی ہے اس دن صرف عشاء کی نماز پڑھی ہے اس کے بعد پھر کوئی نماز نہیں پڑھی، اور میرے اس کہنے سے کہ کام چھوٹ جائے گا، طلاق کی نیت نہیں تھی محض اپنی بیوی کو اطمینان دلانے کے لئے کہا تھا، کہ تجھ کو میری بات کا اعتبار نہیں ہے کہ میں نماز نہیں پڑھوں گا، زوجین کی مذکورہ گفتگو تقریباً ۱۲؍ بجے دن میں ہوئی ہے زید یہ بھی کہتا ہے کہ میں نے صرف ایک وقت کی نماز کے لئے کہا تھا، اور اسی ڈر سے کہ طلاق واقع نہ ہو جائے میں نے ایک وقت یعنی عشاء کی نماز پڑھ لی۔

نوٹ:- مذکورہ بالا گفتگو کے بعد زوجین تقریباً سات ماہ یکجا رہے ہیں، صورتِ مسئولہ میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق پڑی تو کیسی؟ زوجین اگر باہم رہنا چاہیں تو اس کی کیا صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دونوں قسم کی گفتگو کے باوجود طلاق نہیں ہوئی نکاح بدستور قائم ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۹؍۵؍۸۹ھ

---

[1] اس لئے کہ اس پورے مکالمہ اور محادثہ میں کوئی صریح یا کنائی الفاظ نہیں جس سے وقوع طلاق ہو: الطلاق هو رفع قيد النكاح في الحال او المآل بلفظ مخصوص، هو ما اشتمل على الطلاق صريحا او كناية الخ، الدر المختار على الشامي زكريا ص ۴۲۴ ج ۴ اول كتاب الطلاق، عالمگيری كوئٹه ص ۳۴۸ ج ۱ كتاب الطلاق، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۳۵ ج ۳ كتاب الطلاق. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

میری بیوی چاند سے زیادہ خوبصورت نہ ہوتو اس کو طلاق

سوال:- اگر میری بیوی جس سے میرا نکاح ہوا ہے چاند سے زیادہ خوبصورت نہ تھی تو اسے طلاق ہے، اوروہ چاند سے زیادہ خوبصورت واقع میں نہیں ہے، مگر وہ اس کو بہت حسین جانتا ہے اور کہتا ہے تو اس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں اگر ہوگئی تو کون سی ہوئی تشریح اگر وہ چاند سے زیادہ خوبصورت بتاوے اور واقع میں نہ ہو یا وہ بھی اس کو چاند سے زیادہ خوبصورت نہ بتاوے یا چاند سے زیادہ خوبصورت واقع میں ہواور وہ نہ بتاوے تو کیا ہر سہ صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں، اگر ہوئی تو کون سی ۔فقط

الجواب حامداًومصلیاً

انسان اشرف المخلوقات ہے، اوراس کی تخلیق احسن تقویم سے ہے، لہٰذا انسان سے خوبصورت کوئی شئ نہیں، پس طلاق واقع نہیں ہوئی: **عن یحییٰ بن اکثم القاضی انّه فسر التقویم لحسن الصوت فانه حکی ان ملک زمانه خلا بزوجته فی لیلة فقال ان لم تکونی احسن من القمر فانت کذا فافتی الکل بالحنث الایحییٰ بن اکثم فانه قال لا یحنث فقیل له خالفت شیوخک فقال الفتویٰ بالعلم ولقد افتی من هو اعلم مناهو اللّٰه تعالٰی فانه یقول لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم اهـ مفاتح[1] الغیب ص:۴۵۹، جلد۸**، قاضی یحییٰ بن اکثم کا حال حدائق الحنفیہ[2] میں ہے ص:۱۵۳۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفااللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبداللطیف ۲۷ رصفر ۶۱ھ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم

---

[1] مفاتیح الغیب للرازی ص۴۳۳ ج۸، سورة والتین دار الفکر بیروت، تفسیر قرطبی ص۱۰۲ج۱۰، دار الفکر بیروت، روح المعانی ص۳۱۴ج۱۶، ادارة الطباعة المصطفائیة دیوبند.

[2] حدائق الحنفیة ص۱۵۳، حدیقہ سوم تیسری صدی کے فقہاء وعلماء۔

طلاق معلق میں تعلیق کی خبر سے پہلے اس کا ارتکاب

محمد یونس نے اپنے خسر کو خط لکھا جس کی نقل درج ذیل ہے۔

قبلہ انیس الرحمٰن صاحب...سلام مسنون!

احوال ضروری ہیں کہ آپ کی بیٹی آپ کے گھر میں کھاتی ہے، آپ کی بیٹی جو کچھ بھی ہے، وہ ہماری ہی بن کر رہے گی، لیکن اگر وہ ہمارے حکم کے خلاف کہیں بھی قدم رکھے تو اس کا انجام بہت برا ہوگا، اس لئے آپ کو خبر دار کر رہے ہیں، کہ بعد میں آپ یہ نہ کہیں کہ پہلے کیوں نہ کہا، خیر اس خط کو دیکھتے ہی آپ اپنی بیٹی سے کہہ دیں گے، اس پر بھی وہ نہیں مانے گی، تو اس کے ذمہ دار آپ اور آپ کی بیٹی ہوگی، اور روپیلی بستی نہیں جائے گی، اگر اپنی من مانی سے جانا چاہتی ہے، یا آپ لوگ زور دیجئے گا اگر روپیلی بستی جائے گی، تو طلاق ہو جائے گی، تفصیل کے ساتھ صاف صاف الفاظ میں جواب دیا جائے گا۔

مذکورہ خط ۱۸/۳/۷۱ء کو لکھا گیا ہے، اور مرسل الیہ کو ۱۴/ روز کے بعد خط ملتا ہے، اس کے درمیان لاعلمی میں وہ روپیلی جا چکی ہے، ان باتوں کو سامنے رکھ کر جواب دیا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس خط میں شوہر نے بیوی کے روپیلی بستی جانے پر طلاق کو معلق کیا ہے، اور مرسل الیہ کو اول اس کی اطلاع کا ذمہ دار بنایا ہے کہ وہ بیوی کو خبر دار کر دے، مگر خط مکتوب الیہ کو ملنے اور بیوی کو خبر ہونے سے پہلے ہی وہ روپیلی بستی جا چکی تھی، اس لئے کوئی طلاق نہیں ہوئی[1] مکتوب الیہ کے خبر دار کرنے پر جائے گی تو طلاق ہو جائے گی، اگر یہ کہا جائے کہ خط میں خبر دار کرنے کا ذکر تو ضرور ہے، مگر جس جملے سے شرط جزاء کو ذکر کیا ہے، اس میں یہ نہیں بلکہ اس سے پہلے ہے اور ایک ہی خط

[1] ولو كتب على وجه الرسال : طلقت بوصول الكتاب إليها ...... ولو وصل إلى أبيها فمزقه ولم يدفعه إليها فإن كان متصرفا فى جميع أمورها فوصل إليه فى بلدها وقع وإلا فلا الخ شامى كراچى ص ۲۴۶ ج ۳ مطلب فى الطلاق بالكتابة، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۷۸ ج ۱ الفصل السادس فى الطلاق بالكتابة.

میں جتنے امور مذکور ہوں اور شوہر کا مقصود بھی ہو، لیکن چونکہ یمین کا مدار الفاظ پر ہوتا ہے، نہ کہ اغراض پر،[۱] اس لئے شرط جزا پر نظر کرتے ہوئے طلاق کا حکم ہوگا، تو بہت سے بہت ایک رجعی طلاق کا حکم ہوگا، شوہر کو اندرونِ عدت (تین ماہواری) رجعت کا حق حاصل ہوگا،[۲] اگر عدت میں رجعت نہ کی تو طرفین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کی اجازت ہوگی[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اگر دوسری شادی کروں تو زوجۂ ثانیہ کو طلاقِ مغلظہ کی شرط سے تیسری بیوی کو طلاق نہیں ہوگی

سوال:- ایک شخص اپنی زوجۂ اول کی موجودگی میں بقائمی ہوش وحواس یہ تحریر کردیتا ہے، کہ تادم زندگی وہ دوسری شادی نہ کرے گا، اگر کرے تو گویا زوجۂ ثانی کو طلاق مغلظہ اور حرام ہوگی، پھر زوجۂ اول کی موجودگی میں وہ دوسری شادی کرتا ہے تو ایسی صورت میں کیا اقرار کے خلاف ورزی ہو کر زوجۂ ثانیہ پر طلاقِ مغلظہ واقع ہوگی یا نہیں؟

---

[۱] الایمان مبینة علی الالفاظ لا علی الاغراض. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص:۵۲۸، ج:۵، مطبوعه کراچی ص:۷۴۳، ج:۳، کتاب الایمان، مبحث مهم فی تحقیق قولهم الایمان مبنیة الخ، مجمع الأنهر ص۲۷۷ ج۲ کتاب الأیمان، مطبوعه دار الکتب العلمیة قواعد الفقه ص۶۵ مکتبه اشرفی دیوبند، هدایه ص۳۹۴ ج۲ باب الرجعة، مکتبه اشرفی دیوبند، تاتارخانیه ص۵۹۷ ج۳ مسائل الرجعة، إدارة القرآن کراچی.

[۲] اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها. عالمگیری کوئٹه: ص:۴۷۰، ج:۱، الباب السادس فی الرجعة، هدایه ص۳۹۴ ج۲ باب الرجعة، مکتبه اشرفی دیوبند، تاتارخانیه کراچی ص۵۹۷ ج۳، مسائل الرجعة.

[۳] وینکح مبانة بما دون الثلاث فی العدة وبعدها بالاجماع الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص:۴۰، ج:۵، مطبوعه کراچی ص:۴۰۹، ج:۳، باب الرجعة، مطلب فی العقد علی المبانة، عالمگیری کوئٹه ص۴۷۲ ج۱ الباب السادس فی الرجعة.

الجواب حامداً ومصلیاً

زوجۂ اول تو بدستور نکاح میں ہے، البتہ زوجۂ ثانیہ نکاح کرتے ہی حرام ہوگئی اس کو رکھنا جائز نہیں[۱]، ہاں قسم بھی ختم ہوگئی یعنی اگر زوجہ ثالثہ اپنے نکاح میں لانا چاہے تو لاسکتا ہے، اس قسم کی وجہ سے وہ حرام نہیں ہوگی[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۱۳۹۱ھ

''اب اگر روٹی پکائے تو طلاق'' کا حکم

سوال:- بکر نے اپنی زوجہ کو رمضان میں روٹی پکانے کو کہا چونکہ وہ روزہ دار نہیں تھا، اس پر زوجہ نے کہا کہ میں ہرگز روٹی نہیں پکاؤنگی، اس جملہ کو سن کر شوہر نے کہا اب اگر روٹی پکائیگی تو تجھ پر تینوں طلاق۔ مذکورہ صورت میں اگر زوجہ روٹی پکائے گی تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ہندہ نے اس وقت روٹی نہیں بنائی، بلکہ شام کو روٹی بنائی افطار کے وقت تو اس سے بکر کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، نکاح بدستور قائم ہے، اور ہمیشہ اس کو روٹی پکا کر کھلانا بھی درست

---

[۱] اذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً. عالمگیری کوئٹه: ص:۴۲۰، ج:۱، الفصل الثالث فی کلمة التعلیق بکلمة ان واذا الخ، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، هدایه ص ۳۸۵ ج ۲ باب الأیمان فی الطلاق، مکتبه تهانوی دیوبند.

[۲] وفیها کلها تنحل ای تبطل الیمین ببطلاق التعلیق اذا وجده الشرط مرة الا فی کلما وفی الشامیة تحت قوله ای تبطل الیمین ای تنتهی وتتم واذا تمت حنث فلا یتصور الحنث ثانیا الا بیمین اخری الدرالمختار مع الشامی زکریا ص:۶۰۵، ج:۴، مطبوعه کراچی ص:۳۵۲، ج:۳، باب التعلیق، مطلب ما یکون فی حکم الشرط، هدایه ص ۳۸۶ ج ۲ باب الأیمان مطبوعه تهانوی دیوبند، البحر کوئٹه ص ۱۴ ج ۴ باب التعلیق.

ہے، کیونکہ شوہر نے یہ کہا تھا کہ اب اگر تو روٹی بنائے گی ،تو تجھ پر تینوں طلاق ،اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت دن کے کھانے کے لئے وقتِ افطار سے پہلے روٹی بنائے گی ،تو تجھے طلاق ہے، اب روٹی شام کو بنائی طلاق کی شرط نہیں ہوئی[1] اگر اسی وقت جب شوہر نے کہا تھا، جب ہی روٹی بنالی تو طلاقِ مغلظہ واقع ہوگی، اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی کافی نہیں[2] ہاں حلالہ کے بعد اگر دوبارہ نکاح کرے گا تو پھر روٹی بنانے سے کوئی طلاق نہیں ہوگی، کیونکہ شرط ختم ہوچکی[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۵/۹۹ ۱۳ھ

جماع نہ کرنے پر طلاق کو معلق کرنا

سوال:- زید نے رات کو اپنی بیوی سے جماع کرنا چاہا، اس کی بیوی نے شوہر سے کہا کہ میں یہ کام نہیں کروں گی، زید نے کہا کہ جب تو یہ کام نہیں کرے گی، تو میں نے تجھے طلاق دیدی اور یہ الفاظ زید نے نہ جانے کتنی بار کہے، اس کے بعد قریب ۶/۷/ ماہ گذرنے پر وہ عورت جماع

---

[1] کما یستفاد من هذه العبارة تهیأت للخروج فحلف لاتخرج فاذا جلست ساعة ثم خرجت لا یحنث لانها منعها من الخروج الذی تهیأت فکانه قال ان خرجت الساعة. شامی زکریا ص:٥٥٤، ج:٥، مطبوعه کراچی ص:٧٦٢، ج:٣، کتاب الایمان، مطلب فی یمین الفور، البحر کوئٹه ص۵۱۳ ج۴ کتاب "الأیمان باب الیمین فی الدخول والخروج مجمع الأنهر ص۲۸۷ ج۲ کتاب الأیمان، دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] لا ینکح مطلقة بها ای بالثلاث لوحرة وثنتین لوامة حتی یطأها غیره بنکاح وتمضی عدته ای الثانی الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص:٤٠، ج:٥، مطبوعه کراچی ص:٤٠٩، ج:٣، باب الرجعة مطلب، فی العقد علی المبانة، عالمگیری کوئٹه ص۴۷۳ ج۱ فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به، هدایه ص۳۹۹ ج۲ باب الرجعة، مکتبه تهانوی دیوبند.

[3] وفیها تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرة الخ الدرالمختار علی هامش ردالمحتارزکریا ص:٦٠٤،٥، ج:٤، مطبوعه کراچی ص:٣٥٢، ج:٣، باب التعلیق، مطلب ما یکون فی حکم الشرط، هدایه ص۳۸۶ ج۲ باب الأیمان مطبوعه تهانوی دیوبند، البحر کوئٹه ص۱۴ ج۴ باب التعلیق.

کے لئے تیار ہوگئی، پھر جماع کیا اوران کے یہاں بچہ بھی پیدا ہوا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا مذکورہ بالا صورت میں طلاق واقع ہوگئی؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر بیوی کا مقصد یہ تھا کہ میں اس وقت یہ کام نہیں کروں گی، (اس وقت کوئی عذر ہوگا) اس پر شوہر نے اسوقت اصرار کیا اور مقصد یہ تھا کہ اسوقت اگر نہیں کریگی، تو تجھے طلاق دیدی اور تین دفعہ کہہ دیا تو اسی وقت طلاقِ مغلظہ ہوگئی اگر بیوی کا مقصد یہ تھا کہ میں عمر بھر یہ کام نہیں کرونگی، اور شوہر نے بھی یہی کہا کہ اگر عمر بھر نہیں کریگی، تو تجھے طلاق، پھر ۶ / ۷ ماہ بعد یہ کام کرلیا تو کوئی طلاق نہیں ہوئی، اگر عمر بھی اسکی نوبت نہ آتی تو عمر کے آخیر وقت میں طلاق ہوتی: اذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط. عالمگیری[1] ص: ۴۴۰، ج: ۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷ / ۶ / ۹۳ھ

''اگر ہم بستری کروں تو حرام کروں'' کا حکم

سوال: - ایک شخص کو ڈاکٹروں نے علاج کے سلسلہ میں ہم بستری کرنے سے منع کیا کہ کم از کم فائدہ ہونے کیلئے چالیس دن ہم بستر نہ ہونا، اس شخص نے ہم بستری سے بچنے کیلئے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں تجھ سے ہم بستری چالیس دن سے پہلے کروں تو حرام کروں اور یہ الفاظ کئی بار کہے، لیکن وہ اپنے نفس پر قابو نہ پا کر چالیس دن کے اندر ہی جماع کر بیٹھا، اور جب ایک مرتبہ کرلیا تو اس سے نے سوچا کہ اب بار بار کرنے میں کیا حرج ہے، لہٰذا بار بار کیا، اب سوال یہ ہے کہ اس شخص پر کیا جرم عائد ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً

جس شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ اگر میں تجھ سے ہم بستری کروں چالیس دن سے پہلے تو

[1] عالمگیری کوئٹہ: ص: ۴۲۰، ج: ۱، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیرهما، هدایه ص ۳۸۵ ج ۲ باب الأیمان فی الطلاق، مکتبہ تھانوی دیوبند، البحر کوئٹہ ص ۸ ج ۴ باب التعلیق.

حرام کروں، اسکے بعد چالیس دن سے پہلے ہم بستری کرلی، تو اس کے ذمہ قسم کا کفارہ لازم ہوگا، وہ یہ کہ دس غریبوں کو دو وقت شکم سیر ہوکر کھانا کھلائے یا ان کو پہننے کے کپڑے دے، اتنی استطاعت نہ ہو تو تین روزے مسلسل رکھے[1] ایک دفعہ ہم بستری کرنے کا یہ کفارہ ہے، اس کے بعد ہم بستری کرنے پر کوئی کفارہ نہیں، قسم ختم ہوگئی۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نکاح کے بعد رخصتی سے قبل یہ شرط کہ ''اگر کسی عورت سے شادی کروں تو اس پر طلاقِ مغلظہ''

سوال:-عمر نے اپنی لڑکی کا نکاح کردینے کے بعد رخصتی سے قبل اپنے داماد زید کے سامنے یہ شرط رکھیں۔

(۱) اگر زید نے اس کی لڑکی کی حیات میں دوسری کوئی بھی شادی کی تو اس دوسری عورت پر طلاقِ مغلظہ۔

(۲) مہر بغیر عمر کی مرضی کے معاف نہ ہوگا۔

(۳) اگر لڑکی پر ظلم وتعدی کیا گیا تو عمر طلاق دے سکتا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

---

[1] وکفارته تحرير رقبة اوطعام عشرة مساكين اوكسوتهم بما يستر عامة البدن وان عجز عنها كلها وقت الاداء صام ثلاثة ايام ولاء. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص:۵-۵۰۲ ج:۵، مطبوعه كراچى ص:۷۲۵، ج:۳، كتاب الايمان، مطلب كفارة اليمين، هدايه ص ۱۱۴ ج۲ كتاب الأيمان، مكتبه تهانوى ديوبند، عالمگيرى كوئٹه ص ۶۱ ج۲ كتاب الأيمان.

[2] فيها كلها تنحل اى تبطل اليمين ببطلان التعليق اذا وجد الشرط مرة الدر المختار على هامش ردا لمحتار زكريا ص:۶۰۴، ج:۴، مطبوعه كراچى ص:۳۵۲، ج:۳، باب التعليق، مطلب مايكون فى حكم الشرط، هداية ص ۳۸۶ ج۲ باب الأيمان مطبوعه تهانوى ديوبند، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۴ ج۴ باب التعليق.

(الف) کیا پہلی شرط کا وقوع زید کے دستخط کرنے پر ہو جائے گا؟ نیز یہ کہ ایسی شرط کا شریعت میں کیا اعتبار ہے؟ کیا شرط کرنے والا شرعاً گناہ گار ہے؟

(ب) اگر گناہ کا مرتکب ہے تو آیا صغیرہ کا یا کبیرہ کا؟

(ج) اگر زید کی طرف سے کسی بات کا مثلاً طلاق وغیرہ کا خطرہ ہے تو کیا پھر بھی ایسی شرط لگانا گناہ ہے؟

(د) زید کا ان شرطوں پر دستخط کرنا کیسا ہے؟

(ہ) دستخط کرنے کے بعد پہلی شرط سے نجات کی کیا صورت ہوگی؟ مطلب یہ کہ وہ اپنی بیوی کی موجودگی میں دوسرا نکاح کیسے کرے گا؟

(و) پہلی شرط کو جائز سمجھنے والا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(ا) شریعت کی طرف سے ہر مرد کو حسبِ ضرورت وقدرت ادائے حقوق چار شادی کرنیکی اجازت ہے، کسی کو یہ حق نہیں کہ اس حق شرعی کو مسلوب کرے اسلئے عمر کا زید سے یہ اقرار لینا کہ میری بیٹی کی موجودگی میں اگر دوسری شادی کی تو اس پر طلاق مغلظہ واقع ہو جائے گی، جائز نہیں، [1] تاہم جب زید نے اس کو منظور کرلیا تو اب شرط کا پابند ہے، اور اگر اپنی موجودہ بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کریگا تو اس پر طلاقِ مغلظہ واقع ہو جائیگی [2] البتہ اگر کوئی دوسرا شخص از خود بغیر زید کے حکم کے زید کا نکاح کہیں کر کے زید کی طرف سے قبول کرلے، پھر زید کو اطلاع کردے کہ میں نے آپکا نکاح کر دیا ہے اتنا مہر معجّل ہے وہ لایئے، اس پر زید زبان سے کچھ نہ کہے، لیکن خاموشی سے وہ

[1] لان فیہ المنع عن الامرا لمشروع . عنایۃ علی ھامش فتح القدیر ص:۳۵۰، ج:۳، باب المھر. مطبوعہ دارالفکر بیروت.

[2] واذا اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقاً عالمگیری ص:۴۲۰، ج:۱، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمۃ ان واذا وغیرھما، مطبوعہ کوئٹہ، ھدایہ ص۳۸۵ج۲ باب الأیمان فی الطلاق، مکتبہ تھانوی دیوبند، البحر کوئٹہ ص۸ج۴ باب التعلیق.

مہر معجّل دیدے، جو کہ اس کی منکوحہ کے پاس پہنچا دیا جائے، تو وہ نکاح صحیح ہوجائیگا، اور طلاق نہ پڑیگی، مگر زبان سے اجازت نہ دے[۱]۔

(۲) جب تک لڑکی نابالغ ہے، اس کا والد اس کا ولی ہے، اور لڑکی کو اپنا مہر معاف کرنے کا اختیار نہیں[۲] لیکن بلوغ کے بعد لڑکی کو مہر معاف کرنے کا اختیار ہے، اس میں باپ کی اجازت شرط نہیں[۳]۔

(۳) لڑکے کی طرف سے لڑکی پر ظلم وتعدی کا خطرہ ہو تو اس قسم کا معاملہ کرنے کی گنجائش ہے، لیکن اسکی بہتر شکل یہ ہے کہ چند افراد پر معاملہ رکھا جائے کہ اگر یہ سب حضرات شوہر کے طرزِ عمل کو ظلم قرار دیں گے، اور طلاق کو مناسب سمجھیں گے، تو طلاق دینے کا اختیار ہوگا، کیونکہ ظلم کے تعین کرنے میں غلطی بھی ہوسکتی ہے، اور آپس میں اختلاف بھی ہوسکتا ہے[۴]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند یکم رجب ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲؍رجب ۱۳۸۸ھ

---

[۱] حلف لا يتزوج فزوجه فضولي فاجاز وبالقول حنث بالفعل لا وفي الشامية تحت قوله وبالفعل كبعث المهر اوبعضه بشرط ان يصل اليها. الدرالمختار مع الشامي زكريا ص:٦٧٢، ج:٥، مطبوعه كراچی ص:٨٤٦، ج:٣، كتاب الايمان، مطلب حلف لا يتزوج فزوجه فضولي، عالمگیری کوئٹه ص ۴۱۹ ج ۱ الفصل الثاني في التعليق الطلاق، مجمع الأنهر ص ۳۱۶ ج ۲ باب اليمين في البيع والشراء الخ، دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] كما يستفاد من هذه العبارة وتصرف الصبي والمعتوه الى قوله وان ضاراً كالطلاق والعتاق والصدقة لا. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص:٢٥٣، ج:٤، مطبوعه كراچی ص:١٧٣، ج:٦، كتاب الماذون، مبحث في تصرف الصبي، البحر الرائق ص ۸۷ ج ۸ باب الحجر، مطبوعه کوئٹه، مجمع الأنهر ص ۵۳ ج ۴ كتاب الحجر، دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] وصح حطها لكله او بعضه عنه قبل اولا الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص:٢٤٨، ج:٤، مطبوعه كراچی ص:١١٣، ج:٣، باب المهر، مطلب في حط المهر والابراء منه، البحر کوئٹه ص ۱۵۰ ج ۳ باب المهر، النهر الفائق ص ۲۳۶ ج ۲ باب المهر، عباس احمد الباز مكة المكرمة.

[۴] الحيلة الناجزه. ص:٢٨، مكتبه دار الإشاعت ديوبند.

اگر چوٹن ہے تو طلاق

سوال:- میں نے یعنی عبدالسلام ایک روز کا واقعہ ہے کہ میرے بڑے بھائی سے اور مجھ سے جھگڑا ہو رہا تھا، جھگڑے کے دران میرے بڑے بھائی نے میری بیوی کو کہا کہ طبیعت خراب ہونے کا بہانہ کرتی ہے، وقت ہوتا ہے تو کھانا کھالیتی ہے، اس بات پر میں نے اسکی بیوی کو کہا کہ وہ چوٹن ہے، اس کے جواب میں میرے بڑے بھائی نے میری بیوی کو چوٹن کہا، میری بیوی نے کہا کہ میں نے ناشتہ نہیں کیا تھا، بچوں کو کھانا کھلا رہی تھی، اس پر میری والدہ نے کہا کہ ارے چلو، اس پر میں نے کہا کہ بس تمہاری بات مان لی، چوٹن ہے تو طلاق طلاق طلاق تینوں طلاق، میری والدہ کہتی ہیں کہ ارے چلو، اس کہنے سے میری مراد یہ تھی کہ وہ چوٹن ہے، میں نے تو صرف جھگڑا ختم کرانے کیلئے کہا کہ ارے چلو نہ وہ چوٹن تھی، اور نہ وہ چوٹن ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر عبدالسلام کی بیوی چوٹن ہے تو اس پر تین طلاق ہوگئی، ورنہ کوئی طلاق نہیں ہوئی[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۵/۹۵ ۱۳ھ

اگر تو نہیں آئے گی تو تجھ کو ایک طلاق دو طلاق تین طلاق

سوال:- زید نے ایک عورت سے شادی کی، عرصہ تک اتحاد و اتفاق رہا، پھر جھگڑا رہنے لگا،

---

[1] اس مسئلہ کی نظیر یہ ہے: قالت لـه امـرأتـه يـا سفلة فقال لها ان كنت سفلة فانت طالق و اراد به التعليق لاتطلق مالم يكن سفلة. عالمگیری کوئٹہ: ٤٤٤، ج:١، الفصل الثالث فی تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما، قاضی خان علی الهندية ص ٤٩٥ ج ١ باب التعليق مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

ایک روز زید نے غصہ میں کہا کہ تم میرے پاس نہیں آؤ گی، اس طرح تین مرتبہ بلایا تو بیوی اسکے جواب میں کہتی ہے کہ جب تک جھگڑے کا فیصلہ نہیں ہوگا، میں آپکے پاس نہیں آؤں گی، تو زید نے کہا کہ اگر تو نہیں آئے گی تو تجھ کو ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، عورت چھ ماہ کی حاملہ ہے، اگر زید اس کو پھر نکاح میں لانا چاہے تو کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ابھی طلاق نہیں ہوئی، کیونکہ زید نے طلاق کو شرط پر معلق کیا ہے، تنجیز طلاق نہیں ہوئی، لہٰذا تحقق شرط سے پہلے طلاق کا حکم نہیں ہوگا، اور جس شرط پر تعلیق کی ہے اس کیلئے قید نہیں لگائی کہ اگر فلاں وقت تک نہیں آئے گی، تو تجھ کو ایک طلاق دو طلاق تین طلاق، بلکہ مطلق رکھا ہے، اگر بیوی جھگڑے کا فیصلہ ہونے سے پہلے ہی آجاوے تو حسبِ سابق نکاح میں رہیگی، جدید نکاح کی ضرورت نہیں ہوگی: **واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول لا مرأته اِنْ دخلتِ الدَّارَ فانتِ طالق وهذا باتفاق اهـ هدايه**[1] **ص:٣٦٤**۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

کیا ایک بیوی کے چھوڑنے سے دونوں ہی چھوٹ جائیں گی؟

سوال:- میں نے پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے اس کی چچازاد بہن سے دوسرا نکاح کیا، نکاح ثانی کے وقت پہلی بیوی کے والد صاحب نے مجھ سے کہا کہ میری بیٹی اور میری بھتیجی دونوں میں سے کسی ایک کو چھوڑ دو گے تو کیا ہوگا، تب جواباً میں نے کہا تھا کہ میں قرآن اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کسی ایک کو چھوڑنے سے دونوں ہی چھوٹ جائیں گی، کچھ دن کے بعد میرا کام کاج نہ کرنے اور پانچ وقت نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے میں نے غصہ ہو کر اپنی دوسری بیوی کو ایک طلاق دو طلاق تین

---

[1] **هدايه ص:٣٨٥، ج:٢، باب الايمان فى الطلاق، مطبوعه يا سرنديم ديوبند، عالمگيرى كوئٹه ص ٤٢٠ ج ١ الفصل الثالث فى تعليق الطلاق، البحر كوئٹه ص ٨ ج ٤ باب التعليق.**

طلاق بائن دے دی، اب سوال یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں میری دونوں بیویوں پر طلاق پڑے گی، یا صرف ثانی پر؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دوسری بیوی کو تو صاف صاف طلاق دے ہی دی ہے، مگر پہلی پر بھی طلاق ہوگئی، بشرطیکہ پہلی بیوی کے والد صاحب کی بات کا جواب دوسرے نکاح کے بعد دیا ہو یعنی یہ جملہ ''کسی ایک کے چھوڑنے سے دونوں ہی چھوٹ جائیں گی'' دوسرے سے نکاح کے بعد کہا ہو: **واذا اضافه الى شرط وقع عقيب الشرط** اهـ (هدايه[1] ص: ٣٦٤، ج: ٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بیوی میکہ چلی جائے تو تین طلاق

سوال:- زید کا سسرال والوں سے آئے دن جھگڑا رہتا تھا، ایک مرتبہ زید کی بیوی اپنے میکہ گئی تو اس کے ماں باپ نے زید کو بہت پریشان کیا اور بھیجنے میں حیلہ حوالہ کرتے رہے، تب مجبور ہو کر زید نے کہا کہ اگر میرے حکم کے بغیر میری بیوی میکہ چلی جائے تو میری بیوی کو تین طلاق ہوجائے گی، چار ماہ بعد بیوی کی ماں نے کسی سے لڑائی کی، اس لئے زید کی بیوی اپنی ماں کی وجہ سے میکہ کی طرف بڑھی، جب وہ میکہ کے نزدیک پہنچی تو بیوی کی ماں اور بہن نے میکہ کے اندر لانے کی کوشش کی اور کوشش پوری ہوئی، بیوی میکہ کے اندر داخل ہوگئی، بیوی کہتی ہے کہ میں میکہ خود نہیں گئی بلکہ مجھے میکہ کے اندر کیا گیا، میں اپنا ہوش کھو بیٹھی تھی اور کچھ دیر بعد سسرال چلی آئی سوال یہ ہے کہ اس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں؟

---

[1] هدايه ص: ٣٦٥، ج: ٢، باب الايمان فى الطلاق، مطبوعه مجتبائى دهلى، عالمگيرى كوئٹه ص ٤٢٠ ج ١ الفصل الثالث فى تعليق الطلاق، البحر كوئٹه ص ٨ ج ٤ باب التعليق.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر بیوی اپنے پیروں سے چل کر میکے گئی ہو اس کو اٹھا کر زبردستی اندر داخل نہیں کیا گیا، تو اس پر طلاقِ مغلظہ ہوگئی[1] شوہر کے مکان پر ہی عدت تین حیض گذار کر میکہ چلی جائے، اور اس عدت کے زمانہ میں شوہر سے پردہ کرے کوئی تعلق نہ رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴؍۴؍۹۰ھ

اگر تونے زنا کیا ہو اور نہ بتلایا تو تین طلاق

سوال: - (۱) شوہر شبہ کی بناء پر اپنی عورت کو زانیہ کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تونے زنا کیا ہوگا اور تو نہیں بتلائیگی تو میری طرف سے تجھ کو آج سے تین طلاق۔ پھر تقریباً چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہوا پھر اس کی باز پرس ہوئی کیونکہ یہ بچہ غیر محرم کی شکل کا ہے۔

(۲) اگر زید کی بیوی زنا کا اقرار کر لے کہ واقعی یہ حرام کا ہے تو طلاق پڑ جاوے گی، یا نہیں، جب کہ دونوں ہم بستر بھی ہوتے رہے ہوں۔

(۳) اگر طلاق واقع ہوگئی تو زید کی بیوی زید کیلئے کیسے حلال ہوسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) زید کا اپنی بیوی کو زانیہ کہنا جائز نہیں؟ بہت بڑا جرم ہے،[2] جب تک زنا کا ثبوت نہ ہو جائے، اس کی بیوی پر اس کہنے کی وجہ سے طلاق نہیں پڑے گی۔

---

[1] واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً عالمگیری ص: ۴۲۰، ج: ۱، الفصل الثالث فی تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما. مطبوعه كوئٹه، هدايه ص ۳۶۵ ج ۲ باب الأيمان فی الطلاق، مطبوعه مجتبائی دهلی، البحر كوئٹه ص ۸ ج ۴ باب التعليق.

[2] الرمی بالزنا هو من الكبائر باجماع الامة قال اللّٰه تعالىٰ الذين يرمون المحصنات الغافلات المومنات لعنوا فی الدنيا والآخرة ولهم عذاب عظيم. البحر الرائق ص ۲۹ ج ۵ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(۲) بیوی اگر اقرار کرے گی تو طلاق نہیں ہوگی، طلاقِ مغلظہ جب ہوگی کہ طلاق کا ثبوت دوسرے طریقہ پر ہو اور بیوی اقرار نہ کرے[۱]۔

(۳) اگر طلاق مغلظہ ہو جائے گی تو پھر بغیر حلالہ کے اس سے دوبارہ نکاح جائز نہیں ہوگا[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

بدکاری کا عہد اور مفعولیت کا ارتکاب

سوال:- زید کو غلط کاری کی عادت تھی، ایک دن اس نے کہا کہ آئندہ جب میں لونڈے بازی کروں، تو میری بیوی کو طلاق کچھ مدت گذر جانے کے بعد زید سے بصورتِ مفعولیت غلط کاری سرزد ہوگئی، جب کہ مذکورہ بالا الفاظ عرف عام میں حالت فاعل کیے لیے استعمال ہوتے ہیں زید کو شک رہتا ہے کہ کہیں تو نے حالتِ مفعول کو بھی تعلیقِ طلاق میں شامل تو نہیں کیا تھا، حالانکہ قلبی رُجحان اسی طرف ہے کہ اس نے مذکورہ بالا الفاظ ہی کا تلفظ کیا تھا، حالتِ مفعول کے بارے میں شک پریشان کرتا رہتا ہے، تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی؟

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) اول باب حد القذف. مطبوعه کوئٹه، شلبی علی تبیین الحقائق ص ۱۹۹ ج۳ باب حد القذف، مکتبه امدادیه ملتان، الدر المنتقی علی الملتقی ص ۳٦۳ ج۲ باب حد القذف، دار الکتب العلمیة بیروت.

(صفحہ ہٰذا) [۱] واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقاً. عالمگیری ص:٤٢٠، ج:١، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیرهما. مطبوعه کوئٹه، هدایه ص ۳٦۵ ج۲ باب الأیمان فی الطلاق، مطبوعه مجتبائی دهلی، البحر کوئٹه ص۸ ج۴ باب التعلیق.

[۲] وان کان الطلاق ثلاثاً فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها. عالمگیری ص:٤٧٣، ج:١، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه کوئٹه، هدایه ص ۳۹۹ ج۲ باب الرجعة، مکتبه تهانوی دیوبند، الدر المختار علی الشامی ص ۴۰۹ ج۳ کتاب الطلاق، باب الرجعة، دار الفکر بیروت.

الجواب حامداًومصلیاً

شرعاً تو دونوں ہی کام (فاعلیت ومفعولیت) قابلِ لعنت ہیں[1] مگر ایمان کا مورد عرف پر ہوتا ہے، اس لئے صورت مسئولہ میں اس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوگی[2] صرف لعنت باقی رہے گی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۱/۱۴۰۱ھ

طلاقِ معلقہ ومغلظہ

سوال:-زید اوراس کے شرکاء نے عمر سے کہا کہ تم سے ایک کام ہے، تم ہمارے ساتھ موضع علی پور تک چلو، وہاں گئے تو کہا ہندہ ایک لڑکی بالغ ہے، اچھی ہے، اورشرعی لحاظ سے کوئی کمی نہیں ہے، لہٰذا تم (عمر) اس سے نکاح کرلو، موضع کے لوگوں نے بھی عمر کو تسلی وتشفی دی کہ لڑکی ٹھیک ہے، عمر نے ہندہ سے نکاح اس شرط پر کیا کہ اگر ہندہ بالغہ ہے تو میں نکاح کرلیتا ہوں، نکاح کے بعد جب ہندہ عمر کے یہاں آئی تو معلوم ہوا کہ یہ تو نابالغہ ہے، پھر عمر اس کو واپس زید کے گھر چھوڑ آیا، کچھ دن بعد زید نے اس لڑکی ہندہ کو غائب کردیا عمر نے پھر اپنی طرف سے بکر کو بھیجا صرف تحقیق کرنے کیلئے (مختارِکل بنا کرنہیں) تا کہ ان سے معلوم کرکے آئے بہت کچھ بات ہونے کے بعد زید اوراس کے شرکاء نے حلفیہ کہا کہ اگر ہندہ ہمارے علم میں ہو یا کہیں گئی ہو تو ہماری عورتوں کو تین تین طلاق، پھر بکر نے بھی عمر کی طرف سے کہا کہ اگر عمر تم سے اس معاملہ میں آئندہ کچھ کہے تو

---

[1] ملعون من عمل عمل قوم لوط، ترمذی شریف ص۲۷۰ ج۱ ابواب الحدود باب ما جاء فی حد الوطی، مطبوعہ رشیدیہ دھلی.

[2] الاصل ان الایمان مبنیة عندنا علی العرف مالم ینو ما یحتمله اللفظ. الدر المختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص۵۲۷/ج۵/ مطبوعہ کراچی ص۷۴۳/ ج۳،/ باب الیمین فی الدخول والخروج والسکنی الخ، فتح القدیر ص۹۶ ج۵ باب الیمین فی الدخول والسکنی الخ مطبوعہ دار الفکر بیروت، مجمع الأنهر ص۲۸۷ ج۲ باب الیمین فی الدخول الخ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

میری بیوی کو بھی تین طلاق، اب عمر زید اور اس کے شرکاء سے اپنی منکوحہ ہندہ کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ عمر کے اپنے اس معاملہ میں بات کرنے سے بکر کی عورت کو طلاق تو نہ پڑ جائے گی اگر پڑے گی تو کون سے بائن یا مغلظہ؟

(**نوٹ**) یہ ہندہ نہ تو زید کی لڑکی ہے اور نہ اس کے شرکاء میں سے کسی کی ہے، بلکہ باہر کہیں سے زید لے کر آیا تھا، اب خدا جانے کہ یہ زید ہندہ کو اس کے والدین کی رضامندی سے لے کر آیا تھا، یا بغیر رضامندی کے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ہندہ نابالغہ تھی اور اس کا کوئی ولی نکاح کرنے والوں میں نہیں تھا، تو شرعاً یہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف تھا جب تک ولی اجازت نہ دے اس کو عمر کے پاس بھیجنا اور عمر کا خلوت میں جانچ کرنا کہ یہ نابالغہ ہے یا بالغہ شرعاً درست نہیں تھا، بلکہ یہ معصیت کا ارتکاب ہوا، توبہ واستغفار لازم ہے[1] اگر ہندہ کے کوئی ولی نہیں تو یہ نکاح بالکل بیکار رہوا، شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں[2]، ہندہ بالکل اجنبی ہے عمر کے حق میں، ہرگز اس کو لانے کا ارادہ نہ کرے، اگر زید اور اس کے شرکاء کے علم میں ہوا اور ان کی معرفت ہندہ کہیں گئی ہے تو ان کی بیویوں پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، اب عمر اس معاملہ میں کوئی تفتیش ومطالبہ نہ کرے تو بکر کی بیوی بیوی رہے گی، ورنہ اس پر بھی طلاقِ مغلظہ ہو جائے گی۔[3]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/۱۳۹۵ھ

---

[1] فلو زوج الا بعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص: ۱۹۹، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۸۱، ج: ۳، باب الولی، مطلب لا یصح تولیة الصغیر شیخا علی خیرات، هندیه کوئٹه ص ۲۸۵ ج ۱ الباب الرابع فی الاولیاء، تاتارخانیه کراچی ص ۲۳ ج ۳، الفصل الحادی عشر فی معرفة الاولیاء.

[2] الولی شرط صحة نکاح صغیر. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص: ۱۵۵، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۵۵، ج: ۳، اول باب الولی، کل من یجوز تصرفه فی ماله بولایة نفسه (بقیہ اگلے صفحہ پر)

طلاق کو آوارہ گردی پر معلق کرنا

سوال:-تفصیل اقرارنامہ: حافظ عبدالوہاب کا بیان ہے، کہ برخوردار ایک دن کچھ مٹھائی اور کپڑا اپنی بیوی کے لئے لے کر میرے مکان پر آیا جب کہ میری بیوی رخصت ہوکر اپنے میکے آئی تھی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ برخوردار یعنی میری بیٹی کا شوہر ایک دن چُھری لے کر میرے بڑے بیٹے برکت اللہ کو مارنے بھی آیا تھا، لیکن برخوردار صرف پہلے واقعہ یعنی مٹھائی اور کپڑا لانے کا اقراری ہے، اور دوسرے یعنی چھری والے واقعہ کا منکر ہے، پس ایسی صورت میں یہ واقعہ خلاف اس اقرارنامہ کے ہوگا، جس پر طلاق کو معلق کیا ہے، یا نہیں؟ حافظ صاحب اوران کے بیٹے برکت اللہ کے تصور میں مٹھائی اور کپڑا لانا آوارہ گردی میں داخل ہے، حالانکہ برخوردار اپنی بیوی کے واسطے لے کر گیا تھا، نہ کہ کسی دوسری عورت کے واسطے بلکہ خاص اپنی بیوی کی محبت سے اس کے باپ اور بھائی کی پوشیدگی سے دینے کی کوشش کی لیکن ان لوگوں نے اس کو آوارہ گردی تصور کیا۔

(اقرارنامہ)

منکر برخوردار ولد عبدالوہاب منمقر چونکہ منمقر کا نکاح مسماۃ طہر النساء دختر عبدالوہاب۔ مذکور سے ہوا تھا، عرصہ ایک سال سے زائد ہوتا ہے کہ منمقر نے تین خطوط مسماۃ مذکورہ کے وارثوں کے نام بھیجا تھا کہ مجھے منظور نہیں ہے کہ وہ میرے ساتھ گذر بسر کریں، یا میرے مکان میں رہیں، لہٰذا آج تک درمیان میں تنازع اور فساد رہا تھا، درمیان چند اشخاص مندرجۂ ذیل کے میں اقرار کرتا ہوں

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) يجوز نكاح على نفسه وكل من لا يجوز تصرفه فى ماله بولاية نفسه لا يجوز نكاحه على نفسه، بحر كوئٹه ص۱۰۹ ج۳ باب الاولياء، مجمع الأنهر ص۴۸۸ ج۱ باب الاولياء والاكفاء، دار الكتب العلمية بيروت.

۳ واذا اضافه الى شرط وقع عقيب الشرط. هدايه ص:۳۸۵، ج:۲، اول باب الايمان فى الطلاق، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، عالمگيرى كوئٹه ص۴۲۰ ج۱ الباب الرابع فى الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، الدر مع الرد كراچى ص۳۵۵ ج۳ باب التعليق، مطلب مهم، الاضافة للتعريف لا للتقييد الخ.

لکھ کر دیتا ہوں کہ مسماۃ مذکور کو کسی قسم کی تکلیف مثل نان ونفقہ کے نہ ہونے پاوے گی یا میں آوارہ گردی کروں یا آئندہ کسی قسم کے خطوط متنازعہ یا شکایت درمیان میں پیش آئے تو مسماۃ بالا مذکور نکاح سے باہر ہے، یعنی طلاقِ مغلظہ ہوجاوے لہٰذا بحالتِ صحتِ نفسِ وثباتِ عقل بلا اکراہ واجبار کے یہ چند کلمہ بطور اقرارنامہ کے لکھ دیا تا کہ سند رہے اور وقتِ ضرورت پر کام آوے نام اشخاص جن کے سامنے اقرار کرتا ہوں۔

محمد حنیف وعبدالغفور وامیر بخش، حبیب اللہ، سبحان، محمد اشرف

الجواب حامداً ومصلیاً

بیوی کے لئے مٹھائی وکپڑا لے کر جانا شرعاً کوئی عیب یا آوارہ گردی نہیں، محض اس کی وجہ سے طلاق نہیں ہوگی،[١] یہ اقرارنامہ کی خلاف ورزی نہیں ہے، اور کسی قسم کی تکلیف اپنی بیوی کو پہنچائی ہوتو شرعی ثبوت کے بعد اس پر حکم جاری ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶/۵/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف

طلاق ان شاء اللہ کا حکم

سوال:- مظہر اور اس کی بیوی میں حالات ناسازگار ہوئے جس کی وجہ سے بیوی کے والدین نے مظہر کو طلاق دینے پر مجبور کیا، مگر تیار نہ ہوا، آخر میں مجبور ہو کر مظہر نے کہا کہ طلاق دیدوں گا، چنانچہ کچھ دنوں بعد مظہر نے بلانیت وارادہ طلاق چند اشخاص کے رُوبرو کہا کہ طلاق انشاء اللہ تعالیٰ طلاق انشاء اللہ تعالیٰ طلاق انشاء اللہ، اس واقعہ کے بعد ایک سال تک یہ معاملہ پنچایت

---

[١] ورکنه أی الطلاق لفظ مخصوص هو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صریح أو کنایة، الدر المختار مع الشامی دار الفکر ص ۲۳۰ ج۳ کتاب الطلاق، مجمع الأنهر ص۸ ج۲ کتاب الطلاق مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص۳۴۸ ج۱ کتاب الطلاق.

میں پڑا رہا، جس میں اہل علم اور سرپنچ وغیرہ شامل ہوتے رہے اور یہ طے پایا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی، چنانچہ اس وقت سے وہ عورت آباد ہے، کیا از روئے شرع یہ ٹھیک ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایسا کہنے سے طلاق نہیں ہوئی، دونوں میں نکاح بدستور قائم ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

طلاق کا لفظ کہہ کر انشاء اللہ آہستہ کہنا

سوال:- زید کو چند آدمیوں نے پکڑ کر مار پیٹ کر اس سے ایک تحریری بیان لیا، کہ لکھو میں نے فلاں کو گالی دیا اور فلاں چیز چڑھایا ہوں، بیچارہ زید نے ڈر کی وجہ سے لکھ دیا، بیان کے آخر میں کُلّما کی قسم بھی لیا، کہوا گر یہ بیان جھوٹ ہو اور غلط ہو تو جب جب میں شادی کروں تو میری بیوی کو طلاق ہے، اور بیچارے زید کے علم میں ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے، لیکن اگر قسم سے انکار کرتا ہے، تو چاروں طرف سے ڈنڈے پڑتے ہیں، لہٰذا ڈر کر قسم کھالیا، قسم کے ساتھ آہستہ سے انشاء اللہ کہا کہ دوسرے شخص نے یہ اشارہ نہیں سنا ہے، صرف زید نے سنا ہے، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا یہ اشارہ کرنا معتبر ہے، یا کہ نہیں؟ قضاءً و دیانۃً اور کسی اعتبار سے بھی شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جب اس نے آہستہ سے متصلاً انشاء اللہ کہہ لیا جس کو خود سن بھی لیا تو اس سے یمین نہیں ہوئی،

---

[1] إذا قال لإمرأته أنت طالق إن شاء اللّٰه متصلاً به لم يقع الطلاق. عالمگيری ص: ۴۵۴، ج: ۱، كتاب الطلاق، الفصل الرابع فی الاستثناء، مطبوعه كوئٹه . الدرالمختار علی الشامی كراچی ص ۳۶۶، ج۳، كتاب الطلاق، مطلب فی مسائل الاستثناء والمشيئة، سكب الأنهر علی هامش مجمع الأنهر ص ۵۶ ج ۲ قبيل باب التعليق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

اس کے خلاف کرنے سے حانث نہیں ہوگا: لو قال لها انتِ طالق انشاء اللّٰہ متصلاً مسموعاً بحیث لوقرب شخص اذنه الٰی فمه یسمع لایقع اھ درمختار[1] ۵۰۹، ولو الحالف مکرها او مخطئاً اوناسیاً فی الیمین او الحنث فیحنث بفعل المحلوف علیه مکرهاً اھ (درمختار[2]) کتب الطلاق واستثنٰی بلسانه اوطلق بلسانه واستثنٰی بالکتابة هل یصح لا روایة لهٰذهٖ المسئلة وینبغی ان یصح کذا فی الظهیریة اھ[3] شامی ص: ۴۲۹، ج:۲، قبل باب الصریح. اگر زید سے زبانی یہ قسم لی جاتی اور وہ بلا اکراہ کے یہ قسم کھالیتا اور اس میں آہستہ سے انشاء اللہ کہہ دیتا تو تب بھی یمین کی ذمہ داری زید پر عائد نہ ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۴/۹۰ھ

---

[1] الدرالمختار علی الشامی کراچی ص:۳٦٦، ج:۳، مطبوعه نعمانیه ص:۵۰۹، ج:۲۔ مطلب الاستثناء یطلق علی الشرط، باب التعلیق، تبیین الحقائق ص۲۴۳ ج۲ مکتبه امدادیه ملتان، تاتارخانیه ص۳۸۸ ج۳ الفصل التاسع فی الإستثناء فی الطلاق.

[2] الدرالمختار علی الشامی کراچی ص:۹—۷۰۸، ج:۳، کتاب الایمان، مطلب فی الفرق بین السهو والنسیان، البحر کوئٹه ص۲۸۰ ج۴ کتاب الأیمان، هدایه ص۴۷۹ ج۲ کتاب الأیمان مکتبه اشرفی دیوبند.

[3] شامی کراچی ص:۲۴۷، ج:۳، شامی نعمانیه ص:۴۲۹، ج:۲۔ کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتابة، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۸ ج۱ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة.

فصل اول : طلاق کی قسم اٹھانا

بیوی کو طلاق کی قسم دینا

سوال:- زید اور اسکی بیوی میں کافی دنوں سے اختلاف ہے، ایک بار زید نے کہا کہ اگر تو کسی بھی رشتہ دار سے بات کریگی تو تجھے طلاق کی قسم، یہ لفظ تین مجلسوں میں تین بار کہا، اسکی بیوی برابر اپنے رشتہ داروں سے تعلق رکھتی ہے، اسکی بیوی نے پریشان ہوکر کہا کہ اگر تو مجھے نہیں رکھتا تو دو آدمیوں کو بلا کر میرا فیصلہ کردے، اس پر زید نے کہا دو آدمیوں کی کیا ضرورت ہے، میں نے جو کہا وہ پکے ارادہ سے کہا ہے، یعنی طلاق کی جو قسم دی ہے، ایک مرتبہ بیوی کسی رشتہ دار سے لاکر کھانا کھا رہی تھی تو زید نے آکر مار پیٹ کی، اس پر بیوی نے گھر سے نکلنا چاہا، تو زید نے برقعہ اٹھا کر دیا کہ برقعہ پہن کر جا بغیر برقعہ کے کیوں جاتی ہے، صورتِ مذکورہ میں بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو رجعی یا بائنہ۔

الجواب حامداًومصلیاً

شوہر کے ان الفاظ سے کوئی طلاق نہیں ہوئی[1] مگر شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک،

---

[1] لو قال ان خرجت یقع الطلاق اولا تخرجی الا باذنی فانی حلفت بالطلاق فخرجت لم یقع لترکہ الاضافة الیها. الدرالمختار علی هامش رد المحتار زکریا ص۴۵۸ج۴، مطبوعہ کراچی ص۲۴۸ج۳، اول باب الصریح، ورکنہ لفظ مخصوص هو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق (بقیہ آئندہ پر)

ملاطفت ومؤدّت کا معاملہ کرنا ضروری ہے، مار پیٹ وغیرہ کا طریقہ نہیں اختیار کرنا چاہئے بیوی کو بھی لازم ہے کہ شوہر کا احترام، ادب، اطاعت، دلجوئی کرتی رہے، دونوں اس پر عمل کریں تو صحیح طریقہ پر گھر آباد ہوگا[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۳/۱۳۹۵ھ

بیوی موجود نہیں پھر طلاق کی قسم کھائی

سوال:-اگر زید نے یہ قسم کھائی کہ اگر آج سے میں یہ کام کروں تو جب تک میں ایک ہزار روپیہ غریبوں کو نہ تقسیم کروں، میری بیوی پر طلاق مگر کسی عذر کی بناء پر کرلوں تو اسکا کچھ اعتبار نہیں ہے، (یہ ہے زید کا قول) آپ فرمائیں اسکو کیا مجبور سمجھا جائیگا، یا وہ یہ کام کرلیا بغیر کسی عذر کے مگر اسکے پاس اتنی رقم نہیں کہ وہ تقسیم کرے (یعنی اسکی آمدنی نہیں) یا اگر وہ تقسیم کر رہا ہے تو والدین کو انکے علاوہ گھر والوں کو تکلیف ہوگی، اور اسکی اتنی عمر ہوگی کہ وہ اس عمر میں شادی نہ کرے تو اس سے بڑھ کر گناہ ہوسکتا ہے، یعنی اس کیلئے شادی کرنا ضروری ہوگیا، اب اس حالت میں کیا کرے اور اس سے بچنے کی کیا کیا صورتیں ہوسکتی ہیں؟ ان تمام صورتوں کو بالتفصیل تحریر فرماویں۔

(۲) پھر اگر زید نے اس قسم کو توڑنے کے بعد شادی کرلی تو اگر شریعت کے لحاظ سے طلاق

(گذشتہ کا بقیہ) من صريح أو كناية الخ الدر المختار مع الشامي زكريا ص ۴۳۱ ج ۴ كتاب الطلاق الدر المنتقٰى على الملتقٰى ص ۳ ج ۲ كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت.

[۱] عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اَىُّ النِّسَاء خَيْرٌ قَالَ اللَّتِىْ تَسُرُّهُ اِذَا نَظَرَ وتُطِيْعُهُ اِذَا اَمَرَ ولا تُخَالِفُهُ فِىْ نَفْسِهَا وَلَا مَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ. مشكوٰة ص ۲۸۳، باب عشرة النساء، الفصل الثالث، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کون سی عورت بہتر ہے ارشاد فرمایا وہ عورت کہ جب شوہر اس کو دیکھے تو وہ اس کو خوش کردے اور جب شوہر اس کو کسی چیز کا حکم کرے تو وہ شوہر کی اطاعت کرے اور اپنے جان ومال میں اس کی مخالفت نہ کرے جو اس کو ناپسند ہو۔

ہوجائے، اور وہ بیوی کو اپنے پاس رکھے اس سے وطی بھی کرے پھر جب استطاعت ہو تو وہ رقم ادا کر کے اس سے نکاح کرلے تو یہ نکاح بغیر حلالہ کے صحیح ہوگا یا نہیں؟ اسلئے کہ جب عورت کو طلاق دی جاتی ہے، تو بغیر حلالہ کے کرائے ہوئے نکاح اس کے ساتھ صحیح نہیں ہوتا ہے، وضاحت کے ساتھ جواب تحریر کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر قسم کھاتے وقت زید کی بیوی موجود نہیں تو اس قسم کے خلاف کرنے سے کوئی طلاق نہیں ہوگی،[1] خواہ قسم توڑنے کے بعد شادی کرے، یا پہلے کرلے، اس کے بعد قسم توڑے، طلاق سے بالکل بے فکر رہے، البتہ اگر وہ کام گناہ کا ہے، تو اس سے ہر حال میں بچنا ضروری ہے، گناہ اگر ہوجائے تو توبہ واستغفار لازم ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۵/۴/۹۰ھ

مکان میں داخل ہونے کی قسم اور اس سے بچنے کا حیلہ

سوال:- زید نے غصہ میں اپنے مکان میں جانے سے قسم کھائی اور کہا ہے اپنی بیوی کو کہ اگر میں اس مکان میں آؤں تو تجھ پر تین طلاق، صرف یہ الفاظ ایک دفعہ کہے ہیں، تین دن ہوگئے ہیں، زید اپنے مکان مسکونہ میں نہیں گیا ہے، لیکن زید اس مکان کا مالک نہیں ہے، پس سوال یہ ہے کہ زید اب اس مکان میں جانا چاہتا ہے، وہ اس مکان میں کس صورت سے جاسکتا ہے، کہ گنہ گار بھی نہ ہو اور طلاق بھی واجب نہ ہو۔

---

[1] ولا تصح اضافة الطلاق الا ان يكون الحالف مالكاً اويضيفه الى ملك فان قال لاجنبية ان دخلت الدار فانت طالق ثم نكحها فدخلت الدار لم تطلق. عالمگیری ص:۴۲۰، ج:۱۔ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق، بكلمة ان واذا الخ، مطبوعه كوئٹه، شامی ص ۳۴۴ ج ۳ باب التعليق، دار الفكر بيروت، البحر كوئٹه ص ۳ ج ۴ باب التعليق.

الجواب حامداً ومصلیاً

زید نے اشارہ کر کے متعین کر دیا کہ اس مکان میں آؤں تو تجھ پر تین طلاق اب وہ مکان خواہ زید کی ملک ہو یا نہ ہو، بہر صورت اس میں جانے سے اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی، اور اب اگر اس میں جانا چاہتا ہے، تو اس کی صورت یہ ہے کہ زید خود نہ جائے بلکہ دوسرے لوگ اس کو اٹھا کر زبردستی مکان میں لے جائیں، اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق نہ ہوگی، اگر بغیر اٹھائے خود اپنے پیروں سے چل کر مکان میں جائے گا، خواہ دوسرے کے اصرار اور زبردستی ہی سے سہی تب بھی طلاق ہو جائے گی۔ **اذا حلف الرجل لایدخل دار فلان وادخل مکرھاً لا یحنث ھٰذا اذا حملہ انسان وادخلہ مکرھا واذا اکرھہ حتٰی دخل بنفسہٖ یحنث عندنا فتاویٰ عالمگیری[1] ص:۸۳۶، ج:۴، وکذا فی الاشباہ[2] والنظائر ص:۳۱۲۔**

فقط واللّٰہ تعالٰی اعلم. حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۳/ ربیع ۲/ ۵۸ھ

کیا ارتداد سے یمین ساقط ہو جاتی ہے؟

سوال:- اگر زید نے اسلام کی حالت میں قسم کھائی کلما کے ساتھ یعنی جب بھی میرا نکاح ہو تو طلاق ہو، اور پھر اس کے بعد میں زید نعوذ باللہ من ذلک مرتد ہو جائے اور پھر اسلام لے آئے تو اس قسم کا اعادہ ہوگا، جو اس نے قسم اسلام کی حالت میں کھائی تھی، یا اس قسم کا اعادہ نہیں ہوگا؟ برائے کرم مکمل و مدلل مع احادیث وفقہ تحریر فرمائیں۔ فقط والسلام

---

[1] عالمگیری کوئٹہ ص: ۴۰۰، ج: ۶، کتاب الحیل، الفصل التاسع فی الایمان.

[2] الاشباہ والنظائر ص: ۲۲۰، الفن الخامس وھو فن الحیل فی الحج والنکاح والطلاق الخ، مطبوعہ اشاعت الاسلام دھلی، تاتارخانیہ ص ۵۷۲ ج ۴ کتاب الأیمان، الحلف علی الأفعال: الدخول، ادارۃ القرآن کراچی.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس نیت سے مرتد ہونا کہ تعلیق باطل ہوجائے نہایت خطرناک ہے، نہیں معلوم کہ ارتداد کے بعد اسلام قبول کرنے کی مہلت ملتی ہے، یا نہیں، اس سے پہلے ہی وقت موعود آجاتا ہے، نیز پھر اسلام سے محبت رہے، یا نفرت پیدا ہوجائے، فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص یہ نیت کرے کہ کل کو مرتد ہوجائے گا، تو وہ ابھی سے کافر ہوجاتا ہے،[۱] تصرفاتِ مرتد کے ذیل میں شامی[۲]، بحر[۳] وغیرہ میں تعلیق کے ذیل میں بطلان و بقاء یمین کے متعلق امام اعظم وصاحبین رحمہم اللہ کا اختلاف نقل کیا ہے؟

کوئی شخص مرتد ہوکر دارالحرب میں چلا جائے، اور قاضیٔ اسلام اس کے لحاق کا حکم کردے، پھر وہ مسلمان ہوکر دارالاسلام میں لوٹ آئے تو اس کی تعلیق بھی عود کرآئے گی، جیسے کہ اس کی املاکِ باقیہ عود کرآئیگی، یہ مسلک صاحبینؒ کا ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حکم لحاق بمنزلہ موت کے ہے، جس کی بناء پر تعلیق ساقط ہوچکی ہے، اب اس کے عود الی الاسلام سے تعلیق عود نہیں کرے گی۔

وکذا یبطل بلحاقه مرتداً بدار الحرب خلافاً لهما اھ درمختار قوله وکذا یبطل ای التعلیق قوله خلافاً لهما ای للصّاحبین فعندهما لا یبطل التعلیق لان زوال الملک لا یبطله وَلهٗ بقاء تعلیقه باعتبار قیام اهلیتهٖ و بالارتداد اِرتَفَعتِ العصمةُ فلم یبق تعلیقه لفوات الاهلیة فاذا عَاد الی الاسلام لم یعد ذٰلک التعلیق الذی حکم بِسُقُوطِهٖ بحر عن شرح المجمع للمصنف شامی

۱؎ واذا عزم علی الکفر ولو بعد مائة سنة یکفر فی الحال کذا فی الخلاصة، عالمگیری ص ۲۸۳/ ج ۲/ احکام المرتدین، ومنها ما یتعلق بتلقین الکفر والامر بالارتداد الخ. مطبوعه کوئٹه.

۲؎ الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۶۰۰/ ج ۴/ مطبوعه کراچی ص ۳۴۹/ ج ۳/ باب التعلیق. مطلب فی معنی قولهم لیس للمقلد الرجوع عن مذهبه.

۳؎ البحر الرائق ص ۱۲/ ج ۴/ باب التعلیق تحت عبارة کنز الدقائق، وزوال الملک بعد الیمین لا یبطلها.

ص ۷۹۴ ر ج ۲ ر[۱] فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۱/۱۴۰۰ھ

یمین فور

سوال: ۔شوہر نے بیوی کو مارا، بیوی غصہ میں پڑوسی کے گھر چلی گئی، اورگھر پرآنے کو تیار نہیں ہوئی، اس پرشوہر نے غصہ میں کہا کہ اگر تم باپ کے یہاں بھی گئی تو تم کو تینوں طلاق اور پھرایک دوسرے کے لڑنے پر کہا کہ ہاں اگر باپ کے ڈیہہ پرقدم رکھے تو تینوں طلاق، شوہر کا بیان ہے کہ میرا مطلب اس سے اس وقت تک کے لئے تھا کہ جب تم ابھی میرے گھر نہیں جاؤ نگی، تواس وقت باپ کے یہاں بھی نہیں جاسکتی ہو، اگراس وقت چلی جاؤ گی تو تم کو تینوں طلاق، اب سوال یہ ہے کہ تعلیق طلاق جس کی تشریح شوہر کررہا ہے، اس وقت کے لئے خاص ہوگی یاعام ہوگی، کہ جب بھی بیوی باپ کے گھر جائے گی تینوں طلاق واقع ہوجائیں گی؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ یمین فور کا موقع ہے، اگرشوہر یہ کہتا ہے کہ میرا مقصد یہی تھا کہ غصہ اور ناراضگی کی وجہ سے میرے مکان سے نکل آئی ،لہٰذا پہلے وہیں واپس چلو، اگر وہاں واپس چلنے سے پہلے باپ کے گھرگئی تو تینوں طلاق، توشوہر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا،[۲] عورت کو چاہئے کہ پہلے شوہر کے

---

[۱] الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۶۰۰ ر ج ۴ ر مطبوعہ کراچی ص ۳۴۹ ر ج ۳ ر باب التعلیق. مطلب فی معنی قولهم لیس للمقلد الرجوع عن مذهبه.

[۲] کمایستفاد من هذه العبارة تهیأت للخروج فحلف لاتخریج فاذا جلست ساعة ثم خرجت لایحنث لان قصده منعهامن الخروج الذی تهیات له فکانه قال ان خرجت الساعة ،شامی زکریا، ص ۴۵۴ ر ج ۵ ر مطبوعه کراچی ،ص ۷۶۲ ر ج ۳ ر کتاب الایمان مطلب فی یمین الفور والقول له بیمینه الدرالمختار علی هامش ردالمحتار،زکریا ،ص ۵۳۳ ر ج ۴ ر اول باب الکنایات .(مطبوعه کراچی ،ص ۳۰۰ ر ج ۳، النهر الفائق ص ۷۳ ج ۳ کتاب الأیمان باب الیمین فی الدخول الخ دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق ص ۳۱۵ ج ۴ کتاب الأیمان، باب الیمین فی الدخول الخ، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

مکان پر آجائے، پھر شوہر کی اجازت ورضامندی سے حسب موقع والد کے مکان پر جائے۔

اگر شوہر کے مکان پر جانے سے پہلے والد کے مکان پر چلی جائے گی تو طلاق مغلظہ واقع ہوجائے گی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۵/۲/۱۷ھ

یمین فور

سوال:۔ زید وعمر میں چند باتوں میں کھیت میں ہل چلانے کے درمیان تکرار ہوگیا، زید باپ ہے، اور عمر اس کا حقیقی بیٹا ہے، زید نے اپنے بیٹے عمر سے ہل اور بیل کھیت سے مکان بار بار لے چلنے کا حکم دیا، لیکن عمر چند منٹ خاموش بیٹھا رہا، جواب میں صرف اتنا کہتا رہا کہ آپ پہلے چلیں، باپ نے عمر بیٹے سے ناراض ہوکر کہا کہ اگر تم یہیں بیٹھے نہ رہو تو تمہاری ماں کو طلاق اور تین طلاق شام ہوچکی تھی باپ یہ کہہ کر گھر کی طرف چلا آیا، اور بیٹا کچھ توقف کے بعد وہ بھی مکان چلا آیا، باپ کا قصد تو صرف بیٹے کو قسم دلا کر غصہ سے کھیت میں روکدینا منظور تھا، نفس طلاق کا بالکل ارادہ نہ تھا، کیونکہ میاں بیوی میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے، بلکہ اپنے اس کہنے پر اس کو بہت ندامت ہے، اب سوال یہ ہے کہ آیا طلاق زید کی بیوی پر واقع ہوگئی یا نہیں؟ اگر واقع ہوگئی تو کونسی طلاق واقع ہوئی؟ مابین از دواجگی تعلق رکھنے کی کیا صورت ہے؟ جبکہ دونوا یاس کو پہنچ چکے ہیں، اور ایک دوسرے کی دیکھ ریکھ کے سخت حاجت مند ہیں، شرعی حکم بتانے کے بعد بتائیں کہ اصولاً زید کے حق میں یہ یمین فور ہے یا تعلیق طلاق علیٰ فعل اجنبی، جبکہ اس نے باارادۂ طلاق یہ کلمہ نہیں کہا ہے، بلکہ صرف بیٹے کو قسم دلا کر روکنا مقصود تھا، مسئلہ بالا کا شرعی حکم واضح طور پر بیان فرمائیں، عین نوازش ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

بظاہر یہ یمین فور ہے، ہمیشہ کیلئے اس جگہ بیٹے کو بٹھانا مقصود نہیں تھا، باپ کے کہنے کے بعد بیٹا

کچھ دیر وہاں بیٹھا رہا، لہٰذا طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ طلاق وہاں بیٹھے نہ رہنے پر تھی[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند یکم رمضان المبارک ۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند　〃　〃　〃

---

[1] وشرط للحنث فی ان خرجت مثلاً لمرید الخروج فعله فوراً لان قصده المنع لمن ذٰلک الفعل عرفاً ومدار الایمان علیه وهذة تمسی یمین الفور (الدرمختار شامی ، ص ۷۶۲/ج۳/ مطلب فی یمین الفور کتاب الایمان شامی نعمانیه ،ص ۸۴/ج۳/ باب الیمین فی الدخول، البحر الرائق ص۳۱۵ ج۴ کتاب الإیمان باب الیمین فی الدخول، مطبوعه الماجدیه کوئٹه سکب الأنهر ص۲۸۷ ج۲، کتاب الأیمان باب الیمین فی الدخول الخ دار الکتب العلمیة بیروت.

فصل دوم:

کلمۂ کلما کے ساتھ طلاق دینا

کلما کی قسم

سوال:۔ مثلاً زید نے مع احباء ملکر بکر وعمر کو کسی بات پر جبراً کہا ہے کہ دونوں کو آپس میں تا قیام مدرسہ گفتگو کرنے سے منع کیا جاتا ہے، اور اگر ایک کہیں چلا گیا اتفاقیہ دوسرے کے پاس اگر مہمان ہوگیا تو اس صورت میں علیٰ حالہ گفتگو کر سکتے ہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر خدانخواستہ تم دونوں میں سے کوئی بیمار ہوگیا، اور حالفین نے تیمارداری کی اجازت دی تو بول سکتے ہیں، اور بکر وعمر کو کہا ہے کہ تم دونوں عدم گفتگو پر حلف کھا سکتے ہو یا نہیں، اگر کھا سکتے ہو لفظ کلما کے ساتھ حلف کھالو اور یوں کہو کہ میں نے فلاں کے ساتھ تا قیام مدرسہ قولاً وتحریراً گفتگو کی تو جتنی عورتوں سے نکاح کرونگا مطلقہ ہو جائیں گی، اور بکر اور عمر نے مجبوراً تسلیم کرلیا اور ایک نے الفاظ مذکورہ زبان سے سنا دیئے دوسرے نے کہا مجھے یہ الفاظ تو یاد نہیں رہتا ہے لکھدو اور اسے پرچہ دیکھ کر سنا دیا تو تفصیل وار بحوالہ کتب وصفحہ تحریر فرمائی جائے، اور گر محلوفین کے درمیان آپس میں قرض ہے تو اسکی ادائیگی کی کیا صورت ہوگی اور اگر محلوفین اور غیر محلوفین شریک ہو کر کھانا پکاویں اور ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھالیں ایک پیالہ سے، تو حانث ہوں گے یا نہیں، نیز اس قسم کے حلف دینے والے کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

صورت مسئولہ میں اگر تا قیام مدرسہ بکر اور عمر کسی قسم کی بھی گفتگو کریں گے تو حانث ہوجائیں گے، خواہ قولاً گفتگو کریں خواہ تحریراً حتی کہ اگر ایک مثلاً بکر کسی مجمع میں موجود تھا، اور عمر نے آکر السلام علیکم کہا تب بھی حانث ہوجائیں گے، اسی طرح اگر تشمیت کی یا اور کوئی بات کی جو کچھ قرض کا معاملہ آپس میں ہے اس کے متعلق جبر کرنے والوں سے کہیں کہ وہ کوئی انتظام کریں یا کوئی اور شخص وصول کرکے دیدے، شریک ہوکر بغیر گفتگو کے کھانے پکانے اور ساتھ کھانے سے حانث نہ ہوگا۔ "**لان اليمين وقعت على الكلام لاعلى المواكلة**" اگر گفتگو کریں گے تو حانث ہوجائیں گے، اور جو نکاح کریں گے طلاق ہوجائے گی، البتہ اگر کسی فضولی نے نکاح کردیا اور حالف نے قول سے نہیں بلکہ فعل سے اجازت دیدی اس طرح مہر زوجہ کے حوالہ کردیا تو پھر اس حلف کی وجہ سے طلاق واقع نہ ہوگی، اگر گفتگو کرنے سے پہلے نکاح کرلیا تب طلاق نہ ہوگی، اور اس صورت میں خواہ خود نکاح کرلے خواہ کوئی وکیل کرے، خواہ فضولی کرے "**ان كلم فلانا فكل امرأة يتزوجها فهي طالق فهو على التزوج بعد الكلام** اھ بزازیہ،[1] ص ۲۸۸/ ج ۴/ **ولومر الحالف على جماعة فيهم المحلوف عليه فسلم عليهم الحالف حنث وان لم يسمع المحلوف عليه** اھ ہندیۃ،[2] ص ۹۷/ ج ۲/ **ولو عطس فلان فقال يرحمك الله يحنث كذافي الخلاصة** اھ ہندیۃ،[3] ص ۹۹/ ج ۲/ حلف

---

[1] بزازيه على الهندية كوئٹه ص۲۸۸ ج۴ كتاب الايمان، الثامن فى الكلام، نوع آخر فى المعترضة، خلاصة الفتاوى ص۱۴۴ ج۲ كتاب الايمان، الفصل التاسع فى اليمين فى الكلام، الجنس الثانى فى المعترضة مطبوعه لاهور.

[2] هنديه كوئٹه ص۹۷ ج۲ الباب السادس فى اليمين على الكلام، خانيه على الهنديه ص۱۰۲ كتاب الايمان فصل فى الكلام والقراءة بحر كوئٹه ص۳۳۲ باب اليمين فى الاكل والشرب واللبس والكلام.

[3] هنديه كوئٹه ص۹۹ ج۲ الباب السادس فى اليمين على الكلام، تاتارخانيه كراچى ص۴۲۰ كتاب اليمان، الفصل العاشر فى الحلف على الاقوال، نوع منه فى الكلام، خلاصة الفتاوى ص۱۴۳ ج۲ الفصل التاسع فى اليمين فى الكلام مطبوعه امجد اكيڈمى لاهور.

لایتزوج فالحیلة ان یزوجه فضولی ویجیزه بالفعل اھ "اشباہ، ص[۱] ۱۳۱/)

اس قسم کا حلف دینا اکثر مشائخ کے نزدیک ناجائز ہے، اگر مدعیٰ علیہ انکار کردے تو قاضی جبر نہیں کرسکتا، اور نہ سکوت کی وجہ سے فیصلہ جائز ہے، اگر فیصلہ کردیگا تو وہ نافذ نہ ہوگا، اور بعض علماء کے نزدیک جائز ہے "والیمین باللّٰہ تعالیٰ لابطلاق وعتاق الااذا الخ اھ کنز، والتحلیف بالطلاق والعتاق والایمان المغلظة لم یجوزہ اکثر مشائخنا اھ وفی الخانیة وان اراد المدعی تحلیفه بالطلاق والعتاق فی ظاهر الروایة لایجبره القاضی الیٰ ذٰلک لان التحلیف بالطلاق والعتاق حرام ومنهم من جوزه فی زماننا والصحیح مافی ظاهر الروایة اھ وفی کتاب الحظر والاباحة من التتارخانیه والفتویٰ علی عدم التحلیف بالطلاق والعتاق اھ وفی خزانة المفتیین کمافی منیة المفتی وزاد فلو حلفه القاضی بالطلاق فنکل وقضی بالمال لاینفذ قضائه علیٰ قول الاکثر اھ واما من قال بالتحلیف بهما فیعتبر نکوله ویقضیٰ به اھ بحر، [۲] ص ۲۱۳/ ج۷/"۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸/۶/۵۹ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ　　الجواب صحیح عبد اللطیف مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/ج۲/۵۹ھ

کلما کی قسم

سوال:۔ زید نے کلما کی قسم کھائی جس کی صورت یہ ہے کہ وہ شخص کہتا ہے کہ کلما کی قسم کھا کر

---

[۱] الاشباه والنظائر ص ۲۱۹ الفن الخامس وهو فن الحیل، السادس فی النکاح، دار الاشاعت دهلی، الدر مع الشامی زکریا ص ۶۷۲ ج۵ باب الیمین فی الضرب والقتل مطلب حلف لا یتزوج فزوجه فضولی، هندیه کوئٹه ص ۴۱۹ ج ۱ الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثانی فی تعلیق الطلاق بکلمة کل وکلما.

[۲] بحر کوئٹه ص ۲۱۳ ج۷ کتاب الدعوی، مجمع الأنهر ص ۳۵۵ ج۳ کتاب الدعوی دار الکتب العلمیة بیروت، الدر مع الشامی کراچی ص ۵۵۵ ج۵ کتاب الدعوی.

کہتا ہوں کہ فلاں کام میں نے نہیں کیا، حالانکہ اس نے وہ کام کیا، اور یہ قسم ایسے شخص نے کھائی جو کلما کے معنی اور اس کا مطلب اور اس کا اثر جانتا تھا، تو کیا صرف اتنا لفظ کہہ دینے سے قسم منعقد ہوجائے گی، یا پوری عبارت کہنے سے منعقد ہوتی ہے، اور اس قسم میں حانث ہونے پر کوئی حیلہ یا کفارہ ہے، جو بیوی کو طلاق نہ پڑے، مدلل مفصل مع حوالہ کتب جواب مرحمت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صرف اتنا کہنے سے قسم منعقد نہیں ہوئی[۱] اس لئے حانث ہونے اور کفارہ ادا کرنے یا حیلہ تلاش کرنے کا اس پر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، البتہ جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے اس سے اجتناب لازم ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۳/۸۵ھ

کلما کی قسم

سوال: ۔زید نے جھوٹی قسم کھائی اور پھر یہ کہا کہ اگر میں اس قسم میں جھوٹا ہوں تو جب جب میں نکاح کروں میری بیوی کو تین طلاق، اب اگر زید نکاح کرنا چاہتا ہے، تو اس کے لئے کوئی گنجائش شرعی ہے یا نہیں؟ بعض علماء نکاح فضولی سے اس کے لئے نکاح صحیح ہوجانے کو کہتے ہیں،

[۱] قد اشتهر فی رساتیق شر وان أن من قال جعلت كلما أو على كلما أنه طلاق ثلاث معلق، وهذا باطل ومن هذيانات العوام، شامی کراچی ص۲۴۷ ج۳ باب الصريح ان اليمين لغيره تعالىٰ تارةً يحصل بها الوثيقة ای استيثاق الخصم بصدق الحالف كالتعليق بالطلاق والعتاق مماليس فيه حرف القسم وتارة لمايحصل مثل وابيک ولعمری فانه يلزمه بالحنث فيه شئی فلاتحصل به الوثيقة (شامی کراچی، ص ۷۰۵/ج۳/ مطلب فی حکم الحلف بغيره تعالىٰ شامی نعمانيه، ص ۴۶/ج۳/کتاب الايمان)

[۲] عين الكذب حرام، شامی کراچی، ص۴۲۷/ج۶/ باب الحظر والاباحة الزواجر ص ۱۸۹ ج۴ الكبيرة الاربعون بعد الاربع مائة الكذب الذى فيه حد أو ضرر طبع مصطفى الباز مكه مكرمه، كتاب الكبائر ص ۱۰۱ الكبيرة الثلاثون الكذب فى غالب اقواله، مطبوعه نزار مصطفى الباز، مكه مكرمه.

اور بعض انکار کرتے ہیں، اور شریعت مطہرہ کا اس میں جو بھی حکم ہو جس سے نکاح کے بعد طلاق واقع نہ ہو اس کو بیان فرمادیں، اگر نکاحِ فضولی سے اس کا نکاح صحیح ہو جائے، تو ایسا طریقہ تفصیل سے بیان فرمائیں، جس میں شرعی قباحت نہ ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کسی شخص نے اس طرح کہا کہ اگر میں فلاں کام کروں تو جب جب میں نکاح کروں میری بیوی پر تین طلاق، تو اس کے لئے اس قسم سے بچنے کے لئے تدبیر یہ ہے کہ کوئی شخص جو کہ حالات سے واقف ہو وہ جس عورت سے اس کا نکاح مناسب سمجھے بحیثیت فضولی نکاح کردے، مثلاً اس عورت سے کہے میں نے تمہارا نکاح اتنے مہر پر فلاں شخص سے کردیا وہ عورت جواب میں کہے کہ میں نے اس کو قبول کیا، اور ایجاب وقبول کم از کم دو گواہوں کے سامنے ہو، پھر یہ فضولی اس قسم کھانے والے سے آکر کہے کہ میں نے فلاں عورت سے تمہارا نکاح کردیا ہے، اتنا مہر لاؤ، وہ زبان سے کچھ نہ کہے بلکہ کل یا جزءِ مہر دیدے، پھر وہ مہر عورت کے پاس پہنچا دے، اس طرح اس نکاح فضولی کی یہ اجازت فعلی ہوئی، جس سے نکاح درست ہوگیا، اور قسم بھی نہیں ٹوٹی، اور اس عورت پر طلاق بھی واقع نہیں ہوئی۔

”ففی جمیعها ای جمیع الا لفاظ اذا وجد الشرط انتهت الیمین الا فی کلما فانها تنتهی فیها بعد الثلاث مالم تدخل علیٰ صیغة التزوج لدخولها علیٰ سبب الملک فلو قال کلما تزوجت امرأةً فهی طالق تطلق بکل تزوج ولو بعدزوج اٰخر والحیلة فیه عقد الفضول وکیفیة عقد الفضولی ان یزوج فضولی فاجاز بالفعل بان ساق المهر ونحوه لابالقول فلاتطلق اھ“[1] مجمع الانهر، مختصرا، ص ۴۱۸-۴۱۹/ ج ۱/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۲۶/۴/۲۶ ۱۴۰۶ھ

[1] مجمع الانهر، ص ۵۹-۶۰/ ج ۲/ باب التعلیق من کتاب الطلاق، (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

(جبراً کلما کی قسم لینا) نابالغ کی قسم، قسم کا کفارہ

سوال:۔زید ایک شخص بہت ہی غصہ والا ہے، اس نے ایک لڑکے سے جس کی عمر ۱۳/ یا۱۴/ یا۱۵/سال ہے اپنے غصہ کا رعب ڈالکر حلف اٹھوایا کہ اگر کوئی بات میں آپ سے پوشیدہ رکھوں تو میری بیوی پر جب میں شادی کروں طلاق ہے، پھر جتنی مرتبہ میں شادی کروں اتنی ہی مرتبہ طلاق پڑے، اگر چہ اس لڑکے کی ابھی شادی تو کہاں منگنی کی بات بھی کہیں طے نہیں ہوئی، اور یہ حلف چند ایسے امور کے متعلق اٹھوایا ہے جن کے ظاہر ہونے میں زید اور اس کی بیوی اور تمام گھر میں فتنہ وفساد برپا ہونے کا اندیشہ ہے، لہٰذا دریافت طلب امور یہ ہیں:۔

(۱) کیا زید شرعی طور پر جب کہ وہ لڑکا اس کا کوئی قرابت دار بھی نہیں، بلکہ زید کے لڑکے سے تعلیم پاتا ہے، اس لڑکے سے حلف اٹھوا سکتا ہے؟

(۲) کیا زید کے غصہ کے رعب میں آکر یہ حلف اس لڑکے کا اٹھانا شرعی حیثیت سے حلف ہوسکتا ہے؟

(۳) کیا اس حلف کی پابندی اس لڑکے پر ضروری ہے؟

(۴) کیا اس کی خلاف ورزی پر اس لڑکے کی بیوی پر نکاح کرنے سے طلاق پڑ جاوے گی یا نہیں؟

(۵) کیا زید اس کے حلف کے ماتحت جس قدر حلف فعلاً اپنے حکم کا پابند بنانا کسی سے ملنے نہ دینا چاہئے اس کی تعلیم کا نقصان ہوا اٹھوا لے وہ سب قابل پابندی ہیں؟

(۶) کیا ان حلفوں کا اور طلاق والے حلفوں کا کوئی کفارہ ہوسکتا ہے؟

(۷) اگر ہو تو اس سے مطلع فرمائیں؟

(**گذشتہ کا بقیہ حاشیہ**) دار الکتب العلمیة بیروت، هندیه کوئٹه ص ۱۹۴ ج ۱ الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثانی فی تعلیق الطلاق بکلمة کل وکلمها، الدر مع الشامی زکریا ص ۷۶۲ ج۵ باب الیمین فی الضرب والقتل، مطلب حلف : لا یتزوج فزوجه فضولی.

برائے نوازش اور خدا کے واسطے اس کا جواب مع حوالہ کتب ونقل عبارت ونمبر وار عنایت فرمائیں تاکہ ایک مسلمان کا گھر محفوظ رہ سکے۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(١) یہ ظلم ہے (٢) اگر لڑکا نابالغ ہے تو اسکا حلف شرعاً غیر معتبر ہے اور اگر بالغ ہے تو اس کا حلف معتبر ہے، اگر اس کو احتلام ہوتا ہے، یا وہ پورے پندرہ سال کا ہے تو بالغ ہے[١]

(٣) بالغ پر پابندی ضروری ہے، نابالغ پر نہیں "واما شرائطها فی الیمین باللّٰہ تعالیٰ ففی الحالف ان یکون عاقلاً بالغاً فلایصح یمین المجنون والصبی وان کان عاقلاً ،هندیه[٢]، ص ۵١/ ج٢/"

(۴) اگر بوقت حلف لڑکا بالغ ہے تو اسکے خلاف کرنے سے طلاق پڑ جاوے گی[٢]

(۵) اگر حلف کرے گا اور وہ بالغ ہے تو پابندی لازم ہوگی[٢]، پھر مصلحت اس کے خلاف سمجھے توقسم توڑ کر کفارہ ادا کرے[٣]

(٦) اگر نابالغ ہے تو اس کا حلف ہی معتبر نہیں ہوگا، نہ اس کی پابندی لازم ہوگی[۴] مگر زید کا اس کی مصلحت کے خلاف اور نقصان دہ امور پر حلف لینا صریح ظلم ہے، اگر خلاف شرع کسی بات پر

---

[١] بلوغ الغلام بالاحتلام أو الاحبال أو الانزال ...... والسن الذی یحکم ببلوغ الغلام والجاریة إذا انتهیا إلیه خمس عشرة سنة، هنیده کوئٹه ص ٦١ ج۵ کتاب الحجر، الباب الثانی، الفصل الثانی فی معرفة حد البلوغ، تبیین الحقائق ص٢٠٣ ج۵ باب الحجر، فصل فی بلوغ الغلام الخ، طبع امدادیه ملتان، بحر کوئٹه ص٨۴،٨۵ ج٨ باب الحجر، فصل فی حد البلوغ.

[٢] هندیه کوئٹه ص ۵١ ج٢ کتاب الایمان، الباب الاول، شامی زکریا ص٣٧۴ کتاب الایمان، مطلب حلف لا یحلف حنث بالتعلیق، بحر کوئٹه ص٢٧٧ ج۴ اول کتاب الایمان.

[٣] الثانی أن یکون المحلوف علیه شیئاً غیره اولی منه ...... فالحنث افضل، بحر کوئٹه ص٢٩٢ ج۴ کتاب الایمان، النهر الفائق ص ۵٩ ج٣ کتاب الایمان، طبع مکه مکره، حاشیه شلبی ص١١۴ ج٣ کتاب الایمان امدادیه ملتان.

[۴] ملاحظه حاشیه[٢]۔

جبراً قسم لی ہے، تو اس خلاف شرع کی پابندی ناجائز ہے[۱]۔

(۷) ایک قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس بھوکوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے، یا دس غریبوں کو کپڑا پہنائے، یا دس غریبوں کو ہر ایک کو ایک صدقۂ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت دے، اگر اس کی قدرت نہ ہو تو ہر ایک قسم کے عوض میں تین روزے مسلسل رکھے، اور طلاق والے حلف میں یہ صورت ہو سکتی ہے کہ کوئی دوسرا شخص اس کا نکاح کر دے، اور وہ لڑکا زبان سے کچھ نہ کہے نہ ہی اس نکاح کو قبول کرے، البتہ فعل سے اس نکاح کی اجازت دیدے اس طرح کہ بیوی کا مہر معجّل ادا کر دے اس سے نکاح صحیح ہو جائے گا، اور طلاق واقع نہ ہوگی۔ ''(ای الکفارة) احد ثلثة اشیاء ان قدر عتق رقبة یجزی فیها مایجزی فی الظهار او کسوة مساکین او اطعامهم فان لم یقدر علی احد هذه الاشیاء الثلثة صام ثلثة ایام متتابعات و ان اختار الطعام فهو علی نوعین طعام تملیک و طعام اباحة، طعام التملیک ان یعطی عشرة مساکین کل مسکین نصف صاعٍ من حنطة او دقیق او سویق او صاعاً من الشعیر کمافی صدقة الفطر، وطعام الاباحة اکلتان مشبعتان غداء وعشاء او غداء ان او عشاء ان او عشاء وسحور، والمستحب ان یکون غداء عشاء بخبز وادام ویعتبر الاشباع دون مقدار الطعام اھ هندیه، ملخص، ص ۶۱/ ج ۲/[۲] حلف لایتزوج فالحیلة ان یزوجه فضولی ویجیزه

[۱] نوع لایجوز حفظها وهو ان یحلف علی ترک طاعة اوفعل معصیة، عالمگیری کوئٹه ص ۵۲ ج ۲ کتاب الایمان، الباب الاول، شامی زکریا ص۵۰۷ ج۵ کتاب الایمان، مطلب استعملوا لفظ ینبغی بمعنی یجب، بحر کوئٹه ص ۲۹۱ ج ۴ کتاب الایمان.

[۲] هندیه کوئٹه ص ۶۱، ۶۲، ۶۳ ج ۲ کتاب الایمان، الباب الثانی الفصل الثانی فی الکفارة، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۵۰۳ تا ۵۰۵ ج۵ کتاب الایمان مطلب کفارة الیمین، النهر الفائق ص ۵۸ ج ۳ کتاب الایمان مطبوعه مکه مکرمه.

بالفعل اھ (اشباہ[1] والنظائر، ص۳۱۱/)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱/۲/ ۵۹ھ

الجواب صحیح عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۲/ ۵۹ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۲/ ۵۹ھ

"کلّمَا تزوجت" کہنے کا حکم

سوال:- ایک شخص حلف اٹھاتا ہے اس نوع سے کہ جب نکاح کروں جب میری عورت کو طلاق اور وہ غیر شادی شدہ ہے، پھر شادی کرتا ہے تو اس کی عورت کو طلاق واقع ہوگی یا نہیں، اس قسم کے حلف کا کیا حکم ہے، مفصل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس حلف کا حکم یہ ہے کہ جب وہ نکاح کرے گا جب ہی اس کی عورت پر طلاق ہو جائے گی۔
وفیها کلها تنحل ای تبطل الیمین اذا وجد الشرط مرة الا فی کلما فانه ینحل بعد الثلاث فلا یقع ان نکحها بعد زوج اٰخر الا اذا دخلت کلّما علی التزوج نحو کلما تزوجتک فانت کذا لدخولها علٰی سبب الملک وهو غیر متناه اھ درمختار[2] ص: ۷۷۲، ج:۲۔ فقط واللّٰه تعالٰی اعلم

حررهٗ العبدمحمود گنگوهی عفا اللّٰه عنه معین مفتی مدرسه مظاهر علوم سهارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلهٗ مفتی مدرسه مظاهرعلوم سهارنپور

صحیح: عبد اللطیف غفرلهٗ ٤/٢/ ٦٣ھ

[1] الأشباه والنظائر ص ۲۱۹ الفن الخامس وهو فن الحیل السادس فی النکاح، مطبوعه دار الاشاعت دهلی، الدر مع الشامی زکریا ص ۶۷۲ ج۵ باب الیمین فی الضرب والقتل مطلب حلف لا یتزوج فزوجه فضولی، هندیه کوئٹه ص ۴۱۹ ج ۱ الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثانی فی تعلیق الطلاق بکلمة کل وکلما. (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

کلما کی قسم اور اس کا حل

سوال:۔زید نے اپنی زبان سے صرف یہ ادا کیا ہے کہ میں نے کلما کی قسم کھائی ہے اور اس کی نیت میں یہ ہے میں جب جب کسی عورت سے نکاح کروں گا، تو اس کو طلاق ہے، اور قسم کو زید نے اللہ اور اس کی صفات کے ساتھ متعلق نہیں کیا ہے، تو قسم واقع ہوگی یا نہیں؟

نوٹ:۔قسم واقع ہو یا نہ واقع ہو کلما کی قسم کو توڑنے کی کوئی صورت ہو تو لکھدیں، اگر نہ ہو تو نکاح کرنے کی کوئی صورت ہو تو ضرور لکھیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قسم کا مدار الفاظ پر ہوتا ہے، نہ کہ اغراض پر جیسا کہ فقہ میں تصریح ہے "**مبنیٰ الایمان علی الالفاظ دون الاغراض**" اور متن درمختار میں یہ الفاظ ہیں "**الایمان مبنیة علی الا لفاظ لاعلی الاغراض**"[1] لہذا کلما کی قسم منعقد ہی نہیں ہوئی، کیونکہ غیر اللہ کی قسم کھانے سے قسم منعقد نہیں ہوتی،"**وحاصله ان الیمین لغیره تعالیٰ تارةً یحصل بها الوثیقة ای استیثاق الخصم بصدق الحالف کالتعلیق بالطلاق والعتاق مما لیس فیه حرف القسم وتارةً لایحصل مثل وابیک ولعمری فانه لایلزمه بالحنث فیه شئی فلا تحصل به الوثیقة اھ**"[2] ردالمحتار، ص ۴۶/ ج ۳"، لیکن اگر کوئی شخص نکاح نہ کرنے کی قسم کھائے مثلاً اس

(گذشتہ کا حاشیہ) [1] الدر المختار مع الشامی کراچی ص:۳۵۲، ج:۳، مطبوعه نعمانیه ص ۵۰۰، ج ۲۔ باب التعلیق، مطلب ما یکون فی حکم الشرط، عالمگیری ص ۴۱۵ ج ۱ الفصل فی ألفاظ الشرط، مطبوعه کوئٹه فتاویٰ تاتارخانیه ص ۵۰۵ ج ۳ الأیمان بالطلاق، ادارة القرآن کراچی.

[1] الدر المختار مع الشامی کراچی، ص ۷۴۳/ ج ۳/ مبحث مهم باب الیمین فی الدخول والخروج کتاب الایمان ،شامی نعمانیه ،ص ۷۲/ ج ۳/) سکب الانهر ص ۲۷۷ ج ۲ باب الیمین فی الدخول والخروج، دار الکتب العلمیة بیروت، بحر کوئٹه ص ۲۹۹ ج ۴ باب الیمین فی الدخول والخروج.

[2] شامی کراچی ،ص ۷۰۵/ ج ۳/ مطلب فی حکم الحلف بغیره تعالیٰ شامی نعمانیه، ص ۴۶/ ج ۳/ اول کتاب الایمان) منحة الخالق علی البحر کوئٹه ص ۲۷۷ ج ۴ اول کتاب الایمان.

طرح کہے کہ اگر میں نکاح کروں تو میری بیوی کو طلاق یا جب جب نکاح کروں تو میری بیوی کوطلاق ،تو اس سے خلاصی کی یہ صورت ہے کہ اس کا کوئی دوسرا دوست اسکا نکاح کسی عورت سے کردے، اوراس کی طرف سے خود قبول کرے، پھر آکر اس سے کہے کہ میں نے تمہارا نکاح فلاں عورت سے کردیا، ایک انگوٹھی بطور مہر معجّل لاؤ اور وہ انگوٹھی خاموشی سے دیدے زبان سے کچھ نہ کہے اور یہ انگوٹھی اس کی طرف سے اس عورت کو دیدے کہ یہ تمہارے شوہر نے بطور مہر معجّل دی ہے، پس اسطرح قسم کھانے والے کی طرف سے یہ نکاح کی فعلاً اجازت ہوگئی، اور قسم کی وجہ سے اس پر طلاق واقع نہیں ہوگی،''**حلف لایتزوج فزوجۂ فضولی واجاز بالقول حنث وبالفعل لایحنث بہٖ یفتیٰ،خانیہ درمختار ، قولہ وبالفعل کبعث المهر اوبعضه بشرط ان یصل الیها وقیل الوصول لیس بشرط النهر** اھ[1] ردالمحتار،ص ۱۳۷۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۷/۷ ۱۴۰۶ھ

کلما کی قسم کا حل

سوال:۔(۱) زید نے کہا کہ اگر مجھے فلاں عورت یعنی ہندہ سے محبت یا عشق ہو تو جب جب میں کسی عورت سے شادی کروں تو اسے تین طلاق اور عربی میں بھی کہا''**کلما تزوجتها فهی طالق طالق طالق** '' اور حال یہ ہے کہ یہ مرد یعنی زید غیر شادی شدہ ہے، اس کا اب تک نکاح نہیں ہوا ہے، زید کو کبھی کبھی ہندہ کی طرف میلان ہوا ہے، مگر تھوڑی دیر خیال برا آیا اور پھر نکل گیا، تو اس شکل میں کسی عورت سے زید نکاح کرے گا، تو تین طلاق پڑیں گی یا نہیں؟ اگر تین طلاق واقع ہوگئیں تو دوبارہ اسی عورت یعنی مطلقہ سے نکاح کرنے کے بعد پھر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

---

[1] شامی کراچی، ص ۸۴۶/ ج۳/ مطلب حلف لایتزوج فزوجه فضولی شامی نعمانیه ، ص ۱۳۷/ ج۳/ باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک کتاب الایمان، مجمع الأنهر ص ۶۰ ج ۲ باب التعلیق، طبع بیروت، هندیه کوئٹه ص ۴۱۹ ج ۱ الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثانی فی تعلیق الطلاق بکلمة کل وکلما.

(۲) محبت کی صحیح تعریف کیا ہے؟

(۳) عشق کی تعریف کیا ہے؟

(۴) اگر نکاح کے جواز کی کوئی بھی شکل نہ ہو تو پھر زید کیا کرے؟ اگر نکاح کی اجازت نہ ملی تو یقیناً ہر قسم کی خرابیوں میں مبتلا ہو جائے گا، بلکہ ہو چکا۔

(۵) اگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق کوئی شکل نہیں ہے تو آیا زید کیا شکل اختیار کرے؟

(۶) اگر حالت اضطرار میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یا کسی اور کے مذہب پر عمل کرلے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید اسی عورت سے محبت کا مدعی ہے تو جس جس عورت سے جب جب نکاح کرے گا، طلاق مغلظہ ہو جائے گی، اور اس کے نکاح کی تدبیر یہ ہوسکتی ہے کہ کوئی دوسرا شخص بغیر اس سے دریافت کئے اور بغیر اجازت لئے کسی عورت سے نکاح کردے، اور زید کی طرف سے زید کے لئے فضولی بن کر خود ہی ایجاب وقبول کرلے اور زید کو اطلاع کردے کہ میں نے فلاں عورت سے اس کا یعنی زید کا نکاح کردیا، اتنا مہر معجّل دیجئے، اس پر زید زبان سے کچھ نہ کہے اور خاموش رہے اور مطلوبہ مہر معجّل دیدے تو یہ زید کی طرف سے اس کی اجازت بالفعل ہو جائے گی، اور نکاح درست ہو جائے گا، اور طلاق واقع نہیں ہوگی ''**ولو قال انت طالق ثلاثاً ان کنت انااحب ذٰلک ثم قال لست احبه وهو كاذب فهي امرأته ويسعه فيما بينه وبين اللّٰه تعالىٰ ان يطاها الىٰ قوله ان الحكم يدارعلى الظاهر وهوالاخبار. شامی، ص ۵۰۴/ ج ۲ /**[۱] **حلف لايتزوج فزوجه فضولی فاجاز بالقول حنث وبالفعل**

[۱] شامی زکریا، ص ۶۱۴/ ج ۴/ مطبوعہ کراچی، ص ۳۵۹/ ج ۳/ باب التعليق مطلب اختلاف الزوجين في وجود الشرط، هنديه كوئٹه ص ۴۲۳ ج ۱ الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا وغيرهما، بحر كوئٹه ص ۲۷ ج ۴ باب التعليق.

لایحنث وبہٖ یفتیٰ الخ درمختار قوله وبالفعل کبعث المهر او بعضه .شامی،[۱] ص ۷۳۱/ ج۳/.

اگر زید اس عورت سے محبت کا مدعی نہیں بلکہ منکر ہے تو نکاح کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی، **لعدم الشرط۔**

اگر زید نہ مدعیٔ محبت ہے نہ منکر محبت بلکہ اس کو علم ہی نہیں کہ اس کو محبت ہے یا نہیں، اس لئے اپنی کیفیت قلبیہ بیان کرتا ہے تو یہ کیفیت نہ محبت ہے، نہ عشق، بلکہ یہ جوانی کی ایک خواہش ہے۔ شعر:

ایں نہ عشق است کہ درمردم بود............ ایں فسا د خو ر د ن گندم بو د

عشق ومحبت کی تعریف اگر دیکھنا ہو تو ''گلستاں''[۲] باب پنجم اور ''بوستاں''[۳] باب سوم اور مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ[۴] دیکھئے:۔

عشق آں شعلہ است کہ چوں برفروخت
ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

تفصیل بالا کے بعد نہ زید کو بغیر نکاح رہنے کی ضرورت ہے نہ کسی اور امام کے مسلک کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

۱ الدرالمختار مع الشامی زکریا، ص ۶۷۲/ ج۵/ مطبوعه کراچی ص ۸۴۶/ ج۳/ کتاب الایمان، باب الیمین فی الضرب والقتل، مجمع الأنهر ص ۶۱ ج۲ باب التعليق، دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۱۲۱ ج۳ کتاب الایمان، باب الیمین فی الضرب والقتل، مطبوعه مكه مكرمه مطلب حلف لایتزوج فزوجه فضولی.

۲ گلستاں ص ۱۵۰ باب پنجم در عشق وجوانی، طبع ہمہ رنگ کتاب گھر دیوبند۔

۳ بوستاں ص ۹۳ باب سوم در عشق ہمہ رنگ کتاب گھر دیوبند۔

۴ مثنوی مولانا روم مترجم ص ۶۹ دفتر پنجم دربیان آنکہ ثواب عمل عاشق از حق ہم حقست وبس جل جلالہ، مطبوعہ دہلی۔

ردت کے بعد کلما کی قسم کا حال

سوال: ۔ کسی شخص نے کلما کی لفظ سے قسم کھالی اور یہ گمان وخیال کیا کہ دنیا میں اسکا کفارہ کسی چیز وصورت میں نہیں ہوسکتا لہٰذا وہ شخص مرتد ہوگیا، العیاذ باللہ تعالیٰ عنہ پھر وہ شخص آدھ گھنٹہ کے بعد اسلام لایا دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس ارتداد سے اس کے اعمال باطل ہوں گے یا نہیں اور کفارہ ساقط ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ غلط ہے کہ کلما کی قسم کھالینے کے بعد کوئی صورت جواز کی ممکن نہیں، مرتد ہونے سے تمام اعمال برباد ہوجاتے ہیں، حتی کہ اگر حج کر چکا تھا اس کا اعادہ لازم ہوتا ہے، موت کا وقت معلوم نہیں کیا خبر ہے کہ آدھ گھنٹہ گزرنے سے پہلے ہی موت آجائے، اور پھر نہ ختم ہونے والی زندگی دردناک عذاب کی حالت میں جہنم میں گزرے مرتد ہوجانے سے صاحبینؒ کے نزدیک تعلیق باطل نہیں ہوتی، پس اگر اسلام لانے کے بعد شرط پائی جاوے گی تو اس پر جزاء کا ترتب لازم ہوگا، ہاں امام اعظمؒ کے نزدیک البتہ مرتد ہونے کی وجہ سے بشرطیکہ دارالحرب میں جاکر لاحق ہوجائے تعلیق باطل ہوجاتی ہے، اور اس صورت میں جبکہ دارالحرب میں جاکر کوئی لاحق ہوجائے تو اس پر مرتد کے جمیع احکام جاری ہوں گے " **ثم اعلم ان ممایبطل التعلیق ارتداد الزوج ولحاقه بدارالحرب عنده خلافاً لهما اه بحر**[1] **ص ۲۱/ ج۴/ وقد بقی لها احکام کثیرة منها حبط العمل عندنا بنفس الردة ای ابطال العبادات وفی الخلاصة من ارتدثم اسلم وهو قد حج مرة فعلیه ان یحج ثانیا ولیس علیه اعادة الصلوٰة والزکوٰة والصیامات لان بالردة کانه لم یزل کافراً فاذا اسلم وهو غنی**

---

[1] بحر کوئٹہ ص ۲۱ ج۴ باب التعلیق، الدر مع الشامی کراچی ص ۳۴۹ ج۳، باب التعلیق، مطلب فی معنی قولهم لیس للمقلد الرجوع عن مذهبه، النهر الفائق ص ۳۹۱ ج۲ باب التعلیق، مطبوعه عباس احمد الباز مکه مکرمه.

فعلیه الحج ولیس علیه قضاء لسائر العبادات اھ من ارتدومات فانه یواخذ بعقوبة الکفر الاول والثانی الخ بحر،[۱] ص۱۲۷ / ج۵"

کلما کی قسم کے ساتھ قسم کھا کر جواز کی صورت یہ ہے" فلوقال کلما تزوجت امرأة فهی طالق تطلق بکل تزوج ولوبعد زوج اٰخر لان صحة هذا الیمین باعتبار ماسیحدث من الملک وهو غیر متناه وعن ابی یوسفؒ انه لو دخل علی المنکر فهو بمنزلة کل وتمام فی المطولات والحیلة منه عقد الفضولی اوفسخ القاضی الشافعی ،وکیفیة عقد الفضولی ان یزوجه فضولی فاجاز بالفعل بان ساق المهر ونحوه لابالقول فلاتطلق بخلاف ماذا وکل به لانتقال العبارة الیه وکیفیة الفسخ ان یزوج الحالف امرأة فیرفعان الامر الی القاضی فیدعی انه زوجها وقد تمردت علیه وزعمت انها بالحلف صارت مطلقة فیلتمس من القاضی فسخ الیمین فیقول فسخت هذه الیمین وابطلتها وجوزت النکاح فان امضاه قاضی حنفی بعد ذٰلک کان اجودوعقد الفضولی اولیٰ فی زماننا من الفسخ ،لکن فی الجواهر ان الفسخ اولیٰ لکونه متفقاً علیه فی روایة عن ابی یوسفؒ ثم ان کان الحالف شابا فاقدامه علیه افضل من العزوبة وان کان شیخاً فالعزوبة اولیٰ کمافی القهستانی والفتح وغیره اھ"(مجمع الانهر،ص ۴۱۹/ ج۱)[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/۱/۵۷ھ

الجواب صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/محرم ۵۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/محرم ۵۷ھ

---

[۱] بحر کوئٹہ ص۱۲۷ ج۵ کتاب السیر، باب احکام المرتدین، مجمع الأنهر ص ۱۵۰ ج۲ باب المرتد، طبع بیروت، النهر الفائق ص۲۵۵ ج۳ باب المرتدین، مطبوعه مکه مکرمه. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نکاحِ فضولی اور کلّما کی قسم کا اور بہشتی زیور کے ایک مسئلہ کی وضاحت

سوال:- میری نسبت جس لڑکی سے طے پائی ہے میں نے اس لڑکی کا نام لے کر یہ کہا کہ عالیہ کو نکاح کے بعد تین طلاق، میں یہ الفاظ جان بوجھ کر نہیں کہا ہوں ایسے ہی باتوں میں کہہ دیا ہوں کیونکہ میں اسکے مسائل سے واقف نہ تھا، اس پر ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ کے نکاح کرتے ہی تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی، اور اسکے بعد میں نے بہشتی زیور دیکھا، کسی شرط پر طلاق دینے کے بیان میں یوں لکھا ہے ''اگر تین طلاق کو کہا تھا تو تینوں پڑ گئیں۔ اور اب مغلظہ ہوگئی اس کے بعد مولانا تھانویؒ نے مسئلہ لکھ کر اس طرح شروع کیا۔

مسئلہ: نکاح ہوتے ہی جب اس پر طلاق پڑ گئی تو اس نے اس عورت سے پھر نکاح کرلیا تو اب اس دوسرے نکاح کرنے سے طلاق نہ پڑے گی۔ کیا اب میں اس لڑکی سے نکاح کرسکتا ہوں جس کا میں نے اوپر نام سنا دیا ہے، جس سے میری نسبت طے ہوگئی ہے، میں یہی مسئلہ سوچے ہوئے بہت سست بیٹھا تھا تو میری والدہ صاحب نے دریافت کیا تو میں نے اسی مسئلہ کا تذکرہ کیا، اس پر میری والدہ صاحب نے مجھ کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا، اگر یہ نہیں تو کوئی اور لڑکی سے بات چیت طے کریں گے، تو اس پر میں نے غصہ میں آکر یوں کہا کہ میں جس لڑکی سے نکاح کروں نکاح کے بعد تین طلاق، کیا میں عالیہ سے نکاح کرسکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پہلے تو آپ نے مسائل سے ناواقف ہوکر غلطی کی تھی، جس کی وجہ سے آپ فکر میں سست

(گذشتہ کا بقیہ) [۲] مجمع الأنهر ص ۶۱، ج۲، باب التعليق مطبوعه عباس ابن باز مكه مكرمه، الدر مع الشامی زکریا ص ۶۷۲ تا ۶۷۴ ج۵ باب اليمين فى الضرب والقتل، مطلب حلف لا يتزوج فزوجه فضولی، النهر الفائق ص ۱۲۱ کتاب الايمان، باب اليمين فى الضرب والقتل، طبع مكه مكرمه.

تھے، پھر والدہ کے دلاسہ دیتے وقت تو آپ بہشتی زیور میں مسئلہ دیکھ کر واقف ہو چکے تھے، پھر غصہ میں جو کچھ ان کو جواب دیا وہ پہلی غلطی سے بڑھ کر غلطی ہوئی اب صورت یہ ہے کہ جو شخص آپکے اس حال سے واقف ہو اور یہ بھی جانتا ہو کہ آپ کو کس لڑکی سے شادی کرنا پسند ہے، وہ بغیر آپکے کہے از خود اس لڑکی کا نکاح آپ سے کردے، یعنی وہ آپ کی طرف سے آپکے لئے قبول کرلے، مثلاً لڑکی کے والد سے کہے کہ آپ اپنی فلاں لڑکی کا نکاح فلاں سے یعنی آپ سے کردیں میں ان کی طرف سے قبول کرتا ہوں، اگر گواہوں کے سامنے یہ ایجاب وقبول ہو جائے اور پھر وہ شخص آپ سے آکر کہے کہ میں نے فلاں لڑکی کو آپکے لئے نکاح میں قبول کرلیا ہے، آپ انگوٹھی یا کچھ نقد دیجئے تا کہ بطور مہر معجّل آپ کی طرف سے اس کو دیدوں، آپ زبان سے کچھ نہ کہیں خاموش رہیں اور انگوٹھی یا کچھ نقد دیدیں، وہ شخص اس لڑکی کے پاس پہنچادے کہ یہ تمہارے شوہر نے دیا ہے بس اس طرح نکاح ہو جائے گا، اور کوئی طلاق نہیں ہوگی[۱]

بہشتی زیور[۲] میں جو مسئلہ لکھا ہے کہ نکاح ہوتے ہی طلاق ہو جائے گی، پھر اس نے اس سے نکاح کرلیا، تو اب دوسرا نکاح کرنے سے طلاق نہیں ہوگی اس وقت ہے کہ تین طلاق کے لئے نہ کہا ہو، جب تین طلاق کے لئے کہا تو اس کا یہ حکم نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱/۸۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/۲/۸۶ھ

جواب صحیح ہے: سید مہدی حسن غفرلہٗ ۳/۲/۸۶ھ

---

[۱] حلف لا يتزوج فزوجه فضولي فاجاز بالقول حنث وبالفعل لاوفي الشامية تحت قوله بالفعل كبعث المهر اوبعضه بشرط ان يصل اليها الخ الدرالمختار مع الشامي زكريا ص:٦٧٢، مطبوعه كراچی ص:٨٤٦، ج:٣، كتاب الايمان، مطلب حلف لا يتزوج فروجه فضولي، مجمع الأنهر ص٦٠ ج٢ كتاب الطلاق، باب التعليق، دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] بہشتی زیور ص۲۴ حصہ چہارم، مطبوعہ تھانوی دیوبند۔

کلما کی قسم کی وجہ سے موجودہ بیوی حرام نہیں ہوئی

سوال:۔ کسی چیز کی بیع وشراء کے باعث زید وبکر کے مابین تنازع ہوا زید کا کہنا ہے کہ ہم نے مبیع کی قیمت ادا کردی اور بکر کہہ رہا ہے کہ تم نے قیمت ادا نہیں کی ہے، اب زید مشتری اور بکر بائع دونوں اپنے معاملہ کو کسی عالم دین کے روبرو لے گئے، اور موصوف عالم دین کو دونوں فریقوں نے حکم بنایا جب حکم مدعی کے بیانات سے فارغ ہوئے اور بکر کے مدعیٰ علیہ زید سے اس مذکورہ معاملہ کے متعلق پوچھا گیا تو مدعیٰ علیہ زید بھی بکر مدعی پر الٹا دعویٰ کرتا ہے، کہ بکر کی تحریر میرے پاس موجود ہے، آج سے ایک ماہ قبل ہم نے ان کے ہاتھ فلاں چیز فروخت کی تھی اور اب تک انہوں نے قیمت ادا نہیں کی ہے، جس کا ثبوت میرے پاس بکر کی یہ تحریر ہے، اب فریقین میں سے کسی کے پاس گواہ موجود نہیں، عالم دین حکم زید سے کلما کی قسم لیتے ہیں، زید کلما کی قسم اس طرح کھاتا ہے کہ جب جب بھی میں کسی عورت سے شادی کروں ہم پر حرام ہے، (مطلقہ ہے) کہ میں نے بکر سے بیع واپس نہیں لی ہے، اس پر مدعی بکر حکم کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ زید کی شادی ۷۲ء میں ہوچکی ہے، زید نکاح ثانی کرے گا، یا نہیں؟ عالم دین حکم صاحب نے فرمایا کہ اے زید تمہاری قسم لغو ہوگئی پھر ثانیاً قسم کلما کھاؤ، تو زید نے بحالت غصہ یہ کہا کہ مجھے بکر کو قیمت دینا پڑے لیکن اب قسم نہیں کھاؤں گا

(۲) دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا زید کی بیوی زید کے لئے حرام ہوگئی یا اگر زید جب شادی کرے گا اس وقت اس کی بیوی اس پر حرام ہوجائے گی، اس لئے زید کا دعویٰ سراسر غلط تھا کہ بکر کی تحریر میرے پاس موجود ہے۔

(۳) کیا زید کی یہ قسم کلما واقعی لغو ہوگئی؟

(۴) شریعت مطہرہ میں قسم کلما کا کیا حکم اور مقام ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱/تا۴/) زید کے اس قسم کھانے کی وجہ سے موجودہ بیوی زید پر حرام نہیں ہوئی، البتہ آئندہ کسی عورت سے شادی کرے گا، تو طلاق ہوجائے گی۔

"فالحاصل ان کلما لعموم الافعال وعموم الاسماء ضروری فیحنث بکل فعل اھ شامی[1] نعمانیہ، ص ۵۰۰/ ج ۲/ "لغوان حلف کاذباً بظنه صادقافی ماض اوحال اھ درمختار علی هامش .شامی نعمانیه، ص ۴۷/ ج ۲/[2]

کیونکہ یہ آئندہ کے لئے ہے، طلاق کی قسم سے پرہیز لازم ہے، **"والیمین باللّٰه تعالیٰ لابطلاق وعتاق وان الح الخصم وعلیه الفتویٰ تتارخانیه لان التحلیف بها حرام خانیه اھ (درمختار[3]، ص ۲۴۷/ ج ۴/** فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم ۱/۶/۹۶ھ

محبوب سے بے وفائی پر قسم طلاق کا حکم

سوال: -صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص کسی سے محبت کرتا ہے، فرط محبت میں آکر قسم بالطلاق کھالیتا ہے کہ میں کبھی تجھ سے بے وفائی نہیں کروں گا، اگر کروں تو جب بھی میں نکاح کروں میری بیوی کو طلاق ہے، اب اگر کسی مجبوری کی وجہ سے اس کا محبوب اس سے ناراض ہوجاتا

[1] شامی نعمانیه ص ۵۰۰ ج ۲ کتاب الایمان،مطلب مایکون فی حکم الشرط، مجمع الأنهر ص ۶۰ ج ۲ کتاب الطلاق با ب التعلیق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، بحر ص ۱۶ ج ۴ کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[2] کتاب الایمان،مطلب فی معنی الاثم، شامی کراچی ص ۷۰۶ ج ۳ النهر الفائق ص ۹۴ ج ۳ کتاب الأیمان مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، مجمع الأنهر ص ۲۶۲ ج ۲ کتاب الأیمان مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[3] شامی نعمانیه ص ۲۴۷ ج ۴ کتاب الدعویٰ، خانیه ص ۴۲۰ ج ۲ کتاب الدعویٰ، باب الیمین مطبوعه کوئٹه، سکب الأنهر ص ۳۵۵ ج ۳ کتاب الدعوی مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

ہے، مگر یہ شخص قسم کھانے والا ہمیشہ اس کی طرف سے خوش رہتا ہے، اور حسبِ سابق اس کے ساتھ نیکوکاری پر آمادہ رہتا ہے، مگر اس کا محبوب اُس سے ناراض رہتا ہے، تو آیا طلاق واقع ہوگی یا نہیں،

الجواب حامداًومصلياً

اگر قسم کھانے والا بیوفائی نہیں کرتا چاہے اس کا محبوب ناراض ہوتو نکاح کرنے سے اس کی بیوی پر طلاق نہیں ہوگی[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] اس لئے کہ شرط پر معلق کیا تھا اور شرط نہیں پائی گئی اس لئے طلاق واقع نہیں ہوگی: اذا ضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً. عالمگیری ص: ٤٢٠، ج:١، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیرهما. مطبوعه کوئٹه، هدایه ص ٣٨٥ ج٢ باب الأیمان فی الطلاق، اشرفی دیوبند، البحر کوئٹه ص ٨ ج ٤ باب التعلیق.

فصل سوم : تعلیق طلاق سے بچنا

شرطِ طلاق ختم کرنے کی صورت

سوال :-زید کا نکاح ہندہ سے ہوئے عرصہ ہوگیا ایک روز غصہ میں زید نے اپنی بیوی سے یہ جملہ کہا کہ اگر تم وہاں جاؤ گی، (یعنی اپنے میکے) تو تم پر طلاق عائد ہوگی، ایک دومنٹ کے بعد ان کو یاد دلایا کہ اگر تم وہاں جاؤ گی، تو تم پر ویسا ہی ہوگا، جیسا کہ کہا گیا ہے، باقی اس وقت طلاق کا لفظ نہیں کہا، پھر کچھ عرصہ کے بعد (چودہویں دن) یہ کہا کہ اگر تم جاؤ گی (میکے) تو تم پر طلاق، باقی ہندہ ابھی تک زید کے گھر میں ہے، (۲) پھر زید نے تقریباً چار ماہ کے بعد ایک دن تکرار میں ہندہ کو یہ کہا کہ جاؤ میں نے تم کو چھوڑ دیا، لیکن ہندہ اب بھی زید (شوہر) کے گھر میں ہے اور ہندہ اس بات سے انکار کرتی ہے، کہ تم (یعنی زید) مجھ کو ایسا نہیں کہے ہو بلکہ چھوڑ دوں گا، لفظ کہے ہو، یا مجھے یاد نہیں ہے اور یہ بات ہوئے پورا ایک سال گذر گیا، کیا ہندہ پر طلاق ہوئی یا نہیں، اور اگر ہوئی تو کونسی اور کیا صورت ہے کہ ہندہ زید کے نکاح میں رہے، اور شرط معلق بھی ختم ہو جائے، صورتِ مذکورہ کو اچھی طرح سمجھ کر جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

پہلے لفظ (طلاق عائد ہوگی) سے طلاق واقع نہیں ہوئی خواہ کتنی ہی مرتبہ کہا ہو کیونکہ یہ طلاق

منجز نہیں بلکہ شرط پر معلق ہے، اور شرط پائی نہیں گئی لہٰذا طلاق نہیں ہوئی[۱] البتہ شرط ابھی باقی ہے، دوسرا لفظ کہ (جاؤ میں نے تم کو چھوڑ دیا) اس سے ایک طلاق صریح واقع ہوئی جس میں رجعت کا حق حاصل ہے، اگر عدت (تین حیض) گذرنے سے پہلے رجعت نہیں کی یعنی طلاق واپس لے لی یا تعلق زوجیت قائم کرلیا تو رجعت ہوگئی نکاح قائم رہا اگر رجعت کی بلکہ علیحدہ رہا یہاں تک کہ عدت گذر گئی تو اب رجعت کا اختیار نہیں رہا، اب وہ عورت میکے چلی جائے تاکہ شرط پوری ہوجائے، اور طلاق بھی واقع نہ ہو، اسلئے کہ بعد عدت بیوی نہیں رہی کہ اس پر طلاق واقع ہوتی پھر دونوں دو گواہوں کے سامنے دوبارہ نکاح کا ایجاب وقبول کرلیں، اب اگر وہ میکے جائے گی، تو طلاق واقع نہیں ہوگی[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۴/۶ ۱۴۰۰ھ

کیا شرطِ معلق کو واپس لیا جاسکتا ہے؟

سوال:-احقر نے اپنی زوجہ کو بوجہِ نزاع یہ کہہ دیا تھا کہ اگر تو اپنے ماموں ابراہیم کے گھر گئی اور ماموں کے سامنے آگئی تو تجھے طلاق ہوجائیگی، اس کے بعد تقریباً ایک ماہ بعد صبح کو ہنسی خوشی کہنے لگی کہ آج میں عابدہ کے گھر جو کہ رشتہ کی بہن لگتی ہے، جاؤنگی میں نے جواب دیا کہ تم ضرور جانا مگر میری والدہ کو ساتھ لے کر جانا تنہا مت جانا اس بات پر بگڑ گئی اور یہ کہنے لگی کہ آج میں معاملہ ہی ختم کردونگی، میں ماموں ابراہیم کے گھر جا کر معاملہ ختم کردونگی، یہ سنکر فوراً احقر نے اپنے بڑے بھائی امیر حسن اور دوسرے بھائی محمد موسیٰ محرر محاسبی دارالعلوم دیوبند کو بلا کر دونوں بھائیوں کے روبرو یہ

[۱] وإذا اضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً، الهندية ص ۴۲۰ ج ۱ الباب الرابع فى تعليق الطلاق، هدايه ص ۳۸۵ ج ۲ باب الأيمان فى الطلاق، مكتبه تهانوى ديوبند، البحر كوئٹه ص ۸ ج ۴ باب التعليق.

[۲] قال لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق فطلقها قبل وجود الشرط ومضت العدة ثم دخل الدار تنحل اليمين ولم يقع شئ. عالمگيرى ص:٤١٦، ج:١، الباب الرابع فى الطلاق بالشرط، شامى كراچى ص ۳۵۵ ج ۳ كتاب الطلاق، باب التعليق، تاتارخانيه ص ۵۶۳ ج ۳ باب الأيمان فى الطلاق.

کہہ دیا کہ میں اس کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ ہر جگہ جاسکتی ہے مجھے کوئی رنج نہ ہوگا، میری جانب سے اجازت ہے، میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں، اس کے بعد میرے دونوں بھائی واپس چلے گئے، اور میری بیوی نے ہاتھوں سے چوڑیاں اور کان سے لونگ نکال کر پھینک دی، اس کے بعد اپنی والدہ کے گھر چلی گئی اور شہرت کردی کہ مجھے طلاق دیدی، مجھے طلاق دیدی میں دوکان سے مغرب کے وقت گھر آیا تمام جگہ شہرت سن کر افسوس ہوا، اس کے بعد عشاء کی نماز کے بعد چند آدمی میرے بھائی امیر حسن کی بیٹھک میں تشریف لائے، (۱) جناب منشی مسعود جاوید صاحب (۲) حضرت مولانا خورشید عالم صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند (۳) مولوی محمد فاروق صاحب مالک عظیم بکڈپو، (۴) مولوی مشہود صاحب کتب خانہ والے (۵) مولوی حسن صاحب ایڈیٹر تجلی (۶) جناب محمد افضال صاحب، یہ حضرات تحقیق کر کے اور بیان حلفیہ کے تسلی کر کے چلے گئے، میں نے بیان حلف سے کہہ دیا کہ میں نے طلاق نہیں دی، اور جو الفاظ میں نے ایک ماہ پہلے کہے تھے، وہ واپس لے لئے تھے، اب ایسی صورت میں مسئلہ سے آپ آگاہ کریں کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر آپ کی بیوی اپنے ماموں ابراہیم کے گھر گئی اور ماموں کے سامنے آگئی تو آپ کی شرط کے مطابق بیوی پر طلاق واقع ہوگئی[۱] شرط پر طلاق کو معلق کردینے کے بعد شرط کے واپس لینے کا حق نہیں رہتا[۲] اگر واقعہ نزاعی ہے، اور فریقِ ثانی کا بیان اس کے خلاف ہے، تو ممکن ہے حکم بھی دوسرا ہوجائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۱/۱۴۰۰ھ

---

[۱] واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً عالمگيری ص: ۴۲۰، ج: ۱، الفصل الثالث فی تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما. مطبوعه كوئٹه، هدايه ص ۳۸۵ ج ۲ باب الأيمان فی الطلاق، مكتبه تهانوی ديوبند، البحر كوئٹه ص ۸ ج ۴ باب التعليق.

[۲] ليس للزوج ان يرجع فی ذلک ولا يفسخ. عالمگيری ص: ۳۸۷، ج: ۱، الباب الثالث فی تفويض الطلاق. الفصل الاول فی الاختيار. مطبوعه كوئٹه، الدر المختار علی الشامی ص ۳۳۲ ج ۳ فصل فی المشيئة، مطبوعه كراچی، البحر كوئٹه ص ۳۲۷ ج ۳ فصل فی المشيئة، باب تفويض الطلاق.

تعلیق کو ختم کرنے کی صورت

سوال:- زید بکر کو کہتا ہے کہ اگر تو نے عمر کو جو غیر حاضر ہے، جس پر کسی بات سے ناراض ہے، حالتِ غصہ میں کہتا ہے کہ اگر میں نے عمر کو لاٹھیاں نہ ماریں تو مجھ پر تین طلاق سے عورت حرام ہے، اور پھر اسی گفتگو کے دوران میں بکر نے زید کو کہا کہ عمر تمہارے بارے میں فلاں بات کہتا ہے تو زید نے کہا میں عمر کو لاٹھیاں ماروں گا، اور اسے خنزیر بناؤں گا، ورنہ مجھ پر تین طلاق سے عورت حرام ہے۔

نوٹ:-خنزیر بنانے سے یہ مطلب نہ تھا کہ اُسے انسان سے تبدیل کر کے خنزیر بنائے گا، بلکہ یہ محاورہ کے طور پر کہا جاتا ہے کہ مارے گا پیٹے گا، علاقہ میں یہ عام طور پر اسی موقعہ پر استعمال ہوتا ہے، نیز لاٹھیاں مارنے کے لئے وقت کی تخصیص نہیں کی گئی۔

(۲) زید عمر کو لاٹھیاں نہ مارے تو طلاق سے کس طرح بچ سکتا ہے، یا صرف لاٹھیاں مارنے سے ہی طلاق واقع نہ ہوگی، یا ارادہ لاٹھیاں مارنے کا رکھتا ہے، اور موقع نہیں ملتا، کیونکہ طلاق میں وقتِ معین نہیں رکھا گیا ہے، اور طویل عرصہ یعنی سال دو سال بعد لاٹھیاں مارے تو پھر اس صورت میں اس وقت طلاق سے بچے گا، یا کوئی اور صورت بھی ہے؟

(۳) یہاں کے ایک عالم ہیں وہ فرماتے ہیں کہ زید اپنی بیوی کو طلاقِ بائن دے پھر عمر کے ساتھ مصالحت کرلے اور تین حیض گذرنے پر از سرِ نو نکاح کرلے تو جائز ہو جاتا ہے، اور قسم سے بچ سکتا ہے، اور یہ مسئلہ شرح وقایہ میں ہے کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ اور اگر مصالحت نہ بھی کرے اور بائن طلاق دیدے اور تین حیض گذرنے پر پھر نکاح کرلے اور لاٹھیاں نہ بھی مارے تو جائز ہے یا نہیں، اگر زید عمر کو لاٹھیاں مارے تو دشمنی پھوٹ پڑے گی، کیونکہ زید عمر رشتہ دار ہیں کسی طریق سے زید بچ سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) اگر لاٹھیاں مارنے کا زید ارادہ رکھتا ہے اور موقعہ نہیں ملتا اور ایسی حالت میں زید یا عمر فوت

ہوجاتا ہے تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟ اگر زید اور عمر ایسے میں صلاح ومشورہ کر کے طلاق سے بچنے کے لئے زید عمر کو آہستہ لاٹھیاں ماردے تو اس صورت میں طلاق پڑنے سے بچ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں زید کے ذمہ ضروری ہے کہ عمر کو لاٹھیوں سے مارے، اگر نہیں ماریگا تو اسکی عورت پر طلاق واقع ہوجائیگی، اور چونکہ وقت کی پوری تحدید نہیں کی اسلئے زندگی میں کسی وقت ایسا کرلے، اگر نہیں کیا تو اخیر وقت میں طلاق کا حکم دیا جائیگا، لاٹھیونکو بھی متعین نہیں کیا، کہ کتنی تعداد ہوگی لہٰذا کم ازکم دولاٹھیاں مارنا ضروری ہے، خواہ اس طرح کہ دولاٹھیاں لے کر ایک دم ماردے یا علیحدہ علیحدہ مگر بدن پر لگنا اور تکلیف پہنچنا ضروری ہے: **وفی الذخیرة حلف لیضربن عبده مائة سوطٍ فجمع مائة سوطٍ وضربهٗ مرَّةً لا یحنث قالوا هٰذا إذا ضربه ضرباً یتألم به وَامَّا اذا ضربه ضرباً بحیث لایتأ لم به لا یبرّ لانه صورة لا معنًی وَالعبرة للمعنٰی ولو ضربه بسوط واحد لهٗ شعبتان خمسین مرَّةً کل مرَّة تقع شعبتان علٰی بدنه برّ فی یمینه لانه صارتا مائة سوط لما وقعت الشعبتان علٰی بدنه فی کل مرَّة وان جمع الاسواط جمیعاً وضربهٗ بها ضربةً ان ضرب بعرض الاسواط لا یبرّ لان کل الاسواط لم تقع علٰی بدنه وانما یقع البعض وان ضربهٗ برأس الاسواط ینظر ان کان قد سوی رؤس الاسواط قبل الضرب حتی اذا ضربهٗ ضرباً اصابهٗ رأس کل سوط برّ فی یمینه اما اذا اندس من الاسواط شئ لا یقع به البر علیه عامة المشائخ وعلیه الفتویٰ بحر[1] ج:٤، ص:٣٦٣۔**

طلاق دے کر ازسرنو نکاح کرنے سے قسم باطل نہیں ہوتی، اس لئے کہ زوالِ ملک سے تعلیق

[1] البحر الرائق ص: ٣٦٣، ج:٤، باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک، شامی کراچی ص٨٣٦، ٨٣٧ کتاب الأیمان، باب الیمین فی الضرب مطلب فی سماع المیت الکلام، النهر الفائق ص١١٥ ج٣ کتاب الأیمان، باب الیمین فی الضرب، مطبوعه مکه مکرمه.

باطل نہیں ہوتی، شرح وقایہ بابُ الحلف بالطلاق میں ہے: وزَوالُ الملک لا یبطل الیمین [۱]۔
اسی طرح بعینہٖ یہی عبارت متن کنز وتنویر وغیرہ میں موجود ہے، اس عبارت کی تشریح کرتے ہوئے ابن نجیم نے لکھا ہے۔ لانہ لم یوجد الشرط والجزء باقٍ لبقاء محله فتبقی الیمین وسیأتی ان زوال الملک بالثلاث مبطل للتعلیق فکان مراده هنا الزوال بما دون الثلاث بان طلقها بعد التعلیق واحدة او ثنتین فانقضت عدتها ثم تزوجها ثم وجدالشرط طلقت [۲] ص: ۱۹، ج:٤۔

دوسرے عدمِ مصالحت کی شرط نہیں کیا کہ مصالحت سے شرط ختم ہوجائے، جس عالم نے یہ مسئلہ شرح وقایہ کے حوالہ ہے سے بتایا ہے اگران سے عبارت نقل کرا کے بھیجی جاتی تو بہتر تھا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارن پور

طلاقِ معلق کومنسوخ کرنا

سوال:- زید نے اپنی زوجہ ہندہ کے ایک ماموں اور ایک خالہ کی کسی بات سے غصہ ہو کر ان دونوں سے تکلم پر طلاق کومعلق کر دیا، اگر ایک طلاق یا دوطلاق یا تین طلاق معلق کیا ہے ہر ایک کا کیا حکم ہے؟ اور ان دونوں میں سے کسی ایک سے تکلم پر طلاق واقع ہوگی یا دونوں سے تکلم پر؟ نیز جب کہ زید کا غصہ فرو ہوگیا، تو اپنی زوجہ کو ماموں اور خالہ سے تکلم کی اجازت دینا چاہتا ہے، تو طلاقِ معلق کے رفع کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ کیا ہے؟

[۱] شرح وقایه ص۱۰۰، ج۲، کتاب الطلاق، هدایه ص۳۸۶ ج۲، کتاب الطلاق، باب الأیمان فی الطلاق، مکتبه تهانوی دیوبند، النهر الفائق ص ۳۹۱ ج۲ کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطبوعه مکه مکرمه.
[۲] البحر الرائق ص۱۹ ج٤، باب التعلیق، النهر الفائق ص ۳۹۱ ج۲ کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطبوعه مکه مکرمه، الدر المختار علی الشامی کراجی ص۳۵۵ ج۳ مطلب زوال الملک لا یبطل الیمین.

الجواب حامداً ومصلیاً

جتنی طلاقوں کو معلق کیا ہے، تحقق شرط پر اتنی ہی طلاقیں واقع ہونگی، یعنی اگر ایک طلاق کو معلق کیا ہے، تو ایک ہوگی، دو کو معلق کیا ہے، تو دو ہوں گی، تین کو معلق کیا ہے تو تین ہوں گی، اگر دونوں میں سے ہر ایک کے تکلم پر جداگانہ طور پر معلق کیا ہے تو ہر ایک کے تکلم سے ہوجائے گی، اگر دونوں کے تکلم پر مجموعی طور پر معلق کیا ہے تو دونوں کے تکلم سے ہوگی ایک کے تکلم سے نہیں ہوگی،[1] ایک اور دو طلاق کے بعد رجعت کا اختیار باقی رہتا ہے تین طلاق کے بعد مغلظہ ہوجاتی ہے نہ رجعت کا اختیار رہتا ہے، نہ بغیر حلالہ کے تجدیدِ نکاح کی گنجائش رہتی ہے،[2] طلاق کو شرط پر معلق کردینے کے بعد اس کو منسوخ کرنے کا حق نہیں رہتا، اگر تین طلاق کو تکلم پر معلق کیا ہے، اور اب تکلم کی ضرورت ہے تو اس کی سہل صورت یہ ہے کہ ایک طلاق منجز دیدے اور عدت گذرنے کے بعد تکلم ہوجانے پر دوبارہ نکاح کرلیا جائے تو تکلم سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ شرط کا تحقق ایسی حالت میں ہوا کہ وہ زوجہ محلِ طلاق نہیں رہی، بلکہ مطلقہ ہوکر انقضائے عدت کے بعد اجنبیہ بن گئی، کذا فی الدرالمختار۔[3] واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۱۰/۲۱ھ

---

[1] ولو قال إن دخلتما هذه الدار أو كلتما فلانا أو لبستما هذا الثواب ...... فما لم يوجد منهما جميعا لا يقع الطلاق، تاتارخانية ص ۵۶۱ ج۳ كتاب الطلاق الأيمان بالطلاق، عالمگیری ص ۴۲۲ ج ۱ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق، مطبوعه کوئٹه.

[2] وإن كان الطلاق ثلاثا فى الحرة أو ثنتين فى الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها، تاتارخانية ص۶۰۳ ج۳ الفصل الثالث والعشرون عالمگیری ص۴۷۳ ج ۱ فصل فيما تحل به المطلقة، الدر المختار ص ۴۰۹ ج۳ باب الرجعة.

[3] فحيلة من علق الثلاث بدخول الداران يطلقها واحدة ثم بعد العدة تدخل فتنحل اليمين فينكحها. شامی کراچی ص:۳۵۵، ج:۳، شامی نعمانیه ص:۵۰۲، ج:۲۔ باب التعليق، مطلب مهم، عالمگیری ص۴۱۶ ج ۱ الباب الرابع فى الطلاق بالشرط، مطبوعه کوئٹه فتاوی تاتارخانیه ص۵۶۳ ج۳ باب الأيمان بالطلاق، ادارة القرآن کراچی.

’’اگر اپنی مرضی سے برتن لے گئی تو طلاق‘‘ کا حل

سوال:۔زید چار بھائی ہیں، سبھی بھائیوں کا کھانا پینا مشترک ہے ، زید اپنی بیوی بچوں کیساتھ اوپر کی منزل میں رہتا ہے اور زید کا بھائی نیچے کی منزل میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتا ہے، ایک دن کی بات ہے کہ زید کی بیوی زید کے بھائی کی بیوی سے برتن وغیرہ کے بارے میں جھگڑ گئی، زید نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے کہا جو برتن میں تم کو دیدوں وہی برتن نیچے کی منزل میں لے جاسکتی ہو، اگر تم اپنی مرضی سے نیچے کی منزل سے لے گئی ،تو تم کو طلاق اس کے بعد فوراً ہی اپنی بیوی اور بچے کو لے کر دوسرے گھر میں منتقل ہو گیا، جو پہلے گھر سے کچھ دور ہے ،اب اگر زید کا باپ چاروں بیٹوں کو علیحدہ کردے، اور مشترکہ تمام برتنوں کو تقسیم کر کے چاروں بیٹوں کو دیدے، اب اگر زید کی بیوی کسی ضرورت کے تحت پہلے والے گھر میں آئے اور علیحدہ والے برتن کو اپنی ضرورت کیلئے استعمال کرے ،تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی ، کیونکہ اب تو سبھی بھائی اپنے اپنے برتنوں کے مالک ہوگئے ، زید نے اپنی بیوی کو اس وقت کہا تھا جبکہ سبھی بھائیوں کا کاروبار، کھانا پینا مشترک تھا، اب سبھی بھائی علیحدہ علیحدہ ہوگئے ، کیا ایسی حالت میں زید کی بیوی نیچے کی منزل سے اوپر کی منزل میں بغیر زید کے دیئے کوئی بھی برتن لے جاسکتی ہے یا نہیں؟ اگر لے کر چلی گئی تو کیا طلاق واقع ہوجائیگی نیز اگر کسی صورت میں طلاق سے چھٹکارہ ناممکن ہوتو پھر اور دوسری صورت تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بات بات پر غصہ ہو کر طلاق کے الفاظ زبان پر لانا بہت ہی برا ہے، اس سے ہمیشہ احتیاط رکھیں، اب ایک صورت تو یہ ہے کہ زید اوپر کی منزل میں نہ رہے بلکہ نیچے کی منزل میں رہے، تاکہ نیچے کی منزل سے اوپر کی منزل میں برتن لے جانے کی بیوی کو نوبت ہی نہ آئے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جو برتن زید نے بیوی کو دیئے ہیں، ان برتنوں کے لے جانے کی تو ہر حال میں زید کی طرف سے اجازت ہے، اب جو برتن تقسیم کر کے والد نے دیئے ہیں وہی زید بیوی کو دیدے اور عام اجازت دیدے کہ میری طرف سے ہر ہر برتن نیچے کی منزل سے اوپر کی منزل میں لے جانے کی اجازت ہے، پس جو برتن بھی لے جاوے گی، وہ میری مرضی سے لے جاؤ گی، نہ کہ اپنی مرضی سے اس صورت میں بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی [1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۷/۱۳۹۹ھ

تعلیق کے بعد اجازت سے بھی تعلیق ختم نہیں ہوتی

سوال:- امیر حسن اور اکبر حسن کے سالے عبدالغفور کے درمیان جھگڑا ہوا، عبدالغفور نے اپنے بھانجے کو مارا، اور اس قدر مارا کہ مار کھانے والیکے بدن پر نشان پڑ گئے، لڑکے نے آکر اپنے والدین سے ماموں کی شکایت کی تو اکبر حسن اور عبدالغفور کی آپس میں لڑائی ہوئی اور ایسی لڑائی ہوئی کہ مار پیٹ کی نوبت آگئی، مار پیٹ کے دوران اکبر حسن کی بیوی حفیظہ بانو نے اس وقت اپنے بھائی کے حق میں اپنے شوہر اکبر حسن سے زبان درازی کی کہ اس وقت اکبر حسن نے اپنی بیوی حفیظہ بانو سے کہا کہ اگر تم اپنے بھائی عبدالغفور سے بولو گی تو میری جانب سے تین طلاق ہے، اس واقعہ کو تقریباً ۱۲/۱۴/سال ہوگئے ہیں، حفیظہ اپنے بھائی عبدالغفور سے ابھی تک بات چیت نہیں کرتی ہے، اسی غم میں وہ گھلتی رہتی ہے، اب اگر اکبر حسن اپنی بیوی حفیظہ کو اجازت دیدے کہ تم اپنے بھائی عبدالغفور سے بات چیت کر سکتی ہو، اور حفیظہ اپنے بھائی سے بات چیت کرے۔ براہِ کرم جواب تحریر فرمائیں۔

---

[1] کما یستفاد من هذه العبارة والحيلة للزوج فى ذلک ان يقول لها کلما شئت الخروج فقد اذنت لک، الفتاوىٰ التاتارخانية، ج۳/ص ۵۰۹/ الايمان بالطلاق فى حرف الباء ومسائل الاذن اذا جعل شرطاً. مطبوعه ادارة القرآن دارالعلوم الاسلامية کراچی.

الجواب حامداًومصلیاً

اگر اجازت دیدے اور پھر وہ اپنے بھائی سے بات چیت کرے تب بھی طلاقِ مغلظہ واقع ہوجائے گی، طلاق مغلظہ سے بچنے کی ایک صورت ہے وہ یہ کہ اکبرحسن اپنی بیوی کو ایک طلاق دے کر الگ رہے، جب عدت گذر جائے حفیظہ اپنے بھائی سے بات چیت کرلے اسکے بعد اکبر حسن اور حفیظہ بانو کا دوبارہ نکاح کردیا جائے، اس سے شرط ختم ہوجائے گی، پھر اگر حفیظہ بانو اپنے بھائی سے بات چیت کرے گی تو کوئی طلاق نہیں ہوگی[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مغلظہ کی تعلیق کو ختم کرنے کی ترکیب

سوال:- (۱) زید نے بیوی پر یہ شرط لگائی کہ تم پانچ بیگہ زمین کے بغیر میرے گھر میں داخل نہیں ہوسکتی، اگر اس شرط کو پوری کئے بغیر تم گھر میں داخل ہوئی تو تم کو تین طلاق، جواب طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ شرط میں زید کے نام پر مکان نہیں ہے، بلکہ ان کے والد مرحوم کے نام ہے اور وراثت ہنوز تقسیم نہیں ہوئی ہے، اگر زید کی بیوی اس گھر میں داخل ہوگی تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟

(۲) وراثت تقسیم ہونے کے بعد اگر مکان بیوی کے نام پر کردیا جائے اس کے بعد بیوی گھر میں داخل ہوگی تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟

(۳) تقسیم وراثت کے بعد اگر مکان بیوی کے نام زبانی ہبہ کردیا اور پھر بیوی اس گھر میں داخل ہوئی اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

---

[1] وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا لكن ان وجد فى الملك طلقت والا لا فحيلة من علق الثلاث بدخول الدار ان يطلقها واحدة ثم بعد العدة تدخلها فتنحل اليمين فينكحها. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص:٦٠٩، ج٤، مطبوعه كراچى ص:٣٥٥، ج:٣ باب التعليق، مطلب اختلاف الزوجين فى وجود الشرط، هدايه ص٣٨٦ ج٢ باب الأيمان مكتبه تهانوى ديوبند، البحر كوئٹه ص ۱۴ ج۴ باب التعليق.

(۴) اگر بیوی نے اپنے شوہر سے مکان خریدا، اور بیوی مع شوہر کے گھر میں رہنے لگی، تو کیا طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

(۵) وراثت تقسیم نہیں ہوئی، زید عمر دو بھائی اور ایک بہن فاطمہ ہے، کل والد مرحوم کے نام پر جائداد ہے، زید بڑا بھائی ہے، اس نے بہن بھائی کا حصہ چھوڑ کر اپنا حصہ مکان اپنی بیوی کے نام پر لکھ دیا، اور بیوی اس گھر میں رہنے لگی، اس صورت میں طلاق واقع ہوگی، یا نہیں؟ ان صورتوں کے علاوہ درستیٔ نکاح کی اور آسان صورتیں اگر ہوں تو لکھدیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(اتا۵) زید جس مکان میں رہتا ہے، عرفاً زید کا وہی مکان ہے، اگرچہ اس میں اس کے بھائی بہن بھی حصہ دار ہیں، اس لئے اس میں شرط کے پورا کئے بغیر بیوی کے داخل ہونے سے تین طلاق واقع ہوجائے گی[1] اس سے خلاصی کی آسان صورت یہ ہے کہ بیوی کو ایک طلاق بائن دیدے، وہ عدت پوری ہونے کے بعد اس مکان میں بلا شرط پوری کئے داخل ہوجائے، اس سے تعلیقِ زید ختم ہوجائے گی، اور طلاق بھی نہیں ہوگی، کیونکہ وہ محلِ طلاق نہیں رہی، پھر اس سے دوبارہ نکاح کرلے، اس طرح تعلیق سے نجات مل جائے گی[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۶/۲۴ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۶/۲۶ھ

---

[1] وإذا اضافه الی شرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق، هدایه ص ۳۸۴ ج ۲ کتاب الطلاق، باب الایمان فی الطلاق، مطبوعه تهانوی دیوبند، عالمگیری کوئٹه ص ۴۲۰ ج ۱ الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان، تاتارخانیه کراچی ص ۵۰۲ ج ۳ الفصل السابع فی الایمان بالطلاق.

[2] وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا لکن ان وجد فی الملک طلقت والا لا فحیلة من علق الثلاث بدخول الدار ان یطلقها واحدة ثم بعد العدة تدخلها فتنحل الیمین فینکحها. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص: ۶۰۹، ج ۴، مطبوعه کراچی ص: ۳۵۵، ج: ۳ باب التعلیق، مطلب اختلاف الزوجین فی وجود الشرط، عالمگیری کوئٹه ص ۴۱۶ ج ۱ الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الاول فی الفاظ الشرط، مجمع الأنهر ص ۶۲ ج ۲ باب التعلیق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

باب نہم

طلاق میں گواہی کا بیان

کیا طلاق کے لئے گواہی ضروری ہے

سوال:- طلاق کے ثبوت کے لئے گواہ ہونا چاہئیں، نیز گواہ عادل ہونا شرط ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قضاءً ثبوت کے لئے دو عادل گواہ شرط ہیں[1] اور دیانۃً ثبوت کے لئے ایک عادل گواہ بلکہ خود عورت کا سننا بھی کافی ہے، اور عورت کو جب کہ خود سنے یا ایک عادل گواہ اس کے سامنے بیان کرے وہ خود قاضی کے حکم میں ہے: **والمرأة كالقاضي لا يحل لها ان تمكنه اذا سمعت منه ذالک او شهد له شاهد عادل عندها اھ عالمگیری**[2] **ص ۳۵۴/ ج ۱/اس**

---

[1] ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً او غيره كنكاح وطلاق رجلان اورجل وامرأتان ولزم الى قوله العدالة لوجوبه الدر المختارعلى الشامي زكريا ص ۱۷۸/ ج۸/ مطبوعه كراچی ص ۴۶۵ /ج۵/ کتاب الشهادت، مجمع الأنهر ص ۲۶۱ ج۳ اول كتاب الشهادات، دار الكتب العلمية بيروت، بحر كوئٹه ص ۶۲ ج۷ كتاب الشهادات.

[2] عالمگیری ص ۳۵۴/ ج ۱/ الباب الثانی فی ايقاع الطلاق الفصل الاول فی الطلاق الصريح، مطبوعه مصر، شامی زكريا ص ۴۶۳ ج۴ باب الصريح، مطلب إن الصريح يحتاج فی وقوعه ديانة إلى النية بحر كوئٹه ص ۲۵۷ ج۳ باب الطلاق.

کو اپنے نفس پر قدرت دینا جائز نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۳؍۲؍۶۴ھ

طلاق کا ثبوت گواہوں سے

سوال:- لوگ کہتے ہیں کہ زید نے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی جب کہ زید سے دریافت کیا گیا تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے نسبتی بھائیوں کے ساتھ جھگڑا کر کے اپنی بیوی کو کیا کہا وہ مجھ کو یاد نہیں اور جب کہ ان کی بیوی سے وہ بات دریافت کی گئی تو وہ کہتی ہے کہ میرے خاوند نے مجھے مارنے کی وجہ سے میں اس وقت رو رہی تھی، اس حالت میں اس نے مجھ کو کیا کہا میں نے نہیں سنا، بعد ازاں لوگ کہتے ہیں کہ تیرے خاوند نے تجھے طلاق دیدی۔

(۱) منشی عبد الرحمٰن صاحب کہتے ہیں کہ میں رونے کی آواز سن کر زید کے مکان گیا تھا، اس وقت اس نے اپنی بیوی کو کہا ہے کہ تجھ کو طلاق تجھ کو طلاق خدا کے فضل سے تجھ کو بائن طلاق دیدیا یہ شاہد نماز پڑھتے ہیں۔

(۲) نواب علی کہتے ہیں کہ میں نے جھگڑے کے وقت زید کے مکان میں رہ کر تمام واقعہ کا معائنہ کیا وہ کہتے ہیں کہ تجھ کو طلاق، تجھ کو طلاق، خدا کے فضل سے تجھ کو طلاق یہاں تک کہ تجھ کو بائن طلاق دیدیا، دریافت کے بعد یہ گواہ کہتے ہیں کہ میں پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہوں، مگر جمعہ نہیں پڑھتا ہوں۔

(۳) روشن علی کہتے ہیں کہ میں جھگڑا سن کر زید کے مکان جا کر سنتا ہوں کہ وہ کہتے ہیں کہ تجھ کو طلاق، خدا کے فضل سے تجھ کو طلاق، تجھ کو بائن طلاق دے دیا، دریافت کے بعد وہ کہتے ہیں کہ میں نماز نہیں پڑھتا ہوں۔

(۴) حیدر علی کہتے ہیں کہ میں مکان کے اتر طرف درخت کے نیچے رہ کر سنتا ہوں کہ زید نے اپنی بیوی کو کہا کہ خدا کے فضل سے تجھ کو طلاق نماز کے متعلق دریافت کرنے سے وہ کہتے ہیں کہ حضور

میں با قاعدہ نماز نہیں پڑھ سکتا ہوں۔

(۵) کالا میاں کی بیوی کہتی ہے کہ جھگڑا تمام ہونے کے بعد زید نے اپنی منکوحہ کو کہا ہے کہ تجھ کو طلاق دے دی، طلاق دیدی، خدا کے فضل سے تجھ کو بائن طلاق دیدی نماز کے متعلق دریافت کرنے سے وہ کہتی ہے کہ میں نماز پڑھتی ہوں، اور واقعی یہ نماز پڑھتی ہے۔

(۶) رجب علی کی بیوی کہتی ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو کہا کہ تائی اے طلاق دیلام تائی اے طلاق دیلام، تائی اے طلاق بائن دیلام یعنی میں نے اس کو طلاق دیدی اس کو طلاق دیدی اس کو طلاق بائن دے دی، دریافت کے بعد وہ کہتی ہے کہ میں نماز نہیں پڑھتی ہوں۔

(۷) زید کے والد کہتے ہیں کہ طلاق دینے کی بابت میں نے کہیں نہیں سنی، وہ نماز نہیں پڑھتے ہیں۔

(۸) زید کے خسر کہتے ہیں کہ وہ میری لڑکی کے ساتھ جھگڑا کرنے کی وجہ سے اس کے مقابلہ کرنے کے لئے میرے لڑکے سب گئے تھے، اس اثناء میں میں وہاں جا کر دیکھتا ہوں میرے بھائی کے سر پر خون ہے، یعنی زید کے والد کے سر پر اس وقت میں نے اپنے لڑکوں کو وہاں سے ہٹا دیا، لیکن طلاق کے متعلق میں نے کوئی بات نہیں سنی، یہ شخص نماز پڑھتے ہیں۔

(۹) الطاف علی کہتے ہیں کہ میں نے زید سے دریافت کیا کہ تم کس بارے میں جھگڑا کرتے ہو کچھ نہیں یہ کہہ کر زید نے مجھ کو دھکا دے کر گرا دیا، مگر طلاق دینے کی کوئی بات میں نے نہیں سنی، وہ نماز پڑھتے ہیں۔

(۱۰) عبدالغنی کہتے ہیں کہ زید اپنی بیوی اور نسبتی بھائیوں کے ساتھ جھگڑا کر کے کہتے ہیں کہ تجھ کو میں طلاق دوں گا، تجھ کو میں طلاق دوں گا، یہ شخص نماز پڑھتے ہیں۔

(۱۱) انصر علی کہتے ہیں کہ میں جھگڑا سن کر ان کے مکان میں جا کر دیکھتا ہوں کہ زید نے اپنی بی بی کو کہا کہ تجھ کو طلاق دوں گا تجھ کو طلاق دوں گا، یہ شخص بھی نماز پڑھتے ہیں۔

(۱۲) عبداللہ کی والدہ کہتی ہے کہ زید نے ان کی بیوی کو کہا کہ تجھ کو طلاق تجھ کو طلاق دوں گا، یہ عورت نمازی ہے۔

نوٹ: زید کہتے ہیں، کہ ہمارے مکان کے متصل جانب مغرب میں جو زمین ہے اس کو لے کر نواب علی کے ساتھ کئی مرتبہ جھگڑا ہوا تھا، اور چند نمبر مقدمہ بھی ان کے ساتھ ہوئے ہیں، اس وجہ سے وہ میرے خلاف شہادت دیتے ہیں اور میرے بھائی کالا میاں کے بی بی کے ساتھ مکان کا حصہ لے کر جھگڑا کر کے میں نے ان کو مارا تھا، اسی وجہ سے وہ بھی میرے خلاف شہادت دیتے ہیں۔

اب خدمت اقدس میں گذارش ہے کہ صورت مذکورہ میں طلاق واقع ہوگئی، یا نہیں، بادلہ مع حوالہ کتب تحریر فرماویں، اور کسی مولوی صاحب نے کہا کہ صورت مذکورہ میں زید کی منکوحہ پر طلاق نہیں ہوئی، اس بناء پر زید اپنی منکوحہ کے ساتھ تقریباً دو سال سے اوقات گذار رہا ہے، اس اثناء میں ان کا ایک بچہ بھی پیدا ہوا ہے، اگر طلاق واقع ہوگئی، تو اس صورت میں شرعاً اس پر کیا حکم عائد ہوگا اور مولوی صاحب پر کیا۔ بینوا وتوجروا

الجواب حامداً ومصلیاً

نواب علی اور کالا میاں کی بیوی نے تو مخالفت کی وجہ سے شہادت دی ہے، مگر منشی عبدالرحمٰن، روشن علی، اور حیدر علی اور رجب علی کی بیوی نے کیوں شہادت دی اگر ان گواہوں میں سے کم از کم دو گواہ مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں بھی عادل ہیں تو ان سے طلاق کا ثبوت ہو جائے گا، ان کے واقعی حالات کی تحقیق کر لے جائے اور اگر مرد کو یاد نہیں رہا کہ غصہ میں کیا کہا ہے تو اس کو دو عادل گواہوں کے قول پر اعتماد کرنا کافی ہے: **قال فی الولو الجیة ان کان بحال لو غضب یجری علٰی لسانہ ما لا یحفظہ بعدہ جاز لہ الاعتماد علٰی قول الشاھدین ا ھ ردالمحتار**[1] ج ۲/ ص ۶۶۰/ اگر عورت کو خود سننا یاد نہیں اور کم از کم دو عادل گواہوں نے اس کے سامنے تین طلاق کو بیان کر دیا ہے، تو اس کو ہرگز جائز نہیں کہ کسی طرح زید کو اپنے اوپر قابو دے بلکہ جس طرح بھی ممکن ہو اس سے علیحدہ رہے، صورت مسئولہ میں تو گواہ موجود ہیں، اگر بالفرض گواہ گواہی دینے

---

[1] رد المحتار زکریا ص ۴۵۳/ ج ۴/ مطبوعہ کراچی ص/ ۲۴۴/ ج ۳/ کتاب الطلاق، مطلب فی طلاق المدھوش، تاتارخانیہ کراچی ص ۵۷۲ ج ۳ الفصل التاسع عشر فی الشھادۃ فی الطلاق والدعوی والخصومۃ فی ذلک.

کے بعد کہیں غائب بھی ہو جائے اور باقاعدہ عورت حاکم کی عدالت میں مقدمہ پیش کر کے تفریق نہ کرا سکے تب بھی عورت کو اس کے پاس رہنا درست نہیں بلکہ ہر ممکن تدبیر سے علیحدہ رہنا واجب ہے: **واذا شهد عند المرأة شاهدان عدلان ان زوجها طلقها ثلثا وهو يجحد ذٰلك ثم ماتا اوغاباقبل ان يشهدا عند القاضى لم يسعها ان تقوم معه وان تدعه يقربهاالخ عالمگیری**[1] ص ۴۹٦/ ج ۲/. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۹/۱/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ: صحیح: عبد اللطیف

طلاق میں بیٹوں کی شہادت

سوال:- ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ جھگڑا کر کے غصہ ہو کر کہا کہ طلاق دیدوں گا لیکن نہیں دی عورت نے بیان کیا ہے کہ میرے شوہر نے میرا نام لے کر لفظِ طلاق سے تین بار تین طلاق صاف دیدیا ہے اور اپنے دولڑکے عاقل بالغ عادل موجود ہیں، گواہ ہیں، دونوں نے شہادت دی کہ میرے باپ نے میری ماں کو نام لے کر لفظ طلاق سے تین بار طلاق دیا ہے، ہم نے خود سنا مگر تعداد معلوم نہیں، اور یہ بھی کہا باپ کو کہ اگر طلاق دینا ہو تو اچھی طرح دو جواب میں کہا کہ مجھے جیسے معلوم ہے، ویسے دیا ہے، اب علماءِ کرام سے التماس ہے، کہ اس عورت پر طلاق پڑی یا نہیں؟ اگر پڑی تو کونسی طلاق اور عندالشرع کیا حکم ہے، نیز شخصِ مذکور نے غصہ کی حالت میں عورت مذکورہ کو دو طلاق دیا تھا، چار پانچ سال گذر گئے، اِس طلاق اور اُس طلاق سے کچھ مناسبت ہے یا نہیں؟

التنقیح: چار پانچ سال ہوئے دو طلاق کیسی دی تھی، بائنہ یا رجعی، اگر رجعی تھی تو عدت کے اندر رجعت کی یا نہیں، اگر رجعت نہیں کیا یا طلاق بائنہ دی تو تجدید نکاح کی ہے یا نہیں؟ دونوں

---

[1] هنديه كوئٹه ص۴۷۵ ج۱ الباب السادس فى الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، بحر كوئٹه ص۵۷ ج۴ فصل فيما تحل به المطلقة، تاتارخانيه كراچى ص ۲۰۹ ج۳ كتاب الطلاق، مسائل المحلل وغيرها.

لڑکوں کے بیان میں پورے الفاظ طلاق دینے والے کے ذکر نہیں کئے گئے کہ صیغۂ ماضی (میں نے طلاق دی) یا صیغۂ مستقبل (میں طلاق دیدوں گا) سے طلاق دی ہے، لہٰذا ہر دو کے بیان میں اس کو صاف صاف لکھنا چاہئے، دوسرے لڑکے کے بیان میں ہے کہ یہ بھی کہا کہ طلاق دینا ہو تو اچھی طرح دیدو، اس کا کیا مطلب ہے، لڑکا کس طرح طلاق دلانا چاہتا ہے، صیغۂ ماضی سے یا صیغۂ مستقبل سے یا کسی اور طرح اور باپ کو کس طرح طلاق دینا معلوم تھا کہ جس طور پر طلاق دی ہے، امورِ بالا کو وضاحت سے تحریر کرنے پر اصل سوال کا جواب موقوف ہے، از دارالافتاء مظاہر علوم سہارن پور ۴/۵/۶۰ھ

تکمیلِ سوال : گذشتہ وہ دو طلاق بائنہ دی تھی اور تجدید نکاح کی ہے اور اس طلاق میں طالق کا قول ہے، کہ طلاق دیدوں گا، یعنی صیغۂ مستقبل سے بیان کیا ہے، اور مطلقہ کا قول ہے، صیغۂ ماضی پر یعنی میرے شوہر نے میرا نام لے کر زینب کو ایک طلاق، زینب کو دو طلاق اور زینب کو تین طلاق دی، صیغۂ ماضی سے بیان کی دونوں لڑکوں کا قول ہے، ماضی پر، اول لڑکے کا بیان ہے کہ میرے باپ نے میری ماں زینب کو کئی مرتبہ طلاق دیا، جب زینب کو طلاق طلاق کی آواز کان میں آئی اور تعداد معلوم نہ ہوئی، تو اس لئے باپ سے کہا کہ طلاق دینا ہو تو ایسے دو کہ جیسے لوگ طلاق دیا کرتے ہیں، باپ نے جواب دیا کہ لوگ جیسے طلاق دیا کرتے ہیں ایسے ہی میں نے دیا خلاصہ یہ کہ طالق کہتا ہے کہ طلاق دیدوں گا، مستقبل صیغہ سے اور مطلقہ اور دونوں گواہ کہتے ہیں کہ طلاق دیا ماضی کے صیغہ سے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں عورت طلاق کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر منکر ہے، دو لڑکے ماں کے موافق باپ کے خلاف شہادت دیتے ہیں، لہٰذا لڑکوں کی شہادت ماں کے موافق ہونے کی وجہ سے شرعاً قابل قبول نہ ہوگی اگر ماں طلاق کا دعویٰ نہ کرتی بلکہ انکار کرتی تو پھر لڑکوں کی شہادت قابل قبول ہوتی کیونکہ اس صورت میں وہ باپ اور ماں ہر دو کے خلاف تھے: رجل شهد عليه بنوه انه

طلق امهم ثلاثا وهو يحجد فان كانت الام تدعى فالشهادة باطلة وان كانت تجحد فالشهادة جائزة لانها اذا كانت تدعى فهم يشهدون لامّهم لانهم يصدقون الام فيما تدعى ويعيدون البضع الى ملكها بعد ما خرج عن ملكها واما اذا كانت تجحد فيشهدون على امهم لانهم يكذبونها فيما تجحد ويبطلون عليها ما استحقت من الحقوق على زوجها من القسم والنفقة وما يحصل لها من منفعة عود بضعها الى ملكها فتلك منفعة مجهودة يشوبها مضرة فلا تمنع قبول الشهادة اهـ وهٰذه من مسائل الجامع الكبير الخ "بحر"[1] ص ۸۸/ ج۷/.

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عورت کا دعویٰ طلاق کرنا اور نہ کرنا ہر دو مساوی ہے، کیونکہ طلاق حقوق اللہ میں سے ہے، لہٰذا ہر دو صورت میں لڑکوں کی شہادت قابل قبول ہونی چاہئے اس بناء پر فتاویٰ شمس الائمہ اوز جندی میں علی الاطلاق قبول شہادت کا حکم لگا کر وہو الاصح کہا ہے مگر صاحب بحر نے دعویٰ وعدم دعویٰ میں فرق کو ظاہر کر کے محیط برہانی سے جامع کبیر کے قول کی صحت نقل کی ہے: واورد عليه انَّ الشهادة بالطلاق شهادة بحق الله تعالٰى فوجود دعوى الام وعدمها سواءٌ لعدم اشتراطها واجيب بانه مع كونه حقاًلله تعالٰى فهو حقها ايضاً لم تشترط الدعوى للاوَّل وَاعتبرت اذا وجدت مانعةً من القبول للثانى عملاً بها اهـ وفى المحيط البرهانى معزيًّا الٰى فتاوىٰ شمس الائمة الاوزجندى ان الام اذا ادعت الطلاق تقبل شهادتهما قال وهو الاصح لانّ دعواها لغو قال مولانا وعندى ماذكره فى الجامع اصح اهـ بحر[2] ص ۸۸/ ج۷/. اگر پہلے طلاق دو مرتبہ واقع ہوچکی ہے، تو صرف ایک مرتبہ کہنے سے مغلظہ

---

[1] البحر الرائق ص ۸۱/ ج۷/ كتاب الشهادت، باب من تقبل شهادته و من لا تقبل، مطبوعه كوئٹه.

[2] البحر الرائق ص ۸۱/ ج۷/ كتاب الشهادت، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، مطبوعه كوئٹه، عالمگیری كوئٹه ص ۴۸۲ ج۳ كتاب الشهادات، الباب الرابع، الفصل الثالث فى من لا تقبل شهادته للتهمة، محيط برهانى ص۱۹۸ ج۱۳ كتاب الشهادات، الفصل السادس فى شهادة الرجل لابيه وأمه الخ طبع مجلس علمى گجرات.

ہوجائے گی، عورت نے چونکہ خود تین طلاق کو بصیغۂ ماضی سنا ہے، اس لئے اس کو ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ بغیر حلالہ کے شوہر کو اپنے اوپر قابو دے جو صورت بھی اس سے بچنے کی ممکن ہے اس کو اختیار کرے، ایسے مسائل میں عورت خود قاضی کا حکم رکھتی ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم سہارن پور ۳/۲/۶۰ھ صحیح: عبد اللطیف

گواہان عفت ومعصیت میں تقابل

سوال: – بعض گواہ کہتے ہیں کہ تعلقات ازدواجی شوہر کے انتقال تک باقی رہے یہ گواہ زوجین کی عفت کی گواہی دے رہے ہیں، گواہان طلاق عورت ومرد کو امور ناجائز وحرام کا مرتکب بتلا رہے ہیں، ایسی صورت میں گواہان عفت کا قول معتبر ہے، یا گواہان طلاق کا اور اس مدعی کا جو اپنے مردہ بھائی کو مرنے کے بعد حرام کار اور فاسق کہہ رہا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

گواہان عفت کے قول کو معتبر کہا جائے گا۔ **شهد اعلٰى انه مات وهى امرأته وآخران انه طلقها فالاولى اولٰى** اشباہ[۲] ص ۳۴۸/ اور گواہان معصیت کا بیان گواہان عفت کے مقابلہ میں قابل ترجیح نہ ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۱۶/۱/۵۴ھ

صحیح: عبد اللطیف ۸/ محرم ۵۴ھ

---

[۱] والمرأة كالقاضى لا يحل لها ان تمكنه اذا سمعت منه ذلك او شهد به شاهد عدل عندها عالمگیری ص ۳۵۴/ ج ۱/ الباب الثانى فى ايقاع الطلاق، الفصل الاول فى الطلاق الصريح. مطبوعه مصر، شامى زكريا ص ۴۶۳ ج ۴ باب الصريح، مطلب ان الصريح يحتاج فى وقوعه ديانة إلى النية بحر كوئٹه ص ۲۵۷ ج ۳ باب الطلاق.

[۲] الاشباه والنظائر ص ۱۲۹ / كتاب القضاء والشهادات والدعاوى، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلى.

جھوٹے گواہوں سے طلاق کا ثبوت

سوال:- اگر کسی عورت کو اس کا شوہر طلاق نہ دے اور عورت جھوٹ موٹ، طلاق کے ہونے کا دعویٰ عدالت میں دائر کرے اور جھوٹے جھوٹے گواہان کو شہادت میں پیش کرے اور عدالت اس پر وقوع طلاق کا فیصلہ دیدے اور حقیقت یہ ہے کہ طلاق نہیں ہوئی، تو عدالت کے فیصلہ کے بعد اس عورت کا نکاح ثانی کرنا عندالشرع وعنداللہ صحیح ہوگا، یا نہیں، اور جب کہ عورت کو طلاق کے نہ ہونے کا قطعی علم ہے تو عدالت کے اس فرضی فیصلہ کے بعد عورت اپنا نکاح ثانی کے بعد حقوق زوجیت ادا کرنے پر فعل حرام کی مرتکب ہوگی یا نہیں مفصل جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہی ہے کہ قضاء ظاہراً وباطناً نافذ ہوتی ہے، جس کا تقاضہ یہی ہے کہ صورت مسئولہ میں نکاح ثانی بعد عدت شرعاً درست ہو، اور حقوق زوجیت کو حرام قرار نہ دیا جائے، (قاضی کا مسلم ہونا ضروری ہے، پس عدالت غیر مسلم کا فیصلہ ایسے مسائل میں نافذ نہیں) صاحبین کے نزدیک قضاء صرف ظاہراً نافذ ہوتی ہے درمختار میں اسی قول پر فتویٰ نقل کیا ہے، شیخ ابن ہمامؒ نے امام صاحب کے قول کو قوی کہا ہے اور متون میں بھی قول امام منقول ہے: **وينفذ القضاء بشهادة الزور ظاهراً وباطناً والقاضى غير عالم بزورهم فى العقود كبيع ونكاحٍ والفسوخ كاقالة وطلاق لقول علىؓ لتلك المرأة شاهداك زوّجاك وقالا وزفرؒ والثلاثة ظاهراً فقط وعليه الفتوىٰ شرنبلالية عن البرهان اهـ درمختار قوله والفسوخ اراد بها ما يرفع حكم العقد فيشمل الطلاق ومن فروعها ادعت انه طلقها ثلاثاً وهو ينكر واقامت بينة زور فقضى بالفرقة فتزوجت باٰخر بعد العدة حل له وطؤها ولايحل للاول وطؤها ولا يحل لها تمكينه بحر اهـ قوله وعليه الفتوىٰ نقله ايضاً فى القهستانى عن الحقائق وفى البحر عن ابى الليث لكن قال وفى الفتح من النكاح وقول ابى حنيفةؒ هو الوجه قلت وقد حقق العلامة قاسم فى**

رسالته قول الامام بمالا مزيد عليه ثم اورد عليه اشكالا واجاب عنه وعليه المتون اھ رد المحتار[1] وقال فى مجمع الانهر وفى القهستانى اذا قضٰى القاضى بشهود زور انه طلقها ثلاثاً ثم تزوجت بزوج بعد العدة فانه يحل له الوطئ ظاهراً وباطناً واما عندهما فيحل له ولا يحل للثانى اذا علم وعن ابى يوسفؒ انه يحل للاول سراً وعن محمد مالم يدخل بها الثانى اھ[2] قال فى سكب الانهر فالمراد بالنفاذ ظاهراً تسليمها له وبالنفاذباطناً حل الجماع[3] اھ.

فقط واللّٰه سبحانه تعالٰى اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: عبد اللطیف عفی عنہ ۲۶/ذی الحجہ ۶۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ ۲۷/ذی الحجہ ۶۹ھ

طلاق کے گواہوں میں اختلاف

سوال: – زید کا واقعہ ہے، جس پر علمائے کرام کا فتویٰ طلاقِ مغلظہ کا ہو چکا ہے، اس کے بعد ہندہ کے والد چند اشخاص کے ساتھ زید کے گھر پہنچے، زید باہر جا چکا تھا، زید کے والد سے ہندہ کے والد نے رخصتی کے بارے میں کہا اور کہا کہ فتاویٰ آچکا ہے، تو ہم ہندہ کو رکھیں گے، اس پر ہندہ کے والد نے کہا کہ فتویٰ آ گیا ہے، اس میں کوئی گنجائش کا موقع نہیں ہے، اس پر زید کا والد زید کے یہاں چند اشخاص کے ساتھ پہنچا، زید موجود تھا، زید سے جب دریافت کیا گیا تو زید نے کہا کہ ہم کو مطلق یاد نہیں ہے ایک لڑکا عتیق کے کہنے پر کہ تم نے تین طلاق دیدیا ہے تو مولانا سے فتویٰ معلوم کیا گیا تو مولانا نے کہا کہ یہ طلاق مغلظہ ہوگئی ہے تو ہم لوگوں نے کہا کہ رخصتی کردیں رخصتی نہیں ہوئی،

---

[1] الدرا لمختار مع الشامی زکریا ص ۴۹/ ج۸/ مطبوعہ کراچی ص ۴۰۵/ ج ۵/ کتاب القضاء مطلب فی القضاء بشهادة الزور.

[2] مجمع الانهر ص۲۳۷/ ج۳/ کتاب القضاء فصل ثانی مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت.

[3] سکب الانهر علی مجمع الانهر ص ۲۳۷/ج۳/ کتاب القضاء، فصل ثانی، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت.

ہم لوگ واپس گئے، یہ زید کا بیان ہے کہ ہمارے والد کا بیان ہے کہ دو طلاق دیا ہے، اور گواہ محمد عتیق کا کہنا ہے کہ تین طلاقیں دیا ہے اور ہم کو کچھ یاد نہیں ہے اس پر علماءِ کرام نے رجوع کرنے کا فتویٰ دیدیا، جب رجوع کرنے کی خبر ہندہ کو ہوئی تو ہندہ کے والد پہنچے اور محلے کے دو چار آدمیوں کے سامنے رجوع کرنے کو غلط قرار دیا اور زید کے والد نے کہا کہ دو طلاق دیا ہے، اس پر ایک گواہ بھی ہے، ہندہ کے والد رضامندی وغیرہ کے ساتھ ہندہ کو اپنے یہاں لے آئے اور ہندہ ابھی تک یہیں ہے، اب زید کے والد اور زید کا سخت تقاضا ہے کہ رخصتی کر دیں، ہندہ کے والد پس وپیش کر رہے ہیں، کہ کس فتویٰ پر عمل کیا جائے، براہِ کرم آپ مطلع فرمادیں کہ اس بارے میں حکمِ شریعت کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

طلاقِ مغلظہ پر اگر شرعی شہادت موجود نہیں نہ شوہر کو اقرار ہے، نہ بیوی نے خود سنا ہے، تو طلاقِ مغلظہ کا حکم نہیں کیا جائے گا[1] بلکہ اندرونِ عدت رجعت کا اختیار ہوگا،[2] اگر عدت گذر چکی ہے تو طرفین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کی اجازت ہوگی حلالہ کی ضرورت نہیں[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٧/٩/٨٨ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ١٨/٩/٨٨ھ

---

[1] ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق ما لا او غيره كنكاح وطلاق الى قوله رجلان او رجل وامرأتان. الدر المختار على الشامي زكريا ص ١٧٨/ ج٨/ كراچی ص ٤٦٥/ ج٥/ كتاب الشهادت، مجمع الأنهر ص ٢٦١ ج٣ اول كتاب الشهادة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، بحر كوئٹه ص ٦٢ ج٧ كتاب الشهادة.

[2] واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها عالمگیری ص ٤٧٠/ج ١/ باب الرجعة، مطبوعه كوئٹه، مجمع الأنهر ص ٧٩ ج٢ باب الرجعة، دار الكتب العلمية بيروت، هداية ص ٣٩٤ ج٢ اول باب الرجعة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[3] واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد انقضائها عالمگیری ص ٤٧٢/ج ١/ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة. مطبوعه كوئٹه، هدايه ص ٣٩٤ ج٢ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة، دار الكتاب ديوبند، شامى كراچی ص ٤٠٩ ج٣ باب الرجعة مطلب فى العقد على المبانة.

ورثاء شوہر کا دعویٰ طلاق

سوال :- ایک شخص کے پاس اس کی عورت عرصہ دراز تک رہتی رہی بیماری میں اس کی خدمت بھی کی اس کی خدمت گذاری اور از دواجی تعلقات کے گواہ بھی موجود ہیں اور اس کی خدمت کا اعتراف کرتے ہیں، مرد نے اپنے مرض میں اس کے جملہ حقوق کو تسلیم کر کے بھائیوں سے سلوک کرنے کی وصیت بھی کی لیکن بعد وفات شوہر اس کے وارث عورت کا ترکہ و دین مہر غصب کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ اس کی عورت کو تقریباً ۸/سال ہوئے شوہر طلاق دے چکا ہے، ایسی صورت میں ورثاء کا قول بطلاق قابل سماعت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں ورثاء شوہر نے آٹھ سال تک اگر طلاق کی شہادت کو چھپایا ہے اور باوجود طلب کے شہادت نہیں دی، تو وہ اس کتمان اور تاخیر بلا عذر کی وجہ سے فاسق ہو گئے: **کتمان الشهادة کبيرة ويحرم التاخير بعد الطلب** اشباہ[۱] ص ۲۲۹/ **شاهد الحسبة اذا اخر شهادته لغير عذر لا يقبل لفسقه كما في القنية** اشباہ[۲] ص ۳۱۳/ نیز اس کی شہادت قابل قبول نہیں نیز مسلمان کے فعل کو حتی الوسع صحیح وحلال محل پر حمل کرنے کی شریعت نے تعلیم دی ہے **حمل فعل المسلم علی الصحة والحل واجب ما امكن** مبسوط سرخسی[۳]

---

[۱] الاشباہ والنظائر ص ۱۲۳/ کتاب القضاء والشهادات والدعاوی مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی، هنديه كوئٹه ص ۴۵۲ ج ۳ كتاب الشهادات، الباب الثانی فی بيان تحمل الشهادة الخ، تبيين الحقائق ص ۲۰۷ ج ۴ كتاب الشهادة، طبع امداديه ملتان.

[۲] الاشباه والنظائر ص ۱۱۸/ کتاب القضاء والشهادات والدعاوی. مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی، هنديه كوئٹه ص ۴۶۷ ج ۳ الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لا تقبل الفصل الثانی فيمن لا تقبل شهادته لفسقه.

[۳] مبسوط سرخسی ۶۲/ ج ۱۷/ باب اختلاف الاوقات فی الدعویٰ وغیر ذلک، مطبوعه دار الفكر بيروت.

ص ٢٧/ ج ٧ ١/ لہٰذا ان دونوں کے تعلقات کو ناجائز نہ کہا جائے گا اگر ورثاء شوہر کے قول کو صحیح بھی مانا جائے تو ہوسکتا ہے کہ شوہر نے طلاق رجعی دی ہو اس کے بعد رجوع کرلیا ہو یا طلاق بائنہ دی ہو مگر دوبارہ نکاح کرلیا ہو جس کا ورثاء شوہر کو علم نہ ہوا ہو لہٰذا اس صورت میں عورت حصہ شرعیہ وارثت کی مستحق ہوگی۔

اگر مہر معاف نہیں کیا ہے تو مہر کی مستحق ہوگی اور دین مہر وارثت پر مقدم ہوگا[١] البتہ اگر ورثاء شوہر طلاق مغلظہ وعدم حلالہ کی شہادت دیتے ہیں، اور ٨/ سال ہوئے یعنی طلاق کے وقت بھی شہادت دے چکے تھے اور ان میں شرائط شہادت عدالت ومروت وغیرہ بھی موجود ہیں تو ان کی شہادت معتبر ہوگی اور عورت وراثت کی مستحق نہ ہوگی دین مہر کی اس صورت میں مستحق ہوگی بشرطیکہ معاف نہ کیا ہو اور ورثاء شوہر کے مقابلہ میں دوسرے گواہ عدم طلاق کے عادل موجود ہیں تو ان کو ترجیح ہوگی[٢]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ ٦/ ١/ ٥٤ھ

صحیح: عبد اللطیف ٨/ محرم الحرام ٥٤ھ

بیوی نے طلاق کو سنا شوہر منکر ہے

سوال:- زید اپنی زوجہ کو تنگ کرتا تھا، اس کا باپ اپنے گھر لانے کیلئے گیا، اور زید پر اپنا ارادہ ظاہر کیا تو زید نے کہا کہ تم اسوقت اگر لے جاؤ گے تو میں آزاد کردوں گا، یہ سننے کے بعد زوجہ

---

[١] تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة مرتبة الاول يبدأ بتكفينه وتجهيزه من غير تبذير ولا تقتير ثم تقضى ديونه من جميع ما بقى من ماله ثم تنفذ وصاياه من ثلث ما بقى بعد الدين ثم يقسم الباقى بين ورثته سراجى ص ٤/ ٣/ مطبوعه ياسرنديم ديوبند، بحر كوئٹه ص ٤٨٩ ج ٨ كتاب الفرائض، عالمگيرى كوئٹه ص ٤٤٧ ج ٦ كتاب الفرائض الباب الاول.

[٢] شهدا على أنه مات وهى امرأته وآخران انه طلقها فالاولى أولى، اشباه ص ١٢٩ كتاب القضاء والشهادات والدعاوى، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلى.

کے باپ نے کہا اپنے پسر سے کہ انکا جھگڑا چلتا رہے گا، یہ سن کر زید نے کہا تین مرتبہ، کہ میں طلاق دے چکا ہوں، زوجہ کا باپ لڑکی کو اپنے ہمراہ لے گیا، زید طلاق سے منکر ہے، اور کہتا ہے کہ اس نے صرف یہ کہا تھا کہ اگر تم لے گئے تو میں طلاق دیدوں گا، شہادت جانبین کی موجود ہے، زوجہ اپنے باپ کے بیان کی تائید کرتی ہے، اور الفاظ مذکورہ سابقہ کا خود سننا ظاہر کرتی ہے، صورتِ مذکورہ میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اور نکاح کی تجدید کس طرح ممکن ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب عورت نے ٣/مرتبہ طلاق دینا خود اپنے کان سے سنا ہے، تو پھر اس کے لئے زید کو اپنے اوپر قدرت دینا جائز نہیں جو جائز صورت بھی عورت کے قبضہ میں زید سے بچنے کی ہو اختیار کی جاوے: **المرأة كالقاضي لا يحل لها ان تمكنه اذا سمعت منه ذلك او شهد به شاهدعدل عندها. عالمگیری**[١] **ص: ٣٦٩، ج: ٢.**

اگر دو عادل گواہ عورت کے پاس موجود ہیں تو مغلظہ ہو چکی اب بلا حلالہ تجدید نکاح کافی نہیں، بلکہ اگر حلالہ ہو جائے تو شرعاً نکاح جدید درست ہو سکتا ہے۔ **لقوله تعالىٰ فلا تحل له من بعد حتىٰ تنكح زوجاً غيره هدايه**[٢] **ص: ٣٧٩.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف ٢٩/صفر ٥٣ھ

---

[١] عالمگیری ص: ٣٥٤، ج: ١، مطبوعه كوئٹه، الفصل الاول فى الطلاق الصريح، شامى زكريا ص٤٦٣ ج٤ باب الصريح مطلب فى قول البحر ان الصريح يحتاج فى وقوعه ديانة الى النية، البحر الرائق ص٢٥٧ ج٣ باب الطلاق مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[٢] هدايه ص: ٣٩٩، ج: ٢، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، المحيط للسرخسى ص٨ ج٣ جزء ٦، كتاب الطلاق، مطبوعه دار الفكر بيروت، عالمگيرى ص٤٧٣ ج١ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه كوئٹه.

طلاق کے بعد شوہر منکر ہوگیا

سوال:- ایک شخص نامی امیر قلم چائے اپنی رفیقۂ حیات مسماۃ فاطمہ کو کہتا ہے کہ ''میں نے تین طلاق پر تجھ کو چھوڑا'' پھر ایک کنکر پھینک کر کہا چھوڑی، اور دوسرا پھینک کر کہا چھوڑی، پھر کہتا ہوں چھوڑی۔ چلا گیا جب کسی عالم نے دریافت شروع کی تو اس پر امیر قلم نے انکار کر دیا، اس پر غلام فاطمہ نے ثبوت پیش کیا کہ ایک عورت مسماۃ مہر خاتون نے بیان دیا کہ بیوی بصورت ناراضگی والدین کے گھر میں آئی ہوئی تھی اس سے اس کے راضی کرنے کی خاطر والدین کے پاس آیا کہ میرے بیوی کو میرے ہمراہ روانہ کردو، غلام فاطمہ نے بھائی جہانگیر سے کہا کہ یہ تمہارے ساتھ نہیں جائے گی، اس پر امیر قلم نے اسی حالت میں دومرتبہ کہا کہ جو چاہے ہو رہا کر دیا ہوں اس پر جہاں گیر خاں نے کہا جو تمہارا جی چاہے کرو اس پر امیر قلم نے اپنی منکوحہ کو مخاطب کر کے کہا تین طلاق پر میں نے تجھ کو چھوڑا، پھر ایک کنکر پھینک کر کہا چھوڑی، دوسرا پھینک کر کہا چھوڑی پھر کہتا ہوں، چھوڑی چلا گیا، دوسرا گواہ غلام فاطمہ مذکورہ کی والدہ نے بھی بعینہٖ یہی شہادۃ بیان کی تیسرا غلام فاطمہ کا والد اس نے بھی بعینہٖ شہادۃ بیان کی چوتھا گواہ غلام فاطمہ کا بھائی جہانگیر اس نے بھی بعینہٖ وہی شہادت دی اب یہ فرمایئے کہ اس صورت میں والدین کی گواہی اولاد کے حق میں باوجود حق اللہ ہونے کے تحریر فرمایئے منظور ہے یا نہیں، دوسرا عندالاحناف ایک مشت تین طلاق دینے سے طلاق مغلظہ واقع ہوئی یا نہیں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مسماۃ غلام فاطمہ کے سامنے یہ واقعہ پیش آیا ہے اور اس نے خود تین طلاق کو سنا ہے تو شرعاً اس کیلئے جائز نہیں، کہ اپنے اوپر امیر قلم کو قابو دے بلکہ جسطرح بھی ممکن ہو اس سے علیحدگی اختیار کرے، اور ہرگز اپنے اوپر قابو نہ دے کذا فی ردالمحتار[1] بھائی کی گواہی شرعاً قابل قبول ہے، کذا

---

[1] والمرأة كالقاضي إذا سمعته او أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه **(بقيه اگلے صفحه پر)**

فی العالمگیریہ[1] اجنبیہ عورت کی گواہی شرعاً معتبر ہوتی ہے لہٰذا اگر مسماۃ کا بھائی اور مسماۃ مہر خاتون دونوں ثقہ اور عادل ہیں تو ان کی گواہی معتبر ہے، مگر یہ نصاب شہادت نہیں، والدین کی گواہی قابل قبول نہیں، جس طرح کہ اولاد کی گواہی قابل قبول نہیں، مگر مسئلہ طلاق میں دوقول ہیں اور ہر دو کی تصحیح کی گئی ہے: **رجل شهد عليه بنوه انه طلق امهم ثلاثا وهو يجحد فان كانت الام تدعى فالشهادة باطلة وان كانت تجحد فالشهادة جائزة الخ وهٰذه من مسائل جامع الكبير الخ وفى المحيط البرهانى معزيا الٰى فتاوىٰ شمس الاسلام الاوز جندى ان الام اذا ادعت الطلاق تقبل شهادتهما قال وهو الاصح لان دعواها لغو قال مولانا وعندى أن ماذكره فى الجامع اصح اهـ بحر[2] مختصراً** ج:۷، ص: ۸۱. لہٰذا احوط یہ ہے کہ جب تک امیر قلم خود طلاق کا اقرار نہ کرے، یا کوئی اور گواہ شرعی میسر نہ آئے تو مسماۃ غلام فاطمہ دوسری جگہ نکاح نہ کرے اور اپنے اوپر قلم کو جماع وغیرہ کی قدرت نہ دے[3] عندالاحناف تین طلاقیں

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) بل تفدى نفسها بمال أوتهرب، ردالمحتار زكريا ص:۴۶۳، ج:۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۵۱، ج:۳، باب الصريح، مطلب فى قول البحر أن الصريح يحتاج فى وقوعه ديانة الى النية، البحر الرائق كوئٹه ص۲۵۷ ج۳ باب الطلاق، عالمگیری ص۳۵۴ ج۱ الباب الثانى فى ايقاع الطلاق، الفصل الاول، مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

(صفحہ ہٰذا) [1] تجوز شهادة الاخ لأخته كذا فى المحيط السرخسى. عالمگیری ص: ۴۷۰، ج:۳، كتاب الشهادة، الفصل الثالث فيمن لا تقبل شهادته للتهمة اولزوم التناقض الخ، مطبوعه كوئٹه، مجمع الأنهر ص۲۷۸ ج۳، كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، المحيط البرهانى ص۱۶۹ ج۱۳، الفصل الثالث فى بيان من تقبل شهادته الخ، مطبوعه المجلس العلمى ڈابھیل.

[2] البحر الرائق كوئٹه ص: ۸۱، ج:۷، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، المحيط البرهانى ص۱۹۸ ج۱۳، كتاب الشهادة، الفصل السادس فى شهادة الرجل على فعل من أفعال أبيه الخ مطبوعه المجلس العلمى ڈابھیل، عالمگیری ص۴۸۲ ج۳ كتاب الشهادات، الفصل الثالث فيمن لا تقبل شهادته للتهمة مطبوعه كوئٹه الخ.

[3] والمرأة كالقاضى إذا سمعته أو اخبرها عدل لا يحل لها تمكنيه الخ شامى كراچى ص۲۵۱ ج۳، مطبوعه زكريا ص۴۶۳ ج۴، مطلب ان الصريح يحتاج وقوعه ديانة الى النية، البحر الرائق كوئٹه ص۲۵۷ ج۳ باب الطلاق، عالمگیری ص۳۵۴ ج۱ الباب الثانى فى إيقاع الطلاق، الفصل الاول، كتاب الطلاق واما حكم طلاق البدعة.

واقع ہونے میں کوئی شبہ نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

اقرار طلاق کے بعد انکار

سوال:- زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی جو لوگ وقوع واقعہ کے وقت موجود تھے، ان میں سے دو عورتیں اور ایک مرد نے شرعی گواہی دی کہ زید نے چار مرتبہ کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، اور اثناء واقعہ میں اور ایک مرد آیا تو زید کو یہ کہتے ہوئے پایا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، اس مرد نے اس کو کہا کہ طلاق کا لفظ کوئی معمولی ہے، ایسا لفظ نہ کہو تو زید نے پھر کہا کہ تم کیا سمجھتے ہو ہاں میں نے اس کو طلاق دے دی، ایک دوسرے آدمی کے پاس زید نے اقرار کیا، کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں، اب دین مہر ادا کرنا ہے کس طرح ادا کروں گا، اس واقعہ کے دن سے یہ بات مشہور ہوگئی ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاقیں دیدی ہیں خود زید نے اپنی بیوی کو فوراً اپنے سے علیحدہ کر کے میکے میں بھیج دیا، لیکن چند دن بعد اب زید کا بیان ہے کہ میں نے تین مرتبہ کہا تھا کہ طلاق دیدیں گے، چوتھی مرتبہ کہا تھا کہ طلاق دیدی اس کی بیوی کہتی ہے کہ میرے شوہر نے پہلے ہی مرتبہ طلاق دیدی تھی، اور آخری مرتبہ میں طلاق دیدیں گے، کہا تھا، علاوہ ازیں زید کو خود اقرار ہے اور مذکورہ بالا بھی گواہی دے رہے ہیں، اس لئے علاوہ لفظ طلاق کے چند جملے اور بھی کہے مثلاً تم کو طلاق دیدیں گے، یا دیدیا ازیں اختلاف قول الشاہد والطالق تم میرے گھر سے اپنے میکے چلی جاؤ، تم میرے گھر سے نکل جاؤ پھر اس کے بعد اپنے والد اور بھائی سے مخاطب ہو کر کہا کہ میری شادی دوسری جگہ فوراً کرادو ورنہ میں ہیضہ والے گھر گھس کر مر جاؤں گا، یہ واضح ہے کہ یہ سارا واقعہ جھگڑا اور غضب کی حالت میں ہوا ہے۔

---

[1] فالكتاب والسنة وإجماع السلف توجب إيقاع الثلاث معاً وإن كانت معصية، أحكام القرآن للجصاص ص۳۸۸ ج۱ باب ذكر الحجاج لإيقاع الثلاث معاً، مطبوعه دار الكتاب العربي، بيروت، هدايه ص۳۵۵ ج۲ باب طلاق السنة، بدائع كراچى ص۹۶ ج۳.

الجواب حامداًومصلیاً

ایک مرد اور دو عورتیں جب کہ مقبول الشہادۃ گواہی دیں کہ ہمارے سامنے زید نے چار مرتبہ کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو شرعاً طلاق مغلظہ واقع ہوگئی[1] اور شوہر کے انکار سے کچھ نہیں ہوتا، پھر زید کا دوسرے شخص کے سامنے اقرار کرنا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی قوی دلیل ہے اس پر کہ زید نے وعدۂ طلاق پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ بالفعل طلاق مغلظہ دی ہے، اگر عورت نے خود ایک مرتبہ طلاق کو سنا ہے، اور دوسری اور تیسری مرتبہ طلاق سننے کا انکار کرتی ہے، البتہ کسی معتبر شخص نے اسکو خبر دی کہ زید نے میرے سامنے تم کو تین طلاقیں دینے کا اقرار کیا ہے تب بھی کافی ہے، یعنی یہ ضروری نہیں کہ وہ خود ہی طلاق کو سن لے بلکہ ایک عادل کی شہادت طلاق کی یا اقرار طلاق کی حرمت غلیظہ کیلئے شرعاً معتبر اور کافی ہے، اب عورت کو جائز نہیں کہ زید کو اپنے اوپر قابو دے:

صرح بہ الحصکفی فی باب العدۃ والمرأۃ کالقاضی لایحل لھا ان تمکنہ اذا سمعت منہ ذلک او شھد بہ شاھد عدل عندھا اھـ زیلعی[2] ص:۱۹۸، ج:۲،

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ ۸/محرم الحرام ۶۳ھ

---

[1] ونصا بھا لغیرھا من الحقوق سواء کان الحق مالاً اوغیرہ کنکاح وطلاق ووکالۃ ووصیۃ واستھلال صبی ولو للارث رجلان اورجل وامرأتان. الدرالمختار علی الشامی زکریا ص:۱۷۸، ج:۸، مطبوعہ کراچی ص:۴۶۵، ج:۵. کتاب الشھادت، زیلعی ص ۲۰۹ ج۴ کتاب الشھادۃ، مطبوعہ امدادیہ ملتان، ھدایہ ص ۱۵۴-۱۵۵ ج۳ کتاب الشھادۃ، مطبوعہ تھانوی دیوبند.

[2] زیلعی ص:۱۹۸، ج:۲، باب الطلاق، مکتبہ امدادیہ ملتان، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۵۴ ج۱ الباب الثانی، الفصل الاول، شامی زکریا ص۴۶۳ ج۴ باب الصریح، مطلب فی قول البحران الصریح یحتاج فی وقوعہ الخ بحر ص۲۵۷ ج۳ باب الطلاق، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ.

اقرارِ زوج کے بعد گواہوں کی ضرورت نہیں

سوال:- ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دیا، یہ سن کر گاؤں کے پانچ آدمی وہاں گئے اور شوہر سے پوچھا کہ تم اپنی بیوی کو رکھو گے یا چھوڑ و گے، اگر تم کو بیوی رکھنا ہے، تو ایک عالم سے فیصلہ لینا پڑے گا، اس وقت شوہر نے کہا کہ اگر حلالہ کی ضرورت پڑے تو نہیں لوں گا، مہر کی بابت روپیہ یا ایک بیگہ زمین دے کر رخصت کردوں گا، اس کے بعد عالم صاحب نے فیصلہ کے لئے مجلس منعقد کی اور شوہر سے دریافت کیا گیا تو اس نے اپنے خیالات اس طرح ظاہر کئے کہ میرا اپنی بیوی سے کبھی کبھی جھگڑا ہوتا رہتا ہے، آج میں نے غصہ میں بے قابو ہوکر اپنی بیوی کو کہہ دیا، جا تجھے گھر میں نہیں رکھوں گا، طلاق طلاق تین طلاق دیا، یہ بات شوہر نے تین آدمیوں کے سامنے کہی، اور دیگر حضرات بھی وہاں پر موجود تھے، جنہوں نے اس بات پر شہادت دی کہ واقعی شوہر نے طلاق دی، اب سوال یہ ہے کہ زید کی بیوی پر طلاق ہوگی یا نہیں جب کہ طلاق نامہ میں بھی شوہر نے تین طلاق لکھا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ شوہر کا بیان خود تین طلاق کا ہے، جس میں کوئی شرط نہیں کی گئی ہے، گواہ کی ضرورت نہیں، طلاقِ مغلظہ واقع ہوگئی[1]، اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی درست نہیں[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۹/۸۸ھ

---

[1] ولو اَقَرَّ بالطلاق کاذبا اوھازلا وقع قضاء. شامی زکریا ص: ۴۴۰، ج: ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۳۶، ج: ۳، کتاب الطلاق، مطلب فی الاکراہ علی التوکیل بالطلاق والنکاح والعتاق، البحر الرائق ص ۲۴۶ ج ۳ کتاب الطلاق، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ.

[2] وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ وثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً ویدخل بھا ثم یطلقھا اویموت عنھا. عالمگیری ص: ۴۷۳، ج: ۱، مطبوعہ کوئٹہ، (بقیہ آئندہ پر)

اقرارِ طلاق کے بعد گواہ کی ضرورت نہیں

سوال:۔ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو کسی وقت یہ کہہ دیا کہ تجھ کو طلاق ہے تو اپنے باپ کے یہاں چلی جا، ہندہ اپنے باپ کے پاس چلی گئی لیکن اس کے طلاق دینے کی کوئی معتبر اور ثقہ شہادت نہیں ہے، اس میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ ہندہ کو اپنے باپ کے یہاں ایک مدت گذر گئی، زید اس کو نہیں لاتا ہے، نہ لانے کی وجہ سے ہندہ کے ورثاء نے زید کو ایک مجلس میں جس میں قریب قریب دوسو آدمی تھے، مارنے کے لئے دھمکی دی زید نے اس مجلس میں لوگوں کے سامنے یہ کہد یا کہ میں نے اس کو بہت دن ہوئے چھوڑ دیا، اب اس میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اس کے کہنے کے بعد بہت دن گذر گئے جب ہندہ کا نکاح ہونے کو ہوا تو لوگوں نے کہا طلاق رجسٹری کر کے دیدو؟ پھر زید نے قاضی کے پاس جا کر طلاق نامہ رجسٹری کر کے دیا، اب رجسٹری شدہ طلاق کے تین روز بعد ہندہ کا نکاح ہوا، نکاح درست ہوا یا نہیں؟ کونسی طلاق معتبر مانی جائے گی، تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اگر تجدید نکاح کی ضرورت ہے، تو عدت میں جو نکاح ہوا گناہ کس کو لازم ہوگا، اس کے ازالہ کی کیا صورت شریعت نے مقرر کی ہے، معتبر کتب حنفیہ مع حوالہ جواب تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

جب زید نے اپنی بی بی ہندہ کو خطاب کر کے طلاق دیدی، اور زید اس کا اقرار کرتا ہے، تو شرعاً طلاق واقع ہوگئی کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں پھر جب مجلس میں بہت سے آدمیوں کے سامنے کہا کہ میں نے اس کو بہت دن ہوئے چھوڑ دیا تو پھر وہ سب مجلس کے لوگ گواہ بھی ہوگئے اگر اول مرتبہ طلاق دینے کے بعد عدت (تین حیض) گزر چکی اور اس کے بعد طلاق نامہ رجسٹری کرایا ہے تو اس سے کوئی نئی طلاق واقع نہیں ہوئی، بلکہ یہ پہلی ہی طلاق کی رجسٹری ہوئی لہٰذا اس سے کوئی نئی

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) باب الرجعة. فصل فيما تحل به المطلقة، مجمع الأنهر ص۸۷، ۸۸ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ص۵۶ ج۴ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه الماجديه كوئٹه.

عدت واجب نہیں ہوگی اوراس سے تین روز بعد جو ہندہ نے نکاح ثانی کیا ہے، وہ شرعاً درست ہوگیا۔

"الطلاق الصریح وھو کانت طالق ومطلقة وطلقتک وتقع واحدة رجعیة وان نوی الاکثر اوالا بانة اولم ینوشیئاً کذافی الکنز ولوقال انت طلاق ونوی بہ الطلاق عن وثاق لم یصدق قضاءً ویدین فیمابینہ وبین اللّٰہ تعالیٰ والمرأة کالقاضی لایحل لھا ان تمکنہ اذا سمعت منہ ذٰلک اوشھدبہ شاھد عدل عندھا اھ عالمگیری،[1] ص ۳۵۴/ جلدا (اذاطلق الرجل امرأتہ طلاقا بائنا اورجعیا اوثلاثاً اووقعت التفرقة بینھما بغیر طلاق وھی حرة ممن تحیض فعدتھا ثلاثة اقراءاھ فتاویٰ عالمگیری،[2] ج ۱ ص ۵۳۶۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۱۳/ذیقعدہ ۶۰ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۱۳/ذیقعدہ ۶۰ھ

الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۱۴/ذیقعدہ ۶۰ھ

شوہر کا طلاق کے بعد انکار اور گواہ کا گواہی سے انکار

سوال:-کسومہ کا نکاح محمد ابراہیم کے ساتھ ہوا، چندروز کے بعد محمد ابراہیم کسومہ کو تکلیف دینے لگا، کسومہ اپنے میکہ چلی آئی، دو تین سال تک کسی طرح گذر گیا پھر کسومہ کی والدہ نے محمد

---

[1] عالمگیری، ج ۱/ص ۳۵۴/ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق .(طبع کوئٹہ)، مجمع الأنھر ص ۱۱ ج۲ باب أیقاع الطلاق، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، ھدایہ ص ۳۵۹ ج ۲، باب ایقاع الطلاق، مطبوعہ تھانوی دیوبند.

[2] عالمگیری ،ج ۱/ص ۵۳۶/ الباب الثالث عشرفی العدة، ھدایة ص ۴۲۲ ج۲ باب العدة مطبوعہ تھانوی دیوبند، مجمع الأنھر ص ۱۴۲ ج۲ باب العدة، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

ابراہیم سے کہا کہ تم طلاق دے دو، اوراپنا زیور لے لو، محمد ابراہیم نے کہا ٹھیک ہے، زیور دیدو میں تو طلاق دیدوں گا، چنانچہ زیور اس کو دیدیا اور اس نے طلاق دیدی، جس کے گواہ محمد یونس اور بدھو ہیں، اور دو ہندو بھی موجود تھے، مگر اب محمد ابراہیم انکار کرتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی، لہٰذا دریافت کرتا ہوں کہ محمد یونس کی حلفیہ گواہی سے طلاق ثابت ہوگی یا نہیں؟ اور ہندو کی گواہی اس معاملہ میں معتبر ہے یانہیں؟ کیونکہ دوسرا گواہ بدھو بدل گیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں گواہی نہیں دوں گا، ایسی صورت میں کسومہ دوسرا عقد کرسکتی ہے یانہیں؟ نیز کسومہ کی والدہ کی گواہی اس موقع پر شرعاً معتبر ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر کسومہ کی طرف سے شرعی پنچایت میں طلاق کا مقدمہ پیش ہے، اور گواہ صرف محمد یونس باقی رہ گیا ہے، بدھو گواہی نہیں دیتا، تو کسومہ کا دعویٰ ایک گواہ کی گواہی سے ثابت مان کر پنچایت اس کے حق میں فیصلہ نہیں کریگی۔[1] ایک گواہ کو قسم دے کر دوگواہ کے قائم مقام نہیں بنایا جائیگا، ہندو کی گواہی اور کسومہ کی والدہ کی گواہی اس صورت میں مفید نہیں۔[2] لہٰذا اگر محمد ابراہیم قسم کھا کر طلاق کا انکار کرے گا تو اس کا انکار معتبر مانا جائے گا۔[3] لیکن اگر بدھو کے سامنے طلاق دی گئی ہے تو اس کا گواہی سے

---

[1] وشرط لغير ذلك رجلان او رجل وامرأتان مالاً كان الحق او غير مال كالنكاح والرضاع والطلاق. مجمع الانهر ص: ١٢٦١، ج:٣، كتاب الشهادت. مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، الدر مع الشامی کراچی ص٤٦٥ ج٥ اول كتاب الشهادات، هنديه كوئٹه ص ٤٥١ ج٣ كتاب الشهادات الباب الاول.

[2] لاشهادة للكافرعلى المسلم مطلقا بدائع الصنائع كراچی ص: ٢٦٦، ج: ٦، كتاب الشهادت، فصل اما الشرائط هدايه ص١٦٣ ج٣ باب من يقبل شهادته ومن لا يقبل الدر مع الشامی کراچی ص٤٧٥ ج٥ كتاب الشهادات، باب القبول وعدمه الخ، لا تجوز شهادة الوالدين لولدهما. عالمگیری كوئٹه، كتاب الشهادات الباب الرابع، ص: ٤٦٩، ج:٣، الفصل الثالث فيمن لا تقبل شهادته للتهمة الخ، بحر كوئٹه ص ٨٠ ج٧ باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، مجمع الأنهر ص٢٧٣ ج٣ كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، دار الكتب العلمية بيروت.

[3] فان لم يكن لها بينة تحلفه فان حلف فالاثم عليه. البحر الرائق ص:٢٥٧، ج:٣، اول باب الطلاق الصريح، شامی زكريا ص٤٦٣ ج٤ باب الصريح، مطلب فی قول البحر : (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

انکار کرنا کتمانِ شہادت اور بڑا گناہ ہے: وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ. (الآیۃ)[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۵/۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ ۱۶/۵/۹۲ھ

اقرارِ زوج کے وقت گواہوں کی ضرورت

سوال:- سائل نے ایک سوالِ طلاق کے متعلق کئی جوابات مختلف جگہ سے حاصل کئے اب ان سے پریشان ہورہا ہے، اس مسئلہ کو ملاحظہ فرما کر مفتی محمود صاحب نے مندرجہ ذیل جواب لکھا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال کی عبارت پر جواب لکھا جاتا ہے، مختلف سوالات لکھ کر ایک جگہ سے یا متعدد مقامات سے جواب منگایا جائے تو جواب بھی مختلف ہوں گے، مسئلہ طلاق میں گواہی کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے، کہ شوہر کو انکار ہو، اقرارِ شوہر کے وقت گواہی کی ضرورت ہی نہیں، جیسی طلاق کا اقرار کریگا ویسی ہی طلاق کا حکم دیا جائے گا، تین طلاق کے اقرار پر طلاق مغلظہ کا حکم ہوگا[2] خواہ گواہ موجود ہوں یا نہ ہوں، گواہی شوہر کے اقرار کے موافق دیں یا خلاف اتنی بات سے آپ کا جواب ہوگیا،

(گذشتہ کا بقیہ) إن الصريح يحتاج في وقوعه ديانة إلى النية.

(صفحہ ہذا) [1] سورہ بقرہ آیت: ۲۸۳،

ترجمہ:- اور شہادت کا اخفاء مت کرو اور جو شخص اس کا اخفاء کرے گا، اس کا قلب گنہ گار ہوگا۔ (از بیان القرآن)

[2] وإن أقر بالطلاق كاذباً اوهاز لا وقع قضاء . شامی زکریا ص: ۴۴۰، ج:۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۳۶، ج:۳، کتاب الطلاق، مطلب في الاكراه على التوكيل بالطلاق الخ، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۴۶ ج۳ کتاب الطلاق، النهر الفائق ص۳۱۷ ج۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

اب کسی اور تحقیق کی ضرورت نہیں رہی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ ۱۲/۷/۵۷ھ

طلاق قبل الدخول وبعد الدخول میں زوجین کے اختلاف کا حکم

سوال:- اگر زوجین میں اختلاف ہو، زوجہ کہتی ہو کہ مجھے طلاق بعد الدخول دی گئی ہے، اور زوج کہتا ہے کہ قبل الدخول دی ہے تو کس کا قول معتبر ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زوجہ کا قول معتبر ہوگا: **وفی القنیة افترقا فقالت افترقنا بعد الدخول وقال الزوج قبل الدخول فالقول قولها لانها تنکر سقوط نصف المهر** (بحر[1] ص ۱۴۲/ ج۳/)
فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طلاق پر زوجین میں سے کس کے گواہ معتبر ہوں گے

سوال:- زینب کہتی ہے کہ خالد میرے خاوند نے مجھ کو طلاق دیدی خالد انکار کرتا ہے زینب کی تصدیق تین چار شخص کرتے ہیں، شرعاً کس کی تصدیق کی جائے گی؟

---

[1] البحر الرائق ص ۱۴۶/ ج۳/ باب المهر، مطبوعه کوئٹه، النهر الفائق ص ۲۳۱ ج۲ باب المهر، طبع مکه مکرمه.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زینب کے یہ گواہ عادل اور معتبر ہیں تو زینب کی تصدیق کی جاوے گی، اور اگر معتبر اور عادل نہیں ہیں یا ان کی گواہی زینب کے حق میں مقبول نہیں تو خاوند کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا،[۱] اگر زینب نے خود تین طلاق کو سنا ہے، یا اس سے کم از کم ایک معتبر عادل شخص نے سنا ہے جس کو اس نے زینب سے بیان کیا ہے، تو پھر زینب کو جائز نہیں کہ خالد کو اپنے اوپر قابو دے بلکہ اس سے بچنے کے لئے ہر ممکن تدبیر اختیار کرے[۲] لیکن دوسری جگہ نکاح جب درست ہوگا، کہ خود خالد تین طلاق کا اقرار کرے یا کم از کم دو عادل معتبر شخص تین طلاق کی شہادت دیں، یا حاکم مسلم با اختیار طلاق یا تفریق کا حکم کردے[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۴/ ۷/ ۵۷ھ

الجواب صحیح :سعید احمد غفرلہٗ : صحیح :عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

---

[۱] ویسأل القاضی المدعی علیه عن الدعوی فیقول انه ادعی علیک کذا فماذا تقول فان اقر فیها او انکر فبرهن المدعی قضی علیه بلا طلب المدعی و الا یبرهن حلفه الحاکم بعد طلبه الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۲۹۴ / ج۸/ مطبوعه کراچی ص ۷ ۵۴/ ج۵/ کتاب الدعویٰ، بحر کوئٹه ص ۲۰۲ ج۷ کتاب الدعوی، مجمع الأنهر ص ۳۴۷ ج۳ کتاب الدعوی، دار الکتب العلمیة بیروت، ونصابها لغیرها من الحقوق سواء کان الحق ما لا اوغیره کنکاح وطلاق الی قوله رجلان او رجل وامرأتان ولزم الی قوله والعدالة لوجوبه ای لوجوب القضاء علی القاضی. الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۱۷۸/ ج ۸/مطبوعه کراچی ،ص ۴۶۵/ ج۵/ کتاب الشهادت.

[۲] والمرأة کالقاضی اذا سمعته او اخبرها عدل لا یحل لها تمکینه بل تفدی نفسها بمال اوتهرب. شامی زکریا ص ۴۶۳/ ج۴/ مطبوعه کراچی ص ۲۵۱/ ج۳/کتاب الطلاق، مطلب فی قول البحر ان الصریح یحتاج فی وقوعه دیانة الی النیة، بحر کوئٹه ص ۲۵۷ ج۳ باب الطلاق هندیه کوئٹه ص ۳۵۴ ج ۱ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، الفصل الاول. (حاشیہ ۳ اگلے صفحہ پر)

طلاق میں زوجین کا اختلاف

سوال:- زید کا پڑوسی اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ زید نے اپنی منکوحہ کو طلاق مغلظہ دے دی ہے اور اس پر چند گواہ پیش کرتا ہے، اور زید کا بیان ہے، کہ میں نے ہرگز طلاق مغلظہ نہیں دی، بلکہ طلاق رجعی دی ہے، اور زید بھی چند گواہ پیش کرتا ہے اور زید کی بیوی اس معاملہ سے بالکل ناواقف ہے، اس کو کچھ خبر نہیں، پس اس صورت میں طلاق مغلظہ ہوگی یا زید جو کہ عالم مسائل شرعیہ ہے اس کی تصدیق کی جائے گی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر واقعی مدعی کے گواہ ایسے ہی ہیں، یعنی بعضے فاسق اور بعضے کافر ہیں جیسا کہ گواہوں کے بیان منسلکہ کے بعد درج ہے اور مدعیٰ علیہ دیانت دار ہے اور حلفیہ بیان کرتا ہے، تو اس کا قول معتبر ہوگا، کیونکہ اولاً مدعی سے گواہ طلب کئے جاتے ہیں اگر گواہ موجود نہ ہوں یا مردود الشہادۃ ہوں تو مدعیٰ علیہ پر قسم آتی ہے: **البینة علی المدعی والیمین علی من انکر[1] ولا تقبل شهادة من یاتی باباً من الکبائر یتعلق بها الحد للفسق قال ولا من یدخل الحمام من غیر ازار لان کشف العورة حرام او یاکل الربٰو او یقامر بالنرد او الشطرنج لان کل ذٰلک من الکبائر**

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [3] وکذلک ان سمعته طلقها ثلاثا ثم جحد وحلف انه لم یفعل وردها القاضی علیه لم یسعها المقام معه ولم یسعها ان تزوج بغیره ایضا. البحر الرائق ص: ۵۷، ج:۴، باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه کوئٹه، الدر مع الشامی زکریا ص ۵۶ ج۵ باب الرجعة، مطلب الاقدام علی النکاح اقرار بمضی المدة، تاتارخانیه کراچی ص ۶۰۸ ج۳ کتاب الطلاق، الفصل الثالث والعشرون، ومما یتصل بهذه المسائل.

(صفحہ ہذا) [1] هدایه ص:۲۰۳، ج:۳، کتاب الدعوی، اول باب الیمین، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، تبیین الحقائق ص ۲۹۰ ج۴ اول کتاب الدعوی، مطبوعه امدادیه ملتان، بحر کوئٹه ص ۲۰۴ ج۷ کتاب الدعوی.

وکذٰلک من تفوته الصلوٰة للاشتغال بهما هدایه،[1] ص: ۱۶۱، ج:۳، **ولا تقبل شهادته (ای الکافر) علی المسلم هدایه،**[2] ص: ۱۶۲، ج:۳.

صورت مسئولہ میں مدعی علیہ عالم دین دار ہے، جانتا ہے کہ طلاق مغلظہ کے بعد عورت حرام ہوجاتی ہے اوراس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے،[3] اگر جھوٹ بول کر اس کو حلال رکھنے کی سعی کرے گا تو دنیا کے ادبار اور اخریٰ کے سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوگا، لہٰذ جو کچھ وہ حلفیہ بیان کرے اس کا بیان معتبر ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود گنگوہی ۶/۶/۵۳ھ صحیح: عبداللطیف ۷ج ۲/۵۳ھ

شوہر طلاق کا منکر اور بیوی مدعیہ ہے تو شرعی شہادت کی ضرورت

سوال:- ایک عورت بالغہ ج کے پاس گود میں ایک لڑکی نابالغہ ہے وہ کہتی ہے کہ میرے خاوند نے مجھے طلاق زبانی دیدی ہے وہ اپنے والدین کے گھر ہے، اس کے ورثاء اس کی تکمیل کے واسطے قومی پنچایت میں پہنچے ایک حافظ امام مسجد اور ایک عورت یہ کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے مرد نے یہ کہا کہ میں نے تین دفعہ طلاق دیا، بلکہ امام مسجد یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ آدمی اپنی چارپائی پر پڑا تھا جب میں پاس آیا تو وہ آدمی بیٹھ گیا تھا ایک دوسری عورت اور دوسرآدمی جو اس موقع پر اپنی موجودگی بتلاتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں، کہ اس وقت اس آدمی نے یہ کہا تھا کہ ایسی عورت کو طلاق دیدوں، ان گواہان میں

---

[1] هدایه ص: ۱۶۲، ج:۳، باب من یقبل شهادته ومن لا یقبل، هندیه کوئٹه ص ۴۶۵ تا ۴۶۹ ج ۳ کتاب الشهادات، الباب الرابع فیمن لا تقبل شهادته ومن لا تقبل، الدر مع الشامی کراچی ص ۴۸۲ ۴۸۳ ج ۵ کتاب الشهادات، باب القبول وعدمه.

[2] هدایه ص: ۱۶۳، ج:۳، باب ایضاً، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، الدر مع الشامی کراچی ص ۴۷۵ کتاب الشهادات، باب القبول وعدمع، حاشیه شلبی علی زیلعی ص ۲۱۸ ج ۴ کتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل.

[3] فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره، سوره بقره آیت ۲۳۰.

فریقین کے رشتہ دار بھی ہیں، خاوند عورت نے اپنے جواب میں بتلایا کہ اس نے طلاق نہیں دیا، میں بیمار تھا شاید اس حالت میں کہا ہو۔

مہربانی فرما کر جواب سے مشکور فرماویں کہ اندریں صورت کیا طلاق واقع ہوگئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں مرد طلاق کا منکر ہے، اور عورت مدعیہ ہے، لہٰذا شرعی ثبوت کی ضرورت ہے، یعنی جب تک کم از کم دو عادل یا ایک عادل مرد اور دو عادل عورت گواہی نہ دیں، اس وقت تک قضاءً طلاق کا ثبوت نہ ہوگا[1]، امام مسجد اور ایک عورت تو تین دفعہ طلاق کی گواہی دیتے ہیں، (اگرچہ وہ بھی صرف یہ الفاظ مرد کے نقل کرتے ہیں کہ میں تین دفعہ طلاق دیدیا) اور اسکا ذکر نہیں کہ اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیا، دوسرا آدمی اور دوسری عورت یہ بیان نہیں کرتے کہ طلاق دیدی ہے بلکہ یہ الفاظ نقل کرتے ہیں کہ ایسی عورت کو طلاق دے دوں، ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی، نیز اس میں تین دفعہ کا ذکر بھی نہیں، پس ایسی صورت میں قضاءً طلاق واقع نہ ہوگی[2] لیکن اگر عورت نے خود تین طلاق کو سنا ہے، یا تین طلاق کے گواہوں کا اس کو یقین ہے اور ان کو سچا سمجھتی ہے، تو اس کو جائز نہیں، کہ کسی طرح سے اس مرد کو اپنے اوپر قابو دے بلکہ جس تدبیر سے ممکن ہو اس سے علیحدہ

---

[1] ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا اوغيره كنكاح وطلاق رجلان اورجل وامرأتان الدرالمختار على هامش رد المحتار زكريا ص:۱۷۸، ج:۸، مطبوعه كراچى ص:۴۶۵، ج:۵، كتاب الشهادت، ملتقى الأبحر على هامش مجمع الأنهر ص ۱۲۶ ج۳، كتاب الشهادات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۶۲ ج۷ كتاب الشهادات.

[2] ومحله المنكوحة در مختار على الشامي زكريا ص ۴۳۱ ج۴ أول كتاب الطلاق، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص۴ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، رجل قال: (طلقت إمرأة) أو قال (إمرأة طالق) ثم قال (لم أعن إمرأتى) يصدق قوله الخ، تاتارخانية ص ۲۸۰ ج۳ الفصل الرابع الخ، نوع آخر: فى الأيقاع بطريق الإضمار الخ، مطبوعه كراچى، البحر الرائق كوئٹه ص۲۵۳ ج۳ باب الطلاق.

رہے[1]، لیکن جب تک وہ مرد تین طلاق کا اقرار نہ کرے یا دو عادل مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے باقاعدہ طلاق کا ثبوت ہو کر عدت نہ گذر جائے، اس وقت تک عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا بھی جائز نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۵/۱۲/۶۵ھ

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم ۲۶/ذی الحجہ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

واقعۂ طلاق مع فیصلۂ عدالت

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ زید اور اس کی منکوحہ ہندہ کے وارثان میں ایسا اختلاف قبل از رخصتی ہوتا ہے، کہ زید اپنی منکوحہ ہندہ کو طلاق دیتا ہے، اور بعدہ جب ہندہ کے عزیز دوسرے عقد کا ارادہ کرتے ہیں تو زید طلاق دینے سے انکار کرتا ہے، بمجبوری یہ معاملہ عدالت میں استقرار حق طلاق کا دعویٰ ہندہ کی جانب سے دائر ہوتا ہے، ہندہ بحلف بیان کرتی ہے، کہ زید نے مجھ کو طلاق میرے مکان پر دیدی اور چار گواہ جو کہ بروقت طلاق موجود تھے حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ زید نے ہندہ کو طلاق دیدی۔

---

[1] والمرأة كالقاضي إذا سمعته او أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه بل تفدى نفسها او تهرب ردالمحتار زكريا ص:۴۶۳، ج:۴، مطبوعه كراچى ص:۲۵۱، ج:۳، باب الصريح، مطلب فى قول البحر: أن الصريح يحتاج فى وقوعه ديانة الى النية، البحر الرائق كوئٹه ص۲۵۷ ج۳ باب الطلاق، زيلعى شرح كنز ص۱۹۸ ج۲ باب الطلاق، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] وكذلك إن سمعته طلقها ثلاثا ثم جحد وحلف أنه لم يفعل وردها القاضى عليه لم يسعها المقام معه ولم يسعها ان تتزوج بغيره أيضا. البحر الرائق كوئٹه ص:۵۷، ج:۴، باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة، شامى زكريا ص۵۲ ج۵، باب الرجعة، مطلب الإقدام على النكاح، إقرار بمضى العدة.

تفصیل گواہان (ایک والدۂ ہندہ ایک برادر حقیقی ہندہ دوعزیز مرد) دو گواہ حلف سے بیان کرتے ہیں کہ زید نے ہم سے کہا کہ میں نے ہندہ کو طلاق دے دی ہے، لیکن میں اس کو ہرگز دوسرا عقد نہ کرنے دوں گا، تفصیل گواہان جن سے زید نے اپنے وطن میں جا کر کہا (ایک ماموں ہندہ کا دوسرا رشتہ دار زید کا)

زید نے بھی عدالت میں بحلف بیان کیا کہ میں نے طلاق نہیں دی، اور زید کی والدہ نے بحلف تائید کی اور ایک مرد بھی پیش کیا گیا جو والدہ ہندہ وغیرہ پر اتہام لگاتا ہے، اور زید کو نیک چلن بیان کرتا ہے کوئی خاص تردید معاملہ طلاق کی نہیں کرتا ہے۔

عدالت ابتدائی نے محض بیان زید کو باور کر کے مقدمہ خارج کر دیا عدالت اپیل کا حکم ہوتا ہے کہ (گو شرعاً شہادت طلاق شہادت نفی پر لائق ترجیح ہے) لیکن دعویٰ اس بناء پر خارج کیا جاتا ہے، کہ گواہ شرعی نقطۂ لحاظ سے معتبر نہیں۔

(۱) ہندہ کی والدہ اور اس کے بھائی کی شہادت شرعاً عقلاً قابل اعتماد نہیں ہے۔

(۲) ایک غیر مرد کی شہادت جو کہ فہرست گواہان طلبیدہ میں نہ تھا مشکوک ہے۔

(۳) دوسرا عزیز مرد ایک درزی ہے، جس نے ہندہ کے یہاں اجرت سلائی کا کام کیا ہے، اس کی شہادت بغیر تائید کے بیکار ہے۔

(۴) دو گواہ غیر جنکے نام فہرست گواہان میں تھے، پیش نہیں کئے گئے لہٰذا دعویٰ خارج۔

(۱) **اعتراض (۱)**: کی بابت عرض ہے کہ ہندہ کے برادر کی عمر بیس سال ہے۔

(۲) **اعتراض (۲)**: کی بابت گذارش ہے کہ مقدمات میں موجود خاص اکثر گواہان ذریعہ فہرست طلب نہیں کرائے جاتے بروز ثبوت کئے جاتے ہیں، چنانچہ ایک گواہ غیر بوجہ خاص بزور ثبوت طلب کر کے پیش کیا گیا۔

(۳) **اعتراض (۳)**: کی بابت عرض ہے کہ کل گواہان کے بیانات میں کوئی اختلاف رونما نہیں ہوا، سب ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔

(۴) **اعتراض** (۴): کی نسبت یہ عرض ہے کہ جب قانون داں اصحاب نے یہ تصور کرلیا کہ نصاب شہادت پورا ہو گیا تو گواہ پیش کرنے سے روک دیئے۔

اب سوال یہ ہے کہ ان صورتوں کے ہوتے ہوئے ہندہ پر شریعت سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں، جبکہ چار شہادتیں عینی موقع کی اور دو شہادتیں جنسے زید نے واقعۂ طلاق بیان کیا ہے، اپنے وطن میں کہ ہندہ کو طلاق دے آیا ہوں، اب جملہ یہ شہادتیں متذکرہ از روئے شریعت معتبر ہیں یا نہیں عنداللہ اپنا قیمتی وقت ضائع کر کے اور توجہ خاص مبذول فرما کر موافق شرع شریف کتب مستند و کلام الٰہی سے مع حوالہ حکم صادر فرمایا جائے، تاکہ عدالت اپیل میں پیش کر کے فیصلہ صحیح حاصل کیا جا سکے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر گواہان مذکورہ عادل اور ثقہ ہیں تو شرعاً ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی[۱] اور ہندہ چونکہ غیر مدخولہ ہے، اسلئے زید کو اس طلاق سے رجعت کا حق بھی باقی نہیں رہا[۲] عدالت اپیل کا ہندہ کے بھائی کی شہادت کو شرعاً عقلاً نا قابل اعتبار کہنا قانون شریعت سے ناواقفیت کی دلیل ہے، کیونکہ بھائی کی شہادت بہن کے حق میں شرعاً جائز اور معتبر ہے فتاوی عالم گیری کتاب الشہادت کی فصل ثالث میں ہے: **ویجوز شهادة الاخ لاخته كذا فى محيط السرخسى. عالمگیری**[۳] ج:۳،

---

۱ إذا شهد شاهدان على رجل أنه طلق احدىٰ إمرأتيه ثلاثا فالقياس أن لا تقبل شهادتهما وفى الاستحسان تقبل ...... وبه اخذ علماء نا رحمهم الله تعالىٰ، محيط برهانى ص ۱۵۶ ج۵ الفصل التاسع عشر فى الطلاق والدعوى، طبع مجلس علمى گجرات، تاتارخانيه كراچى ص ۵۷۲ ج۳ كتاب الطلاق، الشهادة والدعوى والخصومة فى الطلاق، مجمع الأنهر ص ۲۶۱ ج۳ اول كتاب الشهادات، بيروت.

۲ إذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن عليها فان فرق الطلاق بانت بالأولى، هنديه كوئٹه ص۳۷۳، الباب الثانى فى ايقاع الطلاق، الفصل الرابع فى الطلاق قبل الدخول، هدايه ص ۳۷۱ ج۲ باب ايقاع الطلاق، فصل فى الطلاق قبل الدخول، ياسر نديم ديوبند، مجمع الأنهر ص ۳۱ ج۲ كتاب الطلاق، باب ايقاع الطلاق، فصل فى طلاق غير المدخول بها، دار الكتب العلمية بيروت.

۳ عالمگیری ص: ۴۷۰، ج:۳، الباب الرابع الفصل الثالث فيمن لا تقبل شهادته للتهمة الخ، مطبوعه كوئٹه، محيط برهانى ص ۱۲۹ ج۱۳ الفصل الثالث بيان من تقبل شهادته ومن لا تقبل، مجلس علمى گجرات، مجمع الأنهر ص۲۷۸ ج۳ كتاب الشهادات، باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل، دار الكتب العلمية بيروت.

ص: ۴۵۶. درزی کواگر ہندہ نے ملازم رکھ کرسلائی کا کام کرایا ہے،اس طرح پر کہ اس کے لئے یومیہ یاماہانہ یاسالانہ اجرت مقرر کردی تھی،تب تو واقعی اس درزی کی شہادت ہندہ کےحق میں معتبر نہیں، اگر اس طرح سلائی کا کام نہیں کرایا، بلکہ وہ اوروں کے کپڑے بھی سیتا تھا، اور ہندہ کے کپڑے بھی اجرت پر سیتا تھا،جیسا کہ عام درزی سیتے ہیں، اوراجرت لیتے ہیں،تو اس کی شہادت جائز اور مقبول ہے: **اما الاجیر المشترک اذا شھد للمستاجر تقبل اما الاجیر الواحد وھو الذی استاجرہ میاومۃ اومشاھرۃ اومسانھۃ باجرۃ لا تقبل استحسانا کذا فی الخلاصۃ. عالمگیری**[۱] **ص: ۴۵۶، ج: ۳.**

شرعاً کسی گواہ کی گواہی قبول ہونے نہ ہونے میں اسکے فہرست گواہان طلبیدہ میں ہونے نہ ہونے کو کوئی دخل نہیں، اگر فہرست گواہان داخل کرنے کے بعد کسی عادل گواہ کا علم ہوجائے، اور وہ گواہی دیدے تو شرعاً اسکی گواہی بھی معتبر ہوگی، لہٰذا اس غیر مرد کی گواہی اسوجہ سے مشکوک کہنا بھی اصول شرع کے خلاف ہے، اگر مشکوک کہنے کی کوئی اور وجہ ہے تو بیان کیجائے تا کہ اسپر غور کیا جائے، یہ حکم شریعت کا قضاءً ہے اور دیانۃً یہ حکم ہیکہ ہندہ نے اگر خود طلاق کو سنا ہے یا کسی ایک عادل گواہ نے بھی اسکو طلاق کی اطلاع دی ہے تو اس کیلئے ہرگز جائز نہیں کہ زید کو اپنے اوپر قابو دے، جوصورت بھی اس سے بچنے کی ہوسکے اس سے بچے کذا فی در المختار[۲] ص: ۸۴۱، ج: ۲۔

نوٹ: - یہ جواب سائل کی اس تحریر کے موافق ہے، جو اس نے عدالت اپیل کے فیصلہ پر بطور تنقید لکھی ہے، سائل کو چاہئے کہ عدالت کا فیصلہ بعینہٖ یا اس کی نقل اردو میں کسی ماہر سے صحیح ترجمہ

---

[۲] **عالمگیری ص: ۴۷۰، ج: ۳، الفصل الثالث فیمن لاتقبل شھادتہ للتھمۃ الخ، مطبوعہ کوئٹہ، محیط برھانی ص ۱۶۲ ج ۱۳ کتاب الشھادات، الفصل الثالث بیان من تقبل شھادتہ ومن لا تقبل طبع مجلس علمی گجرات، الدر مع الشامی کراچی ص ۴۷۹ ج ۵ کتاب الشھادات، باب القبول وعدمہ.**

[۳] **والمرأۃ کالقاضی اذا سمعتہ اواخبرھا عدل لایحل لھا تمکینہ بل تفدی نفسھا بمال اوتھرب ردالمحتار زکریا ص: ۴۶۳، ج: ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۲۵۱، ج: ۳، باب الصریح، مطلب فی قول البحر ان الصریح یحتاج فی وقوعہ دیانۃ الی النیۃ، بحر کوئٹہ ص ۲۵۷ ج ۳ باب الطلاق الصریح، تبیین الحقائق ص ۱۹۸ ج ۲ باب الطلاق، امدادیہ ملتان.**

کرا کے روانہ کرے تب معلوم ہوسکتا ہے کہ عدالت نے شہادتیں کن وجوہ کی بناء پر نا قابل اعتبار قرار دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۵/۸/۵۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۱۸/شعبان ۱۳۵۴ھ

ضمیمہ سوال

سوال:- جواب کی تکمیل کیلئے سائل سے فیصلہ کی نقل طلب کی گئی تھی، چنانچہ سائل نے فیصلہ کی نقل مع ضروری معلومات روانہ کی فیصلہ کا اقتباس مع سائل کی تحریر کے نقل کیا جاتا ہے، اس کے بعد جواب نقل کیا جائے گا۔ (اقتباس فیصلۂ عدالت)

''اس اپیل میں اصل امر تجویز طلب یہ ہے کہ آیا طلاق شہادت سے ثابت ہے یا نہیں؟ گویا شرعاً شہادت طلاق شہادت نفی پر لائق ترجیح ہے، مگر دیکھنا یہ ہے کہ آیا شرعی نقطۂ لحاظ سے ثقہ اور معتبر شہادت سے طلاق ثابت ہے یا نہیں، مدعیہ کی ماں اور ایک نوعمر بھائی کی شہادت بلا کسی آزاد تائیدی شہادت کے نہ تو شرعاً نہ عقلاً لائق اعتبار ہیں اس شہادت کے علاوہ دو گواہ پیش کئے گئے ہیں، نثار احمد خاں وکیل ٹانڈہ اور شفاعت اللہ درزی، نثار احمد خاں وکیل کی شہادت ضرور لائق اعتبار ہوتی، مگر ان کا نام فہرست گواہان میں درج نہیں ہے، بلکہ اتفاقیہ یہ گواہ رام پور میں موجود تھا، اس روز اس گواہ کا بیان ایک علیحدہ اور فوری درخواست دے کر کرایا گیا، اس وجہ سے اس گواہ کے وقت طلاق کے موجود ہونے میں شبہ کی گنجائش ضرور ہے، شفاعت اللہ درزی ہے، جو خود تسلیم کرتا ہے، کہ اس نے بحیثیت اجیر مدعیہ کے بھائی کے یہاں سلائی کا کام کیا تھا، علاوہ بریں بموجب دفعہ ۱۴۳ الف قانون شہادت ریاست رام پور، مقدمات دیوانی میں کسی شخص کا بیان ایک امر واقعہ کے ثبوت کیلئے اس

وقت تک کافی متصور نہیں ہوگا، تاوقتیکہ اس کے بیان کی دوسری شہادت سے بھی تائید نہ ہوجائے، لہٰذا گواہ واحد شفاعت اللہ کا بیان بلاکسی ازاد تائیدی شہادت کے بیکار ہے علاوہ بریں فہرست گواہان مدعیہ میں حافظ عبدا للطیف ٹھیکیدار اور حافظ ابراہیم ظاہراً دومعزز اورآزاد گواہان کے نام موجود تھے، مگران کو پیش نہیں کیا گیا، اس وجہ سے باوجود اصرار مدعیہ و مادر مدعیہ میری رائے میں طلاق بائن معتبر اور آزاد شہادت سے ثابت نہیں ہے، واقعات مقدمہ کے لحاظ سے گو مدعیہ طلاق بائن ثابت کرنے میں قاصر رہی ہوتا ہم یہ ضرور افسوس سناک ہے کہ ایک نوجوان شوہر کو باوجود ناخوشی وناراضگی زوجہ و مادر زوجہ اپنے حقوق زوجیت پر اصرار ہے، یہاں تک معاملات پہنچ جانے کی حالت میں باہم زن وشوہر تعلقات خوش گوار رہنا دشوار مشکل ہے، شوہر کے ہاتھ میں رخصت زوجہ کے قبل طلاق ایک زبردست آلہ ہے، جس کا ناجائز استعمال کرکے ایک نوعمر لڑکی کی زندگی کو ایک ناسمجھ نوعمر شخص برباد کرنے کا باعث ہوسکتا ہے تاوقتیکہ آپس کی مصالحت اور سمجھ دار اعزہ کے مشورہ سے ان ناخوشگوار واقعات کو ختم نہ کردیا جائے، پس یہ باور کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ رسپانڈنٹ معصوم ہے اور وہ اپنی حرکات وافعال کے باعث اپنی منکوحہ اوراس کی ماں کو دعویٰ طلاق دائر کرنے کا محرک نہیں ہوا ہے، بعدم ثبوت دعویٰ اپیل مدعیہ لائق اخراج ہے‘‘

حکم ہوا کہ اپیل ہٰذا خارج ہو، واقعات مقدمہ کے لحاظ سے میری رائے میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اپیل ہٰذا کا خرچہ ہر فریق اپنا اپنا برداشت کرے۔

کیا حکم صادر فرماتے ہیں، اس فیصلہ عدالت العامیہ ہائیکورٹ پر مفتیان دین حسب تحریر آنجناب نوٹ نقل فیصلہ بجنسہٖ ارسال خدمت عالی ہے حکم صادر فرمایا جائے، قبل ازیں جو استفتاء خدمت عالی میں ارسال ہو چکا ہے، واقعات سب علم میں آچکے ہیں، حسب الحکم نقل فیصلہ روانہ کی جاتی ہے، اوراحتیاطاً گواہان کے متعلق جو اعتراضات فیصلہ میں فرمائے گئے ہیں مکرر جو اصلیت

ہے حسب ذیل عرض کرتا ہوں۔

(۱) بھائی کی عمر بیس سال ہے۔

(۲) نثار احمد وکیل جس کی عمر ستر سال ہے، بوجہ خاص طلب نہیں کرایا گیا، بلکہ بروز ثبوت درخواست دے کر بیان کرایا گیا اور مقدمات میں عموماً بوجہ خاص اکثر گواہ بروقت ثبوت درخواست گذار کر پیش کئے جاتے ہیں۔

(۳) درزی صرف اجرت پر اس کے مکان پر کپڑے سینے آیا تھا، اور اس کا بیان ہندہ مدعیہ اور اس کی والدہ اور اس کے بھائی اور نثار احمد خاں وکیل سب کی تائید کرتا ہے، اور بیانات میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(۴) حافظ عبداللطیف وحافظ ابراہیم گواہ قانون داں اصحاب بدیں وجہ پیش نہیں کئے گئے کہ نصاب شہادت بلا اختلاف پورا ہوگیا، اسلئے مزید شہادت کی ضرورت نہ سمجھی گئی، عنداللہ موافق شریعت حقہ جلد حکم صادر فرمایا جائے، تا کہ فیصلہ پر نظر ثانی کی درخواست پیش کی جاسکے۔

الجواب حامداًومصلياً

اگر یہ گواہ عادل وثقہ ہیں تو شرعاً طلاق واقع ہوگئی، کیونکہ والدہ کی گواہی اگرچہ شرعاً معتبر نہیں، لیکن بھائی کی شہادت معتبر ہے: **ويجوز شهادة الاخ لاخته كذا في محيط السرخسي عالمگيری**[۱] **ص: ۴۶۵، ج: ۳.** نثار احمد خاں کی شہادت کو عدالت نے اس بناء پر نا قابل اعتبار قرار دیا ہے کہ ان کا نام فہرست گواہان میں درج نہیں، لیکن شرعاً یہ وجہ نا قابل اعتبار قرار دینے کی نہیں بن سکتی، کیونکہ اگر مدعی اولاً صاف انکار کردے اور کہہ دے کہ میرے پاس کوئی گواہ نہیں، اس پر حاکم مدعیٰ علیہ کو قسم بھی دیدے اور اس کے بعد مدعی عادل گواہ پیش کردے تب بھی شرعاً یہ

---

[۱] عالمگیری ص: ۴۷۰، ج: ۳، الفصل الثالث فيمن لاتقبل شهادته للتهمة الخ، مطبوعه کوئٹہ، محیط برهانی ص ۱۶۹ ج ۱۳ الفصل الثالث بيان من تقبل شهادته ومن لا تقبل، طبع مجلس علمی گجرات، مجمع الأنهر ص ۲۷۸ ج ۳ كتاب الشهادات، باب من تقبل ومن لا تقبل، دار الكتب العلمية بيروت.

شہادت معتبر مانی جاتی ہے: وتقبل البينة لو اقامها المدعى وان قال قبل اليمين لا بينة لى سراج، خلافا لما فى شرح المجمع عن المحيط بعد يمين المدعىٰ عليه كما تقبل البينة بعد القضاء بالنكول خانية عند العامة هو الصحيح درمختار قال الشامى (قوله خلافا لما فى شرح المجمع) ليس فيه ما ينا فى ذلک بل حكى قولين ردالمحتار[1] ص:٥٨٧، ج:٤. ثبوت طلاق کے لئے قضاءً دو گواہ کافی ہیں شفاعت اللہ درزی نے اگر انہیں ایام میں شہادت دی ہے، جب کہ وہ مدعیہ کے یہاں بطور اجیر خاص سلائی کا کام کرتا تھا، تو اس کی شہادت معتبر نہیں ورنہ اس کی شہادت بھی معتبر ہے۔ کذا فی قاضی خان[2]۔

اگر مدعیہ کے بھائی کے یہاں کام کیا ہے تو اس سے اس کی شہادت رد نہ ہوگی۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ١١/٩/٥٤ھ

اگر مسماۃ کا بھائی اور نثار احمد خاں عادل اور ثقہ ہیں تو وقوع طلاق کیلئے ان کی شہادت کافی ہے والدہ مسماۃ اور شفاعت اللہ کی شہادت اگر معتبر نہ بھی ہو تب بھی نصاب شہادت موجود ہے[3]، اور عدالت نے جو شبہ اتفاقی طور سے نثار احمد کے موجود ہونے کا بیان کیا ہے، نہایت ضعیف

---

[1] الدرالمختار مع الشامی زکریا ص:٢٩٧، ج:٨، مطبوعه كراچى ص:٥٥٠، ج:٥، كتاب الدعوىٰ، بحر كوئٹه ص٢٠٥-٢٠٦ ج٧ كتاب الدعوى، تبيين الحقائق ص٢٩٦ ج٤ كتاب الدعوىٰ، امداديه ملتان.

[2] وان كان اجير واحد مشاهرة او مسانهة اومياومة لا تقبل شهادته قاضى خان ص:٤٦٧، ج:٣، الى قوله فلو ان القاضى لم يبطل شهادته ولم يقبل فاعاد الشهادة بعد انقضاء مدة الاجارة جازت شهادته قاضى خان على الهندية ص:٤٦٩، ج:٣، فصل فيمن لا تقبل شهادته للتهمة. مطبوعه كوئٹه، هنديه كوئٹه ص٤٧٠، ٤٧١ ج٣ كتاب الشهادة، الباب الرابع فيمن تقبل شهادته ومن لا تقبل الفصل الثالث، محيط ص٦٣١ ج١٣ كتاب الشهادات، الفصل الثالث فيمن تقبل شهادته ومن لا تقبل طبع مجلس علمى گجرات.

[3] وشرط لغير ذلک رجلان اورجل وامرأتان مالاً كان الحق اوغير مال كالنكاح والرضاع والطلاق. مجمع الانهر ص:٢٦١، ج:٣، كتاب الشهادت، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، هنديه كوئٹه ص٤٥١ ج٣ كتاب الشهادات، الباب الاول، الدر مع الشامى كراچى ص٤٦٥ ج٥ اول كتاب الشهادات.

ہے،اس لئے فیصلہ عدالت کا بلا شبہ محتاج نظر ثانی ہے، نیز فیصلہ عدالت میں شفاعت اللہ درزی کے اوپر جوشبہ ظاہر کیا ہے کہ اس نے مسماۃ کے بھائی کے یہاں کام کیا ہے یہ بھی شرعاً نا قابل اعتبار ہے، جب شرعاً بھائی کی شہادت معتبر ہے[1] تو اس کے یہاں کام کرنے والے کی شہادت بدرجۂ اولیٰ معتبر ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ سعید احمد غفرلہٗ

خادم دارالافتاء مظاہر علوم سہارن پور ۱۲؍رمضان ۵۴ھ

صحیح: عبداللطیف غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳؍رمضان ۵۴ھ

---

[1] عالمگیری ص ۴۷۰ ج ۳، الفصل الثالث فیمن لا تقبل شهادته للتهمة الخ.

باب دھم

متفرقات طلاق

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا کثرت سے طلاق دینا

سوال:- حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ازواج کثرت سے کی ہیں اور طلاق بھی دی ہے، ایک صاحب نے اس کی وجہ یہ بتلائی کہ عورتیں ازخود برضامندی وحصول شرف سلسلہ نسب نکاح کے لئے حضرت امام حسن کو آمادہ کرتی تھیں، اور چار سے زائد کو بیک وقت نہیں رکھا جاسکتا، اسی لئے طلاق دے دے کران سے نکاح کرنا پڑا جس کی وجہ سے کثرت نکاح وکثرت طلاق ہوئی، دوسرے رفیق نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسنؓ کو کثرت نکاح سے منع فرمایا، لیکن منکوحات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں داخل کرنے کے شرف اوران کی اخروی نجات کے لئے انہوں نے ایسا کیا، بتلایئے، آیا یہ توضیحات درست ہیں، ایک عامی جو کہ مذہب اسلام کی آفاقیت کو پڑھتا ہے، لیکن وہی برہمنی ذہنیت کی تشریح سے یہاں محسوس ہوتی ہے، اس لئے فلاح ونجات کا مدارعمل پر ہے، نہ کہ نسب پر اسی تضاد نے اسے مام حسنؓ کے متعلق سوءظن میں مبتلا کردیا ہے، کیونکہ طلاق درجۂ حلال میں مبغوض عمل ہے، تو حضرت امام نے اس مبغوض عمل کو کیوں اختیار کیا؟ اور پھر اسے باربار دھرایا، اور والد کی نافرمانی کے بھی مرتکب ہوئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نجات اخروی کا مدار ایمان وعمل صالح پر ہے، صرف نسب کی شرافت پر نہیں، البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نسب کو شرافت ضرور حاصل ہے، ایمان وعمل صالح کے ساتھ اگر یہ شرافت بھی حاصل ہو جائے، تو نور علیٰ نور ہو کر بیشئ درجات کا ذریعہ ہے، اگر خدانخواستہ ایمان وعمل صالح نہ ہو تو شرافت نسب ہر گز ذریعۂ نجات نہیں[1] خود ساختہ برہمنی ذہنیت اور اسلامی تعلیم میں فرق بالکل ظاہر ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منع نہیں فرمایا تھا، بلکہ اور لوگوں سے فرمایا تھا کہ میرا یہ لڑکا طلاق دیدیتا ہے، لہٰذا تم لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی اس سے مت کرو، اور یہ منع فرمانا بھی امیر المومنین کی حیثیت سے حکم کے درجہ میں نہیں تھا، بلکہ مشورے کے درجہ میں تھا، لہٰذا حضرت حسنؓ پر والد کی نافرمانی اور دوسرے لوگوں پر امیر کی اطاعت نہ کرنے کا اعتراض غلط ہے، طلاق ناپسندیدہ ہے لیکن جس مقصد کے لیے یہاں طلاق کا تذکرہ آیا ہے وہ مقصد ایسا وزنی ہے کہ اس کے لئے حضرت حسنؓ نے اس کو اختیار فرمایا: کما صرح بہ السیوطیؒ[2] وغیرہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

---

[1] فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَاءَ لُوْنَ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُلٰئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ. سورہ مؤمنون آیت: ۱۰۱، تا ۱۰۳. **ترجمہ**: پھر جب صور پھونکا جاوے گا، تو ان میں باہمی رشتے ناتے اس روز نہ رہیں گے، اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا، سو جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا، تو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے، اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا، سو یہ وہ لوگ ہوں گے، جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا اور جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ (از بیان القرآن)

[2] قال علی یا اهل الکوفة لا تزوجو الحسن فانه رجل مطلاق فقال رجل من همدان واللّٰه لنزوجنه فما رضی امسک وما کره طلق تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۱۳۳/احوال حسن بن علی، مطبوعه مجتبائی دهلی، المعجم الکبیر ص ۲۷/ ج۳/ بقیة اخبار الحسن بن علی رضی اللّٰه عنهما، مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت، کان علی یقول لاهل الکوفة لاتزوجوه فانه مطلاق فیقولون واللّٰه یا امیر المومنین لو خطب الینا کل یوم لزوجناه منا من شاء ابتغاء فی صهر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم. البدایة والنهایة ص ۳۶/ج۴/ الجزء الثامن، الحسن بن علی بن ابی طالب، مطبوعه مصطفی البازمکه مکرمه.

بالغہ کا نکاح جبراً اور پھر طلاق اور پھر طلاق سے انکار

سوال:-مسماۃ رئیسہ کی عمر بائیس سال تھی، جب کہ یہ اپنے ماموں کے یہاں گئی ہوئی تھی، ماموں نے ایک جگہ سے کچھ روپیہ لے کر مسماۃ رئیسہ کا نکاح کرنے کی کوشش کی، مسماۃ رئیسہ کو جب یہ معلوم ہوا اس نے انکار کیا کہ میں نکاح کی اجازت نہیں دے سکتی اور تم کو یہ اختیار نہیں، بلکہ میرے والد کو یہ حق حاصل ہے، غرض ماموں نے بلا اجازت جبراً نکاح کر کے ان کے حوالہ کر دیا، خلوت میں مسماۃ نے بچنے کی ہر چند کوشش کی اور مار پٹائی تک کی نوبت آئی، لیکن پھر بھی اپنی طاقت سے جبراً مسماۃ سے جماع کیا، غرض مسماۃ کسی طرح راضی نہیں، شوہر نے عام شارع پر کہہ دیا کہ مجھے اس عورت نے تنگ کر دیا ہے میں نے اس کو طلاق دے دی، اور یہ الفاظ ۶/۵ رمرتبہ استعمال کئے عام پنچایت میں بھی طلاق ہوئی، لیکن تحریری طلاق نہیں دی گئی، اس بات کے گواہ موجود ہیں، اب دریافت یہ ہے کہ طلاق ہوگئی، یا نہیں؟ شوہر کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مسماۃ نے جس طرح کہ ایجاب وقبول سے پہلے نکاح سے انکار کیا، اگر ایجاب وقبول کے بعد بھی کہہ دیا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں، جیسا کہ سوال سے ظاہر طور پر معلوم ہوتا ہے تو شرعاً یہ نکاح ہی نہیں ہوا،[1] پھر رخصتی اور اس کے بعد ہمبستری جو کچھ بھی ہوئی سب ناجائز ہوئی اگر ایجاب وقبول کے بعد اس نے انکار نہیں کیا، بلکہ خاموش رہی اور اپنی قسمت پر صبر کر کے راضی ورخصت ہوگئی تو نکاح صحیح ہوگیا[2]، پھر شوہر نے جو طلاق پانچ چھ مرتبہ دی تو اس سے مغلظہ ہوگئی اور جب کہ اس

---

[1] لا یجوز نکاح أحد علی بالغة صحیحة العقل من أب أو سلطان بغیر إذنها بکراً أو ثیباً فإن فعل ذلک فالنکاح موقوف علی إجازتها فإن أجازته جاز وإن ردته بطل، عالمگیری ص۲۸۷ ج ۱، الباب الرابع فی الأولیاء.

[2] ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح فإن إستاذنها هو أی الولی أو وکیله أو رسوله أو زوجها ولیها أو فضولی عدل فسکتت الی قوله حتی لو رضیت بعده إنعقد. الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۱۵۹ ج۴، مطبوعه کراچی ص:۵۸، ج:۳، باب الولی، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

طلاق پر شرعی گواہ بھی موجود ہیں تو اب اس کا انکار شرعاً معتبر نہیں[۱]۔ الحاصل مسماۃ رئیسہ اس کے نکاح سے بہر صورت آزاد ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۱/۸۵ھ

نکاح بلا طلاق اور طلاق بلا وجہ اور استفتاء میں نازیبا الفاظ کا استعمال

سوال:- کنٹرول کے زمانے میں ایک ایسوسی ایشن تھی، جس سے قوم کو فائدہ ہوتا تھا، مگر مسمّٰی عیسیٰ نے تفرقہ ڈال کر قوم کو کافی نقصان پہونچایا اور وہ قوم کی نظروں میں ذلیل وخوار رہوا۔

عیسیٰ نے اپنی دختر فاطمہ کا نکاح عبدالستار سے کیا، حسبِ دستور سسرال آتی رہی، عید الاضحیٰ کے موقع پر جب وہ میکہ آئی تو اس نے پھر لڑکی کو نہیں بھیجا اور دوسرے لڑکے سے نکاح کر دیا، عبد الستار نے حقِ زوجیت کا دعویٰ کیا اور عدالت نے فیصلہ بھی اس کے حق میں دیا، مگر عیسیٰ پھر بھی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آیا، دوسرے خاوند کو جب یہ حقیقت معلوم ہوئی تو وہ بھی پشیمان ہوا، دوسرے شوہر سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ شرع کی رُو سے حرام ہوئی، برادری نے شوہر ثانی اور عیسیٰ کو برادی سے خارج کر دیا، مگر وہ اب بھی ہٹ دھرمی پر اڑا ہوا ہے، لہٰذا عیسیٰ کے متعلق شرعی فتویٰ کیا ہے؟ عیسیٰ نے مسماۃ ہاجرہ سے اپنا نکاحِ ثانی کیا اور ڈھائی ماہ رکھ کر بلا کسی وجہ کے زدوکوب کر کے گھر سے نکال دیا، نان ونفقہ بھی نہیں دیا اور طلاق دے دی، وہ بیچاری غم کی وجہ سے انتقال کر گئی،

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) حاشية الشلبی ص۱۱۸ ج۲ باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه امداديه ملتان، البحر الرائق كوئٹه ص۱۱۳ ج۳ باب الأولياء والأكفاء.

(صفحہ ہٰذا) [۱] وشرط لغير ذلك رجلان او رجل وامرأتان مالاً كان الحق او غير مال كالنكاح والرضاع والطلاق. مجمع الانهر، ص۲۶۱ ج۳، كتاب الشهادت، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص۶۲ ج۷ كتاب الشهادات، درمختار على الشامی كراچی ص۴۶۵ ج۵ كتاب الشهادات.

تجہیز و تکفین تک اس نے نہیں کی، برادری نے یہ خدمت انجام دی اور عیسیٰ نے اپنی دوسری شادی کر لی، عیسیٰ کا ایک دوست تھا، جس نے کماحقہٗ امداد کی، مگر طوطا چشم عیسیٰ نے اس کے ساتھ منافقانہ دشمنی کی اور مالی نقصان کیا۔

عیسیٰ کے چچازاد بھائی کی نسبت ہوگئی تھی، جب نکاح کے لئے بلایا تو یہ شیطان صفت انسان اس کے ساتھ جا کر سسرال والوں کے ساتھ بگاڑ کیا اور پندرہ سو روپے رشوت کے لے کر نسبت کو چھڑا دیا۔

عیسیٰ اپنے چچازاد بھائی کی ملکیت بیچ کر روپیہ ہضم کر گیا، وہ دوسرے شہر میں رہتا تھا، جب اسے پتہ چلا تو سوائے صبر کے چارہ کیا تھا۔

الغرض اس کی کارگذاری نہایت منافقانہ اور شیطانیت سے بھری ہوئی ہے، اور وہ بہت دروغ گوئی سے کام لیتا ہے، لہٰذا ایسا شخص شریعت کی رو سے کیسا ہے؟ کیا ایسی حرکات والے شخص سے سلام کلام کیا جائے؟ اور کھانا کھلایا جائے؟ کیا وہ برادری میں رہنے کے قابل ہے؟ صحیح مدلل جواب دیں تاکہ اس کے مطابق عمل کیا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اپنے ذاتی مفاد کے لئے قوم میں تفرقہ ڈالنا شرعاً نہایت قبیح و مذموم ہے،[1] جس کو سب ہی جانتے ہیں، یہ تو دریافت کرنے کی بات ہی نہیں، شوہر نے طلاق نہ دی ہو اور شرعی تفریق بھی نہ ہوئی ہو، پھر دوسری جگہ نکاح کر دیا جائے تو یہ شرعی نکاح نہیں، بلکہ حرام کاری کا دروازہ ہے، جس کا دنیا و آخرت میں سخت وبال ہے،[2] بلا وجہ طلاق دینا بھی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے،[3] اور بیوی کو ناحق

---

[1] عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَسُوْءَ ذَاتِ الْبَیْنِ فَاِنَّهَا الْحَالِقَةُ. مشکوٰة ص ۴۲۸/ باب ما نهی عنه من التهاجر و التقاطع الخ الفصل الثانی. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا باہمی اختلاف سے بچو اس لئے یہ (دین کو) مونڈ دینے والی ہے۔

[2] اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا و لهٰذا یجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زنی. شامی زکریا ص ۲۷۴ ج ۴، مطبوعه کراچی ص ۱۳۲ ج ۳، باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد، تاتارخانیه کراچی ص ۴ ج ۳ الفصل الثامن فی بیان ما یجوز من الانکحة الخ، (بقیہ آئندہ پر)

زدوکوب کرنا اور نکال دینا ظلم ہے، سخت گناہ ہے، رشوت لینا حرام ہے[۱] دوسرے کی ملکیت کو بلا اس کی اجازت کے فروخت کردینا ناجائز اور ظلم ہے[۲]، عیسیٰ کو قوم برادری سے نکالنے کی سزا دے چکی، مگر قوم ناکام رہی، عدالت اس کے مخالف فیصلہ کرچکی تب بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوا، اب آپ کے پاس کونسی طاقت ہے جس سے اس کی اصلاح چاہتے ہیں، یہاں تک تو آپ کی تحریر کو صادق سمجھنے کی تقدیر پر عیسیٰ کا حکم تھا، اب براہِ مہربانی اپنی اس تحریر کا حکم بھی کہیں سے دریافت کرلیں کہ اس تحریر میں جو الفاظ آپ نے لکھے ہیں، ان کی شرعاً کیا حیثیت ہے، منافقانہ، شیطانیت، ذلیل وخوار، دروغ گوئی، طوطا چشم، شیطان صفت انسان، وغیرہ وغیرہ۔ استفتاء بغیر ان الفاظ کے بھی نفسِ واقعہ لکھ کر آپ کرسکتے تھے، ایسے الفاظ لکھ کر آپ نے بھی اپنے سر پر بڑا بوجھ رکھ لیا[۳]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۲/۱۳۹۴ھ

(گذشتہ کا بقیہ) بدائع زکریا ص۵۴۸ ج۲ کتاب النکاح بیان عدم جواز منکوحة الغیر.

۳؎ الاصح حظره ای منعه الالحاجة. الدرالمختار علی هامش رد المحتار زکریا ص۴۲۷/ ج۴/ مطبوعه کراچی ص۲۲۷/ ج۳/ اول کتاب الطلاق، مجمع الأنهر ص۳ ج۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت، عن ابن عمر ان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال ابغض الحلال الی اللّٰه الطلاق، مشکوٰة شریف ص۲۸۳ باب الخلع والطلاق، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

(صفحہ ہٰذا) ۱؎ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي. ابوداؤد ص۵۰۴ ج۲ کتاب القضاء، باب فی کراهة الرشوة، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند. ترمذی ص۲۴۸/ ج۱/ ابواب الاحکام. باب ما جاء فی الراشی والمرشتی الخ، مطبوعه بلال دیوبند.

ترجمہ: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی۔

۲؎ لایجوز التصرف فی مال غیره بلا اذنه ولا ولایته. الدرالمختار علی هامش رد المحتار کراچی ص۲۰۰/ ج۶/ مطبوعه زکریا ص۲۹۱/ ج۹/ کتاب الغصب، مطلب فیما یجوز من التصرف بمال الغیر الخ.

۳؎ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْمِيْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ اَنْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ. مشکوٰة ص۴۱۱/ باب حفظ اللسان والغیبة الخ الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص کسی کو فسق کی تہمت نہیں لگاتا، نہ کفر کی تہمت لگاتا، مگر وہ فسق یا کفر اس شخص پر لوٹ جاتا ہے، اگر اس کا صاحب ایسا نہ ہو، (یعنی اس کا مستحق نہ ہو)

بے سلیقہ زوجہ کو طلاق اور دھوکہ والی صورت میں تفریق

سوال: -ایک شخص نے اپنے امام صاحب سے کہا کہ تم اپنی لڑکی مجھ کو دے دو تو میں ایک عقل مند عورت سے تمہارا نکاح کرادوں گا، لہٰذا امام صاحب نے اپنی طرف سے کہہ دیا، پھر اس شخص نے ایک بے عقل عورت سے امام صاحب کا نکاح کرادیا، جس کو دیکھنے سے معلوم ہوا اور امام صاحب کی لڑکی کا نکاح اپنے رشتہ دار کے لڑکے سے کرادیا، اب اس بدتمیز عورت کو ڈیڑھ سال تعلیم دینے پر معلوم ہوا کہ یہ تمیز پر نہیں آتی لہٰذا اب اس کو آزاد کرنا کیسا ہے؟ اور اپنی لڑکی کو کیونکہ اس شرط پر دی تھی، کہ عقل مند عورت سے نکاح کردیں گے آزاد کرانا کیسا ہے؟ نیز اس دھوکہ دینے والے شخص کیلئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بہتر یہ ہے کہ امام صاحب اس کو آزاد نہ کریں بلکہ آہستہ آہستہ اس کی تربیت اور اصلاح کرتے رہیں، کچھ نہ کچھ درست ہو ہی جائے گی، اگر دل میں نفرت زیادہ بیٹھ گئی اور حقوق کی ادائیگی میں دشواری ہونے لگی اور نباہ نہیں ہوسکتا تو ایسی حالت میں شریعت نے آزاد کرنے سے منع نہیں کیا، بلکہ اجازت دے دی ہے[1]، جس نے دھوکہ کیا ہے اگر عمداً دھوکہ کیا ہے تو وہ گنہگار رہے، اس کو توبہ لازم ہے اور جس کو دھوکہ دیا ہے اس سے بھی معاف کرائے[2]، اس سلسلے میں امام صاحب کی لڑکی کا کیا قصور ہے کہ اس کو گھر سے بے گھر کرایا جاوے، وہ بے خطا ہے، اسی طرح جس شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوا ہے وہ بھی بے قصور ہے، لہٰذا اس میں تفریق ڈالنا درست نہیں ہے، اور نہ اس کے دھوکہ سے ان کے نکاح میں کچھ فرق آیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ: عبداللطیف غفرلہٗ ۲۸/ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ

---

[1] واما الطلاق فان الاصل فيه الحظر بمعنى انه محظور الالعارض يبيحه. شامي زكريا ص: ۴۲۸، ج: ۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۲۸، ج: ۳، اول كتاب الطلاق، بحر كوئٹه ص ۲۳۶ ج ۳ اول كتاب الطلاق، فتح القدير ص ۴۶۵ ج ۳ اول كتاب الطلاق، دار الفكر بيروت. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

پوری تدبیر وتفہیم کے بعد طلاق

سوال :- (۱) مسئلہ طلاق میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہدایات بیوی کو طلاق دینے سے پہلے سمجھانا چاہئے، اگر نہ مانے تو ڈانٹ ڈپٹ کرنا چاہئے، اس پر بھی متنبہ نہ ہو تو بیوی کا بستر علیحدہ کردے، یہ بھی کافی نہ ہو تو ضرورت کے مطابق مار پیٹ کی بھی اجازت ہے، پھر بھی نہ مانے تو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے، شاید اصلاح کے لئے کافی ہوجائے، یہ سب طریقے استعمال کرنے کے بعد طلاق قطعی دینے کے لیے فرمایا گیا آپ کا یہ فرمانا دو حال سے خالی نہیں یا تو بطور مشورہ ہے، یا پھر بطور حکم اگر بطور مشورہ ہے، تو یہ طریقہ استعمال کئے بغیر بیوی کو طلاقِ قطعی دینا جائز ہوسکتا ہے، اور بطور حکم ہے، تو پھر یہ بات کیسے درست ہوگی؟

(۲) آج کل کا ماحول اس مسئلہ میں کچھ عجیب سا ہے ذرا ذرا سی بات پر لوگ طلاق دیدیتے ہیں، اس ماحول کے سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں، تو مزید احسان ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) دو چیزیں ہیں، ایک ہے کسی شئ کی ممانعت، ایک ہے اس ممانعت کے باوجود اس کا امر وحکم، اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے غور کیا جائے کہ طلاق کو ابغض المباحات فرمایا گیا ہے جو بہت قبیح چیز ہے، [۱] اور طلاق بدعی (ایک دن تین طلاق دینا) کو گناہ قرار دیا گیا ہے اس کے باوجود اگر کوئی شخص

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) [۲] عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنَّا. ترمذی شریف ص: ۲۴۵، ج: ۱، باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیع. مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، مشکوٰة شریف ص۲۴۸ باب المنهی عنها من البیوع، طبع یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

[۱] عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اَلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ، مشکوٰة شریف، ۲۸۳/ باب الخلع و الطلاق.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسند چیز طلاق ہے۔

تین طلاق بیک وقت دیدے تو وہ واقع ہو جاتی ہے، اس پر ائمہ اربعہ اور فقہاءِ امصار کا اتفاق ہے جیسا کہ احکام القرآن[1] میں بصراحت موجود ہے، تو تین طلاق ممانعت وکراہت کے باوجود طلاق واقع ہو جاتی ہے، اور ایسی طلاق دینے والا گنہ گار بھی ہوتا ہے، طلاق عامۃً غصہ کی حالت میں دی جاتی ہے، (پیار ومحبت میں اس کی نوبت کم ہی آتی ہے) اس لئے تدبیر بتائی گئی ہے کہ تفہیم کی جائے، ڈانٹ ڈپٹ کی جائے، بستر (الگ کر دیا جائے) معمولی مارنے کی بھی اجازت ہے، تاکہ غصہ کسی درجہ میں فرو ہوتا بھی رہے، اس کا جوش بھی کم ہوتا رہے، انجام پر بھی نظر رہے، جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہو، اور بغیر غصہ کے بھی آدمی یہ سوچ لے کہ اب نباہ نہیں ہوسکتا، حقوق ادا نہیں کئے جاسکتے، تو پھر علیحدگی ہی چاہئے، ایک طلاق سے تعلق ختم کر دیا جائے[2]، بغیر اس ترتیب کے انجام پر نظر نہ ہونے کی وجہ سے اگر آدمی ایک دم تین طلاق دیدے تو پھر پچھتاتا ہے، پریشان ہوتا ہے کبھی اپنے لئے دوسرے نکاح کی صورت نہیں ہوتی، ابتلاءِ معصیت کا اندیشہ ہوتا ہے، کبھی بچوں کی پرورش دشوار ہو جاتی ہے، کبھی عورت لاوارث رہ جاتی ہے، اس لئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کرنا اس قسم کی پریشانیوں سے تحفظ کا ذریعہ بھی ہے اور معصیت سے پرہیز بھی۔

(۲) بہت بُرا کرتے ہیں جس کی قدرے تفصیل نمبر ایک میں آگئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۵/۷/۱۴۰۶ھ

---

[1] فالکتاب والسنة واجماع السلف توجب ایقاع الثلاث معا وان کانت معصیة، احکام القرآن للجصاص الرازی ص ۳۸۸/ج ۱/ ذکر الحجاج لا یقاع الطلاق الثلاث معاً مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت، فتح القدیر ص ۴۶۹ ج۳ باب طلاق السنة، مطبوعہ دار الفکر بیروت، عمدة القاری ص ۲۳۳ ج ۱۰، باب من اجاز طلاق الثلاث، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[2] یعظها بلسانه فان انتهت فلا سبیل له علیها فان ابت هجر مضجعها فان ابت ضربها فان لم تتعظ بالضرب بعث الحکمین. التفسیر الکبیر ص ۲۱۶/ج۳/ مطبوعہ دارالفکر بیروت، الجامع لاحکام القرآن ص ۱۵۱/ ج۳/ مطبوعہ دارالفکر بیروت، تفسیر المنار ص ۷۶/ج۵ دارالفکر بیروت، سورہ نساء تحت آیت ۳۴/.

لڑکی کی خواہش پر طلاق

سوال:- زید سے کئی لوگوں نے کہا اگر لڑکی رکھنے کی نیت نہیں ہے تو طلاق دیدو اور زید سے یہ بھی کہتے ہوئے سنا گیا ہے، اور زید کہتا بھی ہے اگر لڑکی چاہے تو طلاق دے سکتا ہوں، لیکن اگر لڑکی طلاق کے لئے رضامند نہیں ہے، طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ فقط والسلام

الجواب حامداً ومصلیاً

پھر طلاق کا مطالبہ کیوں کیا جائے لڑکی کو رخصت کر دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند سہارنپور ۲۳/۲/۶ ۱۴۰۰ھ

شوہر کی بیماری کی بناء پر رخصتی میں تاخیر کیوجہ سے طلاق کا مطالبہ

سوال:- زید کا نکاح تقریباً تین سال پہلے ہوا تھا اور رخصتی ہونا بعد میں طے پائی تھی، نکاح کے وقت زید زیرِ تعلیم تھا، زید نے باہر رہ کر قریب ڈیڑھ سال تک تعلیم پوری کی، قبل اس کے کہ زید کے والدین زید کے سسرال والوں سے رخصتی کی تاریخ طے کرتے، تعلیم پوری کرنے کے بعد زید اچانک بیمار ہوگیا اور قریب چھ ماہ بیمار رہا، کچھ دنوں اچھا رہنے کے بعد زید پھر بیمار پڑ گیا، اِس بیچ زید کے سسر نے اپنی بیٹی کی رخصتی کر دینی چاہی، لیکن چونکہ زید بیمار تھا، اور زیرِ علاج تھا، لہٰذا زید کے گھر والوں نے زید کے اچھا ہونے تک رخصتی ملتوی کر دی، زید قریب ڈیڑھ سال تک اس طرح رہا کہ کبھی صحت یاب ہوا کبھی بیمار، اب زید قریب عرصہ ۳/ماہ سے بالکل ٹھیک ہے، اور صحت میں دن بدن اضافہ ہے، زید کی صحت اور گھر کے حالات سازگار دیکھ کر زید کے والدین نے زید کے سسرال والوں سے رخصتی کی تاریخ مانگی، تو لڑکی کے والدین سے یہ جواب ملا کہ ہم طلاق لیں گے کیونکہ لڑکا ویسا نہیں جیسا کہ وہ پہلے صحت یاب تھا، لہٰذا اس بات کو پنچایت کے سپرد کیا

گیا اور دو پنچایت ہوئی اس میں بھی زید کے سسرال والوں نے پنچوں سے رخصتی کی معافی مانگتے ہوئے طلاق لینے کی بات کی، لڑکی بھی زید کی بیماری کی وجہ سے زید کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی، فیصلہ اب بھی پنچایت کے ہاتھ میں ہے، زید نہ تو پاگل ہے، نہ دیوانہ ہے، نہ کوڑھی ہے، اور نہ جسمانی کمزوری ہے، ایسے حالات میں پنچ فیصلہ شریعت کے قواعد کے خلاف اگر کر دیتے ہیں تو سب گنہگار ہوں گے، شریعت کے قانون سے پنچ ناواقف ہیں ان حالات میں مسئلہ کیا کہتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اِن حالات میں طلاق کا مطالبہ نہیں کرنا چاہئے[۱] بلکہ رخصتی کردی جائے، کیا بعید ہے، کہ رخصتی کی برکت سے حق تعالیٰ عمدہ صحت قوت دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

زوجین کی باہمی رضامندی سے بعض حقوقِ زوجیت سے دست برداری اور طلاق

سوال:– زید نے دوشادیاں کی ہیں، پہلی بیوی کے تین بچے ہیں، اور اس کو طلاق دینا چاہتا ہے، لیکن بیوی کا اصرار ہے کہ وہ بچے چھوڑ کر نہیں جاسکتی، اور صرف کپڑا اور رزق کی خواہاں ہے، زید اس کو نان ونفقہ فراہم کرتا ہے، مگر حقوق زن وشوہر پر آمادہ نہیں، کیا وہ بعد از طلاق زید کے گھر رہ سکتی ہے؟ باپ کہتا ہے کہ اگر تو نے طلاق دی تو میں خودکشی کرلوں گا، ایسی صورت میں طلاق دے یا نہیں؟

(۲) زید اگر طلاق دیدے تو کس قدر مہر واجب ہے، جب کہ زید کے دولڑکے اور ایک لڑکی

---

[۱] عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ سَاَلَتْ زَوْجَھَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَابَأسٍ ای لغیر شدۃ تلجئھا الی السوال المفارقۃ فَحَرَامٌ عَلَیْہِ رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ ای ممنوع عنھا. مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۴۷۵/ ج۳/ باب الخلع والطلاق، الفصل الثانی ،مطبوعہ بمبئی.

ہے، کیا مہر بخشا جا سکتا ہے؟

(۳) زید اپنی زوجہ کو طلاق دینا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کی زوجہ نافرمان ہے، نماز سے بالکل غافل، علمِ دین سے کوری اور اس نے زید کے باپ کے خلاف زنا کا الزام لگایا ہے، جو کہ غلط ہے۔

(۴) اگر زید طلاق نہ دے اور سوائے نان نفقہ کے ہم بستری وغیرہ نہ کرے جب کہ اس کی زوجہ بھی تیار ہے، تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) اگر زید اپنی زوجہ کے ساتھ ہم بستری وغیرہ نہیں کرنا چاہتا، طبیعت راغب نہیں اور اس بناء پر طلاق دینا چاہتا ہے، اور زوجہ علیحدہ ہونا نہیں چاہتی اور ہمبستری وغیرہ کا مطالبہ نہیں کرتی، اورصرف کپڑا ونفقہ چاہتی ہے اور زید نان ونفقہ دینے کے لئے آمادہ ہے اور زید کا والد اس طلاق سے سخت ناخوش ہے، یہاں تک کہ خودکشی کے لئے تیار ہے، تو پھر طلاق دینے کی کوئی ضرورت نہیں، زید کا مقصد بغیر طلاق بھی حاصل ہے، دونوں بدستور رہیں، ہم بستری وغیرہ کا مدار نشاط ورغبت پر ہے[1] بیوی کا مقصد بھی حاصل ہے، کہ وہ جانا نہیں چاہتی، ایسی حالت میں طلاق ہرگز نہ دے[2]۔

(۲) مہر زوجہ کا حق ہے، وہ معاف کرنا چاہے تو معاف کرسکتی ہے،[3] لینا چاہے، تو لے

---

[1] لا فی المجامعة لا نها تبتنی علی النشاط، فتاوی تارتار خانیه ص ۲۲۶/ ج۳/ اول باب القسم، شامی کراچی ص ۲۰۲ ج۳ باب القسم، هدایه ص ۳۴۹ ج۲ باب القسم مکتبه تهانوی دیوبند.

[2] الاصح حظره ای منعه الا لحاجة لمافیه من کفران نعمة النکاح. الدرالمختار علی هامش رد المحتار زکریا ص ۴۲۷/ج۴ /مطبوعه کراچی ص ۲۲۷/ج۳/ اول کتاب الطلاق، عالمگیری کوئٹه ص ۳۴۸ ج ۱ کتاب الطلاق، مجمع الأنهر ص ۴ ج۲ دار الکتب العلمیة بیروت، کتاب الطلاق.

[3] وصح حطها لکله او بعضه عنه قبل اولا. الدرالمختار علی هامش رد المحتار زکریا ص ۲۴۸/ج۴/ مطبوعه کراچی ص ۱۱۳/ج۳/ باب المهر، مطلب فی حط المهر والا براء منه، النهر الفائق ص ۲۳۶ ج۲، باب المهر عباس احمد الباز مکة المکرمة، البحر الرائق ص ۱۵۰ ج۳ باب المهر، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

سکتی ہے، جب شوہر کے ساتھ وہ رہ چکی ہے، تو پورا مہر لازم ہے، اگر رخصتی وخلوت سے پہلے طلاق دی جائے، تو نصف مہر لازم ہوتا ہے، اور نصف شوہر رکھ لیتا ہے[۱]۔

(۳) جائز کاموں میں بلا عذر شرعی شوہر کی اطاعت نہ کرنا نافرمانی ہے، شوہر کے والد پر زنا کا الزام لگانا بھی اتنا سخت جرم ہے، کہ شوہر اگر اس کی وجہ سے طلاق دیدے تو شوہر پر کوئی پکڑ نہیں[۲]۔

(۴) اپنے خصوصی حالات کے پیشِ نظر اگر دونوں اس پر رضامند ہیں تو کچھ مضائقہ نہیں[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۸۵/۱۲/۲۲ھ

عورت کا اغوا کرنا اور روپیہ لے کر اس کو طلاق دینا

سوال:- خالد نے زید سے کہا کہ میں تمہیں پانچ سو روپے دیتا ہوں، آپ مجھ سے پانچ سو لے کر ہندہ کو طلاق دیدیں، اور مقدمہ سے۔ نجات حاصل کرلیں، اس پر زید نے بغرض

---

[۱] ویتاکد عند وطء او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما ویجب نصفه بطلاق قبل وطء او خلوة وعاد النصف الی ملک الزوج بمجرد الطلاق اذالم یکن مسلماً، الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص ۳۳۶/۲۳/ج۴/ مطبوعه کراچی ص۱۰۲/ج۳/ اول باب المهر، عالمگیری کوئٹه ص۳۰۳ج۱ السابع فی المهر.

[۲] الأصل فیه ای الحظر معناه ان الشارع ترک هٰذا الاصل فاباحه بل یستجب لو موذیة او تارکة صلاة وفی الشامیة تحت قوله لوموذیة فشمل الموذیة له اولغیره بقولها او بفعلها ، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۴۲۸/ ج۴/ مطبوعه کراچی ص۲۲۸/ج۳/ اول کتاب الطلاق، البحر الرائق ص۲۳۷ج۳ کتاب الطلاق، مطبوعه کوئٹه النهر الفائق ص۳۲۰ج۲ کتاب الطلاق، عباس احمد الباز مکة المکرمة.

[۳] وان رضیت احدی الزوجات بترک قسمها لصاحبتها جاز، فتاوٰی تاتارخانیه ص ۲۲۷/ ج ۳/ باب القسم،الدرالمختارعلی هامش ردالمحتار زکریا ص۳۸۵/ ج۴/ باب القسم، البحر کوئٹه ص۲۲۰ج۳ باب القسم.

ثبوتِ ہندہ بطور حیلہ پانچ سو روپے خالد سے لے کر اسٹام فروش سے ایک روپے کا کاغذ خرید کر خالد کو دیا، خالد نے عرضی نویس سے کاغذ مذکورہ پر زید کی طرف سے مضمون طلاق نامہ تحریر کرالیا، جس پر زید نے بھی بغیر پڑھے سنے مضمون طلاق کے اپنا انگوٹھا لگا دیا، اور زبان سے بھی ایک دفعہ کہہ دیا کہ ہاں میں نے ہندہ کو طلاق دے دی اور اس کے بعد زید نے رجعت کرلی، اور علی الاعلان کہا کہ یہ سب کچھ میں نے اس لئے کیا تا کہ ہندہ کا ثبوت مل جائے، چنانچہ اسٹام فروش اور عرضی نویس کی گواہی کے ذریعہ عدالت نے ہندہ کو برآمد کرا کے زید کے قبضہ میں دے دیا اور طلاق نامہ کو جعلی قرار دیا، زید کا بیان ہے، کہ میں نے تو اس حیلہ کے ذریعہ اس سے روپے حاصل کئے ہیں، چونکہ میرا اس سے کہیں زائد خرچ ہوگیا ہے، اور ہندہ کو برآمد کرالیا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی جانب سے ہندہ کو کونسی طلاق واقع ہوئی اور رجعت صحیح ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خالد نے زید کی بیوی کو اغوا کر کے جرمِ عظیم کا ارتکاب کیا ہے[1] پھر اس سلسلہ میں جو کچھ روپیہ زید کا خرچ ہوا وہ زید اس سے پورا پورا وصول کرنے کا حق دار ہے[2] ایک طلاقِ رجعی کے بعد شوہر کو حقِ رجعت حاصل رہتا ہے، لہٰذا اگر طلاق نامہ میں طلاق رجعی لکھی ہے، اور زبان سے بھی طلاقِ رجعی دی ہے، تو طلاقِ رجعی واقع ہوئی، رجعت صحیح ہوگی[3] اس حیلہ سے اس مقدمہ میں

---

[1] خدع امرأة إنسان واخرجها زوجها ويحبس حتى يتوب او يموت لسعيه فى الأرض بالفساد، الدر المختار على الشامى كراچى ص ۶۱ ج۴ مطلب العامى لا مذهب له، باب التعزير الأشباه والنظائر ص ۱۸۵ ج ۲ كتاب الحدود والتعزير، ادارة القرآن كراچى.

[2] كما يستفاد من هٰذه العبارة: للورثة ان ياخذوا صاحب السرقه بدية ابيهم وبالغرامة اللتى اداها الى السلطان لان الكل حصل بتسبيبه وهو متعد فى هٰذا التسبيب. البحر الرائق كوئٹه ص ۷۰/ ج۵/ قبيل كتاب السير.

[3] واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذلك اولم ترض. عالمگيرى ص ۴۷۰/ ج ۱/ باب الرجعة مطبوعه كوئٹه، هدايه ص ۳۹۴ ج ۲ باب الرجعة، مكتبه اشرفى ديوبند، تاتارخانيه ص ۵۹۷ ج۳ مسائل الرجعة، إدارة القرآن كراچى.

اپنا خرچ شدہ روپیہ وصول کرنا شرعاً درست ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۸/۸۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

جواب صحیح ہے سید مہدی حسن غفرلہٗ ۲/۱۸/۸۶ھ

اپنی بیوی دوسرے کو دیدینا

سوال:-تین آدمیوں نے ایک چوتھے آدمی سے ہنسی کی کہ اگر تو ۳۰/روپے اور تین جوڑے کپڑے لائے تو ہم تینوں اپنی اپنی بیوی تجھے دیدیں گے، اور اگر تو اور تین جوڑے کپڑے نہ لایا تو تیرے سے جرمانہ لیا جائے گا، اور اگر ہم نہ دیں تو تو واپس لے لینا، اب وہ آدمی کسی طرح اور تین جوڑے کپڑے لے آتا ہے، اوران کو دیدیئے انہوں نے وہ کپڑے اپنی اپنی عورتوں کو پہنا دیئے اور انکواس شخص کے ساتھ کردیا، اور یہ کہہ دیا کہ ہم نے تجھے دیدی، عورتیں بھی بخوشی اس کے ساتھ چل دیں، گاؤں سے کچھ دور چل کر پیر جلنے کا بہانہ کر کے دوعورتیں اپنے گھر لوٹ آئیں، اور اس شخص سے کہا کہ تم گاڑی لے آؤ بغیر گاڑی کے پیر جلتے ہیں، شام کے وقت وہ شخص گاڑی لے آیا اور اس کے ساتھ بہت سے تماشہ بین بھی آ گئے، ان تینوں آدمیوں نے اس شخص سے کوئی بہانہ کر کے ٹالدیا، اب ان تینوں کا نکاح قائم ہے یا نہیں؟ کچھ آدمی تو یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے صرف یہ کہا تھا کہ ہم نے عورتیں تجھے دیں، اور کچھ آدمی یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے اپنی عورتیں آزاد کر کے تجھے دیدی، جواب مفصل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

ان تینوں عورتوں کا نکاح اس چوتھے آدمی سے صحیح نہیں ہوا، اور اگر تینوں کے شوہروں نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تم اس مرد سے نکاح کرلو اور اس سے طلاق کی نیت کی ہے، تو طلاق واقع ہوگئی، اور اگر یہ کہا ہے ہم نے ان کو آزاد کردیا اور پھر تجھ سے نکاح کردیا تو تینوں پر طلاق واقع ہوگئی:

وبابتغی الأزواج تقع واحدة بائنة إن نواها أو اثنتين وثلاث إن نواها هٰكذا فی شرح الوقايه عالمگیری[1] ص: ۳۷۵، ج: ۱، بخلاف فارسية قوله سرحتک وهورها کردم لأنه صار صريحاً فی العرف الٰی قوله فاذا قال رها کردم ای سرحتک يقع به الرجعی ا هـ درمختار[2] ص: ۷۱۷، ج: ۲. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶/۲۷/ ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۶/۲۸/ ۶۱ھ

بیوی کہتی ہے کہ طلاق دی تو مرتد ہو جاؤں گی

سوال:- زید نے ایک لڑکی کو مسلمان بنا کر نکاح کیا اور پھر اس کو حالات کے دباؤ کی وجہ سے طلاق دینا چاہتا ہے، لڑکی زید کے چھوڑنے پر اسلام کو چھوڑ کر اپنے آبائی ہندو دھرم کو اختیار کرنے کی دھمکی دیتی ہے، ایسی صورت میں کیا لڑکی کے ارتداد کا گناہ زید کو ہوگا؟ کیا ارتداد کی ذمہ داری زید پر ڈالی جائے گی؟ لڑکی کے ارتداد سے بچانے کے لئے زید کو مجبور کیا جائے گا، کہ اس کو نہ چھوڑے اور یہ دباؤ شریعت کی رُو سے کیا درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اندازہ یہ ہے کہ زید نے کفر سے نفرت اور اسلام کی محبت کی وجہ سے اس لڑکی کو مسلمان

---

[1] عالمگیری ص: ۳۷۵، ج: ۱، اول باب الکنایات، مطبوعه مصر، البحر الرائق کوئٹه ص ۳۰۰، ۳۰۲ ج۳ باب الکنایات، هدایه ص ۳۷۴ ج ۲، باب ایقاع الطلاق، ربقية الكنايات، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[2] ردالمحتار زکریا ص: ۵۳۰، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۹۹، ج: ۳، اول باب الکنایات، البحر الرائق کوئٹه ص ۳۰۱ ج۳ باب الکنایات، سکب الأنهر علی هامش مجمع الأنهر ص ۳۷ ج ۲، فصل: وکنایته الخ مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت.

نہیں کیا، بلکہ لڑکی کی ہی محبت سے اس کو مسلمان کیا ہے، اور اس لڑکی نے بھی کفر سے نفرت اور اسلام کی محبت کی وجہ سے اسلام قبول نہیں کیا، بلکہ اس لڑکے کی محبت کی وجہ سے اسلام قبول کیا ہے: وَاللّٰہُ اعلم بحقیقة الحَال.

زید کو چاہئے کہ ہرگز ہرگز اس لڑکی کو طلاق نہ دے بلکہ اس کو اسلام کی تعلیم دے، اس کی خوبیاں ذہن نشین کرائے، کفر کی خرابی، اس کا انجام دل میں جمائے اور کسی دباؤ میں آکر اس کو طلاق نہ دے[1]، حالات کا دباؤ ایک جانب رکھے اور ارتداد کا انجام دوسری جانب رکھے، پھر دیکھے دونوں میں کون زیادہ خطرناک ہے، کیا وہ اس کو پسند کرے گا کہ اس کی رفیقۂ حیات ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۷/۱۳۹۹ھ

کیا تعزیہ بنانے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

سوال:- شریعت مطہرہ کا حکم منع سن کر اگر مسلمان نہ مانیں پھر اسی مسجد میں تعزیہ بناویں یا رکھیں، یا مسجد کے پاس نماز وجماعت کے وقت شوروغل مچاویں تو ان کا نکاح باطل ہوجائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صرف عمل نہ کرلینے سے نکاح باطل نہ ہوگا، اگرچہ گناہ ہوگا، کسی حکم شرعی کا استخفاف واستہزاء کفر ہے اور اس سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] اما الطلاق فان الاصل فيه الحظر بمعنى انه محظور الالعارض يبيحه. شامي زكريا ص ۴۲۸/ ج۴/ مطبوعه كراچی ص ۲۲۸/ ج۳/ اول كتاب الطلاق، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۳۶ ج۳ كتاب الطلاق، النهر الفائق ص ۳۱۰ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] رجل عرض عليه خصمه فتوى الائمة فردها وقال چه بار نامه فتوى (بقيه اگلے صفحه پر)

نوسوالات اوران کے جوابات

سوال:- ایک شخص اپنی زوجہ کو چھوڑ کر اپنے سلسلہ معاش کے لئے باہر چلا گیا تھا، اس عورت کا تعلق شوہر کے بھائی سے ہوگیا، اس تعلق کی بنا پر عورت حاملہ ہوگئی، اس پر شوہر نے اس سے قطع تعلق کرلیا، زوجۂ مذکورہ کے والد نے طے کیا کہ اس بھائی سے نکاح کرلیا جائے، اس کی خالہ نے اس عورت کو دوسری جگہ رکھوادیا، اب وہ یہاں آکر وضعِ حمل ہوئی اور اس کے گھر رہنے لگی، اوراز دواجی زندگی سے بھی دوچار ہوئی، ایک سال تک یہی سلسلہ قائم رہا، ایک سال کے بعد شوہر حقیقی نے انقطاعِ تعلق کی خبر دی اور گھر آکر دوسری عورت سے نکاح کرلیا، بذریعہ خط صرف رکھنے سے انکار کیا، طلاق کی صراحت نہیں کی، اس کے بعد اس کی خالہ نے رکھوادیا ہے، اب اس حالت میں مندرجہ ذیل سوالات ہیں۔

(۱) شوہر کے بھائی سے فعل حرام کا مرتکب ہونا۔

(۲) شوہر کا رکھنے سے انکار کرنا۔

(۳) اس عورت (زوجہ) کا اپنی خالہ کے گھر آنا۔

(۴) خالہ کا اس عورت کو دوسرے شخص کے گھر رکھنا۔

(۵) اس دوسرے شخص کے ساتھ از دواجی تعلق کا قائم رہنا۔

(۶) شوہر کا رکھنے سے انکار کرنا اور طلاق نہ دینا۔

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) آوردۂ قیل یکفر لانہ رد حکم الشرع وکذا لو لم یقل شیاء لکن القی الفتوی علی الارض وقال این چہ شرع کفر، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۷۲/ ج۲/ احکام المرتدین. ومنها ما یتعلق بالعلم والعلماء، وفی شرح الوهبانیة للشرنبلالی ما یکون کفراً اتفاقاً یبطل العمل والنکاح. الدرا لمختارعلی الشامی زکریا ص ۳۹۰/ج۶/ مطبوعہ کراچی ص ۲۴۶/ ج۴/ احکام المرتد، مجمع الانهر ص ۵۰۹ ج۲ باب المرتد ثم إن الفاظ الکفر انواع، بیروت، ایضاً ص ۵۰۱ ج۲ باب المرتد، فتاوی بزازیہ علی الهندیہ ص ۳۲۱ ج۶، کتاب الفاظ تکون اسلاماً أو کفراً الاول فی المقدمة، ایضاً ص ۳۳۷ ج۶ الثامن فی الاستخفاف بالعلم، مطبوعہ کوئٹہ.

(۷) شوہر کا یہ قول کہ اس عورت (زوجہ) کے سامنے طلاق دوں گا۔

(۸) عورت بوجہ ندامت کے اس کے رُوبرو نہ ہونا۔

(۹) اس درمیان میں مثل شوہر کے دوسرے شخص کے ساتھ رہنا۔

صورتِ مسئولہ کے جوابات تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) کبیرہ گناہ ہے[1]۔

(۲) محض اس کے انکار سے طلاق نہیں ہوئی[2]۔

(۳) اس سے بھی نکاح ختم نہیں ہوا۔

(۴) کسی نامحرم کے ساتھ رکھ دینا بھی ناجائز ہے[3]۔

(۵) یہ بھی معصیت ہے[4]۔

---

[1] الزنا والقتل كبيرتان ايضا بالنص. اكمال شرح مسلم ص ۳۲۲/ ج ۱/باب بيان الكبائر واكبرها. مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت. نووى شرح مسلم ص ۶۳/ج ۱/ باب بيان كون الشرك اقبح الذنوب. مرقاة شرح مشكٰوة ص ۱۰۳/ج ۱/ باب الكبائرو علامات النفاق. مطبوعه بمبئى.

[2] ولو قال لا حاجة لى فيك ينوى الطلاق فليس بطلاق اذا قال لا اريدك ولا احبك او لا اشتهيك او لا رغبة لى فيك فانه لا يقع وان نوى عالمگيرى كوئٹه ص ۳۷۵ ج ۱ الفصل الخامس فى الكنايات، البحر الرائق كوئٹه ص ۳۰۳ ج ۳ باب الكنايات، قاضيخاں على الهندية كوئٹه ص ۴۶۸ ج ۱ فصل فى الكنايات.

[3] لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اَلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطَانُ مشكٰوة ص ۲۶۹/ج ۱/ باب النظر الى المخطوبة الخ، ترمذى شريف ص ۲۲۱ ج ۱ ابواب الرضاع، باب ما جاء فى كراهية الدخول على المغيبات، مطبوعه اشرفى ديوبند، مرقاة شرح مشكوة ص ۴۱۳ ج ۳ باب النظر الى المخطوبة، الفصل الثانى، مطبوعه بمبئى، الفصل الثانى. **ترجمہ:**— کوئی مرد جب کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں یکجا ہوتا ہے تو تیسری ہستی وہاں شیطان کی ہوتی ہے۔

[4] مطلق الزنا ذنب كبير وخاصة مع سكن جارك. مرقاة شرح مشكٰوة ص ۱۰۳/ ج ۱/ باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الاول. مطبوعه بمبئى.

(۶) یہ شوہر کی زیادتی ہے، اس کو چاہئے کہ نالائق عورت کو طلاق دیدے[1]۔

(۷) یہ بے حیائی کی ضد ہے، جس کی وجہ سے عورت کو معصیت سے چھٹکارہ مشکل ہے۔

(۸) معصیت میں مبتلا رہنے کے بجائے عورت ندامت کو اختیار کرلے سامنے آکر ہی طلاق لے لے۔

(۹) دوسرے شخص کے ساتھ رہ کر شوہر جیسا معاملہ کرنا غضبِ خدا کا موجب ہے، جس کا نتیجہ دونوں جہاں میں تباہ کن ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۴/۱۱/۹۱ھ

بیوی سے صحبت کے وقت یہ تصور کہ فلاں اجنبیّہ سے صحبت کررہا ہوں

سوال:- زید اپنی اہلیہ سے صحبت کرتے وقت کہتا ہے کہ یہ سوچو کہ فلاں غیر محرم تمہارے ساتھ صحبت کررہا ہے، اور خود بھی زبان سے یہ کہتا ہے کہ میں فلانہ کے ساتھ صحبت کررہا ہوں، کیا ایسا کہنے پر نکاح پر تو کوئی اثر نہیں پڑتا، زید کو یہ اطلاع اپنے مرشد کو بھی کرنا چاہئے یا نہیں؟ زید نے اب توبہ کرلی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا کہنے سے نکاح تو نہیں ٹوٹتا[3]، البتہ یہ بے حیائی اور گناہ ہے[4]، اگر زید توبہ پر قائم رہے تو

---

[1] الاصل فيه الحظر معناه ان الشارع ترك هذا الاصل فاباحه بل يستحب لو موذية وفى الشامية تحت قوله لو موذية اطلقه فشمل الموذية له او لغيره بقولها او بفعلها. الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۴۲۸/ ج۴/مطبوعه كراچى ص ۲۲۸/ج۳/اول كتاب الطلاق، النهر الفائق ص ۳۱۰ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۳۶، ۲۳۷ ج۳ كتاب الطلاق.

[2] لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اَلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطَانُ مشكوة ص ۱۰۳/ باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الاول، مطبوعه بمبئى.

[3] فتحريم المنكوحة بالطلاق والخلع والردة مع انقضاء العدة الخ شامى زكريا، ج ۴/ص ۱۱۹/ كتاب النكاح، فصل فى المحرمات، مجمع الأنهر ص ۴۷۹ ج ۱ باب المحرمات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت. (حاشیہ ۴ اگلے صفحہ پر)

مرشد کو خبر کرنا ضروری نہیں، ورنہ خبر کر کے تدبیر دریافت کر لی جائے کہ کس طرح اس بے حیائی سے نجات ملے، خدائے پاک معاف فرمائے، اور محفوظ رکھے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

طلاق کے بعد پندرہ سال تک ہم بستری کرتا رہا

سوال: - زید بیوی کو طلاقِ مغلظہ دے چکا تھا، مگر پندرہ سال تک اس سے ہم بستری کرتا رہا، اور بچے پیدا ہوتے رہے، شرعی حیثیت سے اس کو کیا سزا دی جائے اور کیا سلوک کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس نے سخت جرم کا ارتکاب کیا ہے، مگر اس کی اصل سزا کی شرائط موجود نہیں، اس لئے وہ سزا نہیں دی جاسکتی[1]، نیز اتنی مدت سے وہ ناجائز کام میں مبتلا ہے، سب خاندان اور اہلِ بستی واقف ہو کر کیوں خاموش رہے، کیوں اس کا حل دریافت نہیں کیا، اب کیا داعیہ پیش آیا، جو یہ مسئلہ اٹھایا

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) [۲] ذکر بعض الشافعية انه كما يحرم النظر لما لا يحل يحرم التفكر فيه، وذكر العلامة ابن حجر فى التحفة انه ليس منه ما لو وطئ حليلته متفكر فى محاسن اجنبية حتى خيل اليه انه يطؤها ونقل عن جماعة منهم الجلال السيوطى والتقى السبكى انه يحل ولا يلزم من تخيله ذلك عزمه على الزنا بها حتى ياثم اذا صمم على ذلك لو ظفر بها وانما اللازم فرض موطؤته تلك الحسناء وقيل ينبغى كراهة ذلك ورد بان الكراهة لا بدلها من دليل وقال ابن الحاج المالكى انه يحرم لانه نوع من الزنا، ولم ار من تعرض للمسئلة عندنا وانما قال فى الدرر اذا شرب الماء وغيره من المباحات بلهو وطرب على هيئة الفسقة حرام والاقرب لقواعد مذهبنا عدم الحل لان تصور تلك الاجنبية بين يديه يطؤها فيه تصوير مباشرة المعصية على هيئتها فهو نظير مسئلة الشرب الخ شامى زكريا ص ۵۳۵ ج ۹ كتاب الحظر والإباحة، فصل فى النظر والمس.

(صفحہ ہذا) [۱] فمن قذف بصريح الزنا فى دارالاسلام قوله فى دار الاسلام اخرج دارالحرب لا نقطاع الولاية. الدر المحتار على هامش رد المختار زكريا ص ۱۵۱ / ج۵ / مطبوعه كراچى ص ۴۸۴ / ج۳ / اول باب اللعان.

جارہا ہے، فوراً دونوں میں جدائی کرادی جائے، جو لوگ جدائی کرنے پر قادر ہیں پھر جدائی نہیں کراتے، وہ بھی گنہگار ہیں: لقوله تعالٰی وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا. (الآية)[1] فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ. (الآیۃ)[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۳/۵ ۱۳۹۵ھ

طلاق کے بعد نکاح ثانی ہوجانے پر بھی مطلقہ کو اپنے گھر رکھنا

سوال:- کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر اپنے گھر چھوڑی ہے، اس سے ملتا جلتا ہے، اس عورت نے دوسرے خاوند سے نکاح کیا ہے، اس عورت سے دو لڑکی ہیں، ان لڑکیوں کی وجہ سے رہتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی عورت سے ملنا جلنا اور اس کو اپنے گھر رکھنا منع ہے، اس کو چاہئے کہ اس عورت کو اسکے خاوند کے گھر پہنچادے۔[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۸/۴/ ۵۸ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ: صحیح: عبد اللطیف ۲۸/ ربیع الثانی ۵۸ھ

---

[1] سورۃ ہود آیت: ۱۱۳/ ترجمہ: اور ظالموں کی طرف مت جھکو۔ (از بیان القرآن)

[2] سورۃ انعام آیت: ۶۸/ ترجمہ: تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھو۔ (از بیان القرآن)

[3] الخلوة بالاجنبية حرام. الدر المختارعلى الشامى زكريا ص۵۲۸/ ج۹/ مطبوعه كراچى ص: ۳۶۹، ج: ۶، كتاب الحظر ولا باحة ،فصل فى النظر والمس، سكب الأنهر مع مجمع الأنهر ص۲۰۳ ج۴ كتاب الكراهية، فصل فى النظر، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، مرقاة شرح مشكوٰة ص۴۱۳ ج۳ باب النظر الى المخطوبة، قبيل الفصل الثالث، مطبوعه بمبئى.

جس عورت کواس کا شوہر نہ رکھتا ہواس کوکسی ہندو کے حوالہ کردینا

سوال:– ایک عورت کو نکاح کئے چار سال ہوگئے، نہ اس کو شوہر طلاق دیتا ہے، نہ رکھتا ہے ایک بچہ اس عورت کا آوارہ گردی میں ہو چکا ہے، اس کے بعد وہ عورت تین سال کے بعد ایک شخص کے یہاں دوسری جگہ چلی گئی، تقریباً آٹھ ماہ اس کے پاس رہی، جس شخص کے گھر میں رہتی تھی، وہ شخص قصاص دینے کو تیار ہے کہ میں قصاص دینے کو تیار ہوں، تو ایک جگہ شادی کا سلسلہ تھا، اس جگہ بہت دور دور سے لوگ اکٹھے ہوئے، اس جگہ پر اس شخص کو بلایا گیا، جس شخص کے گھر میں عورت موجود تھی، تو بلا کر کے جو لوگ پہلے اکٹھے ہوئے تھے، ان میں سے ایک شخص پریزیڈنٹ مقرر کیا گیا، پریزیڈنٹ نے اس شخص کے لئے عورت کو بلایا، تو عورت ایک ہندو کے سپرد کردی گئی، اسلام اس کو برا محسوس ہوتا ہے، پریزنڈنٹ نے یہ بھی حکم جاری کردیا ہے تو اس شخص سے رشتہ برادری نے قطع تعلق کردیا اور ایک سو روپیہ جرمانہ لیا جاوے گا، اب اس عورت کے واسطے شریعت اسلامیہ کیا کہتی ہے، کہ عورت اسی طرح رہے گی، یا اسلام میں داخل ہوجائے گی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل میں جس کی وہ عورت ہے اس پر زور دینا چاہئے کہ وہ اس کو رکھے یا اس کو طلاق دے، عورت کا کسی غیر شخص کے پاس رہنا حرام ہے، [1] عورت کو کسی ہندو کے سپرد کردینا نہایت سخت ترین اور خطرناک گناہ ہے، اگر عوت نے مذہب اسلام کو چھوڑ کر ہندو مذہب کو اختیار کرلیا ہے، تو اس کے ذمہ فرض ہے، کہ دوبارہ اسلام قبول کرے، ایسا رہنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، بہرحال اس کے ذمہ فرض ہے، کہ ہندو کے یہاں سے اپنے شوہر کے یہاں آئے توبہ کرے

---

[1] الخلوة بالاجنبية حرام، الدرالمختارعلى الشامى كراچى ص ۳۸۲/ج ۶/ باب فى النظر والمس، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص۲۰۳ ج۴ كتاب الكراهية فصل فى النظر، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

نیز تجدید ایمان بھی کرے[۱] اگر شوہر نہ رکھے بلکہ طلاق دیدے تو پھر کسی دوسرے مسلمان سے باقاعدہ نکاح کرے[۲]، اگر عورت خود ہندو کے یہاں سے آنے پر تیار نہ ہو تو برادری اور پریزیڈنٹ کے ذمہ واجب ہے کہ وہ کوشش کرکے زبردستی عورت کو وہاں سے نکال کر شوہر کے حوالہ کردیں[۳] اور جس نے اس عورت کو ہندو کے سپرد کیا ہے، اس کے ذمہ فرض ہے کہ علی الاعلان توبہ کرے[۴] اور جس شخص کے یہاں وہ عورت رہتی ہے اس کو بھی توبہ کرنا واجب ہے[۵] اور یکصد روپیہ جرمانہ جو پریزیڈنٹ نے کیا ہے، وہ بھی ناجائز ہے، مال کا جرمانہ شریعت میں ہرگز جائز نہیں، اگر یہ جرمانہ وصول کرلیا ہے تو اس کو واپس کرنا ضروری ہے[۶] فیصلہ کرنے کے لئے کسی معتبر عالم کو مقرر کیا جائے، ورنہ فیصلہ سے

---

[۱] فان قائله يومر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلک، عالمگیری ص ۲۸۳/ ج ۲/ الباب التاسع فی احکام المرتدين قبيل الباب العاشر فی البغاة، الدر المختار مع الشامی دار الفكر ص ۲۴۷ ج ۴ باب المرتد، مطلب جمله من لا يقتل اذا ارد.

[۲] اما لو سكت اوتركه صريحا فانها لا تجبر وتزوج من غيره شامی کراچی ص ۱۹۴/ ج ۳/ باب نكاح الكافر، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۱۵ باب نكاح الكافر، دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] وتجبر على الاسلام ای بالحبس الى ان تسلم، الدرا لمختار علی الشامی کراچی ص ۱۹۴/ ج ۳/ باب نکاح الکافر، تجبر على الاسلام والنكاح مع زوجها الاول، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۱۴ ج ۳ باب نكاح الكافر مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۴] والتوبة على احسب الجناية فالسرّ بالسرّ والاعلان بالاعلان، هدايه ص ۱۷۴ ج ۳ كتاب الرجوع عن الشهادات، مطبوعه مكتبهٔ تهانوی دیوبند.

[۵] ان التوبة من جميع المعاصی واجبة وأنها واجبة على الفور ولا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة، تفسير روح المعانی ص ۲۳۶ ج ۱۵ سورة التحريم، تحت الآية ۸، مطبوعه دار الفكر بيروت، شرح نووی على الصحيح المسلم، ص ۳۵۴ ج ۲ كتاب التوبة مكتبهٔ بلال.

[۶] أن معنى التعزير باخذ المال على القول به امساک شیء من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم اليه، والحاصل ان المذهب عدم التعزير باخذ المال. شامی زکریا ص ۱۰۶/ ج ۶/ مطبوعه کراچی ص ۶۴/ ج ۴/ مطلب فی التعزير باخذ المال، عالمگیری کوئٹه ص ۱۶۷ ج ۲ فصل فی التعزير البحر الرائق کوئٹه ص ۴۱ ج ۵ فصل فی التعزير.

پہلے باقاعدہ پورے واقعات بتلا کر معتبر عالم سے فتوی حاصل کرنا چاہئے، تاکہ فیصلہ شریعت کے مطابق ہو محض جاہلوں کا جمع ہو کر کسی جاہل کو پریزیڈنٹ بنا کر فیصلہ کرانا انتہائی جہالت ہے، کیونکہ اپنے فیصلہ میں وہ شرعی احکام کی رعایت نہیں رکھے گا، اوراس پر عمل جائز نہیں ہوگا[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

صحیح: عبداللطیف ۳۰/ربیع الثانی ۶۰ھ

---

[۱] واما الجاهل والكافر فلا يجوز تحكيمهما فان حكما خصما او جاهلا او كافراً لم ينفذ حكمه الدردير على حاشية الد سوقی ص۱۳/ ج۶/ باب القضاء مطبوعه دارالکتب العلميه بيروت.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب یازدہم

رجعت وغیرہ کے احکام

فصل اول : رجعت کے احکام

رجعت کا ثبوت

سوال :- ایک اُلجھا ہوا سوال ہے، طلاق کا جھگڑا ہے (جس کا خلاصہ کچھ جواب سے ہی ظاہر ہورہا ہے) جس پر دارالافتاء سے مندرجہ ذیل حکم لکھا گیا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

نفس طلاق پر دونوں کا اتفاق ہے، اس کے بعد شوہر دعویٰ کرتا ہے، کہ اس نے عدت ختم ہونے سے پہلے رجعت کر لی، اب اگر عورت اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ ہاں شوہر نے رجعت کرلی تھی، یا اس کا اقرار کرتی ہے، کہ شوہر نے میرے ساتھ ہم بستری کی یا بوس وکنار کیا ہے، تو پھر کسی مزید شہادت کی حاجت نہیں، رجعت کی صحت وثبوت کے لئے یہی کافی ہے، اگر بیوی رجعت کا انکار کرتی ہے اور صحبت وغیرہ کا بھی انکار کرتی ہے، کہ اس قسم کی کوئی چیز پیش نہیں آئی تو پھر شوہر کے ذمہ دو گواہوں کا پیش کرنا ضروری ہے، جو گواہی دیں کہ شوہر نے ہمارے سامنے (عدت ختم ہونے سے پہلے) یہ کہا ہے کہ میں رجعت کرلی یا اپنی طلاق واپس لے لی، اگر یہ گواہی شوہر پیش کردے تو رجعت کا حکم کردیا جائے گا، اگر گواہی پیش نہ کرسکے، تو عورت کا انکار رجعت

سے قبول کیا جائے گا، اور اس پر قسم بھی نہیں آئے گی[۱]، طلاق کی عدت تین حیض ہے، جس کی ادنی مدت ساٹھ دن ہے، یعنی ساٹھ دن میں تین حیض آسکتے ہیں[۲]، اگر حاملہ ہو تو بچہ پیدا ہونے پر عدت ختم ہوتی ہے۔[۳]

تنبیہ: - اگر شوہر نے زبان سے طلاق نہیں دی اور بیوی کے سامنے تحریر لکھ کر دی ہے تو طلاق واقع نہیں ہوئی[۴] پھر رجعت یا اس کے ثبوت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

۱ ولو قال بعدا لعدة راجعتک فيها فصدقته تصح والا لا ای وان لم تصدقه لا تصح الرجعة لانه اخبر عن شئ لا يملک انشاءه فی الحال وهی تنكره فكان القول لها من غير يمين الی قوله ولو اقام بينة بعد العدة انه قال فی عدتها قد راجعتها او انه قال قد جامعتها كانت رجعة الخ. البحرالرائق ص: ۵۱، ج: ۴، اول باب الرجعة. مطبوعه كوئٹه. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زكريا ص: ۲۹، ج: ۵، مطبوعه كراچی ص: ۴۰۱، ج: ۳، اول باب الرجعة، مجمع الانهر ص: ۸۲، ج: ۲، اول باب الرجعة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، سكب الانهر علی مجمع الانهر ص: ۸۲، ج: ۲، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.

۲ عدة الحرة للطلاق اوالفسخ ثلاثة اقراء ای حيض الخ. سكب الانهرعلی مجمع الانهر ص: ۱۴۱، ج: ۲، اول باب العدة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، مجمع الانهر ص: ۱۴۲، ج: ۲، اول باب العدة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زكريا ص: ۱۸۱، ج: ۵، اول باب العدة، مطبوعه كراچی ص: ۵۰۴، ج: ۳. ومن قالت انقضت عدتی بالحيض فالقول لها مع اليمين ان مضیٰ ستون يوما عند الامام كل حيض عشرة وكل طهر خمسة عشر هو المختار كما فی الخانية، مجمع الانهر ص: ۱۵۰، ج: ۲، باب العدة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، شامی كراچی ص ۵۲۳ ج ۳ باب العدة، فتاویٰ قاضی خاں ص ۵۵۲ ج ۱ باب العدة فصل فی انتقال العدة، مطبوعه كوئٹه.

۳ وعدة الحامل ان تضع حملها. عالمگيری ص: ۵۲۸، الباب الثالث عشرفی العدة. مطبوعه كوئٹه، شامی كراچی ص ۵۱۱ ج ۳ باب العدة، البحر الرائق ص ۱۳۳ ج ۴ باب العدة، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

۴ وظاهره ان المعنون من الناطق الحاضر غير معتبر شامی زكريا ص: ۴۶۱، ج: ۱۰، مطبوعه كراچی ص: ۷۳۷، ج: ۶، كتاب الخنثی، مسائل شتی.

طلاق، عدت اور رجعت کی تفصیل

سوال: -شادی کے متعلق ہمیں یہ بتایئے کہ اگر ایک مسلمان اپنی بیوی کو چند سیکنڈ کے وقفہ سے طلاق دیتا ہے، تو شادی ناجائز ہوجاتی ہے، اس سے دوبارہ کیسے شادی ہوسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

طلاق اور اس کے بعد دوبارہ نکاح میں بڑی تفصیل ہے، اگر نکاح کا ایجاب وقبول ہونے کے بعد تنہائی ویکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق دیدی خواہ ایک یا دو طلاق دی ہو، تو اس کا حکم یہ ہے کہ طرفین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کی اجازت ہے[1] (حلالہ کی ضرورت نہیں) اگر تین طلاق ایک لفظ سے دی ہو مثلاً اس طرح کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی تو بغیر حلالہ کے نکاح کی گنجائش نہیں رہی[2]، اگر نکاح کے بعد دونوں میں یکجائی وتنہائی ہوچکی تھی، پھر طلاق دی ہے تو اگر ایک یا دو طلاق صاف لفظوں میں دی ہے مثلاً اس طرح کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی یا اس کو دو طلاق دی تو اس کا حکم یہ ہے کہ عدت (تین ماہواری) گذارنے سے پہلے پہلے شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ زبان سے کہہ دے کہ میں نے رجعت کر لی یا یہ کہ اپنی طلاق کو واپس لے لیا یا وہ معاملہ کرے جو کہ شوہر اور بیوی کے ساتھ مخصوص ہے، ایسا کرنے یا کہنے سے نکاح قائم

---

[1] اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها. عالمگیری ص:۴۷۲، ج:۱، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه کوئٹه، هدایه ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة، طبع یاسر ندیم دیوبند، بحر کوئٹه ص ۵۶ ج ۴ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة.

[2] اذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن علیها. عالمگیری کوئٹه ص:۳۷۳، ج:۱، الفصل الرابع فی الطلاق قبل الدخول. وان کان الطلاق ثلاثاً فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بهاثم یطلقها اویموت عنها. عالمگیری کوئٹه ص:۴۷۳، ج:۱، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، بحر کوئٹه ص ۵۶ ج ۴ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مجمع الأنهر ص ۸۸ ج ۲ کتاب الطلاق، باب الرجعة مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

رہے گا، دوبارہ نکاح کی حاجت نہیں ہوگی[۱]، اگر رجعت نہیں کی اور عدت ختم ہوگئی تو دوبارہ نکاح کی اجازت ہوگی (حلالہ کی ضرورت نہیں ہوگی) اگر تین طلاق دیدی یا تین لفظوں سے مثلاً اس طرح کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی طلاق دی طلاق دی تو اس کا حکم یہ ہے کہ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی اجازت نہیں، حلالہ یہ ہے کہ عدت ختم ہونے تک شوہر سے بالکل پردہ میں رہے، سامنے نہ آئے، ایک جگہ تنہائی میں اسکے پاس نہ جائے، جب عدت ختم ہوجائے تو دوسرے شخص سے اس کا نکاح ہو، وہ ہمبستری کرے پھر وہ مرجائے یا طلاق دیدے اور اس کی عدت ختم ہوجائے تب اس میں تین طلاق دینے والے شوہر سے دوبارہ نکاح کیا جائے[۲]، طلاق کی عدت تین ماہواری کا گذرنا ہے، اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے[۳]، شوہر کا انتقال ہوجائے تو اس کی عدت چار ماہ دس روز ہے[۴]، اگر شوہر کے ساتھ یکجائی وتنہائی ہونے سے پہلے ہی طلاق ہوگی تو عدت واجب نہیں[۵]،

[۱] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلک اولم ترض والرجعة ان يقول راجعتک اوراجعت امرأتي اويطأها او يقبلها الخ. هدايه ص: ۳۹۴، ۳۹۵، ج: ۲، اول باب الرجعة، مجمع الأنهر ص ۶۷ ج ۲ باب الرجعة، دار الكتب العلمية بيروت، هنديه كوئٹه ص ۴۷۰ ج ۱ الباب السادس في الرجعة.

[۲] اذا كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها. هدايه ص: ۳۹۹، ج: ۲، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، بحر كوئٹه ص ۵۶ ج ۴ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مجمع الأنهر ص ۸۸ ج ۲ كتاب الطلاق، باب الرجعة، دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] واذا طلق الرجل امرأته طلاقا بائنا اورجعيا وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلثة اقراء الى قوله وان كانت حاملا فعدتها ان تضع حملها. هدايه ص: ۴۲۲، ۴۲۳، ج: ۲، اول باب العدة، مطبوعه ياسر نديم، مجمع الانهر ص ۱۴۲ تا ۱۴۵ ج ۲ باب العدة، طبع دار الكتب العلمية بيروت، بحر كوئٹه ص ۱۲۸، ۱۳۳ ج ۴ باب العدة.

[۴] وعدة الحرة في الوفات اربعة اشهر وعشراً. هدايه ص: ۴۲۳، ج: ۲، اول باب العدة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، مجمع الأنهر ص ۱۴۴ ج ۲ باب العدة دار الكتب العلمية بيروت، هنديه كوئٹه ص ۵۲۹ ج ۱ كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في العدة.

[۵] اربع من النساء لاعدة عليهن المطلقة قبل الدخول الخ. عالمگيرى كوئٹه ص ۵۲۶ ج ۱، اول باب العدة، بحر كوئٹه ص ۱۲۸ ج ۴ باب العدة، تاتارخانيه كراچى ص ۵۷ ج ۴ الفصل الثامن والعشرون في العدة.

جوصورت پیش آئی ہواس پر جواب کو منطبق کرلیا جائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۹/۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹/۹/۱۳۹۱ھ

طلاق اور رجعت بغیر بیوی کو اطلاع کئے

سوال:۔ایک شخص نے اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی معلق بشرط واحد دی شرط پوری ہونے پر صرف رجوع لفظی کیا عورت کو اور نہ کسی اور کو عرصہ دراز تک خبر دی، نیز جب اس کو طلاق پڑی تو عورت کے بچہ ہونیوالا تھا،صورت مسئولہ میں کئی سوال ہیں:۔

اوّل یہ کہ وضع حمل کے بعد اس کی عدت ختم ہوگئی یا نہیں؟

دوسرے مرد نے جو رجوع لفظی کیا ہے جس کی اطلاع نہ عورت کو دی اور نہ کسی اور شخص کو، بجز خدا اور شوہر کسی کو معلوم نہیں، صحیح ہوا یا نہیں؟

تیسرے یہ کہ وضع حمل کے قبل اگر عورت اپنی ماں کے گھر آتی جاتی رہی ہو کیونکہ اس کو طلاق کا علم نہ تھا لیکن اس کی ماں کا مکان اور شوہر کا مکان بالکل ملحق ہیں، ایک دالان درمیان میں ہونے کی وجہ سے صحن جدا جدا ہوگئے ہیں، دونوں گھروں میں آنے جانے کا دروازہ بھی ہے، بے شک بیرون خانہ جانے کے دروازے جدا جدا ہیں، آیا اس صورت میں وضع حمل سے عدت ختم ہوئی یا نہیں، غرضیکہ عدت گذارنے میں عورت کا علم ضروری ہے یا نہیں، اسی طرح رجوع معتبر ہے یا نہیں؟

(۲) ایک شخص نے اپنی بیوی مطلقہ ثلاثہ کو لکھ بھیجا کہ شاید طلاق ہوگئی ہے، تم عدت میں بیٹھو، فتویٰ آنے پر واقعی طلاق ہوگئی، عورت نے فرطِ غم یا کسی اور وجہ سے طلاق پڑنے اور عدت گذارنے کا اظہار منہ سے نہیں کیا، تمام شرعی احکام مثلاً قیام مکان ترک زیب وزینت مکمل طور پر کیا نیز شوہر نے بھی صرف ایک دو شخص سے تذکرہ کیا، آیا یہ عدت پوری سمجھی جائیگی یا نہیں، اور اس کے بعد نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں خاص کر وہ پہلا حیض عدت میں شمار ہوگا یا نہیں جس میں صرف اپنے علم کی

وجہ سے شوہر نے قبل فتویٰ آنے کے عورت کو عدت میں بیٹھنے کے لئے لکھا تھا، بعد میں فتویٰ سے بھی مطلقہ ثلاث ہونے کا حکم آیا۔

(۳) ایک شخص نے بحالت پردیس ایک عورت سے نکاح کیا کسی وجہ سے مغلظہ طلاق دی کرایہ پر مکان لئے ہوئے تھا، کچھ دنوں عورت نے اس گھر میں عدت گذاری لیکن بوجہ خطرہ جان کیونکہ اس علاقہ میں لوٹ وغارت کے واقعات بکثرت ہوتے رہتے ہیں، شوہر کے ساتھ اس کے گھر چلی گئی اور بقیہ دن وہاں عدت کے گذارے، آیا یہ عدت پوری ہوئی یا ازسرِ نو عدت گذارے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) صرف قول سے رجعت بلا کراہت درست ہے اور صرف فعل سے رجعت مکروہ ہے رجعت پر کم از کم دو عادل آدمیوں کو گواہ بنانا مستحب ہے اور بلا گواہ بنائے بھی رجعت صحیح ہے، عورت کو رجعت کی اطلاع کرنا بھی مستحب ہے اور بغیر اطلاع کئے بھی رجعت درست ہے، ''الرجعة علیٰ ضربين سنی وبدعی ،فالسنی هوان يراجعها بالقول ويشهد علیٰ رجعتها ويعلمها ولوراجعها بالقول ولم يشهد اواشهدولم يعلمها كان مخالفاً للسنة وقال الحاكم الشهيد واذا كتمها الطلاق ثم راجعها وكتمها الرجعة فهی امرأته غير انه قد اساء فيما صنع وانما قال اساء لترك الاستحباب وهو الاشهاد والا علام اھ شلبی[۱] هامش زيلعی ، ج ۲/ص ۲۵۲/.

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے عدت پوری ہونے کے لئے عورت کو طلاق کا علم ہونا ضروری نہیں ''وتنقضی العدة وان جهلت المرأة بهمای بالطلاق والموت لانها اجل فلايشترط العلم بمضيه اھ درمختار[۲]، ج ۲/ص ۴۲/''

اگر عدت گذارنے کے بعد علم ہوا کہ میں نے عدت کے اندر رجعت کر لی تھی، تو پھر شوہر کا

---

[۱] حاشية الشلبی علی الزيلعی ، ج۲/ص ۲۵۲/ باب الرجعه. (طبع ملتان)، تاتارخانیه کراچی ص ۵۹۴ ج۳ كتاب الطلاق مسائل الرجعة، مجمع الأنهر ص ۸۱-۸۲ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت. (حاشیہ [۲] اگلے صفحہ پر)

قول معتبر نہیں ''ولو قال بعد العدة راجعتک فیها فصدقته تصح والا لا اھ تبیین[1]، ج ۲ / ص ۲۵۲ /

تنبیہ:۔عدت کے بعد رجعت جائز نہیں۔

(۲) جواب نمبر ۱ / میں معلوم ہوا کہ عورت کو علم ہونا ضروری نہیں پس جب مدت پوری ہو جائے گی، اگر شوہر مطلقاً خبر نہ لے تب بھی تین حیض گذرنے پر عدت ختم ہو جاتی، بعد عدت عورت کو نکاح ثانی کرنا جائز ہے ''العدة اجل فلا یشترط العلم بمضیه ای بمعنی الاجل[2] شامی، ج ۲ / ص ۹۴۲ /

(۳) عدت تو مدت کا نام ہے، اس کے پورے ہونے سے عدت ختم ہو جاتی ہے، اس مدت کا شوہر کے مکان میں گذارنا ضروری ہے، عوارض مذکورہ کی وجہ سے بقیہ مدت دوسرے مکان میں واجب گذار لی تو عدت پوری ہوگئی، از سرِ نو عدت گذارنا ضروری نہیں[3]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳ / ۲ / ۵۸ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ، صحیح عبد اللطیف غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴ / ۲ / ۵۸ھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [2] شامی کراچی، ج۳/ص ۵۲۰ /مطبوعه نعمانیه، ج۲/ص ۶۱۰ / مطلب فی وطء المعتدة بشبهة باب العدة، عالمگیری کوئٹه ص ۵۳۱ ج ۱ ۵۳۲ ج ۱ الباب الثالث عشر فی العدة، سکب الأنهر ص ۱۴۹ ج ۲ باب العدة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

(صفحہ ہٰذا) [1] تبیین الحقائق للزیلعی، ج ۲ / ص ۲۵۲ /باب الرجعة، عالمگیری کوئٹه ص ۴۷۰ ج ۱ الباب السادس فی الرجعة، مجمع الأنهر ص ۸۲ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] شامی کراچی، ج۳/ص ۵۲۰ / مطلب فی وطء المعتدة بشبهة، باب العدة.

[3] وتعتدان ای معتدة طلاق وموت فی بیت وجبت فیه ولا تخرجان الا ان تخرج اوینهدم المنزل اوتخاف انهدامه اوتلف مالها الدرمع الشامی، ج۳/ ص ۵۳۶ / مطبوعه نعمانیه، ج ۲ / ص ۶۲۰ / مطلب الحق ان علی المفتی الخ باب العدة، مجمع الأنهر ص ۱۵۵ ج ۲ کتاب الطلاق، باب العدة فصل فی الإحداد مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، هدایه ص ۲۹-۴۲۸ ج ۲ باب العدة مطبوعه تهانوی دیوبند.

عورت کوطلاق اور رجعت کا علم ہونا ضروری نہیں

سوال:- ایک شخص نے اپنی بیوی کوطلاق دی، بیوی کومعلوم نہیں تو اس صورت میں خود بخود بیوی کے عدت کی نیت کئے بغیر عدت گذر جائے گی یا نہیں؟ نیز شوہر اپنے طور پر رجوع کرے، دل میں نیت کرے یا زبان سے کہہ دے کہ میں رجوع کرتا ہوں، بیوی کو جیسے طلاق کا علم نہیں ایسے ہی رجوع کا بھی علم نہیں، تو اس صورت میں شوہر کا رجوع کرنا صحیح ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس نے اپنی بیوی کوطلاق دی اور بیوی کو اس کا علم نہیں ہے، جب بھی وقتِ طلاق سے ہی عدت شروع ہوجائے گی، عدت کا گذرنا عورت کے علم پر موقوف نہیں : **وكذا تنقضي العدة بدون العلم به الخ وعلىٰ هٰذا يبنى وقت وجوب العدة انها تجب من وقت وجود سبب الوجوب من الطلاق والوفاة وغير ذلک حتّٰی لو بلغ المرأة طلاق زوجها او موته فعليها العدة من يوم طلق او مات الٰی ان قال. ولما كان الركن هو الاجل عندنا وهو مضی الزمان لا يقف وجوبه علی العلم به كمضی سائر الازمنة،** (بدائع[1] ص۱۹۰ج۳) اسی طرح اگر شوہر نے رجعت کرلی تو بہتر یہ ہے کہ عورت کو مطلع کردے، لیکن اگر مطلع نہ کرے جب بھی رجعت درست ہوجائے گی۔ **ندب اعلامها بها لئلا تنكح غيره بعد انقضاء العدة.** (الدر المختار علی هامش ص۳۱۷ج۲[2]) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح : بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ

---

[1] بدائع الصنائع ص ۱۹۰ ج۳، مطبوعه كراچی، كتاب الطلاق، فصل واما الذی هو من التوابع فنوعان، شامی كراچی ص ۵۲۰ ج۳ باب العدة، مطلب وطی المعتدة بشبهة، سكب الأنهر ص ۱۴۹ ج۲ باب العدة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] الدر المختار علی الشامی زكريا ص۲۸ ج۵، مطبوعه كراچی ص ۴۱۰، ج۳ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سنت کے موافق تین طلاق دینے کے بعد رجعت درست ہے

سوال:- پانچ سال قبل میری شادی ہوئی، دو بچے ہیں ایک سال پہلے رنجش کے باعث میں نے اپنی بیوی کو تنبیہاً یہ الفاظ کہے ''جاؤ تمہیں سنت کے مطابق تین طلاقیں ہیں'' میرے ذہن میں سنت تین طلاق کا مفہوم یہ ہے کہ ہر طہر میں ایک طلاق واقع ہوگی، اور پہلے دو طہر تک رجوع میں ممانعت نہیں، تاہم میں نے صرف آٹھ دن کے بعد رجوع کر لیا، اور جب سے اب تک تعلقات خوشگوار ہیں، میں نے اپنے قول وفعل کے بارے میں مقامی علماء سے رہنمائی حاصل کی تو انہوں نے میرے موقف کی تائید کی، لیکن گاؤں کے بعض فتنہ پسند عناصر نے محض جاہلانہ طور پر ہر ایک سال گذرنے کے بعد فتنہ اٹھایا ہے، اور میرے پیچھے پڑے ہیں کہ میں نے رجوع کیا اس کا شرعی جواز نہیں، آپ سنت کے مطابق تین طلاق کا مفہوم متعین کر کے رہنمائی فرمائیں تاکہ اشتباہ نہ رہے اور مجھے کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب آپنے یہ الفاظ کہے ''جاؤ تمہیں سنت کے مطابق تین طلاقیں ہیں'' تو تین طہروں میں تین طلاقیں واقع ہوں گی، البتہ پہلی طلاق کے بعد دوسری طلاق کے بعد حقِ رجعت حاصل رہے گا، تیسری طلاق کے بعد تیسرے طہر میں مغلظہ ہوجائے گی، نکاح بالکل ختم ہوجائے گا، نہ رجعت کا اختیار رہے گا، نہ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی گنجائش رہے گی، لہٰذا تیسری طلاق کے بعد تیسرے طہر میں تعلق نکاح کو بالکل ختم کر دیا جائے شوہر بیوی کی طرح رہنا جائز نہیں[1]، اور عورت تیسری طلاق

(صفحہ گذشتہ کا بقیہ) باب الرجعة، حاشية الشلبي على الزيلعي ص ۲۵۲ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه امداديه ملتان، مجمع الأنهر ص ۸۱-۸۲ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

(صفحہ ہذا) [1] قال لموطوءته وهي حال كونها ممن تحيض انت طالق ثلاثا للسنة وقع عند كل طهر طلقة. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۴۳۷، ج: ۴، مطبوعه كراچی ج: ۳، ص: ۲۳۴، اول كتاب الطلاق. عالمگيری ص: ۳۵۰، ج: ۱، كتاب الطلاق، الباب الاول فی تفسيره وركنه الخ، مطبوعه كوئٹه، مجمع الأنهر ص ۷ ج ۲ كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت.

کے بعد تین حیض پردے میں رہ کر عدت گذارے، پھر کسی دوسرے شخص سے باقاعدہ نکاح کرلے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۷/۱۳۹۹ھ

’’اب ایسا نہیں کروں گا‘‘ کہنے سے رجعت نہیں ہوتی

سوال:-شوہر نے لکھا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک طلاق کیلئے خط لکھا، مگر اب ایسا نہیں کروں گا، میری بیوی کو بھیج دیجئے، تو اس سے رجعت ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان جملوں سے رجعت نہیں ہوتی بلکہ آئندہ طلاق دینے سے انکار ہے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۲/۸۹ھ

تین طلاق کے بعد رجعت نہیں

سوال:- ایک شخص نے ایک مرتبہ طلاق دی، اور رجعت کرلی، دوسری مرتبہ طلاق دی، پھر عدت بلکہ دوسال گذرنے کے بعد از سرِ نو نکاح اسی عورت سے مہر کے عوض کیا، اس شخص کا کہنا

---

[1] وان كان الطلاق ثلاثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها. عالمگيرى ص:۴۷۳، ج:۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، المحيط للسرخسى ص۸ج۳، جزء ۲، كتاب الطلاق، دار الفكر بيروت، مجمع الأنهر ص۸۸ج۲ باب الرجعة، دار الكتب العلمية بيروت.

[2] شوہر کے جملہ میں کوئی صریح یا کنائی لفظ نہیں ہے، جس سے رجعت ثابت ہو اس لئے رجعت نہیں ہوگی۔ والفاظ الرجعة صريح وكناية فالصريح راجعتک او راجعت امرأتى والكناية انت عندى كما كنت وانت امرأتى. عالمگيرى ص:۴۶۸، ج:۱، باب الرجعة، مطبوعه كوئٹه، النهر الفائق ص۴۱۴ج۲ باب الرجعة، دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ص۵۰ج۴ باب الرجعة.

ہے کہ دوسری مرتبہ نکاح کرنے کے بعد میں نے یوں تو اب تک کئی مرتبہ تکرار ہوئی طلاق کی دھمکی دی، بلکہ نہ جانے کتنی مرتبہ غصہ میں الفاظ نکلے ہوں، مگر دو ہفتہ قبل صریح الفاظ میں طلاق دینے کے الفاظ استعمال کئے، کیا اب پھر عدت کے اندر رجوع کرسکتا ہے؟ جب کہ عورت حاملہ ہے، اس کا کیا طریقہ ہے؟ اور کیا حکم شرعی ہے؟ بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ دو مرتبہ نکاح ہوسکتا ہے، اس سے میں کچھ سمجھ نہ سکا، اس کے بارے میں مطلع فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب ایک دفعہ طلاق دے کر رجعت کر لی جائے، اور پھر دوسری مرتبہ طلاق دے کر رجعت کر لی جائے، تو پھر تیسری دفعہ طلاق کے بعد رجعت کا اختیار نہیں رہتا، ایک دم دو طلاق دیکر بھی رجعت کا حق رہتا ہے[۱] غرض تین طلاق کے بعد حق نہیں رہتا، خواہ تینوں طلاق ایک دفعہ دی جائیں خواہ الگ الگ، پھر خواہ رجعت کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو، بہر صورت تین طلاق کے بعد مغلظہ ہوجاتی ہے، بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا شخص مذکور نے پہلی طلاق کے بعد جب دو سال گذرنے پر دوبارہ نکاح کیا تو اس کو صرف ایک طلاق کا اختیار باقی رہ گیا، جب وہ طلاق بھی دیدی تو مغلظہ ہوگئی، اب نہ رجعت کا اختیار باقی رہا، نہ دوبارہ نکاح کی گنجائش رہی، جب تک حلالہ نہ ہوجائے۔[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند
الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ ۸۸/۹/۵ھ

---

[۱] واذا طلق الرجل امرأته تطلقية رجعية او تطلقيتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذٰلک اولم ترض، عالمگیری ص: ۴۷۰، ج: ۱، باب الرجعة، مطبوعه مصر، زیلعی ص ۲۵۱ ج۲ باب الرجعة مطبوعه امدادیه ملتان، هدایه ص ۳۹۴ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه تهانوی دیوبند.

[۲] وان كان الطلاق ثلاثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها. عالمگیری ص: ۴۷۳، ج: ۱. باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به، محيط سرخسى ص۸ ج۳ جزء نمبر ۶، كتاب الطلاق، مطبوعه دار الفكر بيروت، شامى زكريا ص ۴۰ ج۵ باب الرجعة.

تین طلاق کے بعد رجعت

سوال:-(۱) تین مرتبہ طلاق دینا بیک وقت بیک مجلس ایک مرتبہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک ناجائز ہے، نیز تین طلاق دہندہ سخت گنہگار رہے۔

(۲) امام شافعیؒ یا کسی دیگر امام صاحب کے نزدیک تین مرتبہ بیک وقت طلاق دینا ایک طلاق شمار ہے، طلاق دہندہ رجوع کرسکتا ہے؟

(۳) کیا حضرت امام ابویوسفؒ یا کسی دیگر عالم احناف کا بھی یہی مسلک ہے؟

(۴) کیا طلاق دہندہ کے یہ الفاظ ادا کرنے سے طلاق دی، طلاق دے چکا، طلاق دے چکا جہاں تیرا دل چاہے جا، مجھ سے پردہ کرلے، کس قسم کی طلاق واقع ہوتی ہے؟

(۵) کیا مقلد اپنے امام کے علاوہ کسی دیگر ائمہ اربعہ کے کسی فتویٰ یا قول پر عمل کرے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوجائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ایسا کرنا گناہ ہے، مگر پھر بھی تین طلاق ہوکر مغلظہ ہوجائے گی[۱]۔

(۲) ائمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک بھی تین طلاق کے بعد رجعت کا حق نہیں رہتا، خود قرآن کریم میں ہے، کہ تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی گنجائش نہیں: **الطلاق مرّتان الٰی قولہٖ تعالٰی فلا تحِلُّ لَہٗ من بعد حتّٰی تنکح زوجاً غیرَہٗ** (الآیۃ[۲]) بخاری

---

[۱] فالکتاب والسنة واجماع السلف توجب ایقاع الثلاث وان کانت معصیة، احکام القرآن للجصاص الرازی ص:۳۸۸، ج:۱، باب ذکر الحجاج لا یقاع الطلاق الثلاث معاً، مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت، عمدة القاری ص۲۳۳ ج۱۰، باب من اجاز طلاق الثلاث، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[۲] سورہ بقرہ: آیت: ۲۳۰، ۲۲۹،

ترجمہ:- وہ طلاق دومرتبہ ہے، پھر اگر کوئی شخص طلاق دیدے عورت کو تو پھر وہ اس کیلئے حلال نہ رہے گی، اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ نکاح کرے۔ (از بیان القرآن)

شریف[۱] میں امرأۃِ رفاعہ کا قصہ ہے، اس سے بھی یہی ثابت ہے۔

(۳) حضرت امام ابو یوسفؒ اور دیگر علماءِ احناف کا مذہب بھی وہی ہے، جو قرآن پاک میں مذکور ہے، اور حدیث شریف سے ثابت ہے، یعنی تین طلاق کے بعد رجعت کا حق نہیں۔[۲]

(۴) ایسا کہنے کے بعد بھی رجعت کرنے کا حق نہیں رہا۔[۳]

(۵) یہ طریقہ اختیار کرنا کہ جس امام کا مسئلہ اپنی خواہش کے موافق ہو اس پر عمل کر لیا بالکل ناجائز ہے، اور نہایت خطرناک ہے، اس کا نتیجہ یہ بھی ہوسکتا ہے، کہ آدمی دینِ اسلام کی قید سے آزاد ہو جائے، لہٰذا ہرگز ہرگز ایسا نہ کیا جائے، لیکن سخت ضرورت اور مجبوری کی حالت میں کسی دوسرے امام کے قول وفتویٰ پر عمل کیا جائے، تو اس میں تنگی نہیں بلکہ گنجائش ہے، مگر اس کیلئے بڑی گہری نظر کی ضرورت ہے، کہ کس مسئلہ میں کس مجبوری کی حالت میں دوسرے امام کے قول پر عمل کی ضرورت ہے؟ اجازت ہے، ہر عالم کا یہ منصب نہیں کہ وہ خود ایسا کر لیا کرے، یا دوسروں کو اجازت دیدیا کرے۔[۴] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۲/۲۷ھ

---

[۱] انّ رفاعة القرظی جاءت الی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقالت یا رسول اللّٰه ان رفاعة طلّقنی فبتَّ طلاقی وانّی نکحتُ بعده عبد الرحمن بن الزبیر القرظیَّ وانما معه مثل الهدبة قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لعلکِ تریدین ان ترجعی الی رفاعة لا حتی یذوق عسیلتَکِ وتذوقی عسیلته. بخاری شریف ص: ۷۹۱، ج: ۲، باب من اجاز طلاق الثلاث، مطبوعه اشرفی دیوبند.

[۲] ومذهب جماهیر العلماء من التابعین ومن بعدهم منهم الاوزاعی والنخعی والثوری وابوحنیفة واصحابه ومالک واصحابه والشافعی واصحابه واحمد واصحابه واسحاق وابوثور وابوعبید وآخرون کثیرون علی أنّ من طلق امراته ثلاثاً وقعن ولکنّه یا ثم وقالوا من خالف فیه فهو شاذ مخالف لاهل السنة، عمدة القاری ص: ۲۳۳، ج: ۱۰، باب من اجاز طلاق الثلاث، مطبوعه دارالفکر بیروت، شامی کراچی ص ۲۳۳ ج ۳ کتاب الطلاق، فتح القدیر ص ۴۶۹ ج ۳ باب طلاق السنة، دار الفکر بیروت.

[۳] وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها. عالمگیری کوئٹه ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

طلاقِ مغلظہ کے بعد بغیر حلالہ کے رجوع کرنا

سوال:- زید اپنی بیوی کو تین طلاقِ بائن دے چکا، زید حنفی ہے، زید نے ایک غیر مقلد سے فتویٰ لیکر پھر اسکو رکھ لیا ہے، زید نے تبدیلیٔ مسلک واقعی کر لیا تھا، اب زید پھر حنفی ہو کر صحیح راستہ اختیار کرنا چاہتا ہے، زید کیلئے اب کیا حکم ہے؟ زید کا نکاحِ ثانی درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ کے دوبارہ تجدیدِ نکاح کر کے رکھنا حرام ہے[1]، یہ مسئلہ صرف احناف کا نہیں، بلکہ اس پر ائمہ اربعہ کا اجماع ہے[2]، یہی حدیث شریف سے ثابت ہے، جو کہ بخاری[3] شریف ودیگر کتبِ حدیث میں موجود ہے، یہی قرآن پاک سے ثابت ہے[4]، اس کے خلاف کرنا ہرگز جائز نہیں، اس کو جائز کہنا ضلالت اور گمراہی ہے، فتح القدیر[5] اور دیگر کتب میں تفصیلی دلائل مذکور ہیں۔

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) فصل فیما تحل به المطلاقة، شامي زكريا ص ۴۰ ج۵، باب الرجعة المحيط للسرخسي ص۸ ج۳ جز ۶، كتاب الطلاق، مطبوعه دار الفكر بيروت.

۴ ولو التزم مذهبا معينا اى عهد من عند نفسه انه على هذا المذهب كمذهب ابى حنيفة وغيره فهل يلزمه الاستمرار عليه ام لا فقيل يجب عليه الاستمرار ويحرم الانتقال من مذهب الى مذهب آخر لان الالتزام لا يخلو عن غلبه الحقيقة فيه فلا يترك وقيل لا يجب الاستمرار لكن ينبغى ان لا يكون الانتقال للتلهى فان التلهى حرام قطعا. فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ص:۴۳۸، ج:۲، فصل لايرجع المقلد عما عمل به مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، شامي كراچی ص۷۵ ج ۱ فى المقدمة، مطلب فى حكم التقليد والرجوع عنه.

(صفحہ ہٰذا) ۱ وان كان الطلاق ثلثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها اويموت عنها. عالمگیری ص:۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، محيط سرخسی ص۸ ج۳ جز ۶، كتاب الطلاق، مطبوعه دار الفكر بيروت، بحر ص ۵۶ ج۴، باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

۲ وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اس کی خاطر مذہب تبدیل کرنا مذہب کو کھلونا بنانا ہے، جس کا انجام خطرناک ہے، اس کو لازم ہے کہ فوراً اس عورت کو علیحدہ کردے اور اپنی حرکت پر رو کر نادم ہو، توبہ واستغفار کرے اور جب تک حلالہ نہ ہو جائے، ہرگز اس عورت سے تعلق نہ رکھے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دو طلاق کے بعد دوبارہ نکاح

سوال:- میں بدرستئ ہوش وحواس بلا کسی جبر واکراہ کے تحریر کرتا ہوں، کہ مسماۃ ہاجرہ، بیگم دختر نصیر محمد ساکن کڑوار ضلع سلطان پور کو جو میرے نکاح میں ہے بوجوہ ذیل طلاق دیدی اور اپنے نکاح سے علیحدہ کردیا۔

(۱) جن امور میں مسماۃ موصوفہ پر بحیثیت زوجہ ہونے کے میری اطاعت واجب تھی ان میں بھی وہ میری اطاعت نہ کرتی تھی، اور میری خلاف مرضی عمل کرتی تھی، اور نہایت دل آزار رویّہ اختیار کرتی تھی۔

(۲) مسماۃ موصوفہ کے عادات واطوار سے ظاہر ہوتا تھا، کہ وہ میرے نکاح میں رہنا پسند نہیں کرتی تھی، چنانچہ کئی مرتبہ اس نے مجھے باصرار کہا کہ مجھے طلاق دیدو۔

(۳) میری بلا اطلاع اور بلا اجازت میرے مکان سے بے حجابانہ بھاگ کر چلی گئی جو میری

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) وقد ثبت النقل عن اکثرهم صریحا بایقاع الثلاث ولم یظهر لهم مخالف فماذا بعدا لحق الا الضلال. شامی زکریا ص:۴۳۳، ج:۴، مطبوعه کراچی ص:۲۳۳، ج:۳، مطلب طلاق الدور، فتح القدیر ص ۴۶۹ ج۳ باب طلاق السنة، مطبوعه دار الفکر بیروت، بذل ص ۲۸۰ ج۳ تحت باب بقیة نسخ المراجعة، بعد التطلیقات الثلاث، مطبوعه رشیدیه سهارنپور.

۳ بخاری شریف ص: ۷۹۱، ج:۲، باب من اجاز طلاق الثلاث والحدیث قد مر تخریجه تحت عنوان ''تین طلاق کے بعد رجعت کے''

۴ سوره بقره آیت: ۲۲۹-۳۹،

۵ فتح القدیر ص: ۴۶۹، باب طلاق السنة، مطبوعه دارالفک بیروت.

سخت توہین اور دل آزاری کا باعث ہوا بوجوہ مذکورہ ہم کو یقین ہوا کہ میرے اور مسماۃ موصوفہ کے تعلقات زن وشوہر خوشگوار نہیں رہ سکتے اس لئے میں نے یہ طلاق نامہ لکھ دیا اور اس کی اطلاع اس کے والدین کو بذریعہ رجسٹری کردی، تاکہ وقت ضرورت کام آئے، ایک طلاق نامہ جس کی نقل استفتاء ہٰذا کے ساتھ منسلک ہے، اپنی زوجہ ہندہ کے نام بذریعہ رجسٹری روانہ کیا، ہندہ نے وصول کیا زید سے جب اس طلاق نامہ کی تصدیق کی گئی تو اس نے اقرار کیا کہ یہ طلاق نامہ اس نے لکھا ہے لہٰذا سوال یہ ہے کہ اس طلاق نامہ کے لکھنے اور زبانی اقرار کرنے سے ہندہ مطلقہ ہوئی یا نہیں؟

(۲) اگر مطلقہ ہوئی تو یہ طلاق کس قسم کی ہوئی اور اس کا کیا حکم ہے، یعنی زید کو رجوع کا حق ہے، یا نہیں، اگر اس کو رجوع کا حق ہے، تو اس کا کیا طریقہ ہے، اور رجوع کے لئے زوجہ کی رضامندی شرط ہے، یا نہیں؟

(۳) زید کی زوجہ ہندہ حاملہ ہے تو اس کی عدت طلاق کیا ہے۔

مندرجہ بالا سوالات کے جوابات از روئے فقہ حنفی تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) مطلقہ ہوگئی[۱]

(۲) اس میں دو لفظ ہیں، پہلا لفظ ہے طلاق دیدی اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوئی،[۲] دوسرا لفظ ہے اپنے نکاح سے علیحدہ کردیا، اس سے بائنہ ہوئی،[۳] اب رجوع کا حق نہیں رہا، البتہ

---

[۱] وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع به الطلاق اذا لم یقر انه کتابه عالمگیری کوئٹہ ص ۳۷۹ ج ۱ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة، شامی زکریا ص ۴۵۶ ج ۴ قبیل باب الصریح، تاتارخانیه کراچی ص ۳۸۰ ج ۳ قبیل الفصل السابع فی الشرکة بالطلاق.

[۲] صریحه ما لم یستعمل الا فیه کطلقتک وانت ومطلقة ویقع بها واحدة رجعیة، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۴۵۷ ج ۴ باب الصریح، مجمع الانهر ص ۱۱، ۱۲ ج ۲ باب ایقاع الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۵۱، ۲۵۵ ج ۳ باب الطلاق الصریح.

[۳] وفی غیر الالفاظ الثلاثة وما فی معناها تقع واحدة بائنة او ثلاث بالنیة (بقیہ اگلے صفحہ پر)

طرفین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح صحیح ہے، عدت میں ہو یا بعد عدت [۱]

(۳) حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے، [۲] وضع حمل کے بعد ہندہ کو نکاح ثانی کا بھی اختیار ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۴/۶/۵۹ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور صحیح: عبد اللطیف ۱۷/۲/۵۹ھ

طلاق کے بعد تجدید نکاح

سوال:- ایک شخص نے اپنی موطوءہ زوجہ سے کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق بائن دی اس عورت پر بائن طلاق ہوئی یا رجعی اور وہی شوہر اس سے نکاح بغیر کئے صحبت کرسکتا ہے یا نہیں؟ نیز بائن طلاق دینے سے فوراً نکاح ٹوٹ جائے گا، یا بعد عدت گذرنے کے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی صورت میں فوراً نکاح ٹوٹ گیا طلاق بائن واقع ہوگی، [۳] بغیر دوبارہ نکاح کئے صحبت درست نہیں [۴] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) وهی بائن بتة بتلة حرام خلية بريئة يحتمل النسبة الى الشر اى بريئة من حسن الخلق ويحتمل ان انت بريئة عن النكاح الخ، البحر الرائق كوئٹه ص ۳۰۰، ۳۰۱ ج۳ باب الكنايات، بدائع الصنائع كراچی ص ۱۰۵ ج۳ فصل واما الكناية فنوعان، عالمگيری كوئٹه ص ۳۷۵ ج ۱ الفصل الخامس فی الكنايات.

(صفحہ ہذا) [۱] اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فی العدة وبعد انقضائها، هدايه ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه تهانوی ديوبند، عالمگيری كوئٹه ص ۴۷۲ ج ۱ باب الرجعة، تاتارخانيه كراچی ص ۲۰۳ ج۳ الفصل الثالث والعشرون فی مسائل المتعلقة بنكاح المحلل.

[۲] عدة الحامل ان تضع حملها كذا فی الكافی، عالمگيری ص ۵۲۸ ج ۱، الباب الثالث عشر فی العدة، هدايه ص ۴۲۳ ج ۲ باب العدة، مطبوعه تهانوی ديوبند، مجمع الأنهر ص ۱۴۴ ج ۲ باب العدة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت. (بقیہ حاشیہ ۳ و ۴ اگلے صفحہ پر)

طلاق کے بعد نکاحِ ثانی

سوال:- ہندہ کا بیان ہے کہ میرا شوہر جوئے باز آوارہ ہے، اس نے مجھے تین دفعہ کہا کہ میں تجھے آزاد کر چکا، میں تجھے آزاد کر چکا، میں تجھے آزاد کر چکا، پھر وہ چلا گیا، عرصہ ایک سال کا ہوگیا، میرے پاس دو بچے بھی ہیں، میرے نان ونفقہ کی کوئی صورت نہیں اب میں اپنا نکاحِ ثانی کر سکتی ہوں، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

اگر شوہر اس طرح کہہ کر بے تعلق ہوگیا اور اپنا حقِ زوجیت ختم کر چکا تو پھر گواہی کی بھی ضرورت نہیں، ایک سال میں تین حیض آ چکے ہوں گے، نکاحِ ثانی کی اجازت ہے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند ۲۴/۲/۸۸ھ

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ۳ و ۴) [3] ويقع بقوله انت طالق بائن او البتة واحدة بائنة ان لم ينو ثلاثا، الدر المختار على الشامي زكريا ص ۴۹۸ ج ۴، مطبوعه كراچى ص ۲۷۶ ج ۳، قبيل باب طلاق غير المدخول بها، بحر كوئٹه ص ۲۸۷ ج ۳ باب الطلاق الصريح، النهر الفائق ص ۳۴۹ ج ۲ باب الطلاق الصريح، مطبوعه مكه مكرمه.

[4] اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها، عالمگيرى ص ۴۷۲ ج ۱، الباب السادس في الرجعة، هدايه ص ۳۹۴ ج ۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، الدر مع الشامي كراچى ص ۴۰۹ ج ۳ باب الرجعة، مطلب في العقد على المبانة.

(صفحہ ہٰذا) [1] وكذا لو قالت امرأته لرجل طلقني زوجي وانقضت عدتي لا بأس بان ينكحها، الدر المختار على الشامي زكريا ص ۲۱۵ ج ۵ مطبوعه كراچى ص ۵۲۹ ج ۳ آخر باب العدة، مجمع الانهر ص ۱۵۰ ج ۲ باب العدة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۴۸۴ ج ۲ باب العدة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

طلاق کے بعد پھر نکاح اور ولادت

سوال:- جس عورت سے میں نے نکاح کیا وہ اپنے کردار ووفاداری میں ناکام رہی، میں نے اس کو دوبارہ سہ طلاق شرعی لکھ کر دیا اور نہ کہ تین عدتوں میں جس طرح شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے، جب پہلی دفعہ طلاق ہوئی تو اس وقت پہلے ایک طلاقِ بائن لکھی گئی، پھر ایک طلاق کاٹا گیا اور طلاق لکھا گیا، اب جو نکاحِ ثانی ہوا وہ صرف ایک سال قائم رہا اور اس دوران ایک لڑکا تولد ہوا اور جو دوسری طلاق ہوئی وہ سہ طلاق دے کر لکھی گئی اور لڑکا ماں کے پاس رہائش پذیر ہے، چونکہ اس وقت جوانی کے زور نے مجھے اندھا بنا دیا اور عدالت میں جا کر نکاح خوانی کی یعنی بیانِ حلفی پر دستخط کئے گئے اور کوئی خطبۂ نکاح نہ ہوا، جو لڑکا تولد ہوا وہ ماں کے پاس ہے اور اس کا نام اور ولدیت بھی اسی کی ماں نے تبدیل کی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر آپ نے پہلی دفعہ ایک یا دو طلاق زبانی دی یا تحریری لکھ کر بھیج اس کے بعد پھر اس سے دوبارہ نکاح کر لیا، یعنی کم از کم دو گواہوں کے سامنے نکاح کا ایجاب وقبول کیا تو یہ نکاح صحیح ہوگا، اگرچہ اس میں خطبہ نہ ہوا ہو[1] پھر اس بے جو بچہ پیدا ہوا وہ ثابت النسب ہے،[2] وہ آپ کا لڑکا ہے، آپ کے بعد آپ کی وراثت کا حقدار ہے، ماں نے اگر اس کا نام بدل دیا تو اس سے کچھ نہیں ہوتا،

---

[1] وینعقد بایجاب وقبول الی قوله وشرط حضور شاهدین، الدر المختار علی الشامی زکریا ص۶۸ ج۴، مطبوعه کراچی ص۹ ج۳ باب النکاح، البحر الرائق کوئٹه ص۸۷، ۸۱ ج۳ کتاب النکاح، النهر الفائق ص۱۸۱ ج۲ کتاب النکاح، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] واذا تزوج الرجل إمرأة فجاء ت بالولد ...... وان جاء ت به لستة اشهر فصاعداً یثبت نسبه منه اعترف به الزوج أو سکت فان جحد تثبت بشهادة إمرأة واحدة تشهد بالولادة، عالمگیری کوئٹه ص۵۳۶ ج۱ الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب، هدایه ص۴۳۲ ج۲ باب ثبوت النسب مطبوعه مکتبهٔ تهانوی دیوبند.

البتہ ماں کو اس کی پرورش کا حق حاصل ہے، جب تک وہ خود کھانے پینے استنجاء کرنے کے قابل نہ ہوجائے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

طلاق کے بعد تجدیدِ نکاح سے کتنی طلاق کا اختیار رہتا ہے

سوال:- زید نے اپنی زوجہ کو ایک یا دو طلاقِ رجعی یا بائن دیدی پھر اس نے بغیر زوجِ ثانی کے عدت کے اندر یا بعد انقضائے عدت خود عقد کرلیا، اب مسئول عنہ یہ ہے کہ زید باقی طلاق کا مالک ہے، یا پھر سے تین طلاق کا مالک ہوگیا، کتبِ معتبرہ کا حوالہ مع نقل عبارت ضرور ہونا چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس صورت میں زید باقی کا مالک ہے، تین طلاق کا مالک نہیں، اگر بعد زوج ثانی کے عقد کرتا تو شیخین کے قول کے موافق تین طلاق کا مالک ہوتا اور امام محمدؒ کے نزدیک اس وقت بھی باقی ہی کا مالک ہوتا تین طلاق کا پھر بھی مالک نہ ہوتا، طلاقِ رجعی کی صورت میں اپنی مطلقہ سے عدت کے اندر دوبارہ عقد کرنا فعلِ عبث اور لغو ہے، بلکہ ایسی حالت میں فقط رجعت کافی ہوتی ہے : **وهٰذا ظاهر منصوص فى الشرع** ۔لہٰذا جو حکم رجعت پر مرتب ہوتا بغیر تجدید عقد کے وہی اس عقد کے بعد مرتب ہوگا۔

وان قال لامرأته كلما ولدت فانت طالق فولدت ثلاثة اولاد فى بطنون مختلفة بين كل ولدين ستة اشهر فصاعداً فالثانى والثالث رجعة لانها لما ولدت الاول وقع الطلاق وهو رجعى وصارت معتدة فلما ولدت الثانى من بطن آخر علم انه صار مراجعاً بوطئ حادث فى العدة فبولادة الثانى وقع طلاق ثانٍ لان

---

[1] والام والجدة احق بالغلام حتى ياكل وحده ويشرب وحده ويلبس وحده ويستنجى وحده، هدايه ص ۴۳۵ ج ۲ باب حضانة الولد ومن احق به مطبوعه مكتبه تهانوى ديوبند، عالمگيرى كوئٹه ص ۵۴۲ ج ۱ الباب السادس عشر فى الحضانة، مطبوعه كوئٹه، الفتاوى التاتارخانية كراچى ص ۸۹ ج ۲ الفصل الثلاثون فى حكم الولد عند افتراق الزوجين.

الیمین معقودة بکلمة کلما والشرط وجد فی الملک لانه تثبت رجعیته ثم لما ولدت الثالث من بطن اٰخر علم انّه کان من علوق حادث بعد وقوع الطلاق الثانی فصار مراجعا به وتتم الطلقات الثلاث بولادة الولد الثالث فتحتاج الٰی زوج اٰخر. اھـ مجمع الانهر[۱] ص ۴۳۷ ج ۱. دیکھئے اگر اس صورت میں بعد رجعت تین طلاق کا مالک ہوتا تو ولدِ ثالث کی ولادت کے بعد تین طلاق واقع ہوکر زوجِ آخر کی احتیاج یعنی طلاقِ مغلظہ واقع نہ ہوتی، طلاقِ بائن اگر مغلظہ نہیں تب بھی بعد تجدیدِ عقد باقی کا مالک ہوگا۔ ولو تزوجها قبل اصابة الزوج الثانی کانت عنده بما بقی من الطلاق. کشف الاسرار[۲] ج ۱ ص ۲۶ البتہ اگر بعد زوجِ ثانی کے پھر زید سے عقد کرلیتی تو شیخین کے مذہب پر تین طلاق کا مالک ہوتا: ویهدم الزوج الثانی ما دون الثلاث کما یهدم الثلاث وهٰذا عند ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ وقال محمدؒ لا یهدم ما دون الثلاث اھ هدایه[۳] اور یہ سب اختلاف بھی مدخول بہا میں ہے، غیر مدخول بہا میں بالاتفاق باقی ہی کا مالک ہوگا۔ والخلاق مقید بما اذا دخل وان لم یدخل لا یهدم اتفاقاً اھـ سکب الأنهر[۴] ج ۱ ص ۴۴ تو ہادم زوجِ ثانی ہے، رجعت یا تجدیدِ عقد ہادم نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۱۰/۱۶ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/شوال ۶۱ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/شوال ۶۱ھ

---

[۱] مجمع الأنهر ص ۸۶ ج ۲، باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۴۱۹ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت، البحر الرائق کوئٹہ ص ۵۵ ج ۳ باب الرجعة.

[۲] کشف الاسرار ص ۳۴ ج ۱ بيان الخاص، مطبوعه کراچی، مجمع الأنهر ص ۹۲ ج ۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت، الدر المختار مع الشامی دار الفکر ص ۴۱۸ ج ۳، باب الرجعة، مطلب مسئلة الهدم.

[۳] هدایه ص ۴۰۰ ج ۲، آخر باب الرجعة مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، مجمع الأنهر ص ۹۱ ج ۲ باب الرجعة مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت، الدر المختار مع الشامی دار الفکر ص ۴۸۱ ج ۳ بابالرجعة مطلب مسألة الهدم. (حاشیہ ۴ اگلے صفحہ پر)

ایک طلاق کے بعد نکاح کرنے سے دو طلاق کا اختیار رہتا ہے

سوال:- اگر کسی مرد نے بیوی کو طلاق دیدی اور عدت کے بعد پھر اس سے نکاح کرلیا تو کیا یہ نکاح کے بعد دو طلاق کا مالک ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دوبارہ اسی مطلقہ سے نکاح کرنے کے بعد صرف ٢/طلاق کا اختیار باقی رہ گیا ہے[1] اگر وہ عورت بعد عدت کے کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلیتی اور پھر اس کی طلاق یا وفات کے بعد اس پہلے شوہر سے نکاح کی نوبت آتی تو پھر یہ تین طلاق کا مالک رہتا[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٦/٣/١٤٠٦ھ

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ) [4] سکب الأنهر علی مجمع الأنهر ص٢٩ ج٢ باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، الدر المختار مع الشامی دار الفكر ص٤١٨ ج٣ باب الرجعة، مطلب مسألة الهدم، البحر الرائق كوئٹه ص٥٨ ج٤ باب الرجعة.

(صفحہ ہٰذا) [1] ولو تزوجها قبل اصابة الزوج الثانی حيث تعود بما بقی من التطليقات، فتح القدير ص١٨٤ ج٤ باب الرجعة، مطبوعه دار الفكر بيروت، النهر الفائق ص٤٢٤ ج٢ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت زيلعی ص٢٥٩ ج٢ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة مطبوعه امداديه ملتان.

[2] والزوج الثانی يهدم ما دون الثلاث كما يهدم حكم الثلاث فمن طلقت دونها ای دون الثلاث عادت اليه ای الٰی الزوج الاول بعد زوج آخر بثلاث طلقات مستقلات، مجمع الأنهر ص٢٩ ج٢ باب الرجعة، البحر الرائق كوئٹه ص٥٨ ج٤ باب الرجعة، الدر المختار مع الشامی دار الفكر ص٤١٨ ج٣ باب الرجعة، مطلب مسئلة الهدم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل دوم : حلالہ

عورت کو حلالہ کا حکم کیوں

سوال :- میرے شوہر نے مجھ کو تین طلاقیں دیں اب میں اور شوہر دونوں نکاح کرنے پر راضی ہیں، لیکن شرع یہ حکم دیتی ہے، کہ بغیر حلالہ کے نکاح پہلے شوہر سے درست نہیں، تو سوال یہ ہے کہ غلطی تو ہمارے شوہر نے کی جو ہم کو طلاق دی پھر عورت کے واسطے شرع نے یہ حکم کیوں دیا کہ ہم دوسرے شخص کا منہ دیکھیں یا کسی دوسرے سے نکاح کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شوہر نے غلطی کی کہ تین طلاق دی اب وہی دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہے، اسی کیلئے یہ حکم ہے کہ جب تک وہ مطلقہ بیوی دوسرے شخص سے باقاعدہ نکاح کر کے ہمبستر نہ ہو جائے، پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا[1]، شوہر کے تین طلاق دینے کے بعد بیوی کو اس بات پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اس کیلئے درست ہے، کہ وہ کبھی بھی پہلے شوہر سے نکاح کیلئے آمادہ نہ ہو، لیکن اگر اسکا دل خود چاہتا ہے کہ اسی شوہر کے ساتھ رہے، جس نے تین طلاق دی ہے تو وہ خود ہی دوسرے شخص کا منہ

---

[1] وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها. عالمگیری ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فیماتحل به المطلقة وما یتصل به، مطبوعه کوئٹه.، الدر مع الشامی کراچی ص ۴۰۹ ج ۳ باب الرجعة، مطلب فی العقد علی المبانة، بحر کوئٹه ص ۵۶ ج ۴ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة.

دیکھنے کیلئے آمادہ ہوگئی، شریعت نے اس کو مجبور نہیں کیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تین طلاق کے بعد حلالہ

سوال:-زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو (جو زید سے حاملہ ہے) ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں، ماں بہن بھی کہا، زید حنفی المذہب بریلوی تھا، ہندہ کو ہاتھ سے جاتا دیکھ کر ہاتھ پاؤں مارنے لگا، اب غیر مقلدین سے فتویٰ لایا ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق نہیں پڑتیں۔

اس نے ہندہ کو گھر میں ڈال لیا ہے اور کہتا ہے کہ حدیث دکھلاؤ، آپ فقہی اور حدیثی دلائل بیان فرمائیں کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں پڑجاتی ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ زید بریلوی مسلک رکھتا ہے، تو یہاں کے فتوے کیوں مانے گا، نیز جب کہ وہ حنفی المذہب ہے تو کسی غیر مقلد سے فتویٰ لاکر اس پر عمل کیوں کیا، خصوصاً ایسی حالت میں کہ اس فتویٰ کا حنفیہ کے خلاف ہونا بھی معلوم ہے، پس بصورتِ موجودہ یہاں کا فتویٰ اس کے لئے حاصل کرنا فعلِ عبث ہے، تاہم سائل کے اضافہ معلومات کی غرض سے جواب تحریر ہے۔

مدخول بہا کو ایک مجلس میں تین طلاق دینے کی دوصورتیں ہیں، اول یہ کہ ایک ہی لفظ سے تین طلاقیں، دے مثلاً یوں کہے **طلقتک ثلاثاً** (میں نے تجھ کو تین طلاقیں دیں) اس صورت میں بالاتفاق تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی، (اور اس صورت میں غیر مدخول بہا کا بھی یہی حکم ہے[1]) دوسری صورت یہ ہے کہ تین لفظ سے تین طلاق دے مثلاً یوں کہے کہ انتِ طالق، انتِ طالق، انتِ طالق (تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے) اس صورت میں بھی تین طلاقیں واقع

---

[1] قال لزوجته غير المذخول بها انت طالق ثلاثا وقعن. الدرالمختار على الشامى زكريا ص ۵۰۹، ج ۴، مطبوعه كراچى ص: ۲۸۴، ج: ۳، باب طلاق غيرا لمدخول بها، تاتارخانيه كراچى ص ۲۸۸ ج ۳ كتاب الطلاق تكرار الطلاق وايقاع العدد.

ہوجاتی ہیں، لیکن اگر شوہر کہے کہ میں نے پہلا لفظ بہ نیتِ طلاق کہا ہے دوسرا تیسرا لفظ بہ نیتِ طلاق نہیں کہا، بلکہ بنیتِ تاکید کہا ہے تو دیانۃً شوہر کا قول معتبر ہوگا، اور قضاءً پھر بھی تین طلاق واقع ہوجائے گی (اور غیر مدخول بہا پر اس صورت میں ایک ہی طلاق واقع ہوگی) **و اذا قال لامرأته انتِ طالق وطالق وطالق ولم يعلقه بالشرط ان كانت مدخولة طلقت ثلاثاً وان كانت غير مدخولة طلقت واحدة رجل قال لامرأته انتِ طالق انتِ طالق انتِ طالق فقال عنيت بالاولىٰ الطلاق وبالثانية والثالثة اِفْهَامَها صدق ديانة وفى القضاء طلقت ثلاثاً كذا فى فتاوىٰ قاضى خان اهـ هندية[1] ص: ۳۵۵، ج: ۱، مختصرا، كرر لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين اى وقع الكل قضاء وكذا اذا اطلق (اشباه) بان لم ينوا ستينافاً ولا تاكيداً لان الاصل عدم التاكيد اهـ درمختار وشامى[2] ص: ۷۱۰، ج: ۲،** مقلد کیلئے اس قدر کافی ہے۔

حدیث کی ایک روایت نقل کرتا ہوں، مزید تحقیق کا شوق ہو تو طحاوی زیلعی کا مطالعہ کیجئے۔
عن مالك ابن الحارث قال جاء رجل الىٰ ابن عباسؓ فقال ان عمى طلق امرأته ثلاثة فقال ان عمك عصى الله فاثمه الله واطاع الشيطان فلم يجعل له مخرجاً فقلت كيف ترى فى رجل يحلها له فقال من يخادع الله يخادعه اهـ شرح معانى الآثار[3] ص: ۳۳، ج: ۲. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۶/۷/۶۱ھ
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف

---

[1] عالمگیری ص ۳۵۵ ج ۱، الفصل الاول فى الطلاق الصريح، تاتارخانيه كراچى ص ۲۸۹ تكرار الطلاق وايقاع العدد، كتاب الطلاق، قاضى خان ص ۴۶۱ ج ۱ كتاب الطلاق الفصل الاول فى الطلاق الصريح مطبوعه كوئٹه.

[2] الدر المختار مع الشامى كراچى ص ۲۹۳ ج ۳ مطبوعه زكريا ص ۵۲۱ ج ۴ باب طلاق غير المدخول بها، تاتارخانيه كراچى ص ۲۸۶ ج ۳ نوع آخر فى تكرار الطلاق وايقاع العدد الخ كتاب الطلاق، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۵۶ ج ۱ الباب الثانى الفصل الاول فى اطلاق الصريح.

[3] شرح معانى الآثار ص: ۳۳، ج: ۲، باب الرجل يطلق امرأته ثلثا معاً، طبع كلكته.

حلالہ کی صورت

سوال:-بغرض حلالہ زہرا بالغہ ثیبہ کا نکاح جعفر سے بلا شرط کیا گیا، چونکہ زہرا کے والد نے امام کو نکاح کی اجازت دے دی تھی تو رازداری کی وجہ سے امام صاحب نے خود وکیل اول گواہ اول اور مؤذن صاحب کو گواہ ثانی بنا کر دونوں میں ایجاب وقبول کرایا، بعدہ دونوں میں مقاربت بھی ہوگئی، تو سوال یہ ہے کہ حلالہ جائز ہے یا نہیں؟ اور امام صاحب کا وکیل اور گواہ ہونا درست ہے یا نہیں؟ اور یہ نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زہرا اور جعفر دونوں موجود تھے، ان کے سامنے امام صاحب نے ایجاب وقبول کرایا ہے، اور ایک مرد بھی ان کے علاوہ موجود تھا، تو یہ نکاح صحیح ہوگیا، مرد وعورت تو ایجاب قبول کرنے والے قرار دیئے جائیں گے، اور امام صاحب اور ایک مرد یہ دونوں شرعاً گواہ قرار دیئے جائیں گے، پھر مقاربت بھی صحیح ہوگی، اگر زہرا وجعفر دونوں وہاں موجود نہیں ہیں، بلکہ صرف جعفر سے ایجاب و قبول کرادیا ہے، اور صرف ایک آدمی اور تھا خواہ وہ زہرا کے والد ہوں یا کوئی اور یا کوئی بھی نہیں تھا، تو یہ نکاح صحیح نہیں[1] ہوا، نہ ہی مقاربت درست ہوئی، نہ اپنے پہلے شوہر کے لئے وہ حلال ہوئی، اب دو بارہ کم از کم دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرایا جائے، جو کوتاہی غلطی ہوگئی اس سے توبہ واستغفار کیا جائے، خود امام صاحب بھی توبہ واستغفار کریں، آئندہ اس قسم کی چیز میں ہمیشہ احتیاط کریں، ایسی حالت میں ان امام صاحب کو امامت سے الگ کرنے کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۶/۹/۹۴ھ

---

[1] ولو زوج بنته البالغة العاقلة بمحضر شاهد واحد جاز ان كانت ابنته حاضرة لانها تجعل عاقدة والا لا، الاصل الامر متى حضر جعل مباشراً الخ الدر المختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ٩٥، ج: ۴، كتاب النكاح، مطلب فى عطف الخاص على العام، زيلعى ١٠٠ ج ٢ كتاب النكاح، مطبوعه امداديه ملتان، هدايه مع فتح القدير ص ٢٠٦ كتاب النكاح، مطبوعه دار الفكر بيروت.

حلالہ بغیر شرط

سوال:-کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی بعدۂ فی زمانہ مروّجہ طریقہ پر حلالہ کر کے طلاق دیدی گئی، بعد عدت زوجِ اول نے نکاح کرلیا، ایسا نکاح درست ہے، یا کہ نہیں؟ نیز حلالہ کرنے والا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تین طلاق کے بعد حرمتِ مغلظہ ہوکر جب جدائی ہوگئی، اورعدت گذر گئی، پھر کسی نے اپنے دل میں یہ سمجھ کر کہ اس غریب کا گھر ویران ہوگیا کیا اچھا ہو کہ اس کا گھر آباد ہوجاوے، اور پریشانی دور ہوجاوے، اس عورت سے نکاح کرلیا، پھر ہم بستری کرنے کے بعد اسکو طلاق دیدی اورعدت ختم ہونے پر شوہرِ اول نے دوبارہ نکاح کرلیا، تو یہ صورت شرعاً درست ہوگئی، اس میں کسی پراعتراض نہیں ہے، اس کے بعد جو اولاد ہوگی وہ بھی ثابت النسب ہوگی اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے، اعتراض کی بات تو یہ ہے کہ نکاحِ ثانی میں حلالہ کی شرط لگائی جائے، کہ یہ گناہ ہے، اس کے باوجود بھی حلالہ درست ہوکر اولاد صحیح ہوگی: **وینکح مبانته بما دون الثلاث فی العدة وبعدها لا ینکح مطلقةً بها ای بالثلاث حتّٰی یطأها غیره بنکاح وتمضی عدته وَ کره التزوج للثانی تحریماً بشرط التحلیل وان حلت للاوّل اما اذا اضمر ذٰلک لا یکره وکان الرجل ماجوراً لقصد الاصلاح اھـ درمختار بحذف کثیر ص:۵۳۷، ج:۲[1] فقط واللّٰه سبحانهٗ تعالٰی اعلم**

حررهٗ العبد محمود غفرلهٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/ ۴/ ۹۰ھ

---

[1] الدرالمختار علی الشامی زکریا ص:۴۸، ۴۰، ج:۵، مطبوعه کراچی ص:۴۱۵،۴۰۹، ج:۳، باب الرجعة، مجمع الأنهر ص۸۸،۹۰،۹۱ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، تبیین الحقائق ص۲۵۷،۲۵۹ ج۲ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه امدادیه ملتان.

حلالہ کی ایک صورت

سوال:- زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور چند روز کے بعد زید نے ہندہ بالغہ کو تین طلاق مغلظہ دے دی، ہندہ کی طلاق کی عدت ختم ہونے سے پہلے ہی عمر نے ہندہ سے عدت ہی کے اندر نکاح کرلیا، اس کے بعد عمر نے ہندہ کو تین طلاق مغلظہ دیدی ہندہ کا نکاح ثانیہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے ہی پھر زید نے یعنی شوہر اول نے نکاح کرلیا ہندہ سے اب دریافت طلب یہ ہے کہ یہ نکاح حنفی مذہب کی بناء پر درست ہوا یا نہیں، اور مسئلہ کا حکم کیا ہے، اگر حنفی مذہب کے اس قسم کا نکاح کسی نے پڑھا دیا اور کہتے ہیں کہ ضرورۃً اس قسم کا نکاح پڑھنا حنفی مذہب میں رہ کر شافعیہ کے مذہب پر جائز ہے، اس خیالات کے علمائے سے شرعاً کیا معاملہ کرنا چاہئے۔

(۲) نکاح کے بارے میں حنفی مذہب پر رہ کر یعنی عدت کے اندر امام شافعیؒ کے مذہب پر ضرورۃً حنفی علماء نکاح پڑھا سکتے ہیں، یا نہیں، اگر ان علمائے حنفی سے دریافت کیا جائے کہ ایسا تو جائز نہیں ہے تو جواب میں فرماتے ہیں، کہ اس قسم کا نکاح حنفی مذہب پر رہ کر ضرورۃً شافعیہ کے مذہب مسلک کی بناء پر عدت میں نکاح پڑھانا جائز ہے، قیاساً جیسا کہ امام مالکؒ کا مذہب ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ نکاح حنفی مذہب کی رو سے جائز ہے، یا نہیں، اور اس مسئلہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ہندہ کا نکاح نہ عمر سے صحیح ہوا نہ دوبارہ زید سے صحیح ہوا، اگر عمر کو مسئلہ معلوم تھا اور یہ اس نے ایسا نکاح کیا اور ہندہ سے صحبت کی تو یہ زنا ہوا، پھر عمر کی طلاق (جو کہ بوجہ عدمِ انعقاد نکاح کالعدم ہے) کے بعد دوبارہ زید نے نکاح کیا ہے، وہ مطلقۂ ثلاث سے بغیر حلالہ کے نکاح کیا ہے، وہ بھی زنا کے حکم میں ہے، عمر کے نکاح اور طلاق کی وجہ سے ہندہ زید کیلئے حلال نہیں ہوگی۔ وان کان الطلاق ثلاثاً فی الحرۃ وثنتین فی الامۃ لم تحل له حتٰی تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً

صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها کذا فی الهدایة ا هـ هندیه[1] ص:۴۷۳، ج: ۱، اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته فالدخول فیه لا یوجب العدة ان علم انها للغیر لانه لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً فعلیٰ هٰذا یفرق بین فاسده وباطله فی العدة ولهٰذا یجب العدة مع العلم بالحرمة لکونه زناً کما فی القنیة وغیرها ا هـ درمختار[2] ص: ۱۳۸، ج: ۲، حنفی مذہب کی رو سے مسئلہ کا حکم معلوم ہو گیا ایسا نکاح پڑھنا اعانت علی الزنا ہے، جو کہ حرام ہے۔

(۲) حنفیہ کے نزدیک عدت میں نکاح ناجائز ہے، اور حلالہ کیلئے نکاح صحیح ہونا شرط ہے: لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذٰلک المعتدة کذا فی السراج الوهاج ا هـ فتاویٰ عالمگیری[3] ص ۲۸۰ ج ۱.

کسی دوسرے امام کے قول پر فتویٰ دینے کیلئے بہت بڑی اہلیت اور شرائط کی ضرورت ہے، ہر کس وناکس کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ جس مسئلہ میں جس امام کے قول پر چاہے فتویٰ دیدے بلکہ حنفی کے لئے اس کی اجازت بھی نہیں کہ بغیر ترجیح کے حنفیہ میں سے جس کے قول کو چاہے اختیار کر لے جس قول کو اصحاب ترجیح نے اختیار کر لیا ہے، اس کے خلاف پر فتویٰ دینا بالکل ناجائز ہے، تفصیل کے لئے شرح عقود رسم المفتی کا مطالعہ کیجئے۔

اعلم بان الواجب اتباع ما ترجیحه عن اهله قد علما
او کان ظاهر الروایة ولم یرجحوا خلاف ذاک فاعلم

---

[1] عالمگیری ص: ۴۷۳، ج: ۱، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به، مطبوعه مصر، تارتارخانیه کراچی ص۲۰۳ ج۳ الفصل الثالث والعشرین فی مسائل المتعلقة بنکاح المحلل، مجمع الأنهر ص۸۸ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] ردالمحتار زکریا ص: ۱۹۷، ج: ۵، مطبوعه کراچی ص: ۵۱۶، ج: ۳، باب العدة، مطلب فی النکاح الفاسد والباطل، شامی زکریا ص۲۷۴ ج۴، باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد.

[3] عالمگیری ص: ۲۸۰، ج: ۱، کتاب النکاح. القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، تاتارخانیه کراچی ص۴ ج۳ الفصل الثامن فی بیان ما یجوز من الانکحة، قاضی خان علی الهندیه کوئٹه ص۳۶۶ ج۱ باب فی المحرمات.

فلیس یجسر علی الاحکام سویٰ شقی خاسر المرام

شرح عقود رسم المفتی[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف

خلوتِ صحیحہ کی تعریف اور حلالہ کی شرط

سوال:-خلوتِ صحیحہ کی تعریف کیا ہے؟ جس عورت کو دوسرے خاوند نے تنہائی گھر میں ایک دوروز رہنے سہنے کے بعد طلاق مغلظہ دیدی تو بعد عدت کے خاوندِ اول کے ساتھ پھر نکاح کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟ تنہائی گھر اختیار کرنے سے خلوتِ صحیحہ ثابت ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خلوتِ صحیحہ[۲] کا حاصل یہ ہے کہ مرد وعورت ایسی تنہائی کی جگہ جمع ہوجائیں جہاں ہم بستری کرنے میں کوئی مانع نہ ہو، نیز شرعی وطبعی بھی کوئی مانع نہ ہو، اگر پہلا خاوند طلاقِ مغلظہ (تین طلاق دےدے) پھر بعدعدت کے دوسرے شخص سے اس عورت کا نکاح ہو اور وہ ہم بستری کر کے طلاق دیدے تو اس کی عدت ختم ہونے پر پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح درست ہوگا، لیکن اگر دوسرے خاوند نے بھی ہم بستری نہیں کی، یعنی جماع نہیں کیا، بلکہ محض خلوتِ صحیحہ کر کے طلاق دیدی ہے، تو اس سے وہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں ہوگی، اس سے بدستور نکاح حرام ہوگا۔[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۵/۸۹ھ

---

[۱] شرح عقود رسم المفتی ص: ۴۴، الافتاء بغیر الراجح حرام، مطبوعہ زکریا دیوبند، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۱۸۰ ج ۱ المقدمۃ، مطلب فی طبقات الفقہاء.

[۲] والخلوۃ الصحیحۃ ان یجتمعا فی مکان لیس ھناک مانع یمنعہ من الوطء حسا او شرعاً او طبعاً کذا فی فتاویٰ قاضی خان عالمگیری ص: ۳۰۴، ج: ۱، باب المھر. الفصل الثانی فیما یتأکد بہ المھر و المتعۃ، مطبوعہ مصر. شامی زکریا ص: ۲۴۹، ج: ۴، مطبوعہ کراچی ص: ۱۱۴، ج۳، باب المھر، مطلب فی احکام الخلوۃ، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۵۱ ج۳ باب المھر.

[۳] لا ینکح مطلقۃ من نکاح صحیح بھا ای بالثلاث حتی یطأھا غیرہ وتمضی عدتہ ای الثانی، وفی الشامیۃ، ثم اعلم ان اشتراط الدخول ثابت بالإجماع فلا یکفی مجرد العقد، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

غیر مدخولہ کو تین طلاق کے بعد حلالہ کی ضرورت

سوال:-(۱) زید نے اپنی لڑکی کو مہر مقررہ اور چند شرائط کے ساتھ اس شرط پر کہ خلافِ شرط پر زید کو ایک طلاق واقع کرنے کا حق حاصل ہوگا، عمر کے نکاح میں دیدیا، عمر نے شرائط کے ساتھ قبول کیا، آیا زید کو شرعی طور پر حق حاصل ہوگا یا نہیں؟

(۲) کسی نے اپنی زوجہ کو رخصتی اور خلوتِ صحیحہ سے قبل طلاق کنایہ یا صریح یا تین طلاق متفرق کر کے دیدیا، یعنی میں نے طلاق دیدیا، طلاق دیدیا، طلاق دیدیا، یا ایک لفظ میں تین طلاق دیدیا یعنی میں نے تین طلاق دیدیا، آیا وہ مرد اس عورت سے دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو اس میں عدت یا دوسرے سے نکاح وصحبت وعدت کی ضرورت تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جب عمر نے شرائط کو منظور کر لیا تو اب شرائط کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں زید کو اپنی لڑکی پر ایک طلاقِ بائن واقع کرنے کا اختیار ہوگا، بشرطیکہ ایجابِ نکاح عورت یا اس کے ولی کی طرف سے ہوا ہو اور مرد نے اس کو قبول کیا ہو، لیکن اگر ایجابِ نکاح مرد کی طرف سے ہوا ہو اور پھر لڑکی یا اس کے ولی نے شرائط پیش کئے ہوں تو مرد اس کا اس وقت تک پابند نہیں جب تک ازسرِ نو ان شرائط کو منظور نہ کرے۔ **نکحها علٰى ان امرها بيدها صح (قوله صح) مقيد بما اذا ابتدأت المرأة فقالت زوجت نفسي منك علٰى ان امري بيدي اما لو بدأ الزوج لا تطلق ولا يصير الامر بيدها** اھ (شامی[1] ص:۶۶۷، ج:۲) مسئلہ کی تفصیل مطلوب ہو تو

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) در مختار مع الشامی ص ۴۰ ج۵ طبع زکریا، طبع کراچی ص ۴۰۹ ج۳ باب الرجعة، مطلب فی العقد علی المبانة، مجمع الأنهر ص۸۸ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت، زيلعی ص۲۵۷/۲۵۸ ج۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، طبع امداديه ملتان.

(صفحه هذا) [1] الدرالمختار مع الشامی زکريا ص:۵۷۳، ج:۴، مطبوعه نعمانيه ص:۴۸۵، ج:۲، مطبوعه کراچی ص:۳۲۹، ج:۳، باب الامر باليد، البحر الرائق ص۳۱۸ ج۳ باب الامر باليد، مطبوعه الماجديه کوئٹه.

"الحیلة الناجزه للحیلة العاجزة[۱]" مصنفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ فرمائیں۔

(۲) مسئلہ کی چند صورتیں ہیں، غیر مدخولہ کو اگر ایک طلاق صریح یا بائن یا کنائی بنیتِ طلاق دی ہے، تو تجدیدِ نکاح کافی ہے، نہ حلالہ کی ضرورت ہے، اور نہ عدت کی، اور اگر تین طلاق متفرق طور سے دی ہیں تب بھی یہی حکم ہے، اس صورت میں ایک طلاق سے عورت بائن ہوگئی اور دوسری تیسری طلاق لغو ہوجائیگی، بلا حلالہ وعدت تجدیدِ نکاح کافی ہے: **وان فرق بوصف نحو انت طالق واحدة وواحدة او اخبر نحو انت طالق طالق طالق بانت بالاولیٰ لا الیٰ عدة ولم تقع الثانیة** (شامی[۲] مختصراً ص: ۶۲۲، ج: ۲) البتہ اگر تین طلاق بیک لفظ دیدیں مثلاً یوں کہا انت طالق یا طلقتک ثلاثاً، تو طلاقِ مغلظہ واقع ہوجائے گی،[۳] اور بلا حلالہ شرعیہ دوبارہ نکاح درست نہیں ہوگا، محقق قول یہی ہے اگر چہ بعض حضرات نے غیر مدخولہ کیلئے طلاقِ مغلظہ کی صورت میں حلالہ کی شرط نہیں رکھی ہے، لیکن محقق ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں اسپر شدید رد فرمایا ہے شامی میں ہے: **وقد بالغ المحقق ابن الهمام فی ردّہٖ حیث قال فی اٰخر باب الرجعة لا فرق فی ذٰلک ای اشتراط المحلل بین کون المطلقة مدخولاً بها او لا لصریح اطلاق النص وقد وقع فی بعض الکتب ان غیر المدخول بها تحل بلا زوج**

---

[۱] ملاحظه هو، الحیلة الناجازة للحیلة العاجزة ص۱۶۷ تفویض طلاق بوقت نکاح از فقه حنفی، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

[۲] الدرالمختار مع الشامی زکریا ص: ۵۱۱،۱۲، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۸۶، ج: ۳، مطبوعه نعمانیه ص: ۴۵۵، ج: ۲، باب طلاق غیر المدخول بها، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۳ ج۱ الفصل الرابع فی الطلاق قبل الدخول، مجمع الأنهر ص ۳۱ ج۲ فصل فی الطلاق غیر المدخول بها، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۳] قال لزوجته غیر المدخول بها أنت طالق ثلاثاً وقعن لما تقرر أنه متی ذکر العدد کان الوقوع به، الدر المختار علی الشامی کراچی ص۲۸۴، ۲۸۵ ج۳ باب طلاق غیر المدخول بها، النهر الفائق ص۳۵۲ ج۲ فصل فی الطلاق قبل الدخول، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، زیلعی ص۲۱۳ ج۲ فصل فی الطلاق قبل الدخول، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

وھو زلة عظیمة مصادمة للنص والاجماع لایحل لمسلم رأه ان ینقله فضلاً عن ان یعتبره لان فی نقله اشاعة وعند ذلک ینفتح باب الشیطان (شامی[1] ص: ۶۲۳، ج: ۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۷/۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۷/۷ھ

حلالہ میں صحبت شرط ہے

سوال:- حلالہ کا نکاح ہوا پھر جبراً طلاق لے لی گئی، کہ اب تک شوہر ثانی سے جماع کی نوبت نہ آئی تھی، تو ایسی صورت میں حلالہ درست ہوا، یا نہیں؟ عورت اپنے پہلے شوہر کے نکاح میں جاسکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے پہلے شوہر کیلئے وہ حلال نہیں[2] ہوئی، بلکہ حرام ہی رہی پہلے شوہر سے اس کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حلالہ کے لئے زوجین کا دخول میں اختلاف

سوال:-عبدالودود نے اپنی منکوحہ مدخولہ بیوی کو طلاقِ مغلظہ دیدی، (عورت کے ساتھ

---

[1] شامی زکریا ص ۵۱۱ ج۴، مطبوعه کراچی ص ۲۸۵ ج۳، مطبوعه نعمانیه ص ۴۵۵ ج۲، باب طلاق غیرا لمدخول بها.

[2] لاینکح مطلقة بها ای بالثلاث لو حرة وثنتین لو امة حی یطأها غیره وتمضی عدته، الدر المختار علی الشامی نعمانیه ص۵۳۷ ج۲، مطبوعه زکریا ص ۴۰ ج۵، مطبوعه کراچی ص۴۰۹ ج۳، باب الرجعة. عالمگیری ص۴۷۳ ج ا، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به، مطبوعه کوئٹه، مجمع الأنهر ص۸۸، ۹۰ ج۲ باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

ایک شیر خوار بچہ بھی عبدالودود سے ہے) بعدازاں مطلقہ کا نکاح ریاض الدین سے ہوگیا، عدت ختم ہوجانے کے بعد ریاض الدین نے ایک شب اپنے نکاح میں رکھ کر طلاق دیدی، اورعدت ختم ہونے پر شوہراول عبدالودود سے نکاح کرایا گیا، ریاض الدین نے ایک شب اپنے نکاح میں رکھ کر دوسرے دن صبح کو تینوں طلاق دیدی اور طلاق دینے کے بعد یکے بعد دیگرے تین آدمیوں نے ریاض الدین سے دریافت کیا کہ ہم بستری کر کے تم نے طلاق دی ہے، یا بس ایسے ہی، تو اس نے ہم بستری کا اقرار کیا، مگراب ریاض الدین کا کہنا ہے کہ میں نے پہلے جو گواہوں کے سامنے اقرار کیا تھا، وہ جھوٹ کیا تھا، میں نے ہم بستری نہیں کی تھی، بلکہ عورت نے ہم بستری کرنے ہی نہ دی، ریاض الدین کے والد اور والدہ اور خود ریاض الدین نے بھی کہا جس دن مغرب سے پہلے میرے ساتھ نکاح کرایا گیا، اس شب کو مجھے گھر دیا گیا، مگرلڑکی کو میرے قریب تک نہ آنے دیا گیا، صرف دنیا والوں کو دکھلانے کی غرض سے حلالہ کرایا گیا، لڑکی بقسم کہتی ہے کہ ہم بستری بھی ریاض الدین نے کی تھی، دریافت طلب امر یہ ہے کہ حلالہ درست ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

تین طلاق کے بعد عدت گذار کر دوسرے شخص سے ہم بستری ہوکر جب اس کی طرف سے طلاق ہو اور عدت ختم ہوجائے، تب شوہرِ اول کیلئے دوبارہ نکاح کی اجازت ہوتی ہے، اگر شوہر ثانی نے جماع نہ کیا ہو تو وہ شوہراول کیلئے ہرگز ہرگز حلال نہیں ہوتی[1]، جھوٹ بول کر ہم بستری کا اقرار کرنے سے جھوٹ کا گناہ مستقل ہوتا ہے، اورشوہر اوّل کیلئے حرام ہی رہتی ہے، اس کا وبال مستقل ہے، اس کو ذہن نشین کرانے کے بعد آخرت کا خوف دلا کر اس عورت سے بقسم دریافت کیا جائے،

[1] لا ینکح مطلقة بها ای بالثلاث لو حرة حتی یطأها غیره بنکاح وتمضی عدته ای الثانی. وفی الشامیة ثم اعلم ان اشتراط الدخول ثابت بالاجماع فلا یکفی مجرد العقد. الدر المختار مع الشامی زکریا ص: ۴۱، ۴۰، ج:۵، مطبوعه کراچی ص: ۴۰۹، ج:۳. باب الرجعة، مطلب فی العقد علی المبانة، هندیه کوئٹه ص۴۷۳ ج۱ الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، بحر کوئٹه ص۵۶ ا ج۴ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة.

اگر وہ کہے کہ ہاں شوہرِ ثانی ریاض الدین نے نکاح کے بعد مجھ سے ہم بستری کی ہے پھر مجھ کو طلاق دی ہے، تو اس کی عدت ختم ہونے پر اس کا نکاح دوبارہ شوہر اول عبدالودود سے درست ہے، ریاض الدین کا بیان جو مختلف نقل کیا جاتا ہے، وہ قابلِ التفات نہیں: **قال الزوج الثانی کان النکاح فاسداً اولم ادخل بها و کذبته فالقول لها ولو قال الزوج الاوّل ذٰلک فالقول له ای فی حق نفسه اھ (درمختار) ادعت ان الثانی جَامعها وَانکرا الجماع حلت للاوّل شامی**[1] ص: ۵۴۲، ج: ۲. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۵/۱۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ ۹۲/۵/۱۶ھ

نابالغ کے ذریعہ حلالہ

سوال:- قطعی یعنی مغلظہ طلاق کے بعد عورت کا حلالہ ایک نابالغ لڑکے سے کر کے پھر اس سے طلاق دلوا کر بعد عدت پھر پہلے شوہر سے نکاح کیا جاسکتا ہے، یا نہیں؟ ایسا فتویٰ بھی ان حضرات کے پاس موجود ہے، ان کے قول کے مطابق آیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر لڑکا نابالغ، بالغ ہونے کے قریب ہو تب بھی اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی: **لا یقع طلاق الصبی**[2] الخ لہٰذا یہ حلالہ صحیح نہیں ہوا، اور پہلے شوہر کیلئے وہ عورت حلال نہیں ہوئی، بلکہ

---

[1] الدرالمختار مع الشامی زکریا ص: ۱۵، ج: ۵، مطبوعہ کراچی ص: ۴۱۷، ج: ۳، باب الرجعة. مطلب فی حیلة اسقاط التحلیل الخ، هندیه کوئٹه ص ۴۷۴ ج ۱ الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، النهر الفائق ص ۴۲۲ ج ۲ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، طبع مکه مکرمه.

[2] عالمگیری ص: ۳۵۳، ج: ۱، کتاب الطلاق، فصل فیمن یقع طلاقه وفیمن لا یقع طلاقه مطبوعه مصر. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص: ۴۵۱، ج: ۴، مطبوعه کراچی ص: ۲۴۳، ج: ۳، کتاب الطلاق، هدایه ص ۳۵۸ ج ۲ اول کتاب الطلاق، دار الکتاب دیوبند.

حرام ہی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٦/٩/٨٨ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ ١٧/٩/٨٨ھ

حلالہ بذریعۂ مراہق

سوال:-(١)ایک عورت جس کو تین صریحی طلاق دے دی گئی تھی اور عدت گذرنے کے بعد اس نے ایک مراہق سے جس کی عمر تقریباً ١٤/سال یا ١٥/سال کی تھی، شادی کرلی، اور اس مراہق نے صحبت کے بعد پھر تین طلاق دیدی، تو مراہق کی طلاق ہوجائے گی، یا نہیں؟ کیونکہ یہ ابھی سن بلوغ کو تو پہنچا نہیں۔

(٢)اور اگر یہ طلاق نہیں واقع ہوگی تو یہ مراہق اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرسکتا ہے یا نہیں، یا اس طلاق کی وجہ سے جو کہ اس نے مراہق ہونے کی حالت میں دی یہ بیوی اس پر حرام ہوجائے گی؟

(٣)اگر یہ طلاق جو کہ مراہق ہونے کی حالت میں دی اور طلاق واقع نہیں ہوئی، تو آیا یہ سن بلوغ کے بعد یہی طلاق، طلاق ہوجائے گی یا پھر سے طلاق دینا ہوگا، اور یہ طلاق معتبر نہ ہوگی۔

(٤)اگر اس مراہق نے مطلقہ عورت سے نکاح کرکے جماع نہ کیا، اور تین طلاق دیدیا تو یہ طلاق معتبر ہے یا نہیں؟ اگر معتبر نہیں تو کیا یہ مراہق اپنی بیوی سے جس کو اپنے مراہق ہونے کی حالت میں طلاق دیدیا، پھر جماع کرکے حلال کرسکتا ہے یا نہیں؟ یا یہ طلاق خارج ہوگی اور زوجِ ثالث سے نکاح کرکے تب حلالہ کرانا پڑے گا۔

(٥)اگر مراہق نے مطلقہ عورت سے شادی کرکے جماع کرکے تین طلاق دیدیا تو عدت اس طلاق کے بعد ہی شمار کی جائے گی، یا جب وہ بالغ ہوگا، پھر سے طلاق دے گا، اور عدت اس وقت سے شمار کرنا ہوگا، یا یہی طلاق کافی ہوگی، بلوغت کے بعد پھر سے طلاق دینے کی ضرورت نہ رہے گی، عدت کے شمار کرنے کے وقت کی تعیین مفصل تحریر فرمائیے۔

(٦) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کتنے برس کے لڑکے پر بلوغ کا فتویٰ ہے اور بالغ ہونے کی کیا علامت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(١) نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اگرچہ وہ مراہق ہو، پس صورت مسئولہ میں اس مراہق کی طلاق واقع نہیں ہوئی: **لا ينكح مطلقة بالثلاث حتىٰ يطاها غيره ولو مراهقا الدانى من البلوغ نهر. ولابد ان يطلقها بعد البلوغ لان طلاقه غير واقع در منتقىٰ عن التاتارخانيه الخ درمختار[1] وشامی ص: ٨٣، ج: ٢.**

(٢) حرام نہیں ہوئی بلکہ جماع کرسکتا ہے۔

(٣) زمانۂ مراہقت کی طلاق بالکل غیر معتبر ہے، پہلے شوہر کے واسطے حلال ہونے کے لئے بعد بلوغ طلاق ضروری ہے۔[2]

(٤) یہ طلاق بھی معتبر نہیں، جماع کر کے بعد بلوغ طلاق دیدے گا، تو شوہر اول کے لئے حلال ہوجائے گی، کسی اور شخص کی ضرورت نہیں۔[3]

(٥) جب بالغ ہوکر طلاق دے گا، تو اس وقت سے عدت کا اعتبار ہوگا،[4] مراہق کی نہ طلاق معتبر ہے، نہ اس کی طلاق سے عدت واجب ہوتی ہے، نہ اس سے وہ عورت مراہق پر حرام ہوتی ہے نہ شوہر اول کیلئے حلال ہوتی ہے۔[5]

---

١ الدرالمختار مع الشامی زکریا ص: ٤٠، ج:٥، مطبوعه کراچی ص: ٤٠٩، ج:٣، باب الرجعة، مطلب فی العقد علی المبانة، هندیه کوئٹه ص٤٧٣ الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل به الملطقة، تاتارخانیه کراچی ص٦٠٣ ج٣ الفصل الثالث والعشرون فی مسائل المتعلقة بنکاح المحلل الخ.

٢ ولا بد ان يطلقها بعد البلوغ لان طلاقه غير واقع. شامی زکریا ص: ٤٢، ج:٥، مطبوعه کراچی ص: ٤١٠، ج:٣، باب الرجعة، مطلب فی العقد علی المبانة،

٤ وابتداء العدة عقيق الطلاق، هداية ص٤٢٥ ج٢ باب العدة، طبع دار الكتاب، هنديه کوئٹه ص ٥٣١ ج ١ الباب الثالث عشر فی العدة، بحر کوئٹه ص ١٤٤ ج٤ باب العدة.

٥ راجع حاشیه ١.

(۶) احتلام ہونے لگے یا انزال ہونے لگے یا اسکے جماع سے استقرارِ حمل ہوجائے، مرد کیلئے یہ علامتیں بلوغ کی ہیں، اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہو، تو حنفیہ کے نزدیک ۱۵/سال پورے ہونے پر بلوغ کا فتویٰ دیدیا جاتا ہے۔ **بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال ویفتی بالبلوغ فیه بخمسة عشر سنة[1] الخ تکمله ص: ۸۴، ج: ۱.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا ۱۸/۹/۵۹ھ

مراہق سے حلالہ

سوال:- طلاق مغلظہ میں مطلقہ عورت کا مراہق حلالہ کرسکتا ہے، یا نہیں، اور مراہق کس عمر تک کے لڑکے کو کہتے ہیں اور اگر مراہق حلالہ کرسکتا ہے تو طلاق بھی دے سکتا ہے، یا نہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

مراہق حلالہ کرسکتا ہے، لیکن طلاقِ بعدِ بلوغ دے گا، اس سے پہلے جائز نہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ بالغ سے حلالہ کرائے۔

مراہق وہ ہے جس کو شہوت ہوتی ہے، اور جماع کرسکتا ہے، اس کی عمر کم از کم دس سال ہو: **لا ینکح مطلقة بها ای بالثلاث حتی یطأها غیره ولو مراهقاً یجامع مثله وقدره شیخ الاسلام بعشر سنین لا بد ان یطلقها بعد البلوغ لان طلاقه غیر واقع اهـ شامی[2] ص: ۸۳۱، ج: ۲.** فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۰/۶/۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۲/۶/۵۹ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۲/۶/۵۹ھ

---

[1] الدر المختار علی الشامی زکریا ص: ۲۲۵، ج: ۹، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تین طلاق کے بعد توبہ سے حلالہ نہیں ہوتا

سوال:- میرے دوست نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دیدی، اس کے بعد وہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہنے لگے، جب ہم نے کہا تو جواب دیتے ہیں، کہ جب اللہ تعالیٰ شرک کے گناہوں کومعاف کردیتے ہیں، (توبہ کے بعد) تم ہم نے بھی طلاق کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلیا ہے، اللہ تعالیٰ اس گناہ کو بھی معاف کردیں گے، اس مسئلہ میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

توبہ کا حاصل یہ ہے کہ اس گناہ کو بالکل چھوڑ دے، یہ مطلب نہیں کہ توبہ کا لفظ ہی زبان سے کہتا رہے اور گناہ میں مبتلا بھی رہے، یہ توبہ نہیں[1] یہ تو خدا تعالیٰ کے ساتھ مذاق ہے، مشرک اگر اپنے شرک سے بازی ہی آجائے اور کبھی اس کے پاس نہ جائے تو اسکی توبہ قبول ہے، لیکن توبہ کا لفظ بھی بولتا رہے، اور شرک بھی کرتا رہے، تو وہ مشرک ہی ہے، اس کی توبہ توبہ ہی نہیں، وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) مطبوعہ کراچی ص:١٥٣، ج:٦، کتاب الحجر. فصل بلوغ الغلام بالاحتلام، هندیه کوئٹه ص ٦١ ج٥ کتاب الحجر، الباب الثانی، الفصل الثانی فی معرفة حد البلوغ، بحر کوئٹه ص ٨٤،٨٥ ج٨ باب الحجر، فصل فی حد البلوغ.

[2] الدرالمختار مع الشامی زکریا ص:٤٠، ج:٥، مطبوعه کراچی ص:٤٠٩، ج:٣، باب الرجعة، مطلب فی العقد علی المبانة، هندیه کوئٹه ص٤٧٣ الباب السادس فی الرجعة، تاتارخانیه کراچی ص٦٠٣ ج٣ الفصل الثالث والعشرون فی مسائل المتعلقة بنكاح المحلل الخ بحر کوئٹه ص٥٦ ج٤ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة النهر الفائق ص٤٢٢ ج٢ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه مکه مکرمه.

(صفحہ ہذا) [1] قال الامام النووی التوبة ما استجمعت ثلاثة امور ان یقلع عن المعصیة وان یندم علی فعلها وان یعزم عزما جازما علی ان لا یعود الی مثلها ابدا. ورکنها الاعظم الندم، روح المعانی ص:١٥٨، ج:٢٨، مطبوعه مصطفائی دیوبند، مختصر تفسیر ابن کثیر ص:٥٢٣، ج:٣، سورة التحریم آیت:٨، مطبوعه دار الفکر بیروت، نووی علی مسلم ص٣٥٤ ج٢ کتاب التوبة، مطبوعه رشیدیه دهلی. (حاشیہ [2] اگلے صفحہ پر)

میں رہے گا،[۱] تین طلاق کے بعد اگر بغیر حلالہ کے آدمی عورت کو رکھتا ہے، اور توبہ کا لفظ بولتا رہتا ہے، تو اس سے نہ وہ عورت حلال ہوئی ہے، نہ گناہ معاف ہوتا ہے،[۲] بلکہ ایسا ہی آدمی سخت سزا کا مستحق ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور اپنی پناہ میں رکھے، اور نفس وشیطان کے فریب سے بچائے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸؍۳؍۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸؍۳؍۱۳۸۷ھ

ارتداد سے حلالہ ساقط نہیں ہوتا

سوال:- زید نے ہندہ کو طلاق دیدیا، اس کے بعد پھر ہندہ زید سے نکاح کی خواہش کرنے لگی، مگر زید انکار کرتا ہے، ہندہ نے مجبوراً اپنا مذہب بدل دیا، جب زید کو معلوم ہوا، تو ہندہ پر اب حلالہ واجب رہا یا نہیں؟ طلاق کے وقت ہندہ کی گود میں دو ماہ کا بچہ تھا، ہندہ ساڑھے تین ماہ کے بعد مرتد ہوئی تھی، صلاح یہ ہے کہ زید کا نکاح اب ہندہ سے (بلا حلالہ) ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس حرکت سے بھی حلالہ ساقط نہیں ہوگا،[۳] مطلقہ کی عدت تین حیض ہے، وہ عدت بھی ساقط نہیں

---

[۱] انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة وماوٰه النار سورۂ مائده آيت ۷۲، مسلم شريف ص۶۶ ج ۱ كتاب الايمان، باب الدليل على من مات لا يشرك بالله شيئاً، مطبوعه رشيديه دهلی، مشكوٰة شريف ص۱۵، كتاب الايمان، الفصل الثالث، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[۲] الطلاق مرتان الى قوله فان فان طلقها فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. سوره بقره آيت ۲۳۰، ۲۲۹، مجمع الأنهر ص۸۸ ج۲ باب الرجعة، طبع دار الكتب العلمية بيروت، زيلعی ص۲۵۷ ج۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، طبع امداديه ملتان.

[۳] لا بملك يمين لاشتراط الزوج بالنص فلا يحلها وطء المولى ولا ملك امة بعد طلقتين او حرة بعد ثلاث وردة وسبى نظيره من فرق بينهما بظهار او لعان ثم ارتدت وسبيت ثم ملكها لم تحل له ابداً فوجه الشبه بين المسئلتين ان الردة واللحاق والسبى لم تبطل حكم الظهار واللعان كما لم تبطل الطلاق، الدر المختار مع الشامی زكريا ص:۴۳، ج:۵. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہوگی، جب تین حیض پورے ہوجائیں، تب کسی اور سے نکاح کرے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۱/۸۵ھ

حلالہ کیلئے صرف نکاح وہ بھی عدت میں

سوال: -میرے بھائی نے اپنی بیوی کوکسی وجہ سے تین طلاق دیدی، دو ماہ کا حمل ہے، تین بچے ہیں، اب بھائی صاحب سخت پریشان ہیں، ہمیں ڈر ہے کہ کہیں یہ خودکشی نہ کرلیں، ایک مولوی صاحب نے بتلایا ہے کہ بغیر عدت کے کسی اور سے نکاح کردو اور پھر وہ طلاق دیدے، اس کی عدت کی بھی ضرورت نہیں، پھر اپنے بھائی سے نکاح کرادے، کیا اس طرح نکاح درست ہوجائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

آپ کو جو مسئلہ بتایا گیا ہے کہ بغیر عدت کے نکاح کردیا جائے، یہ شرعی مسئلہ نہیں بلکہ گڑیوں کا کھیل ہے، ایسا ہرگز نہ کیا جائے، اس سے نہ نکاح درست ہوگا، نہ وہ عورت آپ کے بھائی صاحب کیلئے حلال ہوگی[2]، جب بچہ پیدا ہوگا، اس وقت عدت ختم ہوگی، اس کے بعد کسی دوسرے شخص سے

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) مطبوعہ کراچی ص:۴۱۲، ج:۳، باب الرجعة، فی العقد علی المبانة، بحر کوئٹہ ص۵۷ ج۴ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، ھندیه کوئٹہ ص۴۷۴ ج۱ الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة.

(حاشیہ صفحہ ھٰذا) [1] واذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائناً اورجعياً وهی حرّة ممن تحیض فعدتها ثلٰثة اقراء. ھدایه ص:۴۲۲، ج:۲، باب العدة، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، بحر کوئٹہ ص۱۲۸ باب العدة، النهر الفائق ص۴۷۵ ج۲ باب العدة، طبع مکه مکرمه.

[2] اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته فالدخول فیه لا یوجب العدة ان علم انها للغیر لانه لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا شامی زکریا ص:۱۹۷، ج:۵، **(بقیہ اگلے صفحہ پر)**

اسکا نکاح کیا جائے، نکاح میں یہ شرط نہ ہو، کہ وہ شخص پھر طلاق دیدے ورنہ یہ کام موجبِ لعنت وغضب ہوگا[١]، وہ شخص نکاح کے بعد ہم بستری کرے پھر اگر وہ مرجائے، یا طلاق دیدے تو اسکی عدت گذار کر آپکے بھائی سے نکاح کی اجازت ہوسکے گی[٢]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند، ٣٠/٣/٨٨ھ

حلالہ کیلئے عدت میں نکاح

سوال:- زید نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں تین طلاق دیدی مگر معلوم ہوا کہ زوجہ زید اس وقت ماہواری سے تھی، بعدہٗ زید نے مصلحۃً دورانِ عدت میں اپنے دوست سے برائے حلالہ نکاح کرادیا تاکہ ہندہ مجھ سے متنفر نہ ہوجائے، تو یہ نکاح ثانی درست ہوا یا نہیں؟

(٢) زید نے اپنے دوست خالد سے برائے حلالہ ہندہ کا نکاح کرادیا، خالد نے نکاح کے بعد مباشرت بھی کی، تو یہ نکاح وغیرہ درست ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حالتِ حیض میں دی ہوئی طلاق بھی واقع ہوجاتی ہے، اگرچہ ایسا کرنے سے شوہر گنہگار

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) مطبوعہ کراچی ص:٥١٦، ج:٣، باب العدة، مطلب فی النکاح الفاسد والباطل، هندیه کوئٹه ص ٢٨٠ ج ١ الباب الثالث فی المحرمات، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، تاتارخانیه کراچی ص ٤ ج ٣ کتاب النکاح ما یجوز من الانکحة وما لا یجوز.

(**حاشیہ صفحہ ہٰذا**) [١] وکره التزوج للثانی تحریماً لحدیث لعن المُحلِّل والمحلَّل له بشرط التحلیل وان حلت للاول، الدرالمختار علی الشامی زکریا ص:٤٧، ج:٥، مطبوعه کراچی ص:٤١٤، ج:٣، باب الرجعة، النهر الفائق ص ٤٢٣ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، طبع مکه مکرمه، بحر کوئٹه ص ٥٨ ج ٤ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة.

[٢] لا ینکح مطلقة من نکاح صحیح بها ای بالثلاث حتی یطأها غیره وتمضی عدته ای الثانی الدرالمختار علی الشامی زکریا ص:٤٠، ج:٥، مطبوعه کراچی ص:٤٠٩، ج:٣، باب الرجعة، هندیه کوئٹه ص ٤٧٣ ج ١ الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، بحر کوئٹه ص ٥٦ ج ٤ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة.

ہوتا ہے[۱]، اسی طرح تین طلاق ایک دم دینا بھی گناہ ہے، مگر وہ بھی واقع ہوجاتی ہے، اس لئے صورتِ مسئولہ میں طلاقِ مغلظہ ہوگئی[۲]، بغیر حلالہ کے اسکو رکھنے کی کوئی صورت نہیں[۳]، حلالہ کیلئے دوسرے شخص سے نکاح کرنے کے واسطے پہلی عدت کا گذر جانا ضروری ہے، عدت میں نکاح حرام ہے، وہ نکاح نہیں بلکہ وہ زنا ہوتا ہے: **لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ وکذلک المعتدة کذا فی السراج الوھاج اھ (فتاوی[۴] عالمگیری)**

(۲) اگر خالد کو معلوم تھا کہ ہندہ کی عدت ختم نہیں ہوئی تو یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، بلکہ زنا ہوا ہے، زید، خالد، ہندہ سب ہی سخت معصیت کے مرتکب ہوئے ہیں، سب کو توبہ لازم ہے، اور اس

---

۱ واذا طلق الرجل امرأته فی حالة الحیض وقع الطلاق لان النهی عنه لمعنیً فی غیرہ فلا ینعدم مشروعیته هدایه ص:۳۵۷، ج:۲، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، تبیین الحقائق ص ۱۹۰ ج۲ اول کتاب الطلاق، طبع امدادیه ملتان، اوجز ص۱۷۵ ج۱۰ طلاق الحائض، مطبوعه دار الفکر بیروت.

۲ فالکتاب والسنة واجماع السلف توجب ایقاع الثلاث معاً وان کانت معصیة احکام القرآن للجصاص ص:۳۸۸، ج:۱، باب ذکر الحجاج لایقاع الطلاق الثلاث معاً، مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت، بذل المجهود ص ۲۷۰ ج۳ کتاب الطلاق، باب فی نسخ المراجعة بعد التطلیقات الثلث، طبع رشیدیه سهارنپور، اوجز المسالک ص۷ ج۱۰ اول کتاب الطلاق، طبع دار الفکر بیروت، عمدة القاری ص۲۳۳ ج۹ الجز العشرون، کتاب الطلاق، باب من اجاز طلاق الثلاث، دار الفکر بیروت.

۳ لا ینکح مطلقة بها أی بالثلاث لو حرة حتی یطأها غیرہ بنکاح وتمضی عدته أی الثانی، الدر مع الشامی کراچی ص ۴۰۹ ج۳ باب الرجعة، مطلب فی العقد علی المبانة، هندیه کوئٹه ص۴۷۳ ج۱ الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، بحر کوئٹه ص ۵۶ ج۴ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة.

۴ عالمگیری ص:۲۸۰، ج:۱، کتاب النکاح الباب الثالث فی المحرمات، القسم السادس المحرمات اللتی یتعلق بها حق الغیر، تاتارخانیه کراچی ص۴ ج۳ ما یجوز من الانکحة وما لا یجوز، خانیه علی الهندیه کوئٹه ص۳۶۶ ج۱ کتاب النکاح، باب فی المحرمات.

نام نہاد نکاح ومباشرت سے ہندہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوئی: **اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته فالدخول فیه لا یوجب العدة ان علم انها للغیر لا نه لم یقل احدٌ بجوازه فلم ینعقد اصلاً ولهذا یجب الحد مع العلم بالحرمة لکونه زنا اهـ شامی.**[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

مطلقہ ثلاثہ سے بغیر حلالہ کے نکاح

سوال:- زید اپنی بیوی کو بایں الفاظ متعدد مجالس میں طلاق دیتا ہے، کہ اپنے مکان رہائش سے پردہ دار منکوحہ کو گھسیٹ کر دروازہ سے باہر کر کے یہ الفاظ ادا کرتا ہے کہ یہ میری بیوی ہے، اس کو شرع محمدی کی رو سے ایک طلاق اس کو شرع محمد کی رو سے دوطلاق اس کو شرع محمدی کی رو سے تین طلاق اور یہ الفاظ مجمع عام میں کہتا ہے، مگر اس وقت اس کی حالت عین غضبناک ہے، قبل اس کے کہ یہ الفاظ ادا کرتا ہے، اسٹامپ قیمت: ۵ روپیہ لیکر اس پر طلاق نامہ لکھ کر حاشیہ کے دوگواہ معتبر کے دستخط کرا کر یہ بات بعد ازاں اپنی عورت کے اظہار کرتا ہے کہ وہ طلاق سے بے خبر نہ رہے، مگر وہ عورت اپنی اولاد کو نہ چھوڑتے ہوئے، پھر اس گھر میں داخل ہوگئی اور اپنی زبان نامعتبر سے یہی کہتی رہی ہے کہ مجھے طلاق نہ ہوئی اور نہ میں گھر چھوڑ کر جاؤں گی، اور بعد چندے جس وقت زید کا غصہ فروہوا اور لوگوں کے طعن وتشنیع سے پشیمان ہوا تو کہنے لگا کہ میں شرعی طور پر فیصلہ چاہتا ہوں اگر شریعت بغیر حلالہ اجازتِ نکاح دے تو میں نکاح کرتا ہوں۔

(۱) نیز یہ معاملہ ڈیڑھ سال اسی طرح رہا کہ زید نے رنجش کے سبب عورت سے رغبت اور

---

[1] شامی زکریا ص:۱۹۷، ج:۵، مطبوعہ کراچی ص:۵۱۶، ج:۳، مطلب فی النکاح الفاسد والباطل. باب العدة، بحر کوئٹہ ص ۱۴۴ ج ۴ باب العدة.

رجوع نہیں کیا چنانچہ مورخہ ۹ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ کو زید نے ایک جلسہ کی صورت بنا کر علماء سے استصواب اور مشورہ لیا بلکہ علماء کو آپس میں موقعہ بحث ونظر دیا چنانچہ ایک عالم شخص نے فتاویٰ مولانا عبدالحئی صاحب کی اس صورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے، فتویٰ دیا کہ نکاح بغیر تحلیل عندالشافعی جائز ہے اور بلا حلالہ کرا دیا ہے، صورت فتویٰ مولانا عبدالحئی صاحب کی یہ ہے۔

سوال :-ایک شخص اپنی عورت کو ایک ہی وقت میں تین طلاق دیکر مغلظہ کر دیتا ہے تو کوئی ایسی صورت ہے کہ جس سے وہ شخص بغیر تحلیل دوبارہ اس عورت کو اپنی بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے؟

تو اس کا جواب فتاویٰ عبدالحئی صاحب میں لکھا ہے، کہ اگر احتمال مفاسد زائدہ ہو، اگر حلالہ کرایا جائے، تو اس کی صورت بغیر تحلیل یہ ہے کہ وہ عورت اس کے پاس آسکتی ہے، بغیر تحلیل اگر احتمال مفاسد ہو کہ چوں کہ امام شافعیؒ کے نزدیک یہ طلاق مغلظہ ہی ثابت نہیں ہوئی، اس واسطے بوقت ضرورت شدید تقلید مذہب دوسرے کی کرنی جائز ہے، چنانچہ زوج مفقود الخبر کے معاملہ میں مذہب امام مالکؒ کی ہی تقلید احناف کرتے ہیں، اسی طرح عورت ممتدۃ الطہر کی بابت بھی علیٰ ہذا القیاس اسی طرح چار پانچ تمثیل بیان کی گئی ہیں، کہ تقلید عندالضرورۃ الشدیدۃ مذہب غیر کی جائز ہے ثابت کر کے ثابت کیا گیا ہے کہ کسی شافعی المذہب عالم سے استفسار کر کے نکاح کر دیا جائے۔

(۳) اور جس عالم شخص نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ یہ نکاح بغیر تحلیل کر دو بلکہ نکاح بلا تحلیل کرا دیا ہے اس صورت کو مدنظر رکھتے ہوئے کر دیا ہے اور احتمال مفاسد زائدہ کا بھی فی الواقع موجود تھا، کہ اگر نکاح نہ کیا جاتا تو وہ عورت خودکشی کرتی، اور چھوٹی چھوٹی اولاد تباہ وبرباد ہوتی اور اسی عورت سے ایک لڑکی بالغ جو کہ صاف تصریح الفاظ میں باپ سے کہتی ہے کہ اگر تو میری ماں سے دوبارہ نکاح نہ کریگا، تو میں نکاح ہرگز نہ کرونگی، یا کہیں چلی جاؤں گی غرضیکہ بظاہر خانہ بربادی کا واقعہ معرض صدور میں آنے کا احتمال تھا، اس واسطے اس عالم شخص نے فتویٰ دے دیا ہے۔

(۴) چوں کہ بغیر حلالہ نکاح کر دینے میں عام لوگ یعنی باشندگان دیہہ نے زید سے ترک اکل وشرب کر دیا ہے، اور عالم سے بدظن ہو گئے ہیں، کہ ہم کو اس نے حرام کرا دیا ہے۔

(۵) کیا یہ معاملہ نکاح صحیح ہوگیا یا نہیں، اگر صحیح ہے تو فبہا اور اگر صحیح نہیں تو زید کے ساتھ تعامل اکل وشرب کیسا ہے اور جس عالم صاحب نے فتویٰ دیا ہے، اس کا کیا حال ہے۔

جواب از فقیہ الامت قدس سرہ

الجواب حامداً ومصلیاً

بوقت ضرورت شدیدہ شرائط مخصوصہ کے ساتھ حالت مخصوصہ میں (کہ ان سب کی تفصیل اپنے محل میں موجود ہے) عمل کرنا تو بعد کی چیز ہے، اول تو یہ دیکھنا ہے کہ صورت مسئولہ میں شافعیہ کا یہ مذہب ہے، بھی یا نہیں، شافعیہ کی معتبر کتاب شرح منہاج الطالبین[1] میں ہے: **وان قال انت طالق انت طالق انت طالق وتخلل فصل بين هذه الصيغ كان سكت بينها فوق سكتة التنفس ونحوها فثلاث فان قال اردت التاكيد لم يقبل ويدين والا اى وان لم يتخلل فصل فان قصد تاكيداً بعد الاولٰى لهَا فواحدة لان التاكيد فى الكلام معهود والتكرار من وجوه التاكيد واستينافاً فثلاث اهـ والبسط فى حاشية وغيره ص:۳۳۷، ج:۲،** جب لفظ طلاق معمولی فصل سے بھی بلا رسم عدد تین مرتبہ کہنے سے ارادۂ تاکید قضاءً مقبول ومعتبر نہیں تو مجالس متعددہ میں اور وہ بھی ایک دو تین کی تصریح کے ساتھ کہنے سے تو کسی حال میں ارادۂ تاکید معتبر نہیں ہوسکتا، بلکہ اس میں تاکید کا کوئی بعید احتمال بھی نہیں، پس صورت مسئولہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی، بلا حلالہ کسی طرح شافعیہ کے نزدیک بھی جائز نہیں، شیخ ابن حجرؒ شافعی فتح الباری[2] شرح بخاری ص:۳۱۸، ج:۹ میں تحریر فرماتے ہیں: **ان المطلقة ثلاثا لا تحل للمطلق حتى تنكح زوجاً غيره ولا فرق بين مجموعها ومفرقها لغة وشرعاً اهـ.**

---

[1] منهاج الطالبين على هامش تحفة المحتاج ص:۳۷۰، ج:۳، فصل فى تعدد الطلاق. مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[2] فتح البارى ص:۴۵۸، ج:۱۰، تحت باب من جوّز الطلاق الثلاث، مطبوعه نزار مصطفى الباز مكه مكرمه.

مجموعۂ فتاویٰ میں جوصورت مذکور ہے، وہ اور ہے، اس میں مجالس متعددہ کا واقعہ نہیں بلکہ ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے، کہ ایک ہی مجلس کا ذکر ہے، نیز اس میں ایک دو تین کا ذکر نہیں، لہٰذا ان کے مذہب کے موافق اس میں احتمال ہے، کہ دوسرے اور تیسرے مرتبہ کو اول کی تاکید کہا جاوے اس لئے وہ نیت پر مدار رکھتے ہیں، جیسا کہ شرح منہاج کی عبارت میں اس کی تصریح ہے اور صورت مسئولہ میں تعدد مجالس نیز ایک دو تین کی تصریح کے ساتھ تاکید کا کوئی احتمال نہیں رہا، پس مجموعۂ فتاویٰ پر صورت مسئولہ کو قیاس کرنے اور فتاویٰ دینے کی شرائط کا مسئلہ علیحدہ رہا کہ اس صورت میں یہ جائز ہے، یا نہیں پس بلا تحلیل کے ان عالم کا دوبارہ نکاح کر دینا شافعیہ کے نزدیک بھی کسی طرح جائز نہیں، نیز نص قطعی: **فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره**[1] کے بھی خلاف ہے، جیسا کہ شیخ ابن حجرؒ شارح بخاری شافعی کے کلام سے اس کی تصریح ہے، **كما مر** لہٰذا دونوں میں تفریق واجب ہے، نکاح کرنے والے شریک ہونے والے عورت و مرد سب کے ذمہ واجب ہے، کہ دونوں میں تفریق کرائیں، اور بعد عدت باقاعدہ دوسرے شخص سے وہ عورت نکاح کرے، پھر اگر وہ دوسرا شخص طلاق دیدے یا مر جائے، (بشرطیکہ جماع کی نوبت آچکی ہو) تو عدت گذار کر اس عورت کا زید سے نکاح درست ہوگا،[2] اور جب تک تفریق میں سعی نہ کرینگے، تو یہ سب گناہ میں مبتلا رہیں گے، اور زید اور عورت زنا کرتے رہیں گے، ان عالم کو مجمع عام میں جس میں نکاح کرایا ہے اعلان کرنا واجب ہے، کہ مجھے معلوم نہیں تھا، میں نے مسئلہ غلط بتایا اب توبہ کرتا ہوں اگر باوجود کوشش کے زید اس عورت سے علیحدہ نہ ہو تو برادری کے لوگوں کو ان سے ترک تعلق کر دینا چاہئے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۲/ ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۲۵/ ۵۷ھ

---

[1] سورہ بقرہ آیت: ۲۳۰،

ترجمہ:- تو پھر وہ اس کیلئے حلال نہ رہے گی، اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند کے ساتھ نکاح کرے۔ (از بیان القرآن) (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

مطلقہ ثلاثہ کا نکاح بغیر حلالہ

سوال: ایک شخص نے مطلقہ ثلاثہ یا مطلقہ بائنہ سے نکاح دورانِ عدت میں کرلیا لیکن نہ اس عورت سے صحبت کی نہ خلوت صحیحہ اور نہ ہاتھ لگایا نیز عورت نے بھی عدت ہونے کے خیال سے تیل، سرمہ، کسم، وزعفران کپڑے، کسی کا استعمال نہ کیا آیا ختم مدت عدت کے بعد دوران عدت والے نکاح سے صحبت حلال ہے یا حرام ہے اور مرد پر دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے۔

الجواب : حامداً ومصلیاً !

یہ نکاح صحیح نہیں ہوا اس سے متارکت واجب ہے اور بعد عدت دوبارہ نکاح کیا جائے تب صحبت حلال ہوگی[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

حلالہ میں مباشرت کا اقرار پھر انکار

سوال: ہمارے لڑکے معارف حسین نے اپنی بیوی کو طلاق مغلّظہ دیدی، لیکن پھر رجوع کرنا چاہتا ہے۔ تو مولوی صاحب سے پوچھ کر عدت پوری کر کے ایک عاقل بالغ لڑکے ابراہیم سے نکاح کرادیا۔ عقد کے بعد اس کے ساتھ ایک کمرہ میں رات گذاری، سویرے غسل کیا پھر اس

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۲] وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها. عالمگیری کوئٹہ ص:۴۷۳، ج:۱، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، المحیط السرخسی ص۸ ج۳ جز۶، کتاب الطلاق مطبوعه دار الفکر بیروت، هدایة ۳۹۹ ج۲ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه تھانوی دیوبند.

[۱] ومنها با ن لا تکون معتدة الغیر ...... لان بعض احکام النکاح حالة العدم قائم فکان النکاح قائم من وجه، بدائع زکریا ص ۵۴۹ ج۲ بیان عدم جواز نکاح معتدة الغیر، الهندیة ص ۲۸۰ ج ۱ الباب الثالث، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، فتح القدیر ص ۲۲۵ ج۳ کتاب النکاح، فصل فی بیان المحرمات، طبع دار الفکر بیروت.

کوطلاق دیدی اور چند عالموں کے سامنے اقرار کیا کہ میں نے اس کے ساتھ مباشرت کی ہے جس کے گواہ موجود ہیں۔ پھر عدت پوری ہونے کے بعد معارف حسین نے نکاح کے لئے آدمیوں کو جمع کیا، اس وقت ابراہیم (محلل) نے مسجد میں چند عالموں کے سامنے بیان کیا کہ میں نے اس کے ساتھ مباشرت نہیں کی۔ پھر ایک مولوی صاحب جو انکار کے وقت موجود نہ تھے نکاح پڑھادیا۔ لیکن اب ابراہیم اقرار کرتا ہے اور قسم کھاتا ہے کہ میں نے اس کے ساتھ مباشرت کی ہے۔ محلّہ کے چندلوگوں نے ابراہیم سے پوچھا کہ عالموں کے سامنے کیوں انکار کیا اوراب اقرار کرتے ہو، تو جواب دیا کہ مجھ کولوگوں کے سامنے اقرار کرنے میں شرم معلوم ہوئی میرا لڑکا معارف حسین ابھی تک اپنی بیوی کے پاس نہیں گیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ معارف حسین کا نکاح صحیح ہوا یانہیں؟ اوراپنی بیوی کے پاس جاسکتا ہے یانہیں؟

الجواب : حامداً ومصلیاً !

ابراہیم نے رات گذارنے کے بعد جو ہمبستری کا اقرار کرلیا تھا تو وہی اقرار معتبر ہے۔ اس کے بعد جب اس نے انکار کیا تو وہ انکار معتبر نہیں[1]۔ آپ کے لڑکے کا نکاح دوبارہ صحیح ہوگیا، اس کو مباشرت کا حق حاصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۶/ ۹۳ھ

حلالہ کے بعد میاں بیوی کا نکاح جب کہ حلالہ کے گواہ منکر ہوں

سوال: زید مع اپنے بیوی بچوں کے گذر اوقات کے لئے پردیس گیا ہوا تھا، وہیں اپنی بیوی کے ساتھ لڑکر اپنی بیوی کو طلاق دیدی، بعد عدت کے وہیں پردیس میں ہی حلالہ کے لئے پوشیدہ

---

[1] والرجوع عن الإقرار فی حقوق العباد لایصح بدائع الصنائع ص۲۳۸ ج۶ باب الإستثناء، کتاب الاقرار، مطبوعہ زکریا دیوبند.

طریقہ سے دو گواہ ایک نکاح پڑھانے والا بلاکر عمر سے نکاح پڑھوادیا۔ عمر نے استعمال کرکے طلاق دیدی۔ اب زید مع اپنے بچوں اور اس عورت کے اپنے وطن آگئے۔ اب زید اور یہ عورت بکر سے کہتے ہیں کہ تم ہمارا نکاح پوشیدہ طور سے پڑھوادو۔ زید پابند وصلوۃ وصوم نہیں ہے اور قسم کھاتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کا حلالہ کرایا ہے اور تو میرا نکاح پڑھادے۔ یہ عورت بھی شریعت کی پوری پابند نہیں، لیکن قسم کھاتی ہے کہ عمر سے میرا نکاح ہوا اور اس نے استعمال کرکے طلاق دیدی۔ بکر نے حلالہ والے نکاح کے گواہوں کے پاس اور نکاح پڑھانے والے اور اس عمر کے پاس خط لکھے۔ گواہوں اور نکاح پڑھانے والے کی طرف سے لاعلمی کا جواب آیا اور عمر وہاں سے لاپتہ ہے۔ اب معلوم طلب بات یہ ہے کہ شرع کے اعتبار سے زید اور اس کی بیوی کی بات قابل تسلیم ہے یا نہیں؟ ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

الجواب : حامداً ومصلياً !

سوچنا چاہئے کہ زید اور اس کی مطلقہ بیوی کو اگر حرام کاری ہی مطلوب ہوتی تو دوبارہ نکاح پڑھوانے کی کیا ضرورت تھی، جب کہ طلاق پردیس میں دی تھی بغیر نکاح کے بھی ساتھ رہ سکتے تھے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ دو گواہوں کے سامنے زید اور بیوی دونوں خود ہی نکاح کا ایجاب وقبول کرلیں، مثلاً بیوی کہے کہ میں نے اپنا نکاح اتنے مہر پر آپ سے کیا۔ شوہر کہے کہ میں نے آپ کو اپنے نکاح میں قبول کیا۔ بس اس سے نکاح ہوجائے گا[1] حلالہ والے نکاح خواں اور گواہوں نے جو لاعلمی ظاہر کی ممکن ہے کہ ان کو تاکید کی گئی ہو کہ اس نکاح کو خفیہ رکھنا، اس وجہ سے انھوں نے ظاہر نہ کیا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٠/٧/ ٩٢ھ

---

[1] وينعقد ملتبسا بإيجاب من احدهما وقبول من الآخر الیٰ أن قال وشرط حضور شاهدين الخ در مختار علی الشامی زكريا ص ٦٩-٨٧ ج٤ هدايه ص ٣٠٥-٣٠٦ ج٢ كتاب النكاح، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، مجمع الانهر ص ٤٦٧ ج ١ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

حلالہ کیلئے شوہر نکاح پڑھا سکتا ہے

سوال:-(۱) میری دادی اور بیوی کے درمیان ہمیشہ لڑائی جھگڑا رہتا تھا، ایک دو مرتبہ مار پٹائی کی نوبت بھی آئی، میرے لاکھ سمجھانے کے باوجود بیوی باز نہیں آئی، تو میں نے یہ شرط لگائی کہ اگر آج کے بعد تو نے دادی صاحبہ کے ساتھ جھگڑا کیا تو تجھے تین نہیں چھ طلاق اور جس روز میں نے یہ شرط لگائی، اس دن جھگڑے میں مار پٹائی کی نوبت نہیں آئی، حسنِ اتفاق سے ایک سال تک جھگڑا موقوف رہا، اور ایک منحوس دن دادی صاحبہ اور بیوی کے درمیان جھگڑا ہو ہی گیا، لیکن مار پٹائی کی نوبت نہیں آئی، کیا اس جھگڑے کے بعد میری بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

(۲) کیا سابق شوہر اپنی مطلقہ بیوی کا نکاح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اور نکاح ثانی میں گواہ بھی ہوسکتا ہے یا نہیں؟ کیا ناکح کے علاوہ دو گواہوں کا ہونا لازم ہے، یا ایک گواہ سے بھی کام چل سکتا ہے؟

نیرودھ کے ذریعہ حلالہ

سوال:-(۳) کیا نیرودھ لگا کر دخول کرنے میں خلوتِ صحیحہ ثابت ہوسکتی ہے، یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱و۲) شروط پائے جانے پر طلاقِ مغلظہ واقع ہوگئی[۱]، عدتِ طلاق تین ماہواری گذرنے پر اگر مطلقہ دوسرے شخص سے نکاح کرنے پر رضامند ہو اور سابق شوہر (طلاق دینے والا) نکاح

[۱] واذا اضافه الى شرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق، هداية ص ۳۸۵ ج ۲، باب الايمان فى الطلاق، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، هنديه كوئٹه ص ۴۲۰ ج ۱ الباب الرابع فى الطلاق بالشرط، الفصل الثالث، الدر مع الشامى كراچى ص ۳۵۵ ج ۳ باب التعليق مطلب مهم الاضافة للتعريف لا للتقليد الخ.

پڑھائے، تب بھی درست ہے، اگر دونوں مطلقہ اور شوہر ثانی مجلس میں موجود ہوں، اور سابق شوہر ایک گواہ کی موجودگی میں نکاح پڑھاوے تب بھی نکاح ہوجائے گا، اور یہ کہا جائے، گا کہ اصل ایجاب وقبول تو اس مطلقہ اور شوہر جدید نے کیا ہے اور نکاح پڑھانے والا اور ایک اور شخص یہ دونوں اس نکاح کے گواہ ہوگئے[1] اچھا یہ ہے کہ دو گواہ مستقل موجود ہوں اور اس کے سامنے عورت اور مرد دونوں خود ایجاب وقبول کرلیں۔

(۳) اگر جسم کی حرارت محسوس ہوتی ہے، اور جماع کی لذت حاصل ہوتی ہے تو یہ بھی حلالہ کیلئے کافی ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۱/۶ ۱۴۰۶ھ

نکاح بہ نیت تحلیل

سوال: زید نے اپنی مطلقہ ہندہ سے بعد انقضاء عدت یوں کہا کہ اگر تو کسی سے نکاح کرے اور وہ تجھے طلاق دیدے تو میں پھر تجھ سے عقد کروں گا اور اگر تو اس کے پاس بخوشی رہنا چاہے تو بھی مجھے منظور ہے اور میں ہر دو حال میں تیرے نکاح میں امداد دوں گا کیونکہ تیری بے بسی پر رحم آتا ہے چنانچہ حسب وعدہ اس نے ہندہ کے نکاح میں مدد کی لیکن ہندہ نے شوہر ثانی سے اس شرط سے نکاح کیا کہ تیری زوجیت سے خارج ہونے کا مجھے اختیار ہوگا یعنی جب چاہوں گی

---

[1] ولو زوج بنته البالغة العاقلة بمحضر شاهد واحد جاز ان كانت ابنته حاضرة لانها تجعل عاقدة. الدرالمختار على الشامى زكريا ص:۹۵، ج:۴، مطبوعه كراچى ص:۲۵، ج:۳، كتاب النكاح، هدايه ص:۳۰۷، ج:۲، كتاب النكاح، طبع دار الكتاب ديوبند، هنديه كوئٹه ص۲۶۸ ج ۱ كتاب النكاح، الباب الاول.

[2] فى الفتاوىٰ الصغرىٰ اذا لفّ ذكره بخرقة وادخله فرجها فان وجد الحرارة تحل والا لا عالمگيرى ص:۴۷۳، ج:۱، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به، مطبوعه مصر، بحر كوئٹه ص۵۶ ج۴ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، النهر الفائق ص ۴۲۱ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه مكه مكرمه.

اپنے اوپر طلاق عائد کرلوں گی، چنانچہ نکاح کے وقت شوہر ثانی نے یہ شرط منظور بھی کی اب ہندہ نے حسب شرط شوہر ثانی کے نکاح سے خارج، ہوکر بعد انقضاء عدت شوہر اول سے عقد کیا۔

(۱) کیا یہ نکاح مذہب حنفی میں جائز ہوگا یا نہیں؟

(۲) کیا شوہر اول محلل لہٗ اور شوہر ثانی محلل کے گناہ کا مرتکب سمجھا جائے گا یا نہیں؟

(۳) شوہر اول نے اگر واقعی نیک نیتی سے اس کی بے بسی پر رحم کر کے ایسا کیا ہے تو وہ مستحق اجر ہوگا۔ بینوا توجروا

الجواب : حامداً ومصلیاً !

اگر شوہر ثانی سے ہمبستری کے بعد ہندہ نے حسبِ شرط اپنے اوپر طلاق دی ہے تو شوہر اول سے اس کا نکاح درست ہے بغیر ہمبستری یہ سب کچھ کیا ہے تو صحیح نہیں۔ بشرطیکہ شوہر اول نے تین طلاقیں دی ہوں! اگر تین طلاق سے کم دی تھیں تو بہرصورت صحیح ہوگیا اور یہ شرط کہ تیری زوجیت سے خارج ہونے کا اختیار ہوگا۔ صراحۃً شرط تحلیل نہیں اگر صراحۃً شرط تحلیل کر لی جاوے تو یہ مکروہ تحریمی ہے۔ جس سے گناہ ہوتا ہے۔

اور محلل ومحلل لہٗ ہر دو وعید کے مستحق ہوتے ہیں[۱] کہ اگر صراحۃً شرط نہ کی جائے بلکہ دل میں نیت تحلیل ہو تو اس سے گناہ نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اجر ملتا ہے۔

وکره (النكاح) بشرط التحليل للاول اى يكره التزوج بشرط ان يحللها له . يريد بشرط التحليل بالقول بان قال تزوجتك على أن احللك له اوقالت المرأة ذلك. واما لونويا ذلك فى قلبهما ولم يشترطاه بالقول فلاعبرة به ويكون الرجل ماجوراً بذلك لقصده الاصلاح اھ زيلعى[۲] ص ۲۵۹ ج۲. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] عن عبد الله بن مسعود قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم، المحلل والمحلل له، رواه الدارمى، مشكوٰة ص ۲۸۴ باب المطلقة ثلاثا، طبع ياسر نديم ديوبند. (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

نکاح بشرط تحلیل واجرت وتوقیت ومتعہ

سوال:-(۱) زید مطلقۂ ثلاثہ سے نکاح کرنے کیلئے حیلہ کر کے زوجہ مطلقہ کا نکاح عمرو سے روپیہ دے کر کراتا ہے، مگر اس میں دو شرط ہیں، دو روز ختم ہونے پر طلاق دینا اور وطی نہ کرنا چنانچہ عمر نے شرطین مذکورین کو پوری کی، اب دریافت یہ ہے کہ زید کا نکاح دوبارہ اسی عورت سے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۲) زید مطلقہ ثلاثہ سے پھر نکاح کی غرض سے اس کا نکاح عمرو سے کراتا ہے مطلقاً یعنی بلا تعیین مدت وبغیر شرط وطی کے لیکن اجرت برابر مقرر ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ شرعاً اس مطلقہ ثلاثہ سے زید کا دوبارہ نکاح کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۳) نکاح متعہ جائز ہے، یا نہیں؟

(۴) زید اجرت دے کر عمر سے ہندہ کا نکاح متاعاً کرتا ہے اب ہندہ مذکورہ سے شرعاً زید کا نکاح صحیح ہے، یا نہیں، اور محلل ومحلل لہ کیلئے شرعاً کیا حکم ہے، معاملہ مذکورہ اگر شرعاً ناجائز ہے، تو جو لوگ اس کے جواز کے قائل ہیں اور حکم جواز لگاتے ہیں، ان کا شرعاً کیا حکم ہے، اور خورد ونوش ان کے ساتھ درست ہے یا نہیں؟

مسائل مذکورہ متصدرہ کا جواب مدلل مع حوالہ کتب وصفحہ تحریر فرما کر ممنوع ومشکور فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً

(۱) مطلقہ ثلاثہ کا زوج اول کیلئے حلال ہونا مشروط ہے، دو شرطوں کے ساتھ اول یہ کہ زوج ثانی سے وہ عورت نکاح ثانی کرے۔

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۲] تبیین الحقائق ص ۲۵۹ ج ۲ فصل فیما تحل به المطلقة، مکتبه امدادیة پاکستان، بحر کوئٹه ص ۵۸ ج ۴ فصل فیما تحل به المطلقة، هندیه کوئٹه ص ۴۷۴ ج ۱ کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة.

دوسرے یہ کہ وہ زوج اس عورت سے جماع کرے پھر اگران دونوں کے درمیان شرعی جدائی طلاق، خلع، موت زوج وغیرہ کی وجہ سے ہوکرعورت کی عدت گذر جائے، تب وہ زوج اول کیلئے حلال ہوگی، اس سے پہلے ہرگز حلال نہیں، لہٰذا صورت مسئولہ میں زید کا نکاح عورت مطلقہ مذکورہ سے ناجائز ہے، کیوں کہ زوج ثانی سے جماع نہیں ہوا: **ولا تحل الحرة بعد الطلقات الثلاث لقوله تعالٰی فان طلقها فلا تحل له من بعد الاٰية[1] الا بعد وطی زوج اٰخر بنكاح صحيح فيخرج الفاسد ونكاح غير الكفو اذا كان لها ولی علٰی ماعليه الفتویٰ والنكاح الموقوف ومضٰی عدته ای عدة النكاح الصحيح بعد زواله بالطلاق فی الزوج الثانی وشرط وطی الزوج الثانی بالكتاب وهو قوله تعالٰی حتّٰی تنكح زوجاً غيرهٗ[2] والمراد منه الوطی حملاً للكلام علٰی الافادة دون الاعادة فان العقد استفيد باطلاق اسم الزوج فی النظم لكن فيه مناقشة. ووجه اٰخر فی شروح الهداية فليطلب اوبالاحاديث المشهورة لانها تجوز بها الزيادة علٰی النص ان كان المراد العقد وان كان الوطی فلا اشكال ولم يخالف فی ذٰلک الاسعيد بن المسيب وفی المبسوط : هٰذا قول غير معتبر ولو قضٰی به قاض لا ينفذ قضائه وفی المنية : ان سعيداً رجع عنه الٰی قول الجمهور فمن عمل به اسود وجهه ومن افتی به يعزر وفی الخلاصة : فعليه لعنة اللّٰه والملائكة والناس اجمعين ص: ۴۳۸، ج: ۱، مجمع الانهر.[3]**

اور بشرط تحلیل نکاح امام ابویوسفؒ کے نزدیک منعقد ہی نہیں ہوتا، اور زوج اول کیلئے اس

---

[1] سورہ بقرہ آیت: ۲۳۰.

[2] سورہ بقرہ آیت: ۲۳۰.

[3] مجمع الانهر ص: ۸۸، ج: ۲، باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، بدائع الصنائع كراچی ص۱۸۷، ۱۸۸ ج۳ كتاب الطلاق، فصل ومنها ان يكون النكاح الثانی صحيحا، البحر الرائق كوئٹه ص ۵۶ ج۴ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة.

نکاح سے مطلقہ حلال بھی نہیں ہوتی، اورامام محمدؒ کے نزدیک بشرطِ تحلیل نکاح ہوجاتا ہے لیکن زوج اول کیلئے حلال نہیں ہوتی، اورامام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بشرطِ تحلیل نکاح مکروہ تحریمی ہوتا ہے، اورشرط کی پابندی زوج ثانی پرلازم نہیں ہوتی، تاہم بشرطِ تحلیل نکاح اور جماع کرکے اگرطلاق دے دے گا توعدت گذارنے کے بعدزوج اول کے لئے حلال ہوجائے گی: **وبسط دلائل الثلاثة الزيعلى تحت قول الكنز وكره بشرط التحليل للاول ص: ۲۵۶، ج: ۲،**[1] **وقال فى البحر نقلاً عن فتح القدير ولا شک ان النكاح ممالا يبطل بالشروط الفاسدة بل يبطل الشرط ويصح هو فيجب بطلان هٰذا وان لا يجبر علٰى الطلاق اهـ بحر**[2] **ص: ۵۸، ج: ۴،** اورتعین مدت کی وجہ سے یہ نکاح موقت ہے جوکہ باطل ہے۔

(۲)اجرت مقررکرنا ناجائز ہے، اوراجرت کی شرط کرنے والے پرحدیث شریف میں لعنت واردہوئی ہے، اوراجرت واجب بھی نہیں ہوتی: **انما لعن (ا ى المحلل والمحلل له)لان التماس ذٰلک واشتراطه فى العقد هتک للمرؤة واعارة النفس فى الوطء لغرض الغيرفانه انما يطؤها ليعرضها لوطء الغير وهو قلة حمية ولهذا قال عليه الصلوٰة والسّلام هو التيس المستعار وانما كان مستعاراً اذا سبق التماس من المطلق وهو محمل الحديث وقيل اراد به طالب الحل من نكاح المتعة والموقت وسماه محللا وان لم يحلل لانه يعقده ويطلب الحل منه واما طالب الحل من طريقه لا يستوجب اللعن اهـ تبيين الحقائق ص: ۲۵۹، ج: ۲،**[3] **فان تزوجها بشرط التحليل كره اى يكره التزوج بشرط التحليل بالقول بان قال تزوجتک علٰى ان احللک له او قالت المرأة ذٰلک لقوله عليه الصّلوٰة السّلام لعن اللّٰه المحلل والمحلل له اما لو نويا ذٰلک بقلبهما ولم يشترطا بقولهما فلا عبرة به وقيل الرجل ماجور بذٰلک وتاويل**

[1] زیلعی ص: ۲۵۹، ج: ۲، باب الرجعة. فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه امداديه ملتان پاکستان.

[2] البحرالرائق ص: ۵۸، ج: ۴، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه كوئٹه پاكستان.

[3] تيبيين الحقائق ص: ۲۵۹، ج: ۲، باب الرجعة، فصل بيما تحل به المطلقة، مطبوعه امداديه ملتان.

اللعن اذا یشترط الاجر اھ مجمع الانہر[1] ص: ۴۳۹، ج: ۲.

پس اگر نکاح بغیر شرط مدت ہوا ہے، اور عمرو نے اس عورت سے جماع کر کے اس کو طلاق دیدی ہے تو بعد عدت زید کا نکاح اس عورت سے صحیح ہے، اور اگر مدت کی تعیین کر کے نکاح کیا یا بغیر جماع کے طلاق دیدی تھی، تو زید سے اس کا نکاح صحیح نہیں۔

(۳) ناجائز ہے، ونکاح المتعة باطل اھ ہدایہ[2] ص: ۲۹۲، ج: ۲۔

(۴) نکاح متعہ باطل ہے، جیسا کہ جواب ۳/ میں عبارت ہدایۃ صراحۃً اس پر دال ہے، اور ایسی صورت میں وہ عورت زید کیلئے حلال نہیں ہوئی، جیسا کہ جواب ۲/ میں عبارت تبیین سے معلوم ہوتا ہے، اور محلل ومحلل لہ دونوں مستحق لعنت ہیں، اور سخت گنہگار ہیں، جیسا کہ جواب میں ۲/ میں عبارت مجمع الانہر سے ظاہر ہے، جو لوگ اس کے جواز کے قائل ہیں، وہ سخت غلطی پر ہیں، ان کو مسئلہ سمجھا دیا جائے اور ان سے توبہ کرائی جائے، اگر وہ باوجود مسئلہ معلوم ہونے کے اپنے عقیدۂ فاسدہ اور قول باطل سے باز نہ آئیں تو ان سے قطع تعلق کر دیا جائے، اگر کچھ نافع ہو اور زید نے ایسی عورت سے نکاح کر لیا ہے تو اس کی تفریق کرادی جائے، پھر جائز طریقہ سے نکاح کیا جائے، اگر وہ نہ مانے تو اس سے بھی قطع تعلق کرادیا جائے۔[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۲/۶/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۳/۲/۵۶ھ

---

[1] مجمع الانہر ص: ۹۰، ج: ۲، باب الرجعة، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت، النهر الفائق ص ۴۲۳ ج ۲ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، مطبوعه دار الکتب العلمية بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۵۸ ج ۴ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة.

[2] هدایه ص: ۳۱۲، ج: ۲، کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات، النهر الفائق ص ۲۰۰ ج ۲ کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، مطبوعه دار الکتب العلمية بیروت، بحر کوئٹه ص ۱۰۸ ج ۳ کتاب النکاح، فصل فی المحرمات. (حاشیہ اگلے صفحہ پر)

پیسہ دے کر حلالہ کرانا

سوال:- یہاں پر اکثر لوگ عورتوں کو تین طلاقیں دیدیتے ہیں، اور پھر کسی مرد کو پیسہ دے کر اس عورت سے نکاح کر دیتے ہیں وہ مرد طے شدہ معاہدہ کے تحت دو ایک روز کے بعد طلاق دیتا ہے، پھر عورت کی عدت گذرنے کے بعد خود اس سے نکاح کر لیتے ہیں، یہ نکاح ہوتا ہے، یا نہیں اور ایسا کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ امید ہے مفصل جواب عنایت فرمائیں گے تا کہ یہاں کے مسلمانوں کو ہدایت حاصل ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس شرط پر نکاح کرنا کہ دو ایک روز کے بعد طلاق دیدینا مکروہ تحریمی اور گناہ ہے، اگر چہ ایسے نکاح کے ذریعہ دخول کے بعد طلاق دیدینے سے عورت شوہر اول کیلئے حلال ہوجائیگی، جب کہ عدت گذار کر دوبارہ نکاح کیا ہو، کذا فی البحر الرائق[1] ورد المحتار[2] والہندیہ[3]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [1] نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن كلامنا الخ هو دليل على وجوب هجران من ظهرت معصيته فلا يسلم عليه الا ان يقلع وتظهر توبته، المفهم شرح تلخيص مسلم ص ۹۸ ج۷ كتاب الرقاق، باب يهجر من ظهرت معصيته الخ، مطبوعه دار ابن كثير بيروت، شرح الطيبى ص ۲۴۳ ج۹ باب ما ينهى عند من التهاجر، الفصل الاول، مطبوعه زكريا ديوبند، مرقاة شرح مشكوٰة ص ۱۷۶ ج۴ باب ما ينهى عنه من التهاجر، الفصل الاول، مطبوعه بمبئى.

(صفحہ ہٰذا) [1] وكره بشرط التحليل للاول اى كره التزوج للثانى بشرط ان يحللها للاول بان قال تزوجتك على ان احللك له او قالت المرأة ذلك وتأويل اللعن اذا شرط الاجر وهل هٰذا الشرط لازم الى قوله قال الامام النكاح والشرط جائز ان حتى اذا ابى الثانى طلاقها اجبره القاضى على ذلك، البحر الرائق ص:۵۸، ج:۴، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه كوئٹه.

[2] الدر المختار مع الشامى زكريا ص:۴۷، ج:۵، مطبوعه كراچى ص:۴۱۴، ج:۳، باب الرجعة، مطلب حيلة اسقاط عدة المحلل. **(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)**

حلالہ میں طلاق کی شرط

سوال:- ہمارے علاقہ میں ایک رواج سا ہوگیا ہے، کہ آدمی اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دیتا ہے پھر عدت گذارنے کے بعد اس عورت کا نکاح کسی ایسے شخص سے کردیتے ہیں، جس سے یہ طے کرلیتے ہیں کہ آج تم نکاح کرو کل صبح سویرے طلاق دیدینا اور کچھ رقم دے کر اسے اس پر بھی راضی کرلیتے ہیں کہ نکاح تو کرلو مگر صحبت نہ کرنا، رقم کے لالچ میں وہ نکاح تو کرلیتا ہے، اور صحبت سے کلی طور پر پرہیز کرتا ہے، اور صبح اس کو طلاق دیدیتا ہے، پھر اس عورت کے میکے والے اس کا نکاح پہلے شوہر سے کردیتے ہیں، کیا حلالہ کی یہ صورت درست ہے، کیا یہ عورت پہلے شوہر کیلئے حلال ہوگئی، نیز ایسا کرنے کرانے والوں کا کیا حکم ہے، اس علاقہ میں اس قسم کا رواج بڑھتا جارہا ہے، براہ کرم رہنمائی فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تین طلاق کے بعد دوسرے شخص سے اس شرط پر نکاح کرنا کہ وہ ایک رات کے بعد طلاق دیدے اور اس کیلئے کچھ روپے دینے کا وعدہ کرلینا مکروہ تحریمی ہے، (حرام کے قریب) ہے،[۱] اور حدیث پاک میں اس فعل پر لعنت بھی ہے[۲] اور جب کہ دوسرا شخص طلاق دیدے تو وہ عورت تین

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۳] عالمگیری ص:۴۷۴، ج:۱، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة.

(صفحہ ہذا) [۱] فان تزوجها بشرط التحليل كره اى يكره التزوج بشرط التحليل بالقول بان قال تزوجتك على ان احللك له او قالت المرأة ذلك لقوله عليه الصلاة والسلام لعن الله المحلل والمحلل له وتاويل اللعن اذا شرط الاجر، مجمع الانهر ص:۹۰، ج:۲، باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[۲] ابوداؤد شريف ص:۲۸۴، ج:۱، كتاب النكاح باب في التحليل، مطبوعه سعد بكڈپو ديوبند، نسائی شريف ص:۸۴، ج:۲، ترمذی شريف ص:۲۱۳، ج:۱، ابواب النكاح، باب ما جاء في المحلل والمحلل له، مطبوعه بلال ديوبند.

طلاق دینے والے پہلے شوہر کے لئے حلال بھی نہیں ہوتی، بلکہ بدستور حرام رہتی ہے[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

---

[۱] عن عائشة قالت سئل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن رجل طلق امرأته فتزوجت زوجاً غيره فدخل بها ثم طلقها قبل ان يواقعها اتحل للاول؟ فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لا حتى يذوق الآخر عسيلتها وتذوق عسيلته، نسائی شریف ص۸۳ ج۲ کتاب الطلاق، باب الطلاق التی تنکح زوجاً ثم لا يدخل بها، مطبوعه فيصل ديوبند، مسلم شريف ص۴۶۳ ج۱ كتاب النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتى تنكح زوجاً غيره، مطبوعه رشيديه دهلى، تبيين الحقائق ص۲۵۸،۳۵۷ ج۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه امداديه ملتان.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوازدھم

ظہار، ایلاء اور لعان

ظہار

سوال:- ایک شخص کو اپنی بیوی پر چند علامات سے زناء کا شبہ ہوا شوہر بیوی سے ناراض ہوگیا، بیوی نے وجہ دریافت کی، شوہر نے کچھ نہیں کہا، غصہ میں صرف یہ الفاظ کہے جا مجھ کو تیری ضرورت نہیں، تو میرے لئے میری ماں بہن جیسی ہے، اور میں تجھ کو طلاق دے چکا شوہر نے جو یہ الفاظ ادا کئے (تو میرے لئے میری ماں بہن جیسی ہے) مطلب یہ تھا کہ جیسے ماں بہن، حرام ہوتی ہے تو بس آئندہ کے لئے میرے واسطے حرام ہے، بعد میں شبہ زنا دور ہوگیا اب شوہر بیوی کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شوہر نے دو لفظ کہے ہیں پہلا لفظ موجب ظہار ہے[1] دوسرا موجب طلاق[2] لہٰذا اگر اس

---

[1] حرم الوطی ودواعیہ بأنت علی کظهر امی حتی یکفر ...... إن اللفظ الصریح اعنی أنت علی کظهر أمي لا یکون الاظهاراً، بحر کوئٹه ص ۹۶ ج ۴ باب الظهار، هدایه ص ۴۱۰ ج ۲ باب الظهار، دار الکتاب دیوبند، هندیه کوئٹه ص ۵۰۷ ج ۱ الباب التاسع فی الظهار.

[2] الفصل الاول فی الطلاق الصریح وهو کانت طالق ومطلقة وطلقتک وتقع واحدة رجعیة وإن نوی الاکثر أو الابانة أو لم ینو شیئاً، هندیه کوئٹه ص ۳۵۴ ج ۱ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، (بقیہ حاشیہ آئندہ پر)

کو زوجہ بنا کر رکھنا چاہتا ہے تو اولا کفارۂ ظہار ادا کرے یعنی دو مہینے لگا تار روزے رکھے اس کی وسعت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے پھر اگر عدت ختم نہ ہوئی ہو رجعت کر لے[۱] ورنہ دوبارہ نکاح کرے[۲]: لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ یُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَاسَّا[۳] (الآیۃ) الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ[۴] (الآیۃ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

طلاق کنایہ اور ظہار

سوال:- زید نے ذیل کے تین خطوط مختلف مواقع میں لکھے، جب کہ زوجۂ زید (خالدہ) حاملہ تھی، پہلا خط وضعِ حمل سے پہلے آیا اور بعد وضع حمل ایک خط حقیقی ماموں کو اور ایک خط خالدہ کو موصول ہوا، اب حقیقی ماموں کو دوسرا خط ملنے پر صورتِ حال معلوم کرنے کے لئے زید کے پاس گئے، تحقیق کرنے پر اپنے حقیقی چچا کے سامنے زبانی طور پر ماموں سے بولا کہ جو ہونا تھا، ہو گیا، تو زید کے چچا نے کہا کہ اگر کچھ گنجائش ہو و نکالیں، تو اس بات پر زید نے کہا کہ کیا میں زنا کروں۔

ذیل کی تحریر اور بالا کی طرزِ تحریر سے کیا خالدہ پر طلاق ہو گئی اگر طلاق واقع ہو گئی ہے، تو کونسی

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) مجمع الأنهر ص ۱۱ ج ۲ باب ایقاع الطلاق، دار الکتب العلمیة بیروت، الدر مع الشامی زکریا ص ۴۵۷ ج ۴ باب الصریح.

(صفحہ ہٰذا) [۱] اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة أو تطلیقتین فله أن یراجعها فی عدتها، هدایه ص ۳۹۴ ج ۲ باب الرجعة، دار الکتاب دیوبند، النهر الفائق ص ۴۱۳ ج ۲ باب الرجعة، طبع مکه مکرمه، مجمع الأنهر ص ۲۸۰ باب الرجعة، دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] إذا کان الطلاق بائنا دون الثلث فله أن یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها، هدایه ص ۳۹۹ ج ۲ فصل فیما تحل به المطلقة، دار الکتاب دیوبند، النهر الفائق ص ۴۲۰ ج ۲ فصل فیما تحل به المطلقة، طبع مکه مکرمه، مجمع الأنهر ص ۸۷ ج ۲ باب الرجعة، دار الکتب العلمیة بیروت.

[۵] سورہ مجادلہ آیت: ۳/ اور جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں پھر اپنی کہی ہوئی بات کی تلافی کرنا چاہتے ہیں تو ان کے ذمہ ایک غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے، قبل اس کے کہ دونوں باہم اختلاط کریں۔ (از بیان القرآن)

[۶] سورہ بقرہ آیت: ۲۲۹، وطلاق دو مرتبہ ہے پھر خواہ رکھ لینا قاعدہ کے موافق۔ (از بیان القرآن)

طلاق واقع ہوگی؟ پھر بعد کی تحریر میں حکم ظہار کی بو آتی ہے، امید ہے کہ مدلل ومبرہن فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں گے۔

خط (۱) مورخہ ۲۰/ دسمبر ۱۹۷۰ء بنام زوجہ (خالدہ) قبل وضعِ حمل۔

یہ میں آپ کو بالکل آخری موقع دے رہا ہوں اور یاد رکھ کہ یہ بالکل آخری موقع ہے، اس کے بعد بھی آپ نے ایسا ہی کیا تو آپ اور میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہو جائیں گے۔

خط (۲) مورخہ ۲۵/ مارچ ۱۹۷۱ء بنام حقیقی ماموں بعد وضعِ حمل

سب سے ضروری بات یہ ہے کہ آپ ضرور بالضرور ۲۷/ مارچ کو حیدرآباد تشریف لائیں، کیونکہ بے انتہا ضروری مسئلہ درپیش ہے، وہ یہ ہے کہ میں نے سلطانہ خالدہ سے مکمل جدائی اختیار کر لی ہے اور کاغذ بھی لکھ چکا ہوں، آپ کے آتے ہی بتلا کر بھیج دوں گا، اگر آپ نہ آئے تو ایک ہفتہ اور انتظار کر کے بھیج دوں گا۔

خط (۳) مورخہ ۱۵/ اپریل ۱۹۷۱ء بنام زوجہ بعد وضعِ حمل۔

یہ خط میں آپ کو پُرانے ناطے سے نہیں بلکہ ایک بھائی کے ناطے لکھ رہا ہوں، چند روز قبل تک آپ کا اور میرا رشتہ شوہر اور بیوی کا تھا، مگر آج یہ رشتہ باقی نہیں ہے، بلکہ بھائی اور بہن کا رشتہ بن گیا ہے، ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک کو یہی منظور تھا، دیکھئے آگے کیا ہوتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ اور مجھ میں اتنی کشیدگی کیوں بڑھی تھی اور نتیجہ یہ نکلا۔

اگر معلوم ہے تو اچھا ہے ورنہ کوئی بات نہیں، جو کچھ ہوا وہ اچانک قدرتی طور پر ہوا ہے، اگر آپ اب بھی میرے ساتھ زندگی گذارنا چاہتی ہیں تو تمام پرانی باتوں کو بھول کر اور صرف میری ہو کر رہو تو ابھی بتلا رہا ہوں کہ اب بھی میں تیار ہوں کہ میں آپ کو اپنا بنا لوں مگر شرط یہ ہوگی کہ تمام پرانی چیزوں اور میری ناپسند چیزوں کو چھوڑنا ہوگا، اگر اپنی زبان سے مجھے قبول کرتی ہیں تب ہی یہ چیز ممکن ہے، ورنہ نہیں ہوسکتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ میرا ارادہ ایک اور شادی کرنے کا ہے، آپ کو اس میں کسی قسم کا اعتراض نہیں ہونا چاہئے، اس کے ساتھ آپ کو بھی مل جل کر بہن بن کر زندگی گذارنا ہوگا،

امید کہ آپ کو اس قسم کا اعتراض نہ ہوگا۔

اگر آپ اوپر لکھی ہوئی دونوں باتوں کو منظور کرتی ہیں یعنی اپنی زبان سے قبول کرتی ہیں کہ مجھے اپنا شوہر تسلیم کرنے کو تیار ہیں اور میری دوسری شادی پر اعتراض نہیں تو مجھے سوچ کر ایک ہفتہ میں جواب دو۔

اس تعلق سے آپ اچھی طرح سوچ لو بعد میں مجھے الزام نہیں، اس لئے کہ میں نے کھول کر لکھ دیا ہے، اگر آپ راضی ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ خدا حافظ۔

میں آپ کے مہر کی رقم ایک سال کے اندر واپس کردوں گا، ایک نشانی میری اور آپ کے پیار کی دنیا میں ہے، جو میں اسے آ کر لے جاؤں گا۔

مذکورہ بالا تحریر اور زبانی طور پر الفاظ کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ شرعی سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شوہر نے ایسا لکھا ہے اور طلاق کی نیت سے لکھا ہے تو جیسا کہ قرائن سے ظاہر ہوتا ہے تو طلاق بائن واقع ہوگئی[1] ظہار نہیں ہوا[2] طرفین رضامند ہیں تو دوبارہ نکاح کا اختیار حاصل ہے[3]

---

[1] لست لہ بزوج اولست لی بامرأة طلاق إن نواه . شامی کراچی ص: ۲۸۲، ج:۳، زکریا ص: ۵۰۷، ج:۴، باب الصریح نعمانیه ص: ۴۵۳، ج:۲، تاتارخانیه کراچی ص ۳۲۱ ج۳ کتاب الطلاق، الکنایات، نوع آخر فی قوله لست لی بامرأة وما یتصل به، هندیه کوئٹه ص۳۷۵ ج ۱ الباب الثانی، الفصل الخامس فی الکنایات،

[2] یکره قوله انت ویا ابنتی ویا اختی ونحوه الی قوله فعلم انه لا بد فی کونه ظهاراً من التصریح باداة التشبیه شرعا ومثله ان یقول لها یا ابنتی ویا اختی ونحوه. شامی کراچی ص: ۴۷۰، ج:۳، مطبوعه زکریا ص: ۱۳۱، مطبوعه نعمانیه ص: ۵۷۶، ج:۲، باب الظهار مطلب بلاغات محمد رحمه اللّٰه مسندة، هندیه کوئٹه ص۵۰۵ ج ۱ الباب التاسع فی الظهار، النهر الفائق ص۴۵۳ ج۲ باب الظهار، عباس احمد الباز مکه مکرمه.

[3] وان کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها. عالمگیری ص: ۴۷۲، ج: ۱، الباب السادس فی الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به، هدایه ص ۳۹۹ ج۲ باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة، دار الکتاب دیوبند، مجمع الأنهر ص۸۷ ج۲ باب الرجعة، دار الکتب العلمیة بیروت.

حلالہ کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۳۹۱/۳/۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۳۹۱/۳/۱ھ

بیوی کو بہن یا بیٹی کہنے سے ظہار

ایک صاحب پوچھتے ہیں کہ ''میں نے اپنی بیوی کو ایک موقع پر خوشی کے مارے آپا (بمعنی بہن) اور دوسری موقع پر فرطِ محبت میں بیٹا (بمعنی بیٹی) یا لڑکی یا فقط بیٹی کہہ دیا تو کیا اس سے ظہار ہو جائے گا، اور کفارہ دینا ہوگا، اور آسان کفارہ غریب کے لئے کیا ہے، مسئلہ ظہار کے بارے میں اور کفارہ کے وجوب کے بارے میں ضابطہ کلیہ مطلوب ہے، جو ہر جزئیات پر مطلع ہو سکیں، نیز طلاقِ کنایہ کے بارے میں اردو میں کون سے الفاظ ایسے ہیں جن کی بنا پر طلاقِ بائن ہو جاتی ہے، مثلاً اب میرے گھر نہ آنا اپنے ہی گھر رہنا ہم سے تم سے کوئی مطلب نہیں تم اپنے گھر چلی جاؤ، وغیرہ سے طلاق بائن ہوگی یا نہیں؟

(۲) اگر مذاکرۂ طلاق کے وقت کوئی شخص یہ کہے دیا دیا دیا تو طلاق مغلظہ ہوگی یا نہیں؟ اسی طرح بغیر مذاکرۂ طلاق کہے تو کیا صورت ہوگی، یا ایک طلاق دیا اور پھر نقلِ طلاق کے وقت بڑی شدت سے کہا میں نے طلاق دیا دیا دیا یا صرف دیا دیا دیا کہا تو مغلظہ ہوگی یا نہیں اس کے بارے میں ضابطۂ کلیہ مطلوب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس سے ظہار نہیں ہوتا، لیکن ایسا کہنا مکروہ ہے: **یکره قوله انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوه اهـ درمختار جزم بالکراهیة تبعاً للبحر والنهر والذی فی الفتح**

[۱] الدر المختار مع الشامی نعمانیه ص: ۵۷۷، ج: ۲، مطبع بیروت ص ۴۷۰، ج۳، مطبع زکریا ص ۱۳۱، ج۵، باب الظهار مطلب بلاغات محمد رحمه الله مسندة، هندیه کوئٹه ص ۵۰۵ ج ۱ الباب التاسع فی الظهار، النهر الفائق ص ۴۵۳ ج ۲ باب الظهار، مطبوعه عباس احمد الباز مکه مکرمه.

وفی الشامی لا یکون مظاهراً وینبغی ان یکون مکروهاً اھ شامی[۱] **ص: ۵۵۷، ج: ۲،** ظہار کے لئے تشبیہ لازم ہے: **الظهار تشبیه المسلم زوجته او جزء شائع منها بمحرم علیه تابیداً درمختار**[۱]۔ جب ظہار نہ ہوا تو کفارہ لازم نہیں۔

(۲) جو لغۃً طلاق کے لئے موضوع نہ ہو اگر بیوی کے حق میں بطور عرف غالب کے طلاق کے لئے مستعمل ہوتا ہو وہ کنایہ بمنزلۂ طلاق کے ہیں، جیسے لفظ چھوڑ دی اور آزاد کردی، اس سے بغیر نیت ہی ہمارے عُرف میں طلاقِ رجعی ہوگئی[۲] اور تین دفعہ کہنے سے مغلظہ ہوجائے گی، اور جو لفظ غالب استعمال میں طلاق کے لئے نہ ہو مگر اس سے طلاق بھی مراد ہوتی ہو اور غیر طلاق بھی تو اس سے نیت یا قائم مقام نیت پائے جانے پر طلاقِ بائن کا حکم ہوگا، ورنہ نہیں[۳] جیسے جا دور ہو، اپنے باپ کے گھر جا کر رہ، تجھ کو جدا کردیا، مجھے تم سے کوئی مطلب نہیں، وغیرہ وغیرہ، بہشتی زیور[۴] جلد چار میں دیکھئے، اگر عورت نے کہا کہ مجھے تین طلاق دے دو اور اس کے جواب میں شوہر نے کہا کہ دیا دیا دیا

---

[۱] الدر المختار نعمانیه ص: ۴۷، ۳۷۵، مطبع کراچی ص: ۴۶۲، ج: ۳، مطبع زکریا ص: ۱۲۵، ج: ۵، باب الظهار، هدایه ص ۴۰۱ ج ۲ باب الظهار، دار الکتاب دیوبند، النهر الفائق ص ۴۴۹ ج ۲ باب الظهار، طبع مکه مکرمه.

[۲] فاذا قال رها کردم ای سرحتک یقع به الرجعی مع ان اصله کنایة وما ذاک الا لانه غلب فی عرف الناس استعماله فی الطلاق وقد مر ان الصریح مالم یستعمل الا فی الطلاق من ای لغة کانت (شامی زکریا ص: ۵۳۰، ج: ۴) باب الکنایات مطبع کراچی ص: ۲۹۹، ج: ۳، مطبع نعمانیه ص: ۴۶۴، ج: ۲، باب الکنایات واما اذا تعورف استعماله فی مجرد الطلاق لا بقید کونه بائنا یتعین وقوع الرجعی به کما فی فارسیة سرحتک (شامی کراچی ص: ۲۹۹، ج: ۳، مطبع زکریا ص: ۵۳۰، ج: ۴، مطبع نعمانیه ص: ۴۶۴، ج: ۲، باب الکنایات) الدر المنتقی ص ۳۷۴ ج ۲ فصل فی کنایات الطلاق، دار الکتب العلمیة بیروت، بحر کوئٹه ص ۳۰۱ ج ۳ باب الکنایات.

[۳] الکنایة عندا لفقهاء مالم یوضع له ای الطلاق واحتمله وغیره والکنایات لا تطلیق بها قضاء الابنیة اودلالة الحال فنحو اخرجی واذهبی وقومی. (الدرالمختار کراچی ص: ۲۹۶، ج: ۳، مطبع زکریا ص: ۵۲۶، ج: ۴، مطبع نعمانیه ص: ۴۶۲، ج: ۲) باب الکنایات النهر الفائق ص ۳۵۶ ج ۲ باب الکنایات، طبع مکه مکرمه، مجمع الانهر ص ۳۴ ج ۲ فصل فی الکنایات، طبع بیروت.

[۴] بهشتی زیور ص: ۲۱، ج: ۴.

تو طلاقِ مغلظہ ہوگئی، اگر سوال میں لفظ تین کا نہیں تھا، تب بھی ایک قول پر یہی حکم ہے[1] ولو قال مرا طلاق کن فقال الزوج کردم کردم کردم طلقت ثلاثاً اھ مجموعة النوادر ص: ۴۷۰. بغیر مذاکرہ طلاق کے لفظ دیا تین مرتبہ کہنے سے اگر نیت ایک ہی طلاق کی ہو اور دوسرا تیسرا لفظ محض تاکید کے لئے کہا ہو تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا، نقلِ حکایت کے وقت بار بار کہنے سے جدید طلاق نہیں ہوگی[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۵/۸۷ھ

بیوی کو بہن کی طرح کہنے کا حکم

سوال......سلطان صاحب نے اپنی منکوحہ صغریٰ کو بذریعہ تحریر آگاہ کیا اور لکھ کر بھیجا کہ ۶/ نومبر ۱۹۶۶ء کی شام کو آفتاب کے غروب سے پہلے اگر تم آگئی تو میری منکوحہ ہے اور اس کے گذرنے کے بعد آئی تو میری ہمشیرہ (بہن) کی طرح ہے، اور یہ وقت گذار دیا تو میری طلاق ہے، چنانچہ منکوحہ شوہر کے یہاں وقت مقررہ پر نہیں گئی، اور والدہ کے مکان پر قیام پذیر ہوئی، صغریٰ والدین کے یہاں جس وقت آئی تھی، چھ ماہ کا حمل تھا اور اب بچہ کو پیدا ہوئے پانچ ماہ ہو چکے ہیں، آیا ان حالات میں طلاق واقع ہوجاتی ہے، جب کہ طلاق ایک ہی دی ہے، تو رجوع کا حق ہے، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(بہن کی طرح) کہنے سے اگر ظہار کی نیت کی ہے، تو ظہار ہو گیا اگر طلاق کی نیت کی ہے، تو طلاقِ بائنہ ہوگئی، اس لئے کہ یہ لفظ کنایاتِ ظہار میں سے ہے اس میں نیت کا اعتبار ہوگا، اگر کوئی

---

[1] ولوقالت مرا طلاق کن فقال کردم کردم کردم تطلق ثلاثا وهو الاصح، هندیه کوئٹه ص ۳۸۴ ج ۱ الباب الثانی، الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة.

[2] کرر لفظ الطلاق وقع الکل وإن نوی التاکید دین، الدر مع الشامی زکریا ص ۵۲۱ ج ۴ قبیل باب الکنایات، تاتارخانیه کراچی ص ۲۸۹ ج ۳ الفصل الرابع، نوع آخر فی تکرار الطلاق وایقاع العدد، هندیه کوئٹه ص ۳۵۵ ج ۱ الباب الثانی، الفصل الاول فی الصریح.

نیت نہیں کی تو یہ کلام لغو ہے[1] البتہ دوسرا لفظ صریح طلاق کا ہے، جب کہ عورت وقتِ مقررہ پر نہیں آئی تو اسے ایک طلاقِ رجعی واقع ہوگئی[2] لیکن اگر پہلے لفظ (بہن کی طرح) سے کوئی نیت نہیں کی تھی، تو اب عدت ختم (بچہ پیدا ہونے) سے ہی رجعت کا حق باقی نہیں رہا، طرفین کی رضامندی سے دوربہ نکاح کی اجازت ہے، اگر (بہن کی طرح) کہنے سے طلاق کی نیت کی تھی تو اس سے طلاقِ بائنہ ہوگئی تھی، اس صورت میں اب دوبارہ نکاح درست ہے[3] اگر ظہار کی نیت کی تھی تو اب دوبارہ نکاح کے بعد ظہار ختم نہیں ہوگا، اس کا کفارہ ادا کرنا ضروری ہوگا، کفارہ یہ ہے کہ دو مہینہ مسلسل روزے رکھے اس کے بعد اس سے صحبت وغیرہ کرلے، اس سے پہلے درست نہیں[4]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۵/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۵/۸۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند یکم ۶/۸۷ھ

---

[1] وان نوى بانت علىّ مثل امى او كامى براً اوظهاراً او طلاقاً صحت نيته ووقع مانواه لانه كناية والالغا. (الدرالمختار زكريا ص ۱۳۱ ج۴، مطبع كراچى ۴۷۰ ج۳، مطبع نعمانيه ص۵۷۶ ج۲) مطلب بلاغات محمد رحمه الله مسندة باب الظهار، عالمگیرى كوئٹه ص۵۰۷ ج۱ الباب التاسع فى الظهار، بحر كوئٹه ص۹۸۴ باب الظهار.

[2] صريحه مالم يستعمل الا فيه كطلقتك وانت طالق ومطلقة ويقع بها اى بهذه الالفاظ وما بمعناها من الصريح واحدة رجعية ان نوى خلافها اولم ينو شيئا. (درمختار كراچى ص: ۴۹، ۲۴۷، ج:۳، نعمانيه ص: ۴۲۹، ج:۲، باب الصريح)، مجمع الأنهر ص ۱۱ ج۲ باب ايقاع الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت، هنديه كوئٹه ص۳۵۴ ج۱ الباب الثانى، الفصل الاول فى الطلاق الصريح.

[3] واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد انقضائها. هدايه ص: ۳۹۹، ج:۲، فصل فيما تحل به المطلقة.

[4] فان لم يجد المظاهر ما يعتق صام شهرين متتابعين قبل المسيس. (الدرالمختار زكريا ص: ۴۰، ۱۳۸، ج:۵، باب الكفارة) مطبع كراچى ص: ۴۷۶، ج:۳، نعمانيه ص: ۵۸۱، ج:۲، بحر كوئٹه ص۱۰۴ ج۴ باب الكفارة، هنديه كوئٹه ص۵۱۲ ج۱ الباب العاشر فى الكفارة.

بیوی کو بہن وغیرہ کہنا

سوال......ایک شخص نے اچانک اپنی عورت کو تو (بو بو) بواؤ مجہولہ اور بوقت تکلم بلا قصد و نیت ظہار کے کہا تھا اور غلط العوام کی طرح زبان سے نکل گیا تھا، اس کے بعد پھر کسی اور موقع پر پھر دوسری دفعہ اپنی لڑکی کو گود میں لئے بیٹھا تھا کہ اس کی بیوی نے کسی چیز کو خاوند سے مانگا یا یونہی اس کی بیوی نے خاوند سے مخاطب ہو کر کوئی بات کہی جس کے جواب میں بلا قصد و نیت کسی قسم کے (ہاں پوتر) نکل گیا جس کے معنی ہیں بیٹا کے ہیں اب خاوند بیوی میں نزاع شروع ہوا کہ تم نے یہ لفظ کیا واہیات کہا خاوند نے کہا کہ میں نے اپنی بیٹی کو جواب دیا تھا، مگر وہ تمہارے لفظ کے بعد نکلا ہے، تمہیں شبہ ہو گیا، کہ میں نے تمہیں کہا ہے حاشا وکلا میں نے تمہیں نہیں کہا بلکہ اپنی بیٹی کے الفاظ کے جواب کے مغالطہ میں نکل گیا میں نے تمہیں کہنے کا قصد بالکل نہیں کیا تھا، گو بالضرور تمہارے الفاظ کے تکلم کے بعد ہاں بیٹا نکلا ہے، مگر بدل الغلط کے طریق پر یہ بات سرزد ہو گئی، اب سوال ہے کہ کیا بلا قصد ظہار یونہی اپنی بیوی کے حق میں ماں، دادی، یا نانی یا بیٹی کے الفاظ نکل جانے سے یا اس کی کسی بات کو موقعہ پر اپنے کسی بچہ کے مغالطہ میں ایسے الفاظ نکل جانے سے ظہار واقع ہوتا ہے یا نہیں، اگر ہے تو کس طرح بحوالہ کتب و دلائل شرعیہ تحریر فرما کر ممنوع فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں ظہار نہیں ہوا بلکہ یہ خطاب لغو ہے، بالقصد ایسا خطاب کرنا مکروہ ہے: **ویکره قوله انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوه اهـ درمختار وقوله یکره الخ جزم بالکراهة تبعاً للبحر والهندیة والذی فی الفتح وفی انت امی لا یکون مظاهر اوینبغی ان یکون مکروها فقد صرحوا بان قوله لزوجته یا اخته مکروها وفیه حدیث رواه ابوداؤد اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلاً يَقُوْلُ لا مْرَأَتِهٖ يَا اُخَيَّةُ فَكَرِهَ ذٰلِكَ وَنَهٰى عَنْهُ ومعنی النهی قربة التشبیه ولو لا هٰذا الحدیث لا مکن ان یقال هو ظهار لان التشبیه فی انت امی اقویٰ منه مع ذکر**

الاداة ولفظ يا اخية استعارة بلا شک وهی مبنية علی التشبيه لکن الحديث افاد کونه ليس ظهار احيث لم يبين فيه حکماً سوی الکراهة والنهی فعلم انه لا بد فی کونه ظهارا من التصريح باداة التشبيه شرعاً ومثله ان يقول لها فعلم انه لا بد فی کونه ظهارا من التصريح باداة التشبيه شرعاً ومثله ان يقول لها يابنتی او يا اختی ونحوه اهـ رد المحتار[1] ص: ١٥٠، ج: ٢. فقط واللّٰه تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور (یوپی)

بیوی کو بہن کہہ دیا

سوال:- ایک شخص کے ذہن میں یہ شیطانی وسوسہ آتا ہے، کہ تیری بیوی تیری بہن ہے، تو اس کو بہن کہہ دے، ایک روز اس نے شیطان کو مخاطب کر کے کہا کہ تجھ کو کیا مطلب ہوگی بہن، تو کیا اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی ؟ اس کا کوئی اثر طلاق پر ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، زید بالکل بے فکر رہے، زبان سے اگر بیوی کو بہن کہہ دے گا، تب بھی طلاق نہیں ہوگی، شیطان خائب وخاسر رہے گا، لیکن بیوی کو بہن کہنا مکروہ ہے۔ کہنا نہیں چاہئے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ١٦/٢/٨٩ھ

---

[1] الدر المختار مع الشامی نعمانيه ص: ٥٧٧، ج: ٢، مطبع زکريا ص: ١٣١، ج: ٥، مطبع کراچی ص: ٤٧٠، ج: ٣، باب الظهار مطلب بلاغات محمد رحمة اللّٰه عليه مسنده، عالمگيری کوئٹه ص٥٠٧ ج١ کتاب الطلاق الباب التاسع فی الظهار، البحر الرائق ص٩٨ ج٤، باب الظهار مطبوعه الماجديه کوئٹه، النهر الفائق ص٤٥٣ ج٢ باب الظهار، دار الکتب العلمية بيروت.

[2] ويکره قوله انت امی ويا ابنتی ويا اختی نحوه الدرالمختار کراچی ص: ٤٧٠، ج: ٣، مطبع نعمانيه ص: ٥٧٧، ج: ٢، مطبع زکريا ص: ١٣١، ج: ٥. باب الظهار مطلب بلاغات محمد رحمه اللّٰه مسنده، النهر الفائق ص٤٥٣ ج٢ کتاب الطلاق باب الظهار مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت، البحرالرائق ص٩٨ ج٤ باب الظهار، مطبوعه الماجديه کوئٹه.

بیوی کو بہن کی طرح سمجھنا صیغۂ مستقبل سے

سوال: – ایک شخص نے دوتین مرتبہ اپنی زوجہ کولڑتے ہوئے کہا کہ میں آج سے تجھ کو اپنی بہن کی طرح سے سمجھوں گا، ایسی صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں اگر طلاق ہوگئی تو پھر دوبارہ کیا صورت ہونی چاہئے۔

الجواب حامداًومصلیاً

صورت مسئولہ میں یہ لفظ کہ "میں آج سے تجھ کو اپنی بہن کی طرح سمجھوں گا"، مستقبل کا صیغہ ہے اور وقوع طلاق وظہار کے لئے ماضی یا حال ہونا ضروری ہے، **وفی المحیط لو قال بالعربية اطلق لا یکون طلاقا الا اذا غلب استعماله فی الحال فیکون طلاقاً خلاصه**[1] ص: ۸۱، لہٰذا اس سے نہ طلاق واقع ہوگی نہ ظہار۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲/۱۰/۵۴ھ

صحیح: عبد اللطیف ۳/ ذی قعدہ ۵۴ھ

بیوی کو ماں کہنا

سوال......زید نے غصہ کی حالت میں اپنی عورت کو ماں یا بہن کہا تو کیا حکم ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اس کہنے سے عورت اس پر حرام نہیں ہوئی بلکہ یہ قول لغو ہوا لیکن ایسا کہنا مکروہ ہے: و ان

[1] خلاصة الفتاویٰ ص ۸۱ ج ۲ جنس آخر فی الفاظ الطلاق مطبوعه لاهور، شامی کراچی ص ۳۱۹ ج ۳ باب تفویض الطلاق عالمگیری ص: ۳۸۴، ج: ۱، مطبع کوئٹه الفصل السابع فی الطلاق بالفاظ الفارسية.

نویٰ بانت علیّ مثل امی او کامی وکذا لو حذف علیّ خانیه براً او ظهاراً او طلاقاً صحت نیته ووقع ما نواه لانه کنایة والاینو شیئاً اوحذف الکاف بان قال انت امی لغا وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامة فعلم انه لا بد فی کونه ظهاراً من التصریح باداة التشبیه شرعاً ویکره قوله انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوه[1] اهـ درمختار شامی ج: ۲، ص: ۵۹۱. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۲/۲/ ۵۷ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۳/ صفر ۵۷ھ

بیوی کو دادی اماں کہنا

سوال......اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے مذاق میں کہہ دیا کہ تو تو پوری دادی اماں ہورہی ہے، مرد نے عورت کو کسی تعجب خیز بات پر کہہ دیا تھا حالانکہ شوہر کو بھی ایسا کہنے کی عادت بھی نہیں، اب کیا کفارہ لازم ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس صورت میں کوئی کفارہ لازم نہیں، نکاح بدستور قائم ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۵/۸/ ۹۳ھ

---

[1] الدر المختار علی الشامی زکریا ص: ۱۳۱، ج:۵، مطبع کراچی ص: ۴۷۰، ج:۳، مطبع نعمانیه ص: ۵۷۶، ۵۷۷، ج:۲، باب الظهار مطلب بلاغات محمد رحمة الله مسندة، سکب الانهر ص۱۱۸ ج۲ کتاب الطلاق باب الظهار مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، فتح القدیر ص۲۵۲ ج۴ باب الظهار مطبوعه دار الفکر بیروت.

[2] ویکره قوله انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوه وفی الشامیة والذی فی الفتح وفی انت امی لا یکون مظاهراً وینبغی ان یکون مکروها. (الدرالمختار مع الشامی کراچی ص: ۴۷۰، ج:۳، مطبع نعمانیه ص: ۵۷۶، ج:۲، زکریا ص: ۱۳۱، ج:۵) باب الظهار، عالمگیری کوئٹه ص۵۰۷ کتاب الطلاق الباب التاسع فی الظهار، النهر الفائق ص۴۵۳ ج۲ باب الظهار، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

اگر میں فلاں کام کروں تو اپنی بیوی کو ماں بنالوں

سوال:- زید و عمر دونوں ہم زلف ہیں، دونوں میں کسی بات پر کشیدگی ہوگئی تھی، ایک روز زید نے بحالتِ غصہ کہا کہ اگر عمر کی لڑکی کنیزہ سے اپنے لڑکے بکر کا نکاح کروں گا تو گویا میں اپنی بیوی کو ماں بنالوں گا، یہ بات متعدد مرتبہ کہا، بعد میں جب زید اور عمر میں کشیدگی ختم ہوگئی تو زید کے لڑکے اور عمر کی لڑکی کا آپس میں نکاح بھی ہوگیا، ایسی صورت میں زید کی منکوحہ بیوی زید کے عقد میں رہی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کا یہ جملہ نہایت بے ہودہ اور حماقت کا جملہ ہے، اس پر زید کو ندامت لازم ہے، آئندہ ہرگز ایسا نہ کہے، مگر اس سے نکاح ختم نہیں ہوا، وہ بدستور قائم ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۱/۸۸ھ

بیوی کو ماں کہنے سے طلاق کا حکم

سوال:- (۱) ایک شخص نے حالت غصہ میں آکر اپنی بیوی کو کہا کہ ''تم ہمارے گھر سے نکل جاؤ'' ''تم ہماری ماں ہو اور ہم تمہاری اولاد'' اگر تم نہیں جاؤ گی ہمارے گھر سے تو تم کو ماریں گے، بی بی ڈر کر دوسرے گھر میں جاکر چھپ گئی بعدہ جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو آئی اب وہ بی بی اس شخص

---

[1] ویکرہ قولہ انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوہ وفی الشامیۃ والذی فی الفتح وفی انت امی لا یکون مظاهراً وینبغی ان یکون مکروها. (الدرالمختار مع الشامی کراچی ص: ۴۷۰، ج:۳، مطبع نعمانیہ ص: ۵۷۶، ج: ۲، زکریا ص: ۱۳۱، ج:۵) باب الظهار، عالمگیری کوئٹہ ص۵۰۷ کتاب الطلاق الباب التاسع فی الظهار، النهر الفائق ص۴۵۳ ج۲ باب الظهار، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

کے لئے جائز ہے، یا نا جائز بلکہ چند آدمیوں نے یہ سب سخت کلامی کو سنا۔

(۲) دوسرا یہ کہ ایک شخص نے غصہ میں آکر اپنے بی بی سے کہا کہ ''ہم تم کو طلاق دیدیں گے'' بعدہٗ یہ بھی کہ ''ایک طلاق دو طلاق''، لیکن یہ نہیں کہا کہ ''ہم طلاق دیتے ہیں'' ایسی حالت میں وہ بی بی جائز رہی یا نا جائز غصہ ٹھنڈا ہونے پر افسوس وصدمہ گذرا کہ ہم نے یہ کیا کیا، حضور دونوں صورتوں میں جیسا فتویٰ ہو صاف صاف عنایت ہو۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

''تم ہمارے گھر سے نکل جاؤ، اس لفظ سے اگر طلاق کی نیت کی ہے تو طلاق بائنہ واقع ہوگئی اگر نیت نہیں کی تو طلاق نہیں ہوئی[1] تم ہماری ماں ہو، اس لفظ سے کوئی طلاق نہیں ہوئی[2] طلاق بائنہ کی صورت میں مرد وعوت کی رضامندی سے دوبارہ نکاح درست ہوتا ہے، بغیر نکاح کے رکھنا جائز نہیں[3] ہم تم کو طلاق دیدیں گے، اس لفظ سے کوئی طلاق نہیں ہوئی[4] ایک طلاق دو طلاق کا خطاب

[1] فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنية اودلالة فنحو اخرجي واذهبي وقومي. (الدرالمختار نعمانيه ص: ۴۶۳، ج:۳، مطبع کراچی ص:۲۹۷،۹۸، ج:۳، مطبع زکریا ص:۵۲۷،۲۸، ج:۴) باب الکنایات، ملتقی الابحر ص ۳۴،۳۷ ج ۲ کتاب الطلاق فصل فی الکنایات مطبوعه دار الکتب العلمية بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۳۷۴ ج ۱ الفصل الخامس فی الکنایات الباب الثانی فی ایقاع الطلاق.

[2] لو قال لها انت امی لا یکون مظاهراً وینبغی ان یکون مکروها. عالمگیری ص: ۵۰۷، ج: ۱، باب الظهار کوئٹه والا ینو شیئاً او حذف الکاف لغا ویکره قوله انت امی. (الدرالمختار کراچی ص: ۴۷۰، ج:۳، مطبع زکریا ص: ۱۳۱، ج:۵، مطبع نعمانیه ص: ۵۷۷، ج:۲) باب الظهار، النهر الفائق ص ۴۵۳ ج ۲ باب الظهار، مطبوعه دار الکتب العلمية بیروت.

[3] اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها. (عالمگیری کوئٹه، ص: ۴۷۲، ج: ۱، باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به)، هدایة ص ۳۹۹ ج ۲ باب الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة مطبوعه تهانوی دیوبند، شامی کراچی ص ۴۰۹ ج ۳ باب الرجعة.

[4] وفی المحیط لو قال بالعربية اطلق لا یکون طلاقا الا اذا غلب استعماله فی الحال فیکون طلاقاً. (عالمگیری ص: ۳۸۴، ج: ۱، مطبع کوئٹه الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسية) خلاصة الفتاویٰ ص ۸۱ ج ۲ جنس آخر فی الفاظ الطلاق مطبوعه امجد لاهور، شامی کراچی ص ۳۱۹ ج ۳ باب تفویض الطلاق.

اگر بیوی کو کیا ہے تو اس سے طلاق واقع ہوگئی[1] اور لفظ دوطلاق سے اگر یہ نیت کی ہے کہ ایک طلاق کے علاوہ یہ دوطلاق ہیں تو تین واقع ہوگئیں، اور اگر یہ نیت نہیں کی تو پھر دوطلاق ہوئیں، دوطلاق کی صورت میں صریح ہونے کی وجہ سے عدت کے اندر رجعت جائز ہے، اور بعد عدت نکاح درست ہے، اور تین طلاق کی صورت میں بغیر حلالہ کے نکاح درست نہیں[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ: صحیح: عبداللطیف ۶/ ذی القعدہ ۵۷ھ

اگر بیوی سے صحبت کروں اپنی ماں سے کروں

سوال......ایک شوہر نے اپنی بیوی کو سخت غصہ کی حالت میں جس میں اپنا سر خود کئی جگہ سے پھوڑ لیا، کہا، اگر میں تجھ سے صحبت کروں اپنی ماں سے صحبت کروں، کہہ دیا، یہ الفاظ یمین ہیں؟ کفارہ دینا ہوگا، اور کیا طلاق ہوگئی؟ شوہر کہتا ہے کہ میری نیت طلاق کی نہیں تھی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

لوقال ان وطئتک وطئت امی فلا شئ علیه کذا فی غایة السروجی اھ فتاویٰ عالمگیری[3] عبارتِ منقولہ سے معلوم ہوا کہ الفاظِ مذکورہ کہنے سے

---

[1] صریحه ما لم یستعمل الاقیه کطلقتک وانت طالق ومطلقة قید بخطابها لانه لو قال ان خرجت یقع الطلاق اولا تخرجی الا باذنی فانی حلفت بالطلاق فخرجت لم یقع لترکه الاضافة الیها. (الدرالمختار کراچی ص: ۲۴۸، ج:۳، مطبع زکریا ص: ۴۵۸، ج:۴، مطبع نعمانیه ص: ۴۲۹، ج:۲) باب الصریح، هدایهة ص ۳۵۹ ج۲ باب ایقاع الطلاق مطبوعه تهانوی دیوبند، مجمع الانهر ص ۱۱ ج۲ باب ایقاع الطلاق مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها اویموت عنها کذا فی الهدایة. (عالمگیری ص۴۷۳ ج۱، کوئٹه ص ۳۷۹، ج۲، باب الرجعة) المحیط السرخسی ص۸ ج۳ جز ۶، کتاب الطلاق مطبوعه دار الفکر بیروت.

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شوہر پر کوئی کفارہ لازم نہیں، بیوی پر طلاق بھی نہیں ہوئی، اس کا یہ قول لغو ہے: **فلو قال ان فعلت كذا فانت امی وفعله فهو باطلٌ ان نوی التحريم**[۲] **(سکب الانہر ص ۴۵۵ ج ۱)**

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۷/۳/۸۹ھ

تو میری ماں ہے اور میں تیری اولاد ہوں کہنے کا حکم

سوال ......مسماۃ سال نابالغی کی حالت میں نکاح ورخصت ہوئی، کچھ زمانہ مسماۃ مذکورہ کا اچھا گذرا، کچھ عرصہ کے بعد اس کے شوہر مسمّٰی شہابُ الدین نے بحالتیکہ مسماۃ نابالغہ ونا قابلِ جماع تھی، جماع کی خواہش کی اس پر برابر مصر رہا، مسماۃ اس سے منکر ومنحرف رہی، جس کی وجہ سے اس کو سخت زودکوب کی زحمت برداشت کرنی پڑی، اور جب کہ مسمّٰی مذکور نے یہ بات دیکھ لی کہ اس میں کامیابی مشکل ہے تو اس سے دبر کی جانب بالجبر فعل کریہہ وممنوع کو اپنی عورت سے کرنا شروع کیا حسبِ سابق زوجین میں اس پر بگڑ ہوگیا، غرضیکہ جب لڑکی اس مرد کے خلاف تھی تو وہ برابر زودکوب سے پیش آتا رہا، جب لڑکی اس سے مجبور ہوگئی تو اتفاقی طور سے یہ کہہ دیا جیسا کہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے، کہ اس سے بہتر تھا کہ میرا نکاح شوکت سے ہوجاتا تو وہ مجھ کو آرام سے رکھتا، شوکت اس کے شوہر کا بڑا بھائی ہے، اس پر شوہر نے یہ الفاظ کہے کہ میں تجھ کو طلاق دیدوں گا تو شوکت سے نکاح کرلینا اور پھر اپنے خسر کے پاس آیا کہ چلو اسٹامپ لے لو تا کہ میں اس پر طلاق نامہ لکھ دوں، والدین چونکہ جاہل ہیں وہ لڑکی کو وہاں سے لے آئے، بعد دو ماہ کے چند اقرباء نے باپ کو مجبور کر کے لڑکی کو شوہر کے مکان پر واپس کرادیا، غرضیکہ پھر وہی حالتِ سابقہ سے نہیں رکتا

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۱] فتاویٰ عالمگیری کوئٹہ ص: ۵۰۷، ج: ۱، باب الظهار.

(صفحہ ہٰذا) [۲] سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص ۱۱۵، ج ۲، باب الظهار، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، الفتاویٰ التاتارخانيه كراچی ص ۴، ج ۴، باب مسائل الظهار وكفارته، المحيط البرهانی ص ۱۸۹ ج ۵ الفصل الثالث والعشرون فی مسائل الظهار الخ، مطبوعه ڈابھيل.

رہا، یہاں تک کہ ایک روز اس کو پتھر دے مارا، ایک روز کامل کوٹھے میں بند رکھا، یہ حالت دیکھ کر والدین لڑکی کو چند یوم کے لئے اپنے گھر لے آئے، اس زمانہ قیام میں وہ حضرات غیر محرموں کو ہمراہ لے کر لڑکی کے والدین کے مکان میں بغیر پردہ کرائے داخل ہوگئے، اور مسماۃ مذکورہ کو ہاتھوں میں لے کر شاہراہِ عام میں کو لے گئے اور پہچانے والے اٹھانے والے وہ لوگ تھے جو لڑکی کے نامحرم تھے، پھر اس واقعہ کے بعد مسماۃ پھر والدین کے یہاں چلی آئی اس واقعہ کے اثنا یہ مسئلہ انجمن جو سیکری میں واقع تھی پیش آ گیا، انجمن نے یہ فیصلہ کیا کہ لڑکی کو خورد ونوش وز ودکوب کی شکایت نہ ہو تو لڑکی شوہر کے یہاں واپس کر دی جائے، چنانچہ حسبِ فیصلہ انجمن لڑکی شوہر کے یہاں چلی گئی، اور رہی مگر ویسی ہی رہی، جیسے کہ اس سے پہلے تھی، خانگی امور کی بنا پر زوجین میں ایک روز گفتگو ہوئی تو جواباً چند عورتوں کے روبرو شوہر نے یہ الفاظ کہے کہ خاموش رہ بس تو میری ماں ہے اور میں تیری اولاد ہوں سب کا علم خدا کو ہے، اس پر اس کے برادر نے آ کر اس کا منہ بند کر دیا کہ کیا کہہ رہا ہے، اب جب سے لڑکی والدین کے یہاں آئی ہے سسرال کے لوگوں میں سے کسی نے کوئی خبر نہیں لی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مسماۃ کا نکاح اس کے باپ نے کیا ہے، لہٰذا خیارِ بلوغ حاصل نہیں[1] شوہر نے صاف لفظوں میں طلاق نہیں دی، صرف ایک لفظ کہا ہے کہ تو میری ماں ہے اور میں تیری اولاد ہوں، اس لفظ سے نہ طلاق ہوتی ہے نہ زوجہ حرام ہوئی اگر چہ اس لفظ کا کہنا مکروہ ہے،[2] لہٰذا مسماۃ کو چاہئے کہ اپنی

---

[1] ولزم النكاح ولو بغبن فاحش أو بغير كفؤ ان كان الولی اباً أو جداً الخ شامی کراچی ص ۶۶ ج ۳ باب الولی، عالمگیری ص ۲۸۵ ج ۱ کتاب النکاح الباب الرابع فی الأولیاء، مطبوعه کوئٹه، النهر الفائق ص ۲۰۹ ج ۲ باب الأولیاء والأكفاء.

[2] ويكره قوله انت امی ويا ابنتی ويااختی ونحوه الخ درالمختار ص: ۵۷۷، ج: ۲، نعمانیه، مطبع کراچی ص: ۴۷۰، ج: ۳، مطبع زکریا ص: ۱۳۱، ج: ۵، باب الظهار، عالمگیری کوئٹه ص ۵۰۷ ج ۱ کتاب الطلاق الباب التاسع فی الظهار، سکب الأنهر ص ۱۱۸ ج ۲ کتاب الطلاق باب الظهار، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت.

شکایت حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں پیش کرے اس پر حاکم شوہر کو بلا کر کہے کہ تم اپنی زوجہ کے حقوق موافقِ شرع ادا کرو یا طلاق دے دو، ورنہ ہم تفریق کردیں گے، اگر شوہر ادائے حقوق پر آمادہ ہوجائے یا طلاق دیدے تب تو خیر ورنہ حاکم تفریق کردے[1] پھر بعد عدت دوسری جگہ نکاح جائز ہوگا، شوہر کے یہاں جانے کی صورت میں معصیت پر قابو دینے کی اجازت نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور یکم ربیع الاول ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲؍ربیع الاول ۶۱ھ

شوہر کو باپ کہنا

سوال:- اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو کہے کہ تم میرے باپ ہو، تین مرتبہ عورت وشوہر کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے کوئی حرمت واقع نہ ہوگی، دونوں بدستور میاں بیوی رہیں گے، البتہ ایسے الفاظ کہنا منع اور مکروہ ہے[2] اس سے پرہیز اور توبہ کرلینی چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

---

[1] یفرق القاضی بینهما عند امتناعه عن تطلیقها لانه وجب علیه التسریح بالاحسان حین عجر عن الامساک بالمعروف فاذا امتنع کان ظالماً. (النهر الفائق بیروت ص: ۴۷۲، ج: ۲ باب العین وغیره) ولـذا قالوا اذا فاته الامساک بالمعروف ناب القاضی منابه فوجب التسریح بالاحساب البحر الرائق، ص: ۲۳۷، ج: ۲، کتاب الطلاق مطبع کراچی، الحیلة الناجزة ص ۶۱، ۶۲ حکم زوجة متعنت، مطبوعه اعزازیه دیوبند. (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

ایلاء

سوال:- زید کی دو بیویاں ہیں ایک روز گھر میں جھگڑا ہو رہا تھا، کہ زید نے کہا کہ زوجۂ اولیٰ صرف چار ماہ تک اس گھر میں رہ سکتی ہے، اس کے بعد اس کا جمعہ سے پردہ ہو جائے گا، سوال یہ ہے کہ اس پر ایلاء کا الطلاق ہوگا یا نہیں، اور یہ بھی کہا کہ اپنے والدین کے گھر چلی جاؤ اور کسی سے نکاحِ ثانی کر لے ان الفاظ کے لئے کیا حکم ہے، زید کی والدہ زوجۂ اولیٰ کو رکھنے کے لئے گھر میں تیار نہیں اس لئے یہ جھگڑا چل رہاہ، زید والدہ پر بھی مظالم کر رہا ہے کیا زید والدہ کے کہنے سے زوجۂ اولیٰ کو طلاق دیدے۔ شرعی کیا حکم ہے؟ فقط

الجواب حامداًومصلیاً

زید کے الفاظ کہ زوجۂ اولیٰ چار ماہ تک اس گھر میں رہ سکتی ہے، اس کے بعد اس کا مجھ سے پردہ ہو جائے گا، ایلاء کے الفاظ نہیں ہیں، ان سے ایلاء نہیں ہوا، ایلاء میں بیوی کو چار ماہ کے لئے حرام قرار دیا جاتا ہے[۱] یہاں چار ماہ کے لئے جائز قرار دے رہا ہے جو کہ ایلاء کی ضد ہے، البتہ ان الفاظ میں طلاق کا احتمال ہے، مگر وہ نیت پر موقوف ہے، اسی طرح یہ کہا کہ اپنے والدین کے گھر چلی جا، کسی سے نکاحِ ثانی کر لے، کنایاتِ طلاق میں سے ہے، پس اگر طلاق کی نیت کی ہے، تو طلاقِ بائن کا حکم دیا جائیگا، ورنہ نہیں،[۲] زید اگر دونوں بیویوں کے حقوق ادا نہیں کرسکتا صرف ایک کے ادا

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۲] قالت لزوجها انت على كظهر امى فانه لغو فى الصحيح وفى الجوهرة هذا قول محمد وعليه الفتوىٰ، مجمع الانهر ص۱۱۶ ج۲ باب الظهار، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص۵۰۷ ج۱ الباب التاسع فى الظهار، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص۱۱۶ ج۲ باب الظهار، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

(صفحہ ہٰذا) [۱] الايلاء هو الحلف على ترك قربانها اربعة اشهر او اكثر كقوله والله لا اقربك اربعة اشهر النهر الفائق بيروت ص: ۴۲۷، ج: ۲، باب الايلاء، فتح القدير ص ۱۸۹ ج۴ باب الإيلاء، مطبوعه دار الفكر بيروت، مجمع الأنهر ص۹۴ ج۲ باب الإيلاء مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، شامى كراچى ص۴۲۲ ج۳ باب الإيلاء. (حاشیہ[۲] اگلے صفحہ پر)

کرسکتا ہے تو دوسری کو طلاق دینا اس کے ذمہ لازم ہے، کیا زید اتنا سعادت مند ہے کہ والدہ کے کہنے سے زوجۂ ثانیہ کو طلاق دیدے گا جب کہ وہ والدہ اور زوجۂ اولیٰ پر مظالم کر رہا ہے اور دونوں کو سزا دے رہا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۸۵ھ

لعان کی تفصیلات

سوال:- (۱) مسماۃ ہندہ پاک دامن نہیں ہے، کیونکہ مسماۃ ہندہ نے کافی طور پر زنا وحرام کیا ہے زنا کی تہمت پر لعان واجب ہوگا یا نہیں۔

(۲) مسمّٰی زید شوہر مسماۃ ہندہ نے بچشم خود زنا کاری کی حالت میں نہیں دیکھا البتہ قرائن سے ونیز اہل محلّہ کے نامحرم مردوں سے شوہر کے منع کرنے پر بھی بضد ہوکر پردہ نہ کرنے پر مسماۃ ہندہ کی نسبت شبہۃً زنا کاری کی طرف ہوتی ہے، اس تہمت سے مسماۃ ہندہ شوہر خود سے ناخوش ہوکر لعان چاہتی ہے، پس ایسی صورت میں لعان واجب ہوگا یا نہیں؟

(۳) کیا بلا دریافت شوہر اصلیت معاملہ مفتی صاحب طلاق بائن کا حکم صادر کرسکتے ہیں جب کہ مسماۃ ہندہ کی سابقہ زنا کاری کا مفتی صاحب کو علم نہ ہو۔

(۴) لاعلمی شوہر میں مسماۃ ہندہ طلاق بائن کا فتویٰ حاصل کرلے اور کسی دوسرے شخص سے عقد نکاح کرلے تو یہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں، فریقین مسلمان ہیں اور مذہب حنفی کے پیرو ہیں، مفصل فتویٰ مرحمت فرمایا جاوے۔ فقط والسلام

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۲] والكنايات لا تطلق بها قضاء الابنية او دلالة الحال الى قوله فنحو اخرجى واذهبى وقومى الدرالمختار زكريا ص: ۲۹، ۵۲۸، ج:۴، مطبع كراچى ص: ۹۸، ۲۹۷، ج:۳، مطبع نعمانيه ص: ۴۶۳، ج:۲، باب الكنايات، ملتقى الابحر ص ۳۴،۳۷ ج ۲ كتاب الطلاق فصل فى الكنايات مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۷۴ ج ۱ الباب الثانى فى ايقاع الطلاق الفصل الخامس فى الكنايات.

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) لعان کے لئے دارالاسلام شرط ہے، لہٰذا ہندوستان میں لعان واجب نہیں ویشترط ایضاً کون القذف بصریح الزنا وکونه فی دارالاسلام رد المحتار ص: ۹۰۵، ج: ۲[1]

(۲) لعان واجب نہ ہوگا[2] لیکن بلاثبوت شرعی زنا کی تہمت لگانا بھی حرام ہے[3] اور عورت کو غیر مردوں سے پردہ نہ کرنا اور ایسا تعلق رکھنا کہ جس سے زنا کی بدگمانی اور تہمت کا لوگوں کو موقع ملے یہ بھی حرام ہے، تہمت کی جگہ سے نہ بچنا حرام ہے[4]

(۳) مفتی کو طلاق دینے کا اختیار نہیں اگر خود شوہر دے گا تو طلاق واقع ہوگی کسی اور کے دینے سے واقع نہ ہوگی[5] اگر کوئی فتویٰ اس قسم کا حاصل کیا گیا ہے تو بغیر اس کے دیکھے اس کے متعلق کچھ تحریر نہیں کیا جاسکتا۔

---

[1] رد المحتار ج:۲، ص: ۵۸۵، نعمانیه ۱۲ مطبع کراچی ص: ۴۸۳، ج:۳، مطبع زکریا ص: ۱۵۰، ج:۵. (باب اللعان)

[2] ویشترط ایضا کون القذف بصریح الزنا وکونه فی دارالاسلام. شامی زکریا ص: ۱۵۰، ج:۵، مطبع کراچی ص: ۴۸۳، ج:۳، مطبع نعمانیه ص: ۵۸۵، ج:۲ (باب اللعان)، البحر الرائق ص۱۱۳ ج۴ باب اللعان، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، النهر الفائق ص۴۶۳ ج۲ باب اللعان، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[3] عن ابی هریرةؓ قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اجتنبوا السبع الموبقات الیٰ ما قال وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات الحدیث مشکوٰة شریف ص۱۷ باب الکبائر وعلامات النفاق الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[4] اتقوا مواضع التهم، کشف الخفاء ص۴۴ ج۱ حرف الهمزة مع التاء مطبوعه دار احیاء التراث، بیروت.

[5] الطلاق لمن اخذ بالساق. شامی زکریا ص: ۴۵۰، ج:۴، شامی نعمانیه ص:۴۲۶، ج:۲، کراچی ص: ۲۴۲، ج:۳، کتاب الطلاق ابن ماجه شریف ۱۵۲، کتاب الطلاق باب طلاق العبد مطبوعه رشیدیه دهلی.

(۴) ایسی صورت میں نہ فتویٰ سے طلاق واقع ہوسکتی ہے، نہ مفتی فتویٰ دینے کا مجاز ہے، اگر شوہر بیوی میں نباہ دشوار ہوگیا تو عورت کو چاہئے کہ کسی طرح لالچ دے کر یا خوف دلا کر شوہر سے طلاق حاصل کر لے یا خلع کر لے اس کے بعد عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح درست ہوگا، بغیر اس کے عورت کا نکاح دوسری جگہ درست نہیں[۵] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۶/۸/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ: صحیح: عبداللطیف ۱۸/ شعبان

لِعَان

سوال:- زید نے (جو ایک معمولی شخص ہے، اور کچھ قدر دینی مسائل سے واقف ہے، اور ایک دو گاؤں کے لوگ اس کو قاضی کا خطاب دیتے ہیں) زوجین کے درمیان حسبِ قواعد شرع لعان کروا کر تفریق کا حکم دیدیا اور کہا کہ ان ہر دو کے درمیان مطابق حدیث شریف **المتلاعنان لا یجتمعان ابداً** ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہوگیا اور حلت ناممکن ہے، بکر کہتا ہے کہ زید کا یہ لعان کرانا اور تفریق کا حکم دینا درست نہیں، کیونکہ مسئلہ لعان دارالاسلام میں جاری ہوتا ہے نہ دارالحرب میں اور اس میں قضاءِ قاضی شرط ہے، جو اس ملک میں مفقود ونادر ہے اور بصورت تسلیم زوجین کا نکاح باہم بعد تفریق صحیح ہے کیا زید حق پر ہے یا بکر اور حدیث **المتلاعنان الخ** کا کیا مطلب ہے اور لعان کروانا اور تفریق کا حکم دینا ہر ایک مسلمان کرسکتا ہے یا کسی شخص کا کام ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

واھلہ من ھو اھل الشھادۃ علی المسلم فمن قذف بصریح الزنا فی

---

۵ واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود اللّٰہ فلا بأس بان تفتدی نفسھا منہ بمالٍ یخلعھا بہ فاذا فعل ذلک وقع بالخلع تطلیقۃ بائنۃ ولزمھا المال. (ھدایہ ص: ۳۸۴، ج: ۲، باب الخلع)، عالمگیری کوئٹہ ص ۴۸۸ ج ۱ الباب الثامن فی الخلع، فتاوی تاتارخانیہ کراچی ص ۴۵۳ ج ۳ الفصل السادس عشر فی الخلع.

دارالاسلام زوجتہ العفیفۃ من الزنا وصلحا لاداء الشہادۃ الٰی قولہ لا عن درمختارقال الشامی قولہ فی دارالاسلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولایۃ رد المحتار[۱] ص: ۹۰۶ واما شرائط وجوب اللعان فبعضھا یرصع الٰی القاذف خاصۃ وبعضھا الیھا جمیعاً وبعضھا الٰی المقذف بہ وبعضھا الٰی المقذوف فیہ وبعضھا الٰی نفس القذف اما الاول فواحد وھو عدم اقامۃ البینۃ علٰی صدقہ واما الثانی فانکارھا وجود الزنا منھا وعفتھا عنہ واما الثالث فالزوجیۃ والحریۃ والعقل والاسلام والبلوغ والنطق وعدم الحد فی قذف فلا لعان فی قذف المنکوحۃ فاسدًا ولابقذف المبانۃ ولو واحدۃ بخلاف قذف المطلقۃ رجعیاً الی قولہ واما ما یرجع الٰی المقذوف فیہ فدار الاسلام الخ بحر[۲]

عبارات مذکورہ سے لعان کی شرائط معلوم ہوگئیں ایک شرط دارالاسلام ہونا بھی ہے، دارالحرب میں لعان نہیں، نیز نفس لعان سے تفریق نہیں ہوتی، اور ہر شخص کو لعان کا اختیار حاصل نہیں، بلکہ جس قاضی شرعی کے سامنے لعان ہوا ہے، اس کی تفریق سے تفریق ہوگی: فان التعنا بانت بتفریق الحاکم الذی وقع اللعان عندہ تنویر[۳] واذا التعنا لا تقع الفرقۃ حتی یفرق الحاکم بینھما ھدایہ[۴]

شریعت کے موافق لعان ہونے کے بعد اگر شوہر یا بیوی میں لعان کی اہلیت باقی نہ رہی ہو

---

[۱] الدر المختار مع الشامی کراچی ص: ۸۴، ۴۸۳، ج:۳، مطبع زکریا ص: ۱۵۱، ۱۵۰، ج:۵، مطبع نعمانیہ ص: ۸۶، ۵۸۵، ج:۲، باب اللعان، البحر کوئٹہ ص۱۱۳ ج۴ باب اللعان، النھر الفائق ص۴۶۳ ج۲ بااللعان مکتبہ عباس احمد الباز مکۃ المکرمۃ.

[۲] البحرالرائق ص: ۱۱۳، ج:۴، مطبع سعید کمپنی کراچی پاکستان باب اللعان، شامی کراچی ص۴۸۳ ج۳ باب اللعان، بدائع زکریا ص ۳۸۱ج۳ باب اللعان، بدائع زکریا ص ۳۸۱ج۳ باب اللعان.

[۳] تنویر الابصارعلی رد المحتار زکریا ص: ۱۵۷، ج:۵، مطبع کراچی ص: ۴۸۸، ج:۳، مطبع نعمانیہ ص: ۵۸۹، ج:۲، باب اللعان ، النھر الفائق ص۴۶۶ ج۲ باب اللعان، مکتبہ عباس احمد الباز، البحر کوئٹہ ص۱۱۷ ج۴ باب اللعان.

[۴] ھدایہ مجتبائی ص: ۳۹۰، ج:۲، باب اللعان.

اس طرح کہ شوہر نے کہا کہ میں نے عورت پر تہمت لگائی تھی اور جھوٹ بولا تھا، اور واقعۃً اس نے زنا نہیں کیا یا عورت نے کہا کہ شوہر نے صحیح کہا تھا، اور میں نے زنا کیا یا کسی اور پر تہمت لگائی کہ جس کی وجہ سے شرعاً مرد یا عورت پر حد لازم ہوتی ہو تو پھر یہ دونوں آپس میں اگر نکاح کرنا چاہیں، تو درست ہے اور جب تک لعان کی اہلیت باقی رہے گی، تفریق حاکم کے بعد ان کا نکاح آپس میں درست نہ ہوگا، متلاعان کی دو قسمیں ہیں، ایک حقیقی دوسرے حکمی حقیقۃً متلاعن کا اطلاق تو اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ لعان کر رہا ہو، یعنی قسمیں کھا رہا ہو، اور حکماً متلاعن کا اطلاق اس وقت بھی صحیح ہوگا، جب کہ اس میں لعان کی اہلیت ہو پس جبکہ عورت نے مرد کی تصدیق کر دی یعنی زنا کا اقرار کرلیا تو وہ حد زنا کی مستحق ہوگئی لہٰذا پہلی صورت میں عورت لعان کی اہل نہیں رہی، اور دوسری صورت میں مرد لعان کا اہل نہیں رہا اب دونوں پر **المتلاعنان لا یجتمعان ابداً**[1] کا حکم جاری نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ دونوں ایسی حالت میں نہ حقیقۃً متلاعن ہیں نہ حکماً: **فان اکذب نفسه حد وله ان ینکحها ومعنی قوله علیه الصلوٰة والسلام المتلاعنان لایجتمان ابداً ای ما دام متلاعنین کقوله تعالٰی والا تصل علٰی احد منهم مات ابداً ای مادام منافقاً یقال المصلی لا یتکلم ای مادام مصلیا فلم یبق لا حقیقةً، لعدم الاشتغال به ولا مجازاً لانه انما سمی متلاعناً. لبقاء اللعان بینهما حکما ولم یبق اهـ زیلعی**[2] **ص ۱۹ ج۳، والحاصل ان الزوج لا یحل له ان یتزوج بالملاعنة بعد التفریق الا اذا لم یبق اهلا للعان بان اکذب نفسه فحد او قذف غیرها فحد لانه بعد حد القذف لم یبق اهلا للعان بان زنت مثلاً شلبی**[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۹/۲۰/ ۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۰/ رمضان ۵۵ھ

---

[1] الدر المختار علی الشامی زکریا ص: ۱۵۰، مطبع نعمانیه ص: ۵۸۵، ج: ۲، مطبع کراچی، ص: ۴۸۳، ج: ۳، باب اللعان، البحر کوئٹه ص ۱۱۹ ج۴ باب اللعان، بدائع زکریا ص ۳۸۸ ج۳ باب اللعان، فصل وأما حکم اللعان. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بیوی کو زانیہ کہنا

سوال:- اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کہے اور تحریر بھی لکھ دے کہ تو فلاں مرد سے زنا کراتی رہتی ہے اور اس بات کا اعلان کراتا پھرے تو اس شخص کی بیوی پر مرد کے قول سے طلاق ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بغیر ثبوتِ شرعیہ کے ایسا کہنا سخت معصیت اور کبیرہ گناہ ہے، اس کی سزا لعان ہے لیکن یہاں اس کے شرائط موجود نہیں، اس لئے لعان کا حکم نہیں کیا جائے گا،[1] تاہم ایسا کہنے سے نہ طلاق ہوئی ہے نہ نکاح ختم ہوا، اگر اس کے نزدیک اس کی بیوی ایسی ہے اور وہ اس کو رکھنا نہیں چاہتا تو طلاق دے کر معاملہ ختم کردے ورنہ ایسا کہنے سے باز آئے[2] اور بیوی کی نگرانی وحفاظت کا اہتمام کرے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود حسن عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۷/۸۷ھ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۲۳/۷/۸۷ھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [2] زیلعی ص ۱۹ ج ۳، مطبع امدادیہ ملتان باب اللعان.

[3] شلبی علی هامش الزیلعی ۱۹، ج:۳، مطبع امدادیہ ملتان، باب اللعان، الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۴۹۰ ج۳ مطلب فی الدعاء باللعن علی معین البحر کوئٹہ ص ۱۲۰ ج۴ باب اللعان.

[1] ویشترط ایضا کون القذف بصریح الزنا وکونه فی دار الاسلام وقوله دار الاسلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولاية. شامی کراچی ص: ۴۸۳، ج:۳، مطبع نعمانیہ ص: ۵۸۵، ج:۲، مطبع زکریا ص: ۱۵۰، ج:۵، باب اللعان، البحر کوئٹہ ص ۱۱۳ ج۴ باب اللعان، بدائع زکریا ص ۳۸۱ ج۳ باب اللعان.

[2] قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ سُوْرَةُ الْبَقَرَه آیت: ۲۲۹.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب سیزدھم

خلع کے احکام

خلع کی تشریح

سوال:-خلع شرعی طریقہ پر کیا ہے، امید کہ آگاہی کے لئے مفصل طور پر تحریر فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر تخالف طبائع یا کسی اور وجہ سے زوجین میں نباہ دشوار ہو جائے اور شوہر طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو تو شریعت سے اس کی بھی اجازت ہے، کہ عورت اور مرد خلع کر لیں یعنی لفظ خلع یا اس کے ہم معنیٰ کسی لفظ سے زوجین حقوق زوجین کو ساقط کردیں، مثلاً زوجہ اپنا مہر ساقط کردے اور زوج اپنی ملک نکاح کو زائل کردے، یا عورت کچھ مال دیدے اور زوج اپنی ملک نکاح کو زائل کردے یہ خلع شرعاً طلاق بائن کے حکم میں ہوتا ہے اور اس سے مہر اور نان ونفقہ وغیرہ سب ساقط ہو جاتا ہے، البتہ نفقۂ عدت اور ایام عدت کا سکنیٰ زائل نہیں ہوتا، ہاں اگر اس کی تصریح کردیں گے یا فقط مرد تصریح کردے گا تو یہ نفقہ بھی زائل ہو جائیگا، سکنیٰ پھر بھی زائل نہ ہوگا، اگر زیادتی اور تعدی مرد کی طرف سے ہو تو اس کو عورت سے کچھ مال لینا خلع کے عوض مکروہ تحریمی ہے، اگر عورت کی طرف سے زیادتی ہو تو مرد کو مال لینا درست ہے:

الخلع هو ازالة ملك النكاح المتوقفة على قبولها بلفظ الخلع اوفى معناه ولابأس به عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق بما يصلح للمهر وحكمه ان الواقع به ولو بلا مال

وبـالـطلاق الصريح على مال طلاق بائن و كره تحريما اخذ شئ ان نشز وان نشزت لا ويسـقـط الـخلع كل حق لكل منهما على الآخر مما يتعلق بذلك النكاح الا نفقة العدة وسكناها الا اذا نص عليها فتسقط النفقة لا السكنىٰ اهـ در مختار[۱] بقدر الحاجة ص: ٨٦٠، ج:٢۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۸/۱۲/۵۸ھ
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۰/ذی الحجہ ۵۸ھ
صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۱/ذی الحجہ ۵۸ھ

خُلع

سوال:- زید کی عورت مسماۃ ہندہ جس کو وہ اپنے گھر چھوڑ کر ملک پنجاب میں واسطے جستجوئے ملازمت چلا آیا، اور مذکورہ زید کو ملازمت بھی مقام کالکا میں مل گئی، جس کی اطلاع مسماۃ ہندہ اور اس کے والدین وبرادران کو ہوگئی تھی کہ زید فلاں جگہ پر ملازم ہوگیا ہے، بعد اس کے ملازم ہوجانے کے زید کی منکوحہ مسماۃ ہندہ بلا کسی اطلاع واجازت زید کے اپنے والدین کے گھر چلی گئی، اور اب تک وہاں ہی والدین کے پاس رہتی ہے، اس بات اور چند دیگر شکایات پر ہر دو اطراف میں کشیدگی پیدا ہوگئی، جس کی وجہ سے معاملہ یہاں تک پہنچا کہ مسمی زید نے ایک تحریر مندرجہ ذیل الفاظ میں قلم بند کر کے اپنی سسرال روانہ کردی تحریر یہ ہے۔

”میں اقرار کرتا ہوں اور لکھ کر دیتا ہوں روبرو مندرجہ ذیل گواہان کے کہ مسماۃ ہندہ دختر مسلم منکوحہ من قوم نعل ساکن موضع کلو چھ ضلع مظفر آباد ریاست کشمیر جو کہ عرصہ چند سال سے میرے عقد نکاح میں ہے، اب میں اس کو اپنے اوپر تین شرط سے حرام سمجھتا ہوں (یعنی تین

---

[۱] الدرالمختار مع الشامی کراچی ص:٤٣٩، ج:٣، شامی نعمانیه ص:٥٥٨، ج:٢۔ باب الخلع، عالمگیری کوئٹه ص۴۸۸ ج ۱ الباب الثامن فی الخلع فتاویٰ تاتارخانیه ص ۴۵۴ ج ۳ صفة الخلع و کیفیته، ادارة القرآن کراچی.

طلاق دیتا ہوں) جو کہ ان کو (یعنی منکوحہ کو یا اس کے وارثوں کو) مبلغ پانچصد روپیہ خلع مسماۃ ہندہ مذکورہ بالا کا دینا پڑے گا، تب وہ دوسری جگہ نکاح کی حقدار ہوسکتی ہے، ورنہ دوسری جگہ اس کا نکاح حرام ہے، (یعنی اگر منکوحہ یا اس کے وارث خلع ادا کریں تو تین طلاق بشرط خلع) اوراس تحریر کے ہمراہ ایک خط لکھا جو مسمی زید نے اپنے چچا کے نام لکھا تھا جس کا مضمون یہ ہے بخدمت جناب چچا صاحب مولوی فضل الرحمٰن صاحب دام مجدہٗ اقبال احوال یہ ہے کہ (اس کے بعد اپنا کچھ حال لکھا یعنی اپنی خیر خیریت لکھی بعد میں مندرجہ بالا مرقومہ کا خط میں ذکر کیا جس کا مضمون یہ ہے) کہ دوسری عرض یہ ہے کہ ناراض تو خوب ہوں گے شاید کہ نہ بھی ہوں، (یعنی سسرال والے) میں نے اس کی لڑکی (یعنی منکوحہ اپنی کو) طلاق تین شرط پر دیدیں، یعنی میرے پر تین شرط سے حرام ہے، (یعنی تین طلاق تین شرط ہمارے ملک میں محاورہ تین طلاق کو کہتے ہیں اور یہی زید کا اقرار ہے شرط خلع ہے) اس لئے چند حروف لکھ کر روانہ کرتا ہوں تا کہ سندر ہے دوسرا جو کاغذ طلاق کا میں نے بھیجا ہے، یہ سب کو دکھا دینا جب تک کہ خلع ادا نہ کریں، نہ دینا (یعنی جب تک کہ یہ تحریر نہ دینا جب تک کہ خلع ادا نہ کریں، صرف ان کو یعنی سسرال والوں کو دکھا کر اطلاع کریں''

یہ سب الفاظ بعینہٖ زید کے ہیں اور مندرجہ بالا تحریر کے گواہ یہ ہیں محمود خاں ولد حمید اللہ خاں دوسرا گواہ حضرت شاہ) یہ خط مع تحریر مسمّٰی زید نے لکھ کر اپنے چچا کو روانہ کیا تھا، اور لکھا تھا کہ یہ میرے سسرال والوں اور اہلیہ کو دکھا دینا مگر یہ خط چچا کو نہیں ملا، بلکہ زید کی منکوحہ کے بڑے بھائی کو ملا جس کی شادی تھی، اوراس نے نہ تو اپنے والدین کو مطلع کیا اور نہ اپنی ہمشیرہ کو مطلع کیا خط لے کر ملک پنجاب میں اپنی ملازمت پر چلا آیا اور عرصہ تین چار ماہ کے بعد اس تحریر سے اپنے والدین وغیرہ کو مطلع کیا۔ فقط

اب گذارش یہ ہے کہ مسماۃ مذکورہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر واقع ہوئی تو کونسی، رجعی، بائن یا مغلظہ اور کیا مسماۃ مذکورہ پر خلع دینا لازم آتا ہے، یا نہیں اور کیا مسمّٰی زید خلع میں سے حق مہر دے

سکتا ہے یا نہیں، مہربانی فرما کر حوالہ جات کتب معتبرہ سے جواب با صواب سے ممنون فرماویں، اور اگر عورت یا اس کے وارث خلع نامنظور کریں تو پھر بھی طلاق واقع ہوگی یا نہیں، جب کہ زید کا اقرار ہے، کہ اگر خلع نہ ملا تو تین طلاق دینے کو تیار نہیں میری طلاق صرف شرط خلع پر ہے یعنی اگر وہ خلع دیدے تو تین طلاق ورنہ نہیں، ہر دو صورت سے مطلع فرماویں یعنی اگر خلع منظور کرلیں تو کیا حکم ہے، اور اگر نہ منظور کریں تو کیا حکم ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید اس تحریر کا اقرار کرتا ہے تو صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر تین طلاق ہو جائیں گی بشرطیکہ بیوی پانچ سو روپیہ بدل طلاق ادا کردے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۱۰/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف یکم ذی قعدہ ۵۷ھ

خلع میں شرط

سوال:- زید نے اپنی اہلیہ ہندہ سے خلع اس شرط پر کیا کہ تو بکر سے میل جول قطعاً چھوڑ دے ہندہ نے اس شرط کو تسلیم کرلیا تھا، مگر بعد گذرنے عدت کے ہندہ نے زید کا حکم نہ مانا بلکہ بعد عدت بکر سے نکاح کرلیا، زید، ہندہ، بکر تینوں بالغ ہیں کیا اس صورت میں خلع واقع ہوگا یا نہیں اور کیا ہندہ نے جو بعد عدت کے نکاح بکر سے کیا کیا وہ نکاح درست ہے، زید کہتا ہے کہ میں نے خلع اس شرط پر کیا تھا کہ ہندہ بکر سے کوئی تعلق نہ رکھے اب جب کہ ہندہ بکر سے تعلق قائم رکھ رہی ہے، اس لئے یہ خلع واقع نہیں ہوا لہٰذا ہندہ نے جو نکاح بکر سے کیا ہے، وہ درست نہیں بلکہ ہندہ میری بیوی ہے، نہ کہ بکر کی۔ فقط

---

[1] ان طلقها على مال فقبلت وقع الطلاق ولزمها المال. عالمگیری ص:۴۹۵، ج: ۱، الفصل الثالث في الطلاق على مال، باب الخلع، تاتارخانيه ص ۴۴۳ ج ۳ إيقاع الطلاق بالمال، ادارة القرآن كراچی، البحر كوئٹه ص ۷۳ ج ۴ باب الخلع.

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ شرط فاسد ہے اور شرط فاسد لگانے سے خلع فاسد نہیں ہوتا، بلکہ شرط بیکار ہوجاتی ہے، اور خلع صحیح رہتا ہے کذا فی الہندیہ[1] ص: ۳۹۶، ج:۱، لہٰذا زید کا قول لغو ہے، خلع سے طلاق بائن واقع ہوگئی اور ہندہ کا بکر سے نکاح صحیح ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

خلع سے طلاق

سوال:- زید اور ہندہ شوہر بیوی ہیں، ان میں کسی وجہ سے نااتفاقی پیدا ہوگئی، شوہر طلاق نہیں دینا چاہتا، مگر ہندہ جب اپنے میکے چلی گئی تو وہاں سے ایک تحریر خلع کیلئے بھیج دی کہ بعوض مہر خلع کرتی ہوں، وہ تحریر آکر تقریباً ایک ماہ شوہر کیپاس رکھی رہی شوہر نے کوئی جواب نہیں دیا پھر ہندہ جو کہ بالغہ عاقلہ ہے، اس کے والدین کے اصرار پر درمیان میں بعض لوگوں نے کوشش کی اور شوہر سے اسی تحریرِ خلع کو سامنے رکھتے ہوئے ایک تحریرِ خلع شوہر کو کسی طرح راضی کر کے لکھوالی، جب وہ تحریر ہندہ کے پاس پہنچی تو اس نے لے لی اور فوراً کوئی خیال انکار یا اقرار نہیں کیا قاصد پر، مگر پھر پندرہ دن گذر جانے کے بعد زید کے پاس خط آتا ہے کہ میں نے تو خلع نہیں کیا اور میں نے تو فوراً انکار کردیا تھا، لہٰذا آپ آیئے اور مجھے ضرور لے جایئے بغیر آپ کے میں بہت زیادہ بے چین ہوں، اور اسی مضمون کا مکرر خط آتا ہے۔

ادھر شوہر نے یہ سمجھ کر کہ خلع ہوگیا دوسری شادی بھی کرلی، تو اس صورت میں یہ خلع شرعاً ہوا یا نہیں، اور کیا شوہر پر ہندہ کے حقوق مثل سابق واجب ہیں؟

---

[1] رجل خلع امرأته وبينهما ولد صغير على أن يكون الولد عند الأب سنين معلومة صح الخلع ويبطل الشرط، عالمگیری کوئٹہ ص ۴۹۱ ج ۱ الباب الثامن فی الخلع شامی کراچی ص ۴۶۳ ج ۳ باب الخلع، تبیین الحقائق ص ۲۷۰ ج ۲ باب الخلع، مکتبہ امدادیہ ملتان.

[2] وحكمه وقوع الطلاق البائن. عالمگیری ص ۴۸۸ ج ۱، الباب الثامن فی الخلع، تبیین الحقائق ص ۲۶۷ ج ۲ باب الخلع، مکتبہ امدادیہ ملتان، الدر المختار ص ۴۴۴ ج ۳ باب الخلع، دار الفکر بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

ہندہ نے جو تحریر اوّلاً لکھی اس سے خلع نہیں ہوا کیونکہ شوہر نے قبول نہیں کیا[۱] پھر جب زید سے تحریر لکھوائی گئی اور وہ جبر واکراہ سے نہیں تھی بلکہ رضا مندی سے تھی اور اس میں زید نے صرف اتنا لکھا کہ میں نے تجھ سے خلع کرلیا تب تو اتنا لکھنے میں طلاقِ بائن واقع ہوگئی، کیونکہ یہ خود طلاق ہے اور اس تحریر کا بیوی کے پاس پہنچنا اور اس کا قبول کرنا بھی ضروری نہیں[۲]

اگر اس تحریر میں یہ تھا کہ میں نے تم سے مہر کے عوض خلع کرلیا تو اس تحریر سے خلع کا صحیح ہونا اور اس سے طلاق کا واقع ہونا ہندہ کے قبول کرنے پر موقوف تھا جب ہندہ کے پاس یہ تحریر پہنچی اگر اسنے اس مجلس میں قبول کرلیا تب تو خلع صحیح ہوکر مہر ساقط ہوگیا اور طلاقِ بائن واقع ہوگئی۔

اگر ہندہ نے اس مجلس میں قبول نہیں کیا تو اب اس کو قبول کرنے کا اختیار باقی نہ رہا[۳] اس صورت میں زید کی تحریر بیکار گئی دونوں بدستور شوہر و بیوی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱/۸۸ھ

خلع کے لئے شوہر کی رضامندی ضروری ہے

سوال:- عاصمہ کا وطن حیدرہ باد ہے اسکا نکاح خسرو کے ساتھ اورنگ آباد میں ہوا، اورنگ

---

[۱] اذا كان الابتداء منها بان قالت اختلعت نفسى منک بكذا فلها ان ترجع عنه قبل قبول الزوج ويبطل بقيامها عن المجلس وبقيامه ايضا ولايتوقف على ماوراء المجلس. شامی کراچی ص: ۴۴۲، ج: ۳، نعمانیه ص: ۵۵۹، ج: ۲، باب الخلع، مجمع الأنهر ص۱۰۷ ج۲ باب الخلع، دار الكتب العلمية بيروت، فتاوىٰ تاتارخانیه ص۴۵۳ ج۳ الفصل الثانی عشر فی الخلع، إدارة القرآن کراچی.

[۲] قال خالعتک فقبلت يقع البائن وكذا ان لم تقبل لان الطلاق يقع بقوله خالعتک. شامی کراچی ص: ۴۴۲، ج: ۳، نعمانیه ص: ۵۵۸، ج: ۲. باب الخلع، عالمگیری کوئٹه ص۴۷۵ ج۱ الفصل فی الکنایات، البحر کوئٹه ص۸۸ ج۴ باب الخلع.

[۳] قال خالعتک على كذا وسمى مالاً معلوماً لا يقع الطلاق مالم تقبل. شامی کراچی ص۴۴۲ ج۳، شامی نعمانیه ص۵۵۸ ج۲، باب الخلع. ويقتصر قبولها على مجلس علمها. الدر المختار مع الشامی کراچی ص۴۴۲، ج۳، شامی نعمانیه ص: ۵۵۸، ج: ۲. باب الخلع. عالمگیری کوئٹه ص۴۹۷ ج۱ الباب الثامن فی الخلع.

آباد عاصمہ کے والدین کا وطن ہے، یہ نکاح عزیزوں میں ہی ہوا، رخصتی کے دوسرے ہی دن عاصمہ کے والدین وغیرہ کو علم ہوا کہ خسرو کے اپنی حقیقی تائری بھوج کو ساتھ ناجائز تعلقات ہیں، یہی وجہ لےکر وہ اپنے والدین وغیرہ سے علیٰحدہ اپنی اسی بھاوج کے گھر رہتا ہے، اور وہیں کھاتا پیتا ہے، حتیٰ کہ شادی بھی اسی گھر میں ہوئی، اور دولہا دلھن بھی اسی گھر میں رہے، چنانچہ اسکا علم ہونے پر سب کو بالخصوص عاصمہ کی والدہ کو دلی صدمہ پہونچا اور شادی کے ایک ماہ بعد حیدرآباد کو واپسی کے دوسرے ہی روز عاصمہ کی والدہ کا اچانک انتقال ہوگیا، اس موقع پر عاصمہ اپنے شوہر اور رشتہ کی پھوپھی جو خسرو کی بھاوج کی والدہ ہے ان کے ہمراہ میت میں شریک رہی، عاصمہ کے عقد کے دوسرے ہی روز سے گھر کے کام کاج پر لگا دیا گیا، گھر کا پکوان، بچوں کی نگہداشت وغیرہ، اور پھر اس کام میں عیب جوئی، اور نکتہ چینی بھی ہونے لگی، اور انتہائی تکلیف دہ اور بھونڈے انداز میں طنزیہ جملوں کا استعمال کرنے لگے، اس کو عاصمہ برداشت کرتی رہی کہ ممکن ہے حالات سازگار ہوجائیں، لیکن حالات خراب ہوتے گئے، میکہ میں ایک ماہ قیام کے بعد عاصمہ اپنے شوہر کے گھر اورنگ آباد چلی گئی، اس کی واپسی کے بعد غالباً دو مرتبہ اسکے شوہر نے عاصمہ کی خیریت کی اطلاع دی، لیکن خود عاصمہ کہ جانب سے اسکی حقیقی خیریت کا علم نہ ہوسکا، اسکے بعد ایک طویل عرصہ تک نہ کوئی خط ملا اور نہ کسی خط کا جواب آیا، قریب تین ماہ بعد اچانک عاصمہ کے چچا نے اس کی افسوسناک حالت لکھی، جس پر عاصمہ کے حقیقی چچا نے اورنگ آباد جاکر حالات کا جائزہ لیا، جو بالکل صحیح نکلے، عاصمہ کی حالت بہت عبرت ناک تھی، حتیٰ کہ اسے زدوکوب کر کے انتہائی ذلت آمیز برتاؤ کے ساتھ زبردستی گھر سے بھی نکال دیا گیا، اور اسکے شوہر نے اپنی والدہ یعنی عاصمہ کی ساس کے گھر بغیر کچھ تفصیلات بتلائے چھوڑ آیا، یہ سب کچھ صرف شادی کے چار ماہ کے عرصہ میں ہوا، ان حالات میں عاصمہ کے چچا نے اسکو اپنے ساتھ لیجانے کی خواہش کی، بہرحال کسی طرح عاصمہ اپنے چچا کے ہمراہ صرف اپنے جسم کے کپڑے سے حیدرآباد آگئی، اور اس کا تمام اثاثہ اور کپڑے وغیرہ وہیں رہ گئے، خسرو کی والدہ اور دیگر افراد بھی اس سے واقف ہیں، لیکن عذر کرتے ہیں کہ یہ ان کے قابو

میں نہیں اور اس سے ان کے تعلقات خوشگوار بھی نہیں ہیں، اس طرح باہمی مصالحت بھی ناکام ہورہی ہے، انہی دشواریوں کے تحت عاصمہ کے والد نے عدالتی چارہ جوئی کا سہارا لیا، اولاً نفقہ کی نوٹس جاری کروائی، جس کے جواب میں خسرو نے وکیل کے ذریعہ الزامات منسوبہ سے برأت کا اظہار کرتے ہوئے عاصمہ کو خود واپس ہونے کا تذکرہ کیا، عدالتی چارہ جوئی کے ایک طویل عرصہ زیر دوران رہنے کے بعد قریب دوسال کا عرصہ ہے کوئی امید افزاء نتیجہ برآمد نہ ہوسکا، اس کے برعکس عاصمہ کے وکیل نے فریق سے ساز باز کرلی اور عدالتی معاملہ کو صرف ٹال مٹول پر رکھا، تین سال کے عرصہ مین نہ تو عاصمہ کی کوئی خبر لی اور نہ نفقہ کا کوئی انتظام کیا، بلکہ ہمیشہ چھوڑنے کی دھمکیاں دیتا ہے، لیکن یہ بھی احسن طریقہ پر آج تک نہ کہا، کیونکہ مہر کی رقم جوڈھائی ہزار ہے اس کی ادائیگی سے گریز ہے، لڑکی خلع حاصل کرنا چاہتی ہے، تو کیا اس کے لئے شوہر کی تصدیق لازمی اور ضروری ہے، جبکہ اس سے یہ توقع ممکن نہیں ہے، اور جہیز کا سامان جوتقریباً پانچ ہزار کا ہے، اس کا کیا حشر ہوگا، کیا ان حالات میں ممکن ہے کہ اس طرح یہ رشتہ خوشگوار ماحول میں برقرار رہ سکتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ان تکالیف دہ حالات کے باوجود رشتۂ زوجیت قائم ہے، خلع کے لئے شوہر کا رضامند ہونا ضروری ہے، جب تک شوہر خلع کو منظور نہ کرے خلع نہیں ہوسکتا[1]، اگر عاصمہ ان حالات کو برداشت نہیں کرسکتی تو کسی طرح بااثر آدمیوں کا واسطہ بنا کر یا مہر معاف کرکے یا کسی اور طرح شوہر سے طلاق حاصل کرلے[2]، اگر خاندان کے معزز آدمی خسرو کے سامنے عاصمہ کی تکالیف بیان کرکے اس

[1] واما ركنه فهو الايجاب والقبول لانه عقد على الطلاق بعوض فلا تقع الفرقة ولا يستحق بدون القبول. بدائع الصنائع زكريا ص: ۲۲۹، ج:۳، بيان ركن الخلع. ''ولاولاية لاحدهما فى الزام صاحبه بدون رضاه زيلعى، ج: ۲، ص: ۲۷۱، باب الخلع، مطبوعه امداديه ملتان'' شامى كراچى ص ۴۴۱ ج۳ باب الخلع، تاتارخانيه كراچى، ص ۴۵۳ ج۳ الفصل السادس عشر فى الخلع.

[2] واذا تشاق الزوجان وخافا الا يقيما حدود الله فلا بأس بان تفدى نفسها منه بمال يخلعلها به فاذا فعل ذٰلک وقع بالخلع تطليقة ولزمها المال، هدايه ج: ۲، ص: ۳۸۴، اول باب الخلع مطبوعه مجتبائى دهلى، عالمگيرى كوئٹه ص ۴۸۸ ج ۱ الباب الثامن فى الخلع ملتقى الابحر ص ۱۰۱ ج ۲ باب الخلع، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

سے عہد لے لیں کہ وہ آئندہ ایسی باتوں سے پرہیز کرے گا، اور اس پر اطمینان ہو جائے تو عاصمہ کو اس کے پاس رخصت کر دیا جائے، اگر وہ آباد کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو تو ''الحیلۃ الناجزۃ'' میں لکھے ہوئے طریقہ پر شرعی کمیٹی بنالی جائے، جس میں ایک معاملہ شناش معتبر عالم بھی شریک رہے[1]، اس میں عاصمہ کی طرف سے درخواست دی جائے، پھر وہ کمیٹی جملہ امور کی تحقیق وتفتیش کر کے ''الحیلۃ الناجزۃ''[2] کو سامنے رکھ کر اس کے موافق فیصلہ کر دے، تو وہ فیصلہ معتبر ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قبول خلع کب تلک

سوال:- ایجاباً تحریر خلع بیوی کی طرف سے آئی، شوہر کو یہ یاد نہیں کہ مجلس علم میں اس نے اس کو قبول کیا یا نہیں؟ زیادہ عرصہ گذرنے کی وجہ سے البتہ اتنا ہوا کہ اس تحریر خلع کا جواب شوہر نے ایک ماہ بعد اس امید پر کہ شاید بیوی کا خیال بدل جائے، اور وہ رجوع کر لے یا پھر بیوی نے پندرہ دن کے بعد شوہر کی اس تحریر کا جواب کہ مجھے خلع منظور نہیں ہے، آ کر لے جاؤ، تو اس کے جواب میں شوہر نے جو الفاظ لکھے تھے وہ یہ ہیں۔

''کہ اب تم میرے فقر نما عیش کو بھلانے کی کوشش کرو'' صرف اتنا ہی لکھا تھا، اب حضرت والا اس مضمون کے پیش نظر جواب شرعی عنایت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح بالیقین قائم ہے، جب تک اس کو رفع کرنے والی کوئی یقینی شئی متحقق نہیں ہوگی، اس کے مرتفع ہونے کا حکم نہیں کیا جائے گا، اور وہ یہاں موجود نہیں، یعنی ایجاب خلع کا قبول اسی مجلس میں وہ جس میں ایجاب یا ایجاب کا علم ہوا ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٧/٣/١٣٨٩ھ

---

[1] الحلیة الناجزه، ص٢٨، ''تنبیهات ضروریه'' مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

[2] الحلیة الناجزه، ص ٢١، حکم زوجة متعنت فی النفقة، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

[3] فصح رجوعها قبل قبوله ای اذا کان الابتداء منها بان قالت اختلعت نفسی منک بکذا (بقیہ آئندہ پر)

خلع میں بدل خلع دینے سے بیوی کا انکار

سوال:- زید کی بیوی نے زید سے کہا کہ میں ایک بیگہ زمین آپ کو دیتی ہوں، اس کے عوض آپ مجھے خلع کردیں، چنانچہ زید نے اس شرط مذکور پر خلع کردیا، اب زید کی بیوی وہ زمین مذکور بعد خلع رجسٹری کرنے کو تیار نہیں ہے، تو کیا خلع باقی رہا یا نہیں؟ زید بیوی رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور زید کی بیوی اس کی زوجیت سے نکل گئی یا نہیں؟ اس سلسلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس وقت بیوی نے یہ کہا کہ میں ایک بیگہ زمین آپ کو دیتی ہوں، اسکے عوض آپ مجھے خلع کردیں، اور زید نے اسکو منظور کرلیا، تو جبھی خلع ہوکر طلاق بائن واقع ہوگئی، اب بیوی کو زمین دینے اور رجسٹری کرانے سے انکار نہیں رہا[1] زید کے نکاح سے وہ بیوی نکل چکی ہے، تاہم دونوں رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح کرکے ساتھ رہ سکتے ہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

(گذشتہ کا بقیہ) فلها ان ترجع عنه قبل قبول الزوج ويبطل بقيامها عن المجلس وبقيامه ايضاً ولا يتوقف على ما وراء المجلس بان كان الزوج غالباً حتى لو بلغه وقيل لم يصح، شامی زکریا، ص: ۸۹، ج:۵، مطبوعه کراچی ص: ۴۴۲، ج:۳، اول باب الخلع، فتح القدير ص ۲۳۱ ج۴ باب الخلع، دار الفكر بيروت، بدائع زکریا ص ۲۲۹ ج۳ بيان ركن الخلع.

(صفحہ ہٰذا) [1] كما يستفاد من هذه العبارة فان طلقها على مال فقبلت وقع الطلاق ولزمه وكان الطلاق بائنا الخ هدايه ج: ۲، ص: ۴۰۵، اول باب الخلع، مطبوعه ياسرنديم ديوبند، الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص: ۹۱، ج:۵، مطبوعه كراچی ص: ۴۴۴، ج:۳، باب الخلع، فتاویٰ عالمگیری ص۴۹۵ ج ۱ الفصل الثالث فی الطلاق علی المال.

[2] واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فی العدة وبعد انقضائها، هدايه ص: ۳۹۹، ج: ۲، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه ياسرنديم ديوبند، فتاویٰ عالمگيری كوئٹه ص۴۷۲ ج ۱ فصل فيما تحل به المطلقة الخ، الدر المختار ص ۴۰۹ ج۳ باب الرجعة، دار الفكر بيروت.

روپئے کے عوض طلاق

سوال:- ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ اگر تو مجھے طلاق دیدے تو میں تجھے تین سو روپئے دوں خاوند نے اقرار کیا تو اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں، اگر ہوگئی تو اس کی تلافی کی کیا صورت ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شوہر نے کیا اقرار کیا صرف وعدہ کیا یا طلاق دے بھی دی، اگر صرف وعدۂ طلاق کیا ہے تو اس سے طلاق نہیں ہوئی[1] ہاں اگر طلاق دیدی ہے اور تین سو روپے کے عوض میں دی ہے، تو طلاق بائن واقع ہوگئی، رجعت کا حق باقی نہیں رہا[2] اگر طرفین رضامند ہوں تو دوبارہ نکاح درست ہے، اگر تین طلاق دی ہیں تو بلا حلالہ ہوئے نکاح بھی درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۱؍۳؍۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۳؍ربیع الاول ۵۶ھ

مہر اور نفقہ کے عوض طلاق بیوی کی منظوری پر

سوال:- اشفاق احمد نے اپنے بھائی عاشق محمد اور اپنی والدہ کے اثر ودباؤ اور منشاء کے مطابق اپنی بیوی مسماۃ عظیماً کو طلاق دینے کی خواہش کا اظہار کیا، جبکہ عظیماً طلاق لینا نہیں چاہتی تھی، ساتھ ہی عاشق محمد نے یہ دھمکی بھی دی ہے، کہ اگر عظیماً نے طلاق نہیں کی تو ہم گھر لا کر ظلم

---

[1] انا اطلق نفسی لم یقع لانه وعد. الدرالمختار مع الشامی کراچی ص: ۳۱۹، ج:۳، نعمانیه ص: ۴۷۸، ج: ۲، باب تفویض الطلاق، فتاویٰ عالمگیری ص ۳۸۴ ج ۱ الفصل السابع فی الطلاق، مطبوعه کوئٹه، خلاصة الفتاویٰ ص ۸۱ ج ۲ کتاب الطلاق، رشیدیه.

[2] وحکمه ان الواقع به ولو بلامال وبالطلاق الصریح علی مال طلاق بائن. الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ۴۴۴ ج۳، شامی نعمانیه ص ۵۵۹ ج ۲. باب الخلع، تاتارخانیه ص ۴۵۳ ج۳ ایقاع الطلاق بالمال، إدارة القرآن کراچی، عالمگیری کوئٹه ص ۴۹۵ ج ۱ الفصل الثالث فی الطلاق علی المال.

وزیادتی کریں گے، اورناک نقشہ بگاڑ دیں گے، عظیماً کے والدنوراللہ خانصاحب نے جب اشفاق محمد کو سمجھایا تو جواب ملا کہ جو عاشق چاہیں گے وہی ہوگا، چناچہ اس دھمکی کے پیش نظر عظیماً بی کے کچھ اعزہ نے ایک تحریر معافی نان نفقہ کی لکھ کر عظیماً بی سے ان کی لاعلمی میں اور مرضی کے خلاف اس پر انگوٹھا لگوا کر اشفاق محمد کو دیا، اوراس کے بعد ایک تحریری طلاق نامہ من جانب اشفاق محمد مندرجہ ذیل الفاظ میں لکھا گیا۔

نقل طلاق نامہ:-''میں اشفاق محمد آج مورخہ ۳۰ر دسمبر ۱۹۵۳ء برضا ورغبت بلا کسی جبر واکراہ اپنی بیوی مسماۃ عظیماً بی کو بعوض مہر اور نان نفقہ وغیرہ کے طلاق دیتا ہوں''۔

اس تحریر پر اشفاق محمد نے معہ دو گواہان اور راقم کے دستخط کرائے، بعدازاں عظیماً بی کے بھائی حبیب اللہ خان سے اشفاق محمد نے طلاق کے الفاظ کہے،''میں نے طلاق دی'' تین بار زبانی کہلوائے، جبکہ اصل طلاق نامہ میں تین طلاق کے الفاظ مذکور نہیں ہیں، بلکہ صرف بالعوض مہر ونان نفقہ کے مندرجہ بالا الفاظ ہیں، عظیماً بی کو جب طلاق بالعوض مہر ونان نفقہ کا علم ہوا تو انہوں نے کہا کہ میں نے مہر اور نان نفقہ نہ معاف کیا ہے، اور نہ کروں گی، بلکہ حق مہر ونان نفقہ واجب الاداء ہے، اور لونگی، مجھ سے دھوکہ سے زبردستی معافی نامہ پر انگوٹھہ لگوایا ہے، انہوں نے زبان سے مہر وغیرہ معاف نہیں کیا۔

یہ بات واضح رہے کہ اس جملہ کارروائی کے وقت اشفاق محمد عاقل وبالغ اور خودمختار تھے، اور یہ لوگ طلاق دینے کا مصمم ارادہ کرکے ہی آئے تھے، اوراس کا اظہار بھی عاشق محمد کی طرف سے عاشق محمد کے ذریعہ ہوا تھا، نیز عظیماً بی کا اب بھی یہ بیان ہے کہ نہ میں نے طلاق کی خواہش کی اور نہ مہر خرچہ معاف کیا ہے، مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں برائے کرم بالتفصیل شرعی مسئلہ سے آگاہ فرمائیں؟

(۱) یہ طلاق کی صورت ہے یا خلع کی؟ اگر طلاق ہے تو کس قسم کی؟

(۲) اگر طلاق واقع ہوگئی ہے، تو اب دونوں کی بحیثیت زوجین دوبارہ رہنے کی کیا شکل وصورت ہے؟

(۳) نیز یہ کہ اگر بالعوض معافی مہر کے جواز کولیکر طلاق واقع نہ ہوئی ہو، اور عظیماً بی اب مہر ونان نفقہ معاف کردیں، تو کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوجائیگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

۱/۲/۳ تحریر میں طلاق مہر ونفقہ کے عوض ہے جوکہ بیوی کی منظوری پر موقوف ہے، اور خلع کے درجہ میں ہے، اگر بیوی نے منظور کرلیا تو طلاق بائن کا حکم ہوگا، ورنہ کوئی طلاق نہیں ہوگی، سوال میں درج ہے کہ بیوی نے اس کو منظور نہیں کیا، اور جو تحریر بیوی سے کہہ گئی ہے وہ دھوکہ دیکر لی گئی ہے، اس لئے یہ تحریر بیکار گئی، اس سے نہ طلاق ہوئی نہ مہر معاف ہوا[1]، البتہ جب اس کے بعد زبانی شوہر سے کہلوایا کہ میں نے طلاق دی، اور شوہر نے تین دفعہ یہ کہا اور اس میں مہر ونفقہ کے عوض یا معافی کا ذکر نہیں، تو اس زبانی کہنے سے طلاق مغلظہ ہوگئی[2]، اور مہر معاف نہیں ہوا، نفقہ عدت بھی ساقط نہیں ہوا، اور اب بغیر حلالہ کے دونوں کے درمیان نکاح کی کوئی شکل نہیں[3]، بیوی اب اگر مہر نفقہ عدت معاف کردے، تو اس کا حق ہے وہ معاف کرسکتی ہے[4]، مگر نکاح بغیر حلالہ کے نہیں ہوسکتا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۷/۱۳۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۷/۱۳۹۰ھ

---

[1] هو ازالة ملک النكاح المتوقفة على قبولها قوله على قبولها اى المرأة قال فى البحر ولابد من القبول منها حيث كان على مال الخ، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص:۸۵–۸۳، ج:۵، مطبوعه كراچى ص:۴۰–۳۹، ج:۳، اول باب الخلع، النهر الفائق ص۴۳۵ ج۲ باب الخلع، عباس احمد الباز مكة المكرمة، مجمع الأنهر ص۱۰۲ ج۲ باب الخلع، دار الكتب العلمية بيروت.

[2] كرر لفظ الطلاق وقع الكل، الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص:۵۲۱، ج:۴، مطبوعه كراچى ص:۲۹۳، ج:۳، قبيل باب الكنايات، الهندية كوئٹه ص۳۵۶ ج۱ الباب الثانى فى ايقاع الطلاق.

[3] وان كان الطلاق ثلثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها، عالمگیری كوئٹه ج:۱، ص:۴۸۳، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقه، هدايه ص۳۹۹ باب الرجعة، مطبوعه ديوبند، الدر المختار على الشامى ص۴۰۹، ۴۱۰ ج۳، كتاب الطلاق باب الرجعة، مطبوعه كراچى.

[4] وصح حطها لكله أو بعضه عنه قبل أو لا، الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص:۲۴۸، ج:۴، كراچى ص:۱۱۳، ج:۳، باب المهر مطلب فى حط المهر والابراء عنه، النهر الفائق ص۲۳۶ ج۲ باب المهر، عباس احمد الباز مكة المكرمة، البحر كوئٹه ص۱۵۰ ج۳ باب المهر.

معافی مہر پر طلاق کی صورت

سوال:-اگر کوئی شخص مسافت بعیدہ کی وجہ سے آنہیں سکتا ہے، اور وہ چاہتا ہے کہ اپنی منکوحہ کو اس شرط پر طلاق دے کہ وہ اسکا مہر معاف کردے تو اسکی کونسی صورت مناسب ہوگی۔

(۱) آیا وہ وہیں سے طلاق کو مہر کی معافی اور مہر کی معافی کی تحریر منجانب عورت پر معلق کر کے تحریری طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے اس طرح پر طلاق کو مہر کی معافی کی تحریر پر معلق کرنے سے بلا معافی مہر کے طلاق کا وقوع تو نہیں ہوگا؟

(۲) یا وہ بذریعہ تحریر کے کسی شخص کو اپنی زوجہ سے مہر کی معافی کی تحریر لے کر طلاق دینے کا وکیل بنادے، تاکہ دونوں صورتوں میں جو صورت بحکم شرع مستحسن ہو اس کو اختیار کیا جائے۔ بینوا وتوجروا.

الجواب حامداًومصلیاً

دونوں صورتیں شرعاً درست ہیں دونوں صورتوں میں بغیر معافی مہر طلاق واقع نہیں ہوگی[۱] کسی وکیل پر اعتماد ہو تو وکالت کی صورت اختیار کرلے خود زوجہ کی تحریر پر اعتماد زیادہ ہو تو بلا واسطہ زوجہ کی تحریر منگالے اور معافی مہر کی تحریر پر معتمد گواہوں کے دستخط بھی کرالے، اگر عورت خلع کی درخواست دے کر بذریعہ عدالت مسلمہ بعوض معافی مہر نکاح فسخ کرالے تب بھی درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/ذی الحجہ ۶۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۷/ذی الحجہ ۶۹ھ

---

[۱] ان طلقها على مال فقبلت وقع الطلاق ولزمها المال. عالمگیری ص:٤٩٠، ج١، الفصل الثانی فی الطلاق على المال، لو قال خلعتک على كذا وسمى مالا معلوما لا يقع الطلاق مالم تقبل. عالمگیری ص:٤٩٠، ج:١، بدل عن الخلع، رجل خلع امرأته بمالها عليه من المهر الى قوله كان الخلع بمهرها ان كان المهر على الزوج يسقط. عالمگیری ص:٤٨٩، ج:١، الباب الثامن فی الخلع، الفصل الاول، مجمع الأنهر ص۱۰۳ ج۲ باب الخلع، دار الكتب العلمية، البحر الرائق ص۷۱ ج۴ باب الخلع، مطبوعه کوئٹہ.

زوجین میں نباہ نہ ہونے کی صورت میں مطالبۂ طلاق

سوال:- سید نے اپنی ایک بالغ لڑکی کی شادی بکر کے لڑکے عمر سے کردی، لڑکی سسرال چند بار آئی گئی، سسرال والوں نے لڑکی پر گھر کے کام اور کھیت کے کام کا بوجھ ڈالا، لڑکی کی عمر پندرہ سال کی تھی وہ زیادہ کام کی عادی نہیں تھی تو لڑکی کام کا بوجھ برداشت نہ کرسکی سسرال والے اس سلسلہ میں اس کو بہت تکلیف دیتے تھے، نوبت یہ پہنچی کہ لڑکی کی نگرانی شروع کردی ہے، لڑکی کے والد سید کو خبر پہنچی تو وہ لینے کے لئے آئے، مگر انھوں نے نہیں بھیجا، بکر نے کہا کہ ہم نہیں بھیجیں گے، آخری بار یہ کہا کہ ہم کو زیور واپس کردو تب ہم لڑکی واپس کریں گے، اور طلاق بھی دیں گے، چنانچہ خاندان کے چند معزز اشخاص کے ذریعہ اسی وقت واپس کرلیا، زیور پانے کے بعد بکر اور اس کے خاندان نے کہا کہ اب آپ تو واپس جائیں، اب ہم نہ لڑکی کو واپس کریں گے، بہرحال والدین لڑکی کو واپس لے آئے، لیکن اب بکر، عمر اور اس کے خاندان والے لڑکی کو طلاق دینے کو کسی طرح تیار نہیں ہیں، اب جواب طلب امر یہ ہے کہ زید لڑکی کا والد لڑکی سسرال بھیجنے اور لڑکی بھی سسرال جانے کو تیار نہیں ہے، کیونکہ اب جان کا خطرہ لاحق ہوگیا ہے اور بکر وعمر وغیرہ کے لئے عندالشرع کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر شوہر اپنی بیوی کو رکھنے اور آباد کرنے کے لئے آمادہ ہے، تو اس کو طلاق دینے پر مجبور نہیں کرسکتے، صرف بے جا زیادتی سے روکا جاسکتا ہے، جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے، وہ غلط ہے، بہتر یہ ہے کہ بڑے بااثر معاملہ فہم آدمیوں کو درمیان میں ڈال کر شوہر سے کہا جائے کہ وہ کام کا بوجھ برداشت سے زیادہ نہ ڈالے اور ظلم وتشدد اختیار نہ کرے، اگر وہ مان جائے تو لڑکی کو سمجھا بجھا کر رخصت کردیا جائے، اگر شوہر نہ مانے تو اس کو کہا جائے کہ وہ طلاق دیدے اگرچہ مہر کے عوض ہو یا کچھ مزید دیکر ہو[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴؍۴؍۹۰ھ

---

[1] واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا يقيما حدود الله فلا بأس بأن تفتدى نفسها منه (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بدعمل شوہر سے مطالبۂ طلاق

سوال:- زید کی شادی ہندہ سے ہوئی جب ہندہ زید کے گھر گئی، تو معلوم ہوا کہ زید اغلام باز ہے اور ایک لڑکا مستقل اس کے پاس رہتا ہے، ہندہ نے زید کو بہت سمجھانے کی کوشش کی، مگر زید نہیں مانا، پھر کہنے لگا کہ تم اس مرد سے بھی زن وشوہر کے تعلق رکھو، جب ہندہ تیار نہ ہوئی تو اس پر سختی کرتا ہے اس لئے ہندہ مجبوراً اپنے میکہ آ گئی ہے، زید کے حالات سدھرنے کی کوئی امید نہیں ہے اور زید کے ساتھ رہنے میں حرام کا شدید اندیشہ ہے، اس لئے زید سے ہندہ مطالبہ طلاق کا کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

زید اگر افعالِ خبیثہ میں مبتلا ہو، تو زوجہ کو چاہئے کہ اس کو نصیحت کرے اور سمجھائے، اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو اس کو مطالبۂ طلاق لازم نہیں، لیکن اگر وہ زوجہ کو ان حرکاتِ خبیثہ پر مجبور کرے جس سے زوجہ اپنی عصمت وعفت کو محفوظ نہ رکھ سکے، تو زوجہ کو اس سے علیحدہ رہنے طلاق طلب کرنے کا حق حاصل ہے، ایسی حالت میں بہتر یہ ہے کہ خلع کرلیا جائے، یعنی بیوی مہر معاف کردے اور شوہر کا دیا ہوا زیور واپس کردے اور شوہر حقِ زوجیت ساقط کردے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) بمال يخلعها به، هداية ص ۴۰۴ ج ۲، باب الخلع، دار الكتاب ديوبند، هنديه كوئٹه ص ۴۸۸ ج ۱ الباب الثامن في الخلع وما في حكمه، تاتارخانيه كراچی ص ۴۵۳ ج ۳ الفصل السادس عشر في الخلع.

[1] واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا يقيما حدود الله فلا بأس بان تفتدى نفسها منه بمال يخلعها به، هداية ص ۴۰۴ ج ۲، باب الخلع، عالمگيری كوئٹه ص ۴۸۸ ج ۱ الباب الثامن في الخلع وما في حكمه تاتارخانيه كراچی ص ۴۵۳ ج ۳ كتاب الطلاق، الفصل السادس عشر في الخلع.

ظالم شوہر سے طلاق کا مطالبہ

سوال :- (۱) ہندہ کی شادی دو سال ہوئے زید سے ہوئی کچھ دنوں بعد ہندہ کو سسرال والوں نے طرح طرح کی تکالیف دینی شروع کردیں اور زدوکوب بھی کیا اور ہندہ کے اپنے والدین کے گھر آمدورفت پر پابندی لگادی۔

(۲) شادی سے قبل ہندہ کو زید کے بدعادات وکردار کا انکشاف نہیں ہوسکا، کہ وہ شراب ودیگر منشیات کا عادی ہے، حالت نشہ میں والدین کے ایماء پر ہندہ پر زید سخت تشدد کرتا تھا۔

(۳) زید سے ہندہ پر تشدد کرانے کی غرض سے اس کے خسر نے زیورات چرانے اور گم کرادینے کا بھی الزام لگایا اور متعدد طریقوں سے پریشان کیا، ان ناگفتہ بہ حالات کی بنا پر ہندہ کو اس کے والد گھر لے آئے اور اب وہیں مقیم ہے، شوہر سے طلاق کی خواہاں، کیا یہ مطالبہ اس کا جائز ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱/۲/۳) اگر واقعات صحیح ہیں، تو ہندہ کو حق ہے کہ شوہر سے مطالبہ کرے کہ آپ مجھے شریفانہ طور پر آباد کریں اور ظلم وبے جا تشدد سے باز آجائیں ورنہ طلاق دے دیں[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئاً اِلَّا اَنْ يَخَافَا اَنْ لَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ سورہ بقرہ آیت ۲۲۹۔

ترجمہ: پھر خواہ رکھ لینا قاعدہ کے موافق خواہ چھوڑ دینا خوش عنوانی کے ساتھ اور تمہارے لئے یہ بات حلال نہیں کہ کچھ بھی لو اس میں سے جو تم نے ان کو دیا تھا، مگر یہ کہ میاں بی بی دونوں کو احتمال ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ضابطوں کو قائم نہ کرسکیں گے، سو اگر تم لوگوں کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں ضوابط خداوندی قائم نہ کرسکیں گے، تو دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا، اس میں جس کو دے کر عورت اپنی جان چھڑالے۔ (از بیان القرآن)

شوہر کی زبان میں لکنت کی وجہ سے مطالبۂ آزادی

سوال:- ایک لڑکی نے نابالغ حالت میں خود ایجاب قبول کر کے شادی کی تھی اور والد نے اجازت دی تھی، لڑکی جب شوہر کے گھر گئی تو دیکھا کہ شوہر کی زبان میں لکنت ہے اور عورت شوہر کو پسند نہیں کرتی اور باپ کے یہاں چلی آئی اور شوہر کے یہان جانے سے انکار کیا، باپ نے بہت کچھ سمجھایا اور سعی کی مگر لڑکی کسی طرح جانے کے لئے تیار نہیں ہوئی، اس طرح دو سال ہو چکے، جب ہر طریقہ سے مایوس ہو گیا تو چند آدمیوں کو سفارش کے لئے شوہر کے باپ کے پاس بھیجا کہ میری لڑکی کو طلاق دے دو خواہ کچھ جرمانہ لے لو، مگر شوہر نے کہا کہ میں کبھی طلاق نہیں دوں گا، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شوہر کی زبان میں لکنت کی وجہ سے عورت کو نہ طلاق لینے کا اختیار ہے نہ والد کے گھر بیٹھے رہنے کا اختیار ہے نہ اسے کسی دوسرے مرد سے نکاح کا اختیار ہے، بہتر یہ ہے کہ خلع کر لیا جائے، یعنی مہر معاف کرے اور شوہر کو اس کے عوض طلاق دیدے [۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود الله فلا بأس بان تفتدی نفسها منه بمال یخلعها به، هدایه ص ۴۰۴ ج ۲، باب الخلع، عالمگیری کوئٹه ص ۴۸۸ ج ۱ الباب الثامن فی الخلع وما فی حکمه تاتارخانیه کراچی ص ۴۵۳ ج ۳ کتاب الطلاق، الفصل السادس عشر فی الخلع.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب چہاردہم

فسخ وتفریق

قانونی فسخ نکاح

سوال:- (۱) حال میں (جدید قانون) ایکٹ ۱۹۳۹ء منسوخی یا تنسیخ نکاح کا ہندوستان کیلئے گورنمنٹ سے باقاعدہ پاس ہورہا ہے اور جس کا نفاذ ہوکر عدالت ہائے دیوانی میں مقدمات منجانب منکوحہ دائر ہوکر عمل درآمد ہورہا ہے جناب والا کو اس قانون کا ضرور علم ہوگا۔

(۲) کیا یہ قانون فسخ نکاح، شوہر کی شکایت، سخت برتاؤ، تفصیل مندرجہ قانون جو عورت کی طرف سے بصورت دعویٰ ہوں ثابت ہونے پر عدالت سے عورت نکاح فسخ کرالے شرعاً درست اور صحیح ہے۔

(۳) کیا یہ قانون شرع کے لحاظ سے درست بنایا گیا ہے۔

(۴) کیا شرعاً عورت کی طرف سے بھی اس کی خواہش پر ناخوش گواری تعلقات ہونے پر خلع (فسخ نکاح) ہوسکتا ہے، جب کہ مسلم ریاست ہائے یا دیگر ممالک مسلم حکومت میں پہلے سے عمل درآمد جاری ہے۔

(۵) کیا دوران مقدمہ فسخ نکاح فریقین مدعیہ اور مدعیٰ علیہ دونوں آپس میں بصورت تصفیہ باہمی صلح نامہ ایک تحریر باضابطہ پر تمام نزاعات کو طے کر کے نکاح فسخ بجائے فیصلۂ عدالت کے خود بھی

کر سکتے ہیں، اوراس یکجائی تحریر تصفیہ کوعدالت میں داخل کر کے تصدیق کر کے مقدمہ ختم کر دیں۔

(۶) کیا طلاق مرد کی طرف سے عورت کو ہوتی ہے تو وہ تحریری ہونی چاہئے یا زبانی دو آدمیوں کے سامنے عورت کا اس وقت موجود ہونا لازم ہے یا نہیں، یا دونوں میں سے ایک حالت میں ہوسکتی ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) دیر ہوئی اس کا مسودہ دیکھا تھا۔

(۲) تفصیل مندرجہ قانون تو محفوظ نہیں، اگر عدم ادائے حقوق یا ناجائز سخت برتاؤ سے تنگ آ کر شوہر کی شکایت کرے اور حاکم مسلم با اختیار واقعات کی با قاعدہ تحقیق کر کے عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہونے پر (جب کہ شوہر باوجود فہمائش حاکم ادائے حقوق اور موافق شرع برتاؤ یا طلاق کے لئے تیار نہ ہو) فسخ نکاح کردے تو شرعاً یہ فسخ نکاح صحیح اور درست ہے[۱]

(۳) چوں کہ اسکی تفصیل محفوظ نہیں نہ اسوقت اسکی کوئی کاپی موجود ہے، اسلئے اگر آپ کے پاس اس کی کوئی کاپی ہو تو بھیج دیجئے، تا کہ اس کے متعلق تفصیلی جواب دیا جاسکے۔

(۴) اس کا جواب دو میں گذر چکا۔

(۵) اگر شوہر اور بیوی آپس میں خلع کرلیں تو صحیح ہے حکم حاکم کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب کہ خود طے نہ کرسکیں[۲]

(۶) طلاق زبانی بھی واقع ہوجاتی ہے، خواہ کسی کے سامنے دے یا تنہائی میں زبانی کہے بلند آواز سے یا اس قدر آہستہ سے کہ صرف خود سن سکے عورت موجود ہو یا نہ ہو طلاق تحریر سے بھی واقع ہوجاتی ہے، بشرطیکہ اس تحریر کا اقرار کرے یا اس پر کم ازکم دو عادل گواہ موجود ہوں، اور وہ تحریر کسی نے جبر واکراہ سے نہ لکھوائی ہو[۳] زبانی طلاق کے لئے یہ بھی شرط نہیں اگر کسی نے جبر واکراہ سے

---

[۱] الحيلة الناجزة ص: ۶۱، ۶۲، حكم زوجۂ متعنت، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

[۲] ملاحظه هو عنوان "زوجۂ متعنت" حاشيه[۱]

[۳] كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع به الطلاق اذا لم يقر انه كتابهٗ كذا فى المحيط رجل اكره بالضرب والحبس على ان يكتب طلاق امراته فلانة بنت فلان بن فلان (بقیہ آئندہ پر)

طلاق دلوائی ہے تو بھی واقع ہوجائے گی، اسی طرح اگر ہنسی مذاق میں طلاق دی ہے، تب بھی واقع ہوجائیگی[۱] اگر طلاق کے بعد انکار کردے تو عدالت میں ثبوت کیلئے تحریر یا گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے، نفس وقوع طلاق کے لئے تحریر یا گواہوں کی ضرورت نہیں[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸/۷/۵۸ھ

تفریقِ عدالت سے نکاح کا اختیار

سوال:- اگر عدالت نے عورت کو طلاق دیا یا لکھا تو عورت اس حکم کی وجہ سے دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر زوجہ کا بیان لے کر اور اس کی پوری شکایات کی تحقیق کر کے شوہر کو حاضر عدالت کیا اور اسباب مبیحہ فسخ نکاح کی بنا پر شوہر سے کہا کہ ان کا ازالہ کر کے شریفانہ طریق پر زوجہ کو آباد کرو، اگر نہیں کرسکتے، تو طلاق دیدو، ورنہ ہم تفریق کردیں گے، اس پر شوہر نے دونوں صورتوں میں سے

(**گذشتہ کا بقیہ**) فكتب امراته فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأته. عالمگیری ص ۳۷۹، ج ۱، الفصل السادس في الطلاق بالكتابة، تاتارخانيه كراچی ص ۳۸۰ ج۳ الفصل السادس في ايقاع الطلاق بالكتاب، شامی زكريا ص ۴۴۰ كتاب الطلاق، قبيل مطلب في المسائل التي تصح مع الاكراه، شامی زكريا ص ۴۵۶ ج ۴ كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة.

(**صفحہ ہٰذا**) [۱] يقع طلاق كل زوج اذا كان بالغاً عاقلاً طائعاً اومكرها وطلاق اللاعب والهازل به واقع. عالمگیری ص: ۳۵۳، ج: ۱ فصل فيمن يقع طلاقه، كتاب الطلاق، الدر المختار على الشامي زكريا ص ۴۳۸ ج ۴ كتاب الطلاق، مطلب في الاكراه على التوكيل، مجمع الأنهر ص ۸ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] فقہاء نے وقوع طلاق کی جو شرطیں بیان کی ہیں ان میں گواہوں کی موجود کو شرط نہیں قرار دیا واما شرائط الركن فانواع بعضها يرجع الى الزوج وبعضها يرجع إلى المرأة وبعضها يرجع إلى نفس الركن وبعضها يرجع الى الوقت الخ بدائع ص ۹۹ ج۳، كتاب الطلاق واما شرائط الرطن.

کوئی صورت اختیار نہ کی تو حاکم مسلم بااختیار نے تفریق کردی تو شرعاً یہ تفریق معتبر ہوگی اور عورت کو نکاحِ ثانی کا اختیار حسبِ قواعدِ شرعیہ حاصل ہوگا[1] اگر اس کے علاوہ کوئی اور صورت اختیار کی گئی ہو تو اس کی تفصیل لکھ کر دریافت کرلیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

عدالت کی طرف سے تفریق شرعی تفریق نہیں

سوال:- (۱) میں نے یہاں لندن میں ایک مسلمان لڑکی کے ساتھ یہاں کے قانون کے مطابق سول میرج کی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے یہاں کی کورٹ میں تین مسلمانوں کے سامنے یہ اقرار کیا کہ میں اس لڑکی کو اپنی بیوی بناتا ہوں اور اسے اپنی بیوی کی طرح قبول کرتا ہوں۔ اسی طرح میری بیوی نے بھی اس مجلس میں یہ اقرار کیا کہ وہ مجھے بحیثیت شوہر قبول کرتی ہے مگر اب تک ہمارا اسلامی نکاح نہیں ہوا ہے۔ تو آیا یہ ہمارا نکاح ہوگیا یا نہیں؟

(۲) اگر یہ نکاح ہوگیا ہے تو اگر کسی وجہ سے یہاں کا قانون صرف بیوی کی بات سن کر علیحدگی کرادے۔ (بیوی اپنی خواہش سے علیحدگی چاہے) تو کیا یہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ جب کہ یہاں کے کورٹ میں تمام وکیل اور جج غیر مسلم ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) مسلم گواہوں کے سامنے اس طرح کہنے سے شرعی نکاح ہوگیا[2]

---

[1] الحیلة الناجزة ص ۲۰، تنبیهات ضروریه، الحیلة الناجزة ص ۶۱، ۶۲ حکم زوجۂ متعنت، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

[2] وینعقد بایجاب من احدهما وقبول من الأخر کزوجت نفسی ویقول الأخر تزوجت وشرط حضور شاهدین حرین مکلفین فاهمین مسلمین الخ، الدر المختار علی رد المحتار زکریا ص ۶۹، ۹۲ ج۴ کتاب النکاح، مجمع الأنهر ص ۳۴۷ ج۱ دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق ص۸۷ ج۳ مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

(۲) محض لڑکی کی خواہش پر کورٹ علیحدگی کردے تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی بلکہ وہ بدستور آپ کی بیوی رہے گی[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۴/۱۴۰۱ھ

امارتِ شرعیہ بہار کا فیصلہ

سوال:- ۲/۵/۹۳ھ کو ایک استفتاء کے جواب میں آپ نے لکھا ہے کہ عدالتِ شرعیہ قائم کردہ امارتِ شرعیہ بہار میں اگر فیصلہ اتنی تاخیر سے ہو کہ اسکے انتظار میں مفاسد ہوں تو ثبوت پیش کر کے دوسری شرعی کمیٹی کے ذریعہ سے (ایک دوسال میں) تفریق کرائی جاسکتی ہے۔

خط کشیدہ عبارت کے پیش نظر سوال ہے کہ اگر یہ دونوں شرط مفقود ہو یعنی نہ اتنی تاخیر ہو، اور نہ مفاسد کا خطرہ ہو یا تاخیر تو ہو مگر مفاسد کا خطرہ نہ ہو تو شرعی کمیٹی یا پنچایت اس طرح کے مقصد کا فیصلہ کرسکتی ہے، یا نہیں؟ اور اس کا فیصلہ شرعاً نافذ ہوسکے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چونکہ امارتِ شرعیہ بہار میں اس کا نظم ہے، اور مقدمات فیصل ہوتے ہیں، ان حضرات کو اس کا تجربہ اور بصیرت ہے، نیز حکومت میں بھی ان کے فیصلہ کو تسلیم کیا جاتا ہے، اس لئے وہاں کا مشورہ دیا جاتا ہے، ورنہ جو بھی شرعی پنچایت ''الحیلۃ الناجزہ'' کے مطابق بنائی جائے اور وہ پوری شرائط کے ساتھ فیصلہ کردے تو وہ معتبر اور نافذ ہوگا[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

امارتِ شرعیہ بہار کا فیصلہ اہلِ بنگال کے لئے

سوال:- ہم لوگ بنگال کے رہنے والے ہیں، بہار و بنگال کے بورڈر پر ہیں، اور یہاں پر

---

[۱] لا یقع طلاق المولی علی امرأۃ عبدہ لحدیث ابن ماجہ الطلاق لمن اخذ بالساق، الدر المختار علی هامش رد المحتار زکریا ص ۴۵۰ ج۴ کتاب الطلاق، مطلب فی الحشیشۃ والافیون والبنج.

[۲] الحیلۃ الناجزۃ ص:۲۸، تنبیهات ضروریه، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

امارتِ شرعیہ مدت سے قائم ہے، ہندہ جس کا شوہر بھی بنگال ہی کا ہے، امارتِ شرعیہ بہار میں اپنے شوہر کے خلاف کیس دائر کر دیا، اور دار القضاء میں دونوں کو طلب کیا گیا، دار القضاء سے فسخِ نکاح کا فیصلہ ہوا، عدت گذرنے کے بعد مسماۃ کا دوسرے مرد سے نکاح کر دیا گیا، اب اطراف اور بستی کے لوگ اس نکاحِ ثانی پر شبہ ظاہر کرتے ہیں کہ بلا طلاق شوہر اول کے دوسرے جگہ نکاح کیوں کیا گیا، اس لئے اب سوال یہ ہے کہ امارتِ شرعیہ بہار کا فیصلہ بنگال والوں کے لئے نافذ ہو گیا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اسبابِ فسخ (تعنّت) وغیرہ متحقق ہونے پر قواعدِ شرعیہ کے تحت فسخ نکاح کیا گیا ہے تو یہ فسخ معتبر ہے اور بعد عدت نکاحِ ثانی درست ہے[1] یا جب دار القضاء سے دونوں کی طلبی ہوئی اور دونوں نے اپنا بیان دیا تو دونوں نے اس کے فیصلہ پر بھی رضا مندی دیدی تو اب شبہ کی کیا بات ہے؟

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۶/۲/۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۲۷/۲/۸۹ھ

شوہر سے بیان لئے بغیر شرعی پنچایت کا فیصلہ طلاق

سوال: -ایک شخص مسمّٰی محمد عالم جو کہ چودہ سال پہلے پاکستان چلا گیا تھا، اسکی بیوی جو یہیں تھی، اس نے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا کہ وہ آباد کرے، اسی دوران میں محمد عالم یہاں آیا اور چند دن ٹھہر کر واپس چلا گیا، اس کے جانے کے بعد اس کے بڑے بھائی عبد العزیز نے شرعی کمیٹی میں درخواست دی کہ محمد عالم دو گواہوں کے سامنے طلاق دے گیا ہے، اس پر شرعی کمیٹی نے تحقیق کر کے فتویٰ دے دیا کہ محمد عالم کی بیوی عقد ثانی کر سکتی ہے، گواہوں کا بیان قرآن پر حلفیہ ہوا تھا، محمد عالم کی بیوی عقد ثانی کر لیتی ہے، مگر ایک ماہ بعد وہ گواہ انکار کر دیتے ہیں، کہ ہم نے گواہی نہیں دی،

---

[1] دیکھئے الحیلة الناجزہ ص: ۱۳۸، صورت قضائے قاضی، الحیلة الناجزة ص ۶۱، ۶۲ حکم زوجۂ متعنت، مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند.

بلکہ جو گواہی دی تھی، وہ غلط تھی، اس پر علماء نے فیصلہ دیا کہ مطابق کتبِ فقہ اگر گواہ بدلیں تو معتبر نہ ہوگا، اس کے نو ماہ بعد محمد عالم پاکستان سے آجاتا ہے، اور کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی بلکہ ان دونوں لوگوں نے جھوٹی طلاق بنالی ہے، محمد عالم کی بیوی اس وقت زوجِ ثانی کے گھر آباد ہے، اور حاملہ ہے، مدلل فتویٰ صادر فرمائیں کہ مفتی، عالم، گواہ، کون کتنا مجرم ہے؟ نیز جو بچہ پیدا ہونے والا ہے، اس کا کیا مقام ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محمد عالم کے بھائی نے طلاق کے متعلق درخواست دی اور گواہی لے کر شرعی کمیٹی نے اس کی زوجہ کو عقدِ ثانی کی اجازت دیدی، اگر اس کے متعلق محمد عالم سے کوئی بیان نہیں لیا گیا، تو شرعی کمیٹی کا یہ فیصلہ خلافِ شرع ہوا، غلط ہوا[1] دوسرا نکاح بھی غلط ہوا[2] جس کی ذمہ داری شرعی کمیٹی پر ہے، وہ عورت محمد عالم کی زوجہ ہے، اگر محمد عالم کا بیان شرعی کمیٹی نے لیا ہے تو اسکی پوری تفصیل لکھ کر معلوم کریں، جن گواہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے، وہ مستقل مجرم اور مستحق سزا ہیں،[3] مگر سزا دینے کا حق شرعی کمیٹی کو نہیں، اس کے لئے شوکت اور قوتِ منفذہ ضروری[4] ہے، جس سے شرعی کمیٹی تہی دست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۳/۹۵ھ

---

[1] ولا يقضى على غائب ولالهٗ اى لا يصح بل ولا ينفذ على المفتى به. شامي كراچي ص: ۴۰۹، ج:۵، مطلب في القضاء على الغائب، كتاب القضاء، مجمع الأنهر ص۲۳۸ ج۳ كتاب القضاء، فصل ثاني، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص۱۷ ج۷ كتاب القاضي الى القاضي.

[2] لا يجوز نكاح منكوحة الغير ومعتدة الغير عند الكل قاضيخان على الهندية كوئٹه ص۳۶۲ ج۱ فصل في المحرمات تاتارخانيه كراچي ص۴ ج۳ الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الانكحة، شامي زكريا ص۲۷۴ ج۴ باب المهر، مطلب في النكاح الفاسد.

[3] يعزر الشهود سواء رجعوا قبل القضاء اوبعدهٗ. شامي كراچي ص: ۵۰۴، ج:۵، باب الرجوع عن الشهادة، من ظهرانه شهد بزور بان اقر على نفسه ولم يدع سهوا او غلطا عزر بالتشهير وعليه الفتوى الخ، الدر المختار على الشامي زكريا ص۲۳۰ ج۸ قبيل باب الرجوع عن الشهادة، البحر الرائق كوئٹه ص۱۲۵ ج۷ باب الشهادة على الشهادة، تبيين الحقائق ص ۲۴۱، ۲۴۲ قبيل كتاب الرجوع عن الشهادة. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

پنچایت کے ذریعہ ظالم زوج سے چھٹکارہ

سوال:-مسماۃ بتول بی کا نکاح محمد شفیع سے ہوا جس کو عرصہ تین برس گذرا مگر محمد شفیع ڈاکو نکلا اور اسنے اپنے خسر محبوب علی کے گھر ڈاکہ ڈالا جب مسماۃ بتول کو معلوم ہوا تو اسنے کہا کہ یہ اشیاء میرے باپ کی ہیں، اس پر محمد شفیع نے بہت مارا اور بتول کو کوڑی میں دبا دیا، اتفاق سے بتول زندہ تھی، اور بچ گئی، اب محمد شفیع محبوب علی اور اسکی لڑکی (بتول) کو جان سے مارنے کے درپے ہے، اس صورت میں پنچایت سے فسخِ نکاح مسماۃ بتول کا مطالبہ درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر تحریر کردہ واقعہ اسی طرح ہے تو یہ محمد شفیع کا بہت بڑا ظلم ہے، اب جس طرح بھی ہو سمجھا کر خوشامد کر کے لالچ دے کر اس سے طلاق حاصل کر لی جائے، یا خلع کر لیا جائے، اس طرح کہ بیوی مہر معاف کردے اور شوہر اپنے حقوقِ زوجیت ختم کردے[1] اگر اس میں بھی کامیابی نہ ہو تو عدالت مسلم یا اس کی عدم موجودگی میں جماعت مسلمین (پنچایت) جس میں کم از کم ایک معاملہ شناش معتبر عالم بھی شریک ہو اس کے سامنے مقدمہ پیش کر کے شوہر کے مظالم ثابت کئے جائیں وہ بعد تحقیقِ واقعات شوہر سے عہد و پیمان لے کر کہ وہ آئندہ زوجہ پر ظلم نہیں کرے گا، اگر ظلم کرے تو زوجہ کو اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا حق حاصل ہوگا[2] اور اس عہد و پیمان پر شوہر سے کچھ ضمانت بھی لے اور زوجہ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۳] وهو ان يكون المقيم للحد هو الامام او من ولاهٔ الامام، والامام قادر على الاقامة لشوكته ومنعته وانقياد الرعية له قهراً وجبراً. بدائع الصنائع ص: ۵۲۴، ج:۶، كتاب الحدود التعزير مطبوعه زكريا ديوبند.

(صفحہ ہٰذا) [۱] واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا يقيما حدود الله فلا بأس بان تفتدى نفسها منه بمال يخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطليقة بائنة ولزمها المال عالمگیری کوئٹه ص۴۸۸ ج ۱ الباب الثامن فی الخلع، هدايه ص ۴۰۴ ج ۲ باب الخلع، مطبوعه تهانوى ديوبند، تاتارخانيه كراچى ص ۴۵۳ ج ۳ الفصل السادس عشر فی الخلع.

[۲] القسم الثانی تعليق التفويض بترک نقد المعجل الى وقت كذا، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کواس کے حوالہ کردیا جائے، اگر شوہر عہد و پیمان نہ کرے تو اس سے طلاق دلوادی جائے، اگر شوہر نہ عہد و پیمان کرے نہ طلاق دے تو تفریق کردی جائے[۱] اس کے بعد عدت تین حیض گذار کر زوجہ (مسماۃ بتول بی) کو دوسری جگہ عقد کرنے کا حق حاصل ہوگا اور زوج محمد شفیع کو کوئی حق باقی نہیں رہے گا[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

شوہر کو دوبارہ اطلاع کئے بغیر تفریق

سوال:- ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوا اور رخصتی بھی ہوگئی، کچھ عرصہ کے بعد میاں بیوی کے درمیان کچھ نااتفاقی پیدا ہوگئی، جس کے باعث پانچ سال تک ہندہ اپنے میکہ میں پڑی رہی، نہ زید اپنے گھر لے گیا، نہ نفقہ کا انتظام کیا، نہ حقوقِ زوجیت ادا کیا، پانچ سال کا عرصہ گذر جانے کے بعد ہندہ کے والد بکر نے ایک عالمِ دین کی سرپرستی میں ایک پنچایت مقرر کیا، مقررہ پنچایت نے

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) وصورة كتابة هٰذا القسم جعل امرها بيدها فى تطليقة واحدة بائنة مطلقا بشرط انه اذا مضى شهراً اوّله كذا وآخره كذا ولم يؤد اليها جميع ما قبل تعجيله لها من صداقها وهو كذا فانها تطلق نفسها بعد ذلک متى شاء ت ابدا واحدة بائنة وفوّض الامر فى ذلک اليها وانها قبلت منه هٰذا الامر فى مجلس التفويض القسم الثالث تعليق التفتويض بشرط قماره او بشربه الخمر او ضربه ضربا موجعا يظهر اثره على بدنها وصورة كتابته على نحو ما بينا، عالمگيرى كوئٹه ص ۱۲۶ ج۶ كتاب الشروط، قبيل الفصل الرابع فى العتاق،الحيلة الناجزة ص۸، ۹ تفويض طلاق، مطبوعه دارالاشاعت ديوبند، عالمگيرى كوئٹه ص ۱۹۲ ج۱ الفصل فى الامر باليد.

(صفحہ ہٰذا) ۱؎ الحيلة الناجزة ص: ۲۱، حكم زوجه متعنت، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

۲؎ اذا طلقت الحرة او وقعت الفرقة بينهما بغير طلاق فعدتها ثلاثة قروء ان كانت من ذوات الحيض الخ، تبيين الحقائق ص۲۶ ج۳ باب العدة، مطبوعه امداديه ملتان، مجمع الأنهر ص ۱۴۲ ج۲ باب العدة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

زید کو طلب کیا تو زید نے پنچایت میں آنے سے انکار کر دیا، چنانچہ پنچایت نے دوسری تاریخ مقرر کیا اور پنچ کے لوگ خود زید کے مکان پر گئے، تو زید کے والد نے بتلایا کہ زید میلہ میں چلا گیا ہے، پنچایت کے لوگ واپس چلے آئے اور دو ممبران کو حکم دیا کہ زید کے مکان پر جا کر زید کو اطلاع دیں کہ زید کی منکوحہ ہندہ نے پنچایت میں عذر دائر کر دیا ہے، لہٰذا زید آ کر اپنی بیوی کو راضی کر کے اپنے گھر لے جاوے، اور اگر وہ گھر لے جانے کے لئے تیار نہ ہو تو طلاق دیدے، لہٰذا دونوں ممبران زید کے مکان پر جا کر زید سے ملے، تو اس نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو ہرگز طلاق نہیں دوں گا، جو مجھ کو طلاق دینے کو کہتا ہے وہ ضرور اپنی بیوی کو طلاق دیدے، لہٰذا جب زید اپنی زوجہ کو راضی کر کے نہ اپنے گھر لے گیا نہ طلاق دینے پر راضی ہوا، تو پنچایت کے سرپرست عالمِ دین نے فسخِ نکاح کا ارادہ کیا، اور دارالعلوم دیوبند سے استفتاء کیا، دارالعلوم سے جواب آیا کہ ایک معزز ومتدین مسلمانوں کی کمیٹی بنائی جائے، جس میں کم از کم ایک معتمد اور تجربہ کار مفتی کو بھی شریک کریں، اس میں لڑکی دعویٰ کرے اور یہ ثابت کرے کہ شوہر نہ آباد کرتا ہے اور نہ نان نفقہ دیتا ہے اور نہ ہی طلاق دیتا ہے، اور دعوے میں شوہر کے آباد کرنے پر اور نان ونفقہ دینے پر راضی نہ ہونے کی صورت میں طلاق کا مطالبہ کرے، شرعی کمیٹی بعد تحقیق وشرعی ثبوت کے شوہر سے کہے کہ اپنی بیوی کے حقوق ادا کرو، آباد کرو، نان ونفقہ دو یا طلاق دو، ورنہ شرعی کمیٹی تم دونوں میں تفریق کر دے گی، اگر اس پر بھی وہ کسی بات کو تسلیم نہ کرے تو شرعی کمیٹی کے لئے جائز ہوگا، کہ ان دونوں میں تفریق کا حکم کر دے، وہ تفریق طلاق کے حکم میں ہوگی۔

چنانچہ دارالعلوم دیوبند کا مذکورہ فتویٰ آ جانے کے بعد پنچایت کے سرپرست عالمِ دین نے جب فسخِ نکاح کا ارادہ کیا تو پنچایت کے اکثر ممبران فسخِ نکاح میں شرکت کرنے سے انکار کر دیئے، اور پنچایت سے علیحدہ ہو گئے، مولانا صاحب نے دوسری جماعتِ مسلمین قائم کیا جس میں مولانا کے علاوہ دو ممبران سابقہ کمیٹی کے شریک رہے، کمیٹی میں مولانا کے علاوہ چھ ممبران شریک ہوئے، کمیٹی نے پہلی نشست میں دو ممبران کو حکم دیا کہ تم دونوں زید کے مکان پر جاؤ اور زید سے کہو کہ تم

جماعتِ مسلمین میں حاضر ہوکر اپنی زوجہ کے دائر کردہ دعوے کی پیروی کرواور اپنا بیان دو، جماعتِ مسلمین نے ہم دونوں کوحکم دیا کہ آپ کواطلاع کروں، لہٰذا آپ مقررہ تاریخ پرحاضرِ عدالت ہوں، یا تو اپنی زوجہ کوراضی کرکے آباد کریں اپنے گھر لے جائیں یا طلاق دیدیں، جب دونوں ممبران نے زید کو جماعتِ مسلمین کا یہ حکم پہنچایا تو زید نے جماعتِ مسلمین میں حاضر ہونے اور طلاق دینے سے صاف انکار کردیا، ان دونوں ممبران نے واپس ہوکر جماعتِ مسلمین کو آگاہ کردیا، اور دوسری نشست ہوئی جس میں فسخِ نکاح کے لئے تاریخ مقرر ہوگئی، زید کو پھر کوئی اطلاع نہیں دی گئی، اور مقررہ تاریخ پر فسخِ نکاح کا اعلان کردیا گیا، جس میں کل ممبران شریک تھے، کسی کو اختلاف نہیں ہوا، جماعت کی کل تین نشستیں ہوئیں تیسری نشست میں سارے ممبران شریک تھے، اور متفقہ فیصلہ پر دستخط کیا، فسخِ نکاح کا حکم ہوجانے کے بعد عدتِ طلاق گذار کر ہندہ نے عقدِ ثانی کرلیا، اور شوہر ثانی کے ساتھ رہنے لگی، دریں صورتِ مذکورہ فسخ نکاح صحیح ہوا یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر نشست میں کم از کم تین ممبر موجود رہے، اور شوہر کے پاس اطلاع بھیجی کہ تم اپنی بیوی کو آباد کرو یا طلاق دے کر آزاد کرو، ورنہ فلاں تاریخ تک اگر تم نے کچھ نہ کیا تو ہم تفریق کردیں گے، پھر مقررہ تاریخ تک شوہر نے کوئی جواب دہی نہیں کی اور دوبارہ شوہر کو اطلاع کئے بغیر تفریق کردی تو شرعاً وہ تفریق معتبر ہوگئی اور زوجہ کو حق حاصل ہوگیا، کہ بعد عدت نکاحِ ثانی کرے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جج کا فیصلہ نکاح وتفریق میں

سوال:- ہندوستان کی مسلم ریاستوں کے مسلم اور غیر مسلم جج کسی معاملہ میں مثلاً (فسخ نکاح

---

[1] الحیلة الناجزة ص: ۶۱، ۶۲ حکم زوجه متعنت، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

وایقاع طلاق) شریعت حقہ کے مطابق فیصلہ صادر کریں تو قوانین الٰہیہ کی رو سے قابل قبول ہیں یا نہیں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

مسلم جج کا فیصلہ جب کہ شریعت حقہ کے مطابق ہو شرعاً فسخ نکاح کے متعلق معتبر ہے غیر مسلم جج کا فیصلہ ایسے مسائل میں شرعاً معتبر نہیں البتہ کافر رعایۃ کے حق میں کافر جج کا فیصلہ بھی معتبر ہوگا:

فیشترط فیه (فی الحکم) مایشترط فی القاضی الخ زیلعی[1] ج: ۴، ص: ۱۹۳۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جج کا فیصلہ فسخ نکاح میں

سوال:- مسماۃ ملکی کے والد اللہ دتہ نے مسماۃ ملکی کا نکاح صغرِ سنی میں افضل سے کردیا، اس وقت مسماۃ کی عمر تقریباً ۳۵ رسال ہے محمد افضل نے تیرہ سال ہوئے دوسری شادی کرلی جس سے پانچ بچے بھی ہیں دوسری شادی سے پہلے مسماۃ کے والد نے افضل سے کہا کہ تم اپنی منکوحہ کو لیجاؤ دوسری شادی مت کرو، مگر محمد افضل انکار کردیا کہ تیرے گھر پر ہی بٹھائے رکھونگا۔

شادی کے بعد محمد افضل نے کسی کے ذریعہ سے پہلی منکوحہ کو بلانا چاہا مگر لڑکی کے باپ نے کہلا دیا کہ اگر یہ ارادہ ہوتا تو دوسری شادی نہ کرتا، میں نے تو تین مرتبہ آدمی بھیجے کہ لڑکی کو لے جاؤ لیکن انکار کردیا اور گالیاں دیں، اب مقصد بدلہ لینا ہے اور لڑکی کو ذلیل کرنا ہے اس کے بعد مسماۃ نے تفسیخ نکاح کا دعویٰ کیا، تحصیل میں حاکم نے نکاح توڑ دیا جس کی نقل ہمراہ منسلک ہے، دو گواہ بھی حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ محمد افضل ملا تھا، وہ کہتا تھا کہ مسماۃ ملکی کو ہٹانا نہیں چاہتا، نکاح تفسیخ ہو چکا

---

[1] حتی لو حکما کافرا اوعبداً محجوراً اومحدودا فی قذف اوصبیاً لا یجوز لانه لا یصلح قاضیاً لا نعدام اهلیة الشهادة فکذا حکما. تبیین الحقائق للزیلعی ص: ۱۹۳، ج: ۴، باب التحکیم، مطبوعه امدادیه ملتان، الدر المختار مع الشامی کراچی ص ۴۲۸ ج ۵ کتاب القضاء، باب التحکیم، عالمگیری کوئٹه ص ۳۹۷ ج ۳ الباب الرابع والعشرون فی التحکیم.

ہے، غلام سرور سے کہو کہ اس سے شادی کرلے اب غلام سرور نے شادی کرلی ہے جس کو ۸/ ماہ ہو چکے، اب محمد افضل مدعی ہے کہ میرا نکاح مسماۃ ملکی سے بدستور قائم ہے، کیا اس کا کہنا صحیح ہے، اور جج صاحب کا فیصلہ فسخِ نکاح کے بارے میں نہیں ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ مدعیہ کی درخواست پر شوہر کو حاضرِ عدالت کر کے بیان لیا گیا اور پورے ثبوت وصفائی کے بعد عدالت کو یہ ثابت ہوا کہ مدعیہ کا بیان صحیح ہے اور شوہر اس کے حقوق ادا نہیں کرتا، اس بنا پر چودھری فضل کریم صاحب سول جج نے دونوں کے درمیان تفریق کردی ہے تو شرعاً یہ تفریق معتبر ہے،[1] اور مدعیہ کو نکاحِ ثانی کا حق حاصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۶/۸۷ھ

غیر مسلم عدالت سے فسخ نکاح

سوال:- شوہر زوجہ کو نفقہ نہیں دیتا تھا، بیجا تنگ کرتا تھا، اس مظلومہ نے اس بنا پر عدالت میں دعویٰ دائر کردیا اور فسخ نکاح کا مطالبہ کیا، عدالت کے غیر مسلم جج نے فسخ نکاح کا حکم سنادیا اور باقاعدہ فیصلہ کردیا اب اگر ہم لوگ اس عورت کا عدت گذرنے پر دوسرا نکاح کردیں تو کوئی حرج تو نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

غیر مسلم جج کا فیصلہ فسخ نکاح میں شرعاً کافی نہیں،[2] یا تو شوہر سے طلاق حاصل کی جائے یا کسی

---

[1] فیصلۂ حاکم کی نقل نہ ہونے سے فیصلہ کی تفصیل معلوم نہیں ہوسکی البتہ جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ سول جج مسلمان ہے اور مسلمان جج کا فیصلہ جب کہ شریعتِ حقہ کے مطابق ہو، فسخِ نکاح سے متعلق شرعاً معتبر ہوتا ہے غیر مسلم جج کا فیصلہ ایسے مسائل میں معتبر نہیں۔ ملاحظہ ہو عنوان: جج کا فیصلہ نکاح وتفریق میں۔ الحیلۃ الناجزۃ ص ۲۰ موجودہ جج مجسٹریٹ وغیرہ کا فیصلہ، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند۔ (حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسلم حاکم سے باقاعدہ نکاح فسخ کرادیا جائے، یا خلع کیا جائے، اس کے بعد عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح درست ہوگا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶۳/۲/۲۹ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

جعلی قاضی کا فیصلہ طلاق کے سلسلہ میں

سوال:- زید کی شادی ہوئی پانچ سال تک زن وشوہر اچھی طرح ازدواجی زندگی گذارتے رہے، زید کی بیوی نے میکہ جانیکی خواہش ظاہر کی، زید نے بخوشی ورضامندی پہنچادیا تین چار ماہ بعد جب زید اپنی بیوی کو رخصت کرانے گیا تو بیوی کے باپ بھائی نے انکار کردیا، بعدہٗ بیوی کے باپ نے لڑکی کی طرف سے عدالت میں مقدمہ دائر کردیا، وہاں سے حکم ہوا کہ قاضی جا کر تحقیق کرے گا، مگر قاضی صاحب نہیں آئے، لڑکی کے باپ بھائی نے گاؤں کے چار پانچ نمازی آدمیوں سے دستخط لئے کہ آپ لوگوں کے لکھنے سے قاضی صاحب آجائیں گے، ان لوگوں نے دستخط دیدیئے، اس کے بعد ان لوگوں کے دستخط والے کاغذ پر قاضی صاحب نے فیصلہ اور فتویٰ لکھ دیا کہ لڑکی کو زید بہت ستاتا مارتا پیٹتا ہے، لڑکی جانے پر رضامند نہیں، لہٰذا بحیثیت قاضی کے اس کو طلاق دی جاتی ہے، اب وہ اپنی دوسری شادی کرسکتی ہے قاضی صاحب نے نہ لڑکی کو بلوایا نہ اس کا بیان لیا، نہ جائے وقوع پر آئے تو کیا اس صورت میں زید کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی، اب زید کی بیوی نے دوسرے آدمی سے شادی کرلی ہے، تو کیا پھر دوسرا نکاح صحیح بھی ہوا یا نہیں؟

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۲] حکم القاضی المنصوب فی بلاد الدروز فی القطر الشامی ویکون درزیا ویکون نصرانیاً فکل منھما لا یصح حکمه علی المسلمین فان الدرزی لا ملة له کالمنافق والزندیق، شامی کراچی ص ۳۵۵ کتاب القضاء، مطلب فی حکم القاضی الدرزی والنصرانی، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۵۹ ج ۱ کتاب القضاء. الحیلة الناجزة ص: ۲۱، مقدمه، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

(صفحہ ہٰذا) [۱] الحیلة الناجزة ص: ۲۹، تنبیهات ضروریه، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ فیصلہ شرعی نہیں نہ اس سے طلاق ہوئی، نہ دوسرا نکاح درست ہوا: **وَلایقضی علیٰ غائب ولا لہ ای لا یصح ولاینفذ علی المفتی بہ الا بحضور نائبہ ای من یقوم مقام الغائب . درمختار[۱] ص:۳۳۵، ج:۴.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۱۹؍۴؍۸۷ھ

عدالتی طلاق

سوال:-ایک لڑکی کا نکاح سوتیلی پھوپھی کے لڑکے کے ساتھ ہوا اس کی پھوپھی مخالف تھی، ایک پلیٹ پیتل کا تھا، جولڑکے کو ساس نے دیا تھا، جو سگی پھوپھی چرالائی کیونکہ دلوں میں زق تھا، یہاں سے جھگڑا شروع ہوگیا،لڑکی قریب پانچ ماہ تک آتی جاتی رہی، جھگڑا چلتا رہا،لڑکی جب بیمار ہوئی تو اپنی ماں کے گھر چلی آئی،قریب چھ ماہ تک بیمار رہی،لڑکا اورکوئی متعلقین میں سے دیکھنے تک نہیں آئے، پھربھی لڑکی کے والد نے عیدکوان کو بلوایا، انہوں نے سخت لہجہ میں جواب دیا، ہم نہیں آئیں گے، اب بدلہ لینے کا وقت آیا ہے، اب بتائیں گے، پھربھی لڑکی والوں نے کچھ لوگوں کو بغرضِ صلاح بھیجا لیکن لڑکے والوں نے صاف انکار کردیا تو پھرلڑکی نے لوگوں سے کہلوایا کہ میں طلاق چاہتی ہوں،لڑکے نے جواب دیا کہ ہم طلاق نہیں دیتے اورنہ لینے جائیں گے، زندگی بھر یوں ہی رکھیں گے، ان حالات میں لڑکی نے مقدمہ عدالت میں دائر کردیا، بغرضِ طلاق، عدالتی طلاق ہوگئی، اب لڑکی اپنا نکاح کرنا چاہتی ہے اورلڑکا دوسرا نکاح کرنے والا ہے، جب فیصلہ عدالتی لڑکی کے حق میں ہوگیا، تو فرضی طور پر کہتا ہے کہ میں رکھوں گا، اورلڑکی کسی قیمت پر جانے کو تیار نہیں اورکہتی ہے کہ مرجاؤں گی مگر وہاں نہیں جاؤں گی، کیونکہ لڑکے کے اورگھر والے کے حالات اچھے

---

[۱] الدرالمختار مع الشامی کراچی ص:۴۰۹، ج:۵، مطلب فی القضاء علی الغائب، کتاب القضاء، مجمع الأنھر ص۲۳۸ ج۳ کتاب القضاء، فصل ثانی، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹہ ص۷ ا ج۷ کتاب القاضی الی القاضی.

نہیں ہیں، عدالت جو فیصلہ دیتی ہے، وہ مسلم پرسنل لا کے مطابق دیتی ہے، لڑکی شریعت کے مطابق فیصلہ چاہتی ہے، لہٰذا گذارش ہے کہ مسئلہ کے مطابق جواب عنایت فرمایا جائے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگر لڑکی کی درخواست پر عدالت نے شوہر کو بلوا کر اس سے طلاق دلوادی اور شوہر نے اپنی زبان سے طلاق دیدی تو شرعاً طلاق واقع ہوگئی، عدت گذر جانے پر لڑکی کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا حق ہے[1]۔

اگر شوہر کو بلوا کر اس سے طلاق نہیں دلوائی بلکہ لڑکی کی درخواست پر خود فعل مختاری کی اجازت دیدی جیسا کہ آج کل بکثرت ہوتا ہے، تو اس سے شرعی طلاق نہیں ہوئی لڑکی کو دوسری جگہ نکاح کی اجازت نہیں۔

بہتر تو یہ ہے کہ پہلی بات کو ختم کر کے باہمی مصالحت اور میل جول کر لیا جائے، اگر لڑکی کسی طرح بھی شوہر کے یہاں جانا نہیں چاہتی تو شوہر سے خوشامد کر کے مہر معاف کر کے لالچ دے کر غرض عورت کسی بھی طرح طلاق حاصل کر لے یا شرعی پنچایت کے ذریعہ اپنا معاملہ صاف کرالے، اگر شرعی پنچایت الحیلۃ الناجزہ کو سامنے رکھ کر اس کے لکھے ہوئے طریقے پر تفریق کردے گی تو وہ تفریق بھی معتبر ہوگی[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۱/۱۴۰۶ھ

کیا عورت ناراض ہو تو قاضی کے یہاں جا کر طلاق دے سکتی ہے

سوال:- اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے پاس رہنا نہیں چاہتی اور ناراض ہے کیا وہ عورت

---

[1] ویقع طلاق کل زوج اذا کان بالغا عاقلا سواء کان حراً اوعبداً طائعا او مکرھا عالمگیری کوئٹہ ص۳۵۳ ج ۱ فصل فیمن یقع طلاقه، مجمع الأنهر ص۸ ج۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص۳۱۶ ج۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] الحیلة الناجزة ص: ۲۱، ۲۲، حکم زوجۂ متعنت، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

اپنے خاوند کو طلاق دے کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے کیونکہ سنا ہے کہ اب سرکار نے قانون جاری کیا ہے، کہ اگر عورت اپنے خاوند سے ناراض ہوتو قاضی کے یہاں عورت جا کر طلاق دے سکتی ہے، یہ نیا قانون ہے۔

الجواب حامداً ومصلياً

عورت کو طلاق کا حق حاصل نہیں بلکہ یہ حق مرد کو ہے، لہٰذا عورت طلاق نہیں دے سکتی صرف مرد طلاق دے سکتا ہے: **الطلاق لمن اخذ بالساق** (الحدیث[۱]) البتہ اگر عورت نہیں رہنا چاہتی تو کسی طرح مرد سے طلاق لے لے یا کچھ مال دے کر خلع کر لے[۲] اگر یہ دشوار ہوتو عورت کو چاہئے کہ بااختیار قاضی مسلم کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے اور اپنی تکالیف وشکایات کو ثابت کرے، اس پر قاضی مسلم با قاعدہ واقعات کی تحقیق وتفتیش کرے اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہوتو اس کے شوہر کو کہے کہ یا تم اپنی بیوی کے حقوق ادا کرو یا طلاق دیدو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے اس پر اگر شوہر کوئی بات اختیار کر لے تو خیر ورنہ قاضی مسلم بااختیار تفریق کر دے اگر کسی جگہ قاضی مسلم بااختیار نہ ہوتو شرعی پنچایت بھی یہ سب کام کر سکتی ہے، پھر عورت عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے[۳]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۲۸/صفر ۵۸ھ

۱؎ ورد فی حدیث ابن عباس مرفوعاً، ابن ماجه ص: ۱۵۱، باب طلاق العبد شامی کراچی ص: ۲۴۲، ج: ۳، کتاب الطلاق، تبیین الحقائق ص ۹۶ ج ۲ کتاب الطلاق، مطبوعه امدادیه ملتان.

ترجمہ حدیث:- طلاق کا حق اس کے لئے ہے جس نے پنڈلی یعنی بیوی کو حاصل کیا۔

۲؎ اذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود الله فلا بأس بان تفتدی نفسها منه بمال یخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطلیقة ولزمها المال، عالمگیری کوئٹه ص ۴۸۸ ج ۱ الباب الثامن فی الخلع، تاتارخانیه کراچی، ص ۴۵۳ ج ۳ الفصل السادس عشر فی الخلع، مجمع الأنهر ص ۱۰۲ ج ۲ باب الخلع، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

۳؎ الحیلة الناجزة ص: ۶۲،۶۱ حکم زوجهٔ متعنت، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

مظلومہ کی گلوخلاصی

سوال:- کیا ماں باپ کو شرعاً اس بات کا اختیار ہے کہ اپنی لڑکی کو شوہر کے مکان سے اس کی سختیوں کی بناء پر نکال لے جائیں اور وہ بیچارہ مجبوریوں کی وجہ سے کچھ نہ کر سکے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شوہر نا قابل برداشت سختی کرتا ہے تو بہتر یہ ہے کہ اول اس کو سمجھایا جائے اگر وہ باز نہ آئے تو کسی طرح لالچ دے کر یا دباؤ ڈال کر اس سے طلاق لے لی جائے یا خلع کر لیا جائے[1] اگر یہ دشوار ہو تو عورت حاکم مسلم کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے وہ علماء کے مشورہ اور فتویٰ کے ماتحت فیصلہ کر دے گا۔ بجز اس کے شوہر کے گھر سے نکالنا نہیں چاہئے[2] کیونکہ اس جدائی سے شوہر کو بھی اذیت ہوگی اور بیوی کو بھی اور دونوں کے حقوق ضائع ہوں گے[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/۴/۵۴ھ

---

[1] إذا تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود اللّٰه فلا بأس بان تفتدی نفسها منه بمال يخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطليقة بائنة (الهندية ص۴۸۸ ج ۱ الباب الثامن فی الخلع مطبوعه کوئٹه پاکستان، سکب الأنهر علی هامش مجمع الأنهر ص ۱۰۱، ۱۰۲، باب الخلع، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت، هدايه ص ۴۰۴ ج ۲ باب الخلع، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[2] اور صورت تفریق کی یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضیٔ اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کر یا طلاق دو۔ ورنہ ہم تفریق کر دیں گے اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعاً جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کر دے۔ اس میں کسی مدت کے انتظار ومہلت کی باتفاق مالکیہ ضرورت نہیں، الحیلۃ الناجزۃ ص ۶۱، ۶۲ حکم زوجۂ متعنت مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند۔

[3] قوله عز وجل ذلک أزکی لکم وأطهر إذا لم تعضلوا هن لأن العضل ربما أدی إلی إرتکاب المحظور الخ أحکام القرآن للجصاص ص۴۰۳ ج ۱ باب النکاح بغير ولی، قبيل باب الرضاع، مطبوعه دار الکتاب العربی بيروت.

شوہر بیوی کا معاملہ برادری کے حوالہ کرنا

سوال:-ایک ایک لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ رہنے سے کسی بات پر ناراض چلی جارہی تھی، لڑکی کے والدین نے یہ معاملہ برادری کے ہاتھ میں فیصلہ کے لئے دیدیا، اور اقرارنامہ دیدیا، لڑکے کے والد سے بھی برداری نے کہا کہ تم بھی لڑکے کا معاملہ برادری کے ہاتھ میں دیدو اور اقرار نامہ دیدو کہ برادری از روئے شرع جو مناسب سمجھے طے کردیں، مگر لڑکے والے تیار نہیں ہوئے، جس کی وجہ سے برادری نے لڑکے والوں سے قطعِ تعلق وعدمِ شرکت غمی وخوشی طے کردیا، اور یہ فیصلہ کل برادری پر نافذ کیا تو کیا مسلمانوں کو ایسا کرنے کا شرعاً حق ہے اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگر لڑکی بالغہ ہے اور اس کی مرضی سے شوہر کے معاملہ کو حل کرنے کے لئے برداری کو اختیار دیدیا ہے کہ وہ شریعت کے مطابق جس طرح طے کردے منظور ہے، تو شرعاً اس میں کچھ مضائقہ نہیں، لڑکے والے بھی اگر لڑکے کی رضامندی سے اس طرح برداری کو اختیار دیں تب بھی درست ہے، لیکن مجبور کرنے کا حق نہیں، پس برادری کا یہ فیصلہ کہ لڑکے والوں سے قطعِ تعلق کردیا شرعاً صحیح نہیں ہے[1]، اس فیصلہ کو ختم کرنا ضروری ہے پھر سمجھا کر دونوں کا معاملہ شرعی حکم کے ماتحت حل کردیا جائے، اگر اس کے علاوہ کوئی اور وجہ قطعِ تعلق کی ہے تو وہ دوسری بات ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/۸/ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/۸/ ۸۷ھ

حکم نکاح کس طرح فسخ کرے

سوال:-ایک عورت اپنے خاوند سے اپنا نکاح فسخ کرانے پر بضد ہے، خاوند کوشش کرتا ہے

---

[1] ان مطلق الغضب المودی الی مطلق الهجر ان یکون حراماً. مرقاۃ ص: ۱۶۷، ج: ۴، باب ما ینهی عنه من التهاجر والتقاطع. کتاب الادب، مطبوعه ممبئی.

کہ آباد ہومگر وہ کسی صورت میں نہیں مانتی یہ مخاصمت سرکاری عدالت سے ایک حکم کے پاس ثالثی کے لئے بھیج دی گئی ہے حَکم نے مصالحت کی پوری پوری کوشش کی ہے، مگر کوئی صورت نہیں نکل سکی حَکم شرعی حُکم کا نفاذ چاہتا ہے، بایں طور کہ اگر اس حالت میں مرد طلاق نہ دے تو ثالث کا حکم فسخ نکاح شرعاً نافذ ہوگا یا نہیں؟ بصورت اول کن الفاظ میں لکھا جائے۔

الجواب حامداًومصلیاً

بغیر وجہ شرعی حاکم، حکم، مفتی، ثالث کے فسخ نکاح کرنے سے نکاح فسخ نہیں ہوگا[1]، الا یہ کہ شوہر نے فسخ کرنے کا اختیار دے کر وکیل ومختار بنا دیا ہو، اس صورت میں یہ لکھنا چاہئے، میں نے شوہر فلاں بن فلاں کی طرف سے بحیثیت وکیل ومختار اس کا نکاح فسخ کر دیا یا زوجین کے درمیان تفریق کردی[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا ولی کو فسخ نکاح کا حق ہے

سوال:- ہندہ نے اپنی لڑکی زاہدہ کا نکاح بلامرضی زید (اپنے شوہر) محمود سے پڑھوادیا لڑکا بعد نکاح نہایت بدخلق اور بدمزاج نکلا لڑکی زاہدہ ہنوز نابالغہ ہے، اس کی بدمزاجی سے نالاں اور پریشان حال ہے، صورتِ حال دونوں میں ایک دم نباہ کی صورت نظر نہیں آتی ہے، زید یعنی باپ لڑکی کا من حیث ولی نکاح فسخ کرسکتا ہے یا نہیں، یا زید خیار بلوغ پر نکاح کے فسخ کو موقوف رکھے۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداًومصلیاً

باپ کی موجودگی میں ماں کو ولایت نکاح حاصل نہیں، صورتِ مسئولہ میں یہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہے، اگر باپ نے اجازت دیدی ہو تو جائز ہوگیا، اب نہ خود فسخ کرسکتا ہے، نہ

[1] الحیلة الناجزة ص: ۱۴۰، قضاءِ قاضی، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

اس صورت میں لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہوگا، بلکہ یہ نکاح لازم ہوگیا، اگر باپ نے اجازت نہیں دی، بلکہ رد کردیا تو وہ رد ہوگیا، یعنی شرعاً یہ نکاح غیر معتبر ہے، فسخ کرانے کی ضرورت ہی نہیں، بلکہ دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے۔ **فلو زوّج الا بعد حال قیام الاقرب توقف علٰی اجازتہٗ اھـ درمختار فلایکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالۃ. تأمل اھـ ردالمحتار**[1] **ص: ۴۸٦، ج: ۲.**

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور یوپی

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف ۲٦/محرم ٦۱ھ

نابالغ کا نکاح باپ فسخ نہیں کرسکتا

سوال:- زید نے اپنی اذن سے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح ایک نابالغ لڑکے سے کردیا کچھ مخاصمت ہونے کی وجہ سے زید نے کہہ دیا کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح فسخ کردیا تو کیا زید کو نکاح فسخ کرنے کا حق ہے، اور کیا ایسی باتوں سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کو اس کا حق ہرگز نہیں اس کے فسخ کرنے سے یہ نکاح فسخ نہیں ہوسکتا، لڑکا بالغ ہوکر خود طلاق دینے کا حقدار ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۵/٦۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۵/ جمادی الاولیٰ ٦۷ھ

---

[1] شامی کراچی ص: ۸۱، ج: ۳، شامی نعمانیہ ص: ۳۱۵، ج: ۲. باب الولی، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۵ ج ۱ الباب الرابع فی الاولیاء، تاتارخانیہ کراچی ص ۲۳ ج ۳ الفصل الحادی عشر فی معرفۃ الاولیاء.

[2] اتفق العلماء علی ان الزوج العاقل البالغ المختار ہو الذی یجوز لہ ان یطلق (بقیہ اگلے صفحہ پر)

خلافِ شرط کرنے پر فسخ نکاح

سوال:- زید اپنی لڑکی صفیہ کا عقد عمر کے بیٹے ظفر کے ساتھ اس شرط پر کیا کہ اسکی لڑکی پردہ میں رہیگی، ارکان شرعی کی پابند رہے گی ظفر نے دو سال کے بعد اپنی بیوی کو بے پردہ رکھنا شروع کیا نیز جب وہ قرآن شریف کی تلاوت کرتی ہے، تو اسے جواب دیا جاتا ہے، کہ کیا رام کہانی شروع کر رکھی ہے، زید کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو وہ اپنی بچی کو گھر لے آیا ظفر کا اصرار ہے کہ وہ اپنی بیوی کو لے جائے گا زید کا کہنا ہے کہ تم نے شرط پوری نہیں کی، اس لئے اب میں رخصت نہ کروں گا ایسی صورت میں شرعی نقطۂ نگاہ سے کیا کرنا چاہئے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کو چاہئے کہ وہ ظفر سے پختہ عہد کرلے اور چند معزز آدمیوں کے سامنے تحریر کرالے کہ ظفر اب آئندہ اپنی بیوی کو پردہ کے ساتھ رکھے گا، بے پردگی پر مجبور نہ کرے گا، نیز احکام شرع کی پابندی کرے گا اور اگر اس پر اطمینان نہ ہو تو زوجہ کو چاہئے کہ حاکم مسلم[۱] بااختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے کہ ظفر میرا شوہر ہے، مجھے بے پردہ رکھتا ہے، اور احکام شرع کی بجا آوری میں مخل ہوتا ہے، اس پر حاکم ظفر کو بلا کر تحقیق کرے اور اس کو حکم دے کہ تم اپنی زوجہ کو پردہ میں رکھو اور احکام شرع کی پابندی میں رکاوٹ نہ ڈالو ورنہ آزاد کردو اس پر ظفر احکام شرع کی پابندی کا وعدہ کرے یا

(گذشتہ صفحہ حاشیہ) وان طلاقه يقع فان كان مجنونا او صبيا او مكرها فان طلاقه يعتبر لغوا لو صدر منه لان الطلاق تصرف من التصرفات التى لها آثارها ونتائجها فى حياة الزوجين ولا بد ان يكون المطلق كامل الاهلية حتى تصح تصرفاته وانما تكمل الاهلية بالعقل والبلوغ الخ، فقه السنة من يقع منه الطلاق، مطبوعه دار الكتاب العربى بيروت، تبيين الحقائق ص ۱۹۴ ج ۲ كتاب الطلاق، مطبوعه امداديه ملتان، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۴۴ ج۳ كتاب الطلاق.

(صفحہ ہذا) [۱] حاکم مسلم نہ ہونے کی صورت میں شرعی پنچایت اس کے قائم مقام ہوتی ہے، لہٰذا شرعی پنچایت میں یہ سب کاروائی کی جاسکتی ہے۔ (الحیلۃ الناجزۃ ص:۲۲، جماعت مسلمین کا حکم) مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند۔

آزاد کردے اگر وعدہ کرے تو بہتر ہے، اگر آزاد کردے تو بعد عدت نکاح ثانی درست ہے [1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم

شوہر نہ بیوی کو بلائے نہ طلاق دے تو وہ کیا کرے؟

سوال:- زید اپنی بیوی زینب کو گھر لے گیا لیکن حالات کے ناموافق ہونے کی وجہ سے زید نے بیوی کو طرح طرح سے ستانا مارنا پیٹنا شروع کردیا، زینب چاہتی ہے کہ چند دنوں کیلئے والدین کے پاس بھیج دی جائے، لیکن اس ابتلاء میں قریب قریب چار سال کا عرصہ ہوگیا اور زید نے کوئی توجہ نہیں کی، بعد اصرار تھوڑے دنوں کے لئے زینب کو میکہ بھیج دیا، لیکن چند یوم گذرے بھی نہ تھے، کہ زید واپس لینے پہنچ گیا، والدین نے یہ کہہ کر ابھی چند دن اور رہنے دو، پھر لیجانا، اسکے نتیجہ میں زید نے دوسری شادی کر لی اور اب زینب کو کسی قیمت پر لیجانے کیلئے تیار نہیں ایسے شخص کے پنجہ سے جان جھڑانے کی کوئی صورت ہے والدین سخت پریشانی کے عالم میں مبتلا ہیں، زینب اس قابل نہیں کہ گھر میں رکھی جاسکے، جب کہ قدم قدم پر فتنہ کا شدید اندیشہ ہے، اب عورت کب تک انتظار کرے، اور کیا ایسی صورت کے تحت فسخِ نکاح کے لئے عدالت یا گاؤں کے پنچایت کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

زینب کے والدین کو چاہئے کہ اس کے شوہر کے مکان پر پہنچانے کی کوشش کریں، اگر زید رکھنے کے لئے آمادہ نہ ہوتو اس سے کہیں کہ وہ طلاق دیدے اگر طلاق بھی نہ دے تو زینب بعوض مہر طلاق حاصل کرنے کی کوشش کرے [2] اگر اس میں بھی کامیابی نہ ہوتو پھر حاکم مسلم بااختیار کی عدالت

---

[1] الحیلة الناجزة ص ۶۱، ۶۲ حکم زوجۂ متعنت، مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند.

[2] تقدم تخریجه تحت عنوان : بیوی کی طرف شوہر متوجہ نہ ہوتو کیا صورت ہے، حاشیہ ا.

میں مقدمہ پیش کرے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے وہ میرے حقوق ادا نہیں کرتا، اس سے میرے حقوق ادا کرائے جائیں یا پھر مجھے نکاحِ ثانی کی اجازت دی جائے اس پر عدالت جملہ امور کی باقاعدہ تحقیق کر کے شوہر سے کہے کہ تم اپنی بیوی کے جملہ حقوق ادا کرو، یا اس کو طلاق دیدو، ورنہ ہم تفریق کر دیں گے، اگر شوہر کوئی صورت اختیار نہ کرے تو حاکم مسلم بااختیار تفریق کردے، یہ تفریق طلاق کے حکم میں ہوگی[۱] اس کے بعد عدتِ طلاق تین حیض گذار کر دوسری جگہ نکاح کی اجازت ہوگی،[۲] اگر حاکم مسلم با اختیار نہ ہو یا وہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرے، تو چند معزز مسلمانوں کی پنچایت بھی یہ کام کرسکتی ہے، اس پنچایت میں کم از کم ایک معاملہ شناس معتبر عالم کی شرکت بھی ضروری ہے اور لازمی ہے،[۳] رسالہ ''**الحیلۃ الناجزہ**'' کا مطالعہ بھی بغور کرلیا جائے، اس میں تفصیل مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱/۸۸ھ

بیوی کی طرف شوہر متوجہ نہ ہو تو کیا صورت ہے

سوال:-عرض ہے کہ محمد اسماعیل کی شادی ہوئے تقریباً گیارہ مہینے ہو چکے ہیں، لیکن اب تک محمد اسماعیل نے اپنی زوجہ آسیہ بیگم کو چھوا تک نہیں ہے، نکاح کے بعد تین چار دن تک آسیہ بیگم نے جبر کر کے محمد اسماعیل کی سرپرست (جو کہ خود آسیہ بیگم کی خالہ ہیں) سے کہا کہ آپ کے لڑکے کی یہ کیفیت ہے کہ وہ میری طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے، پانی کی ضرورت ہو تو بھی وہ اپنی بھاوج سے مانگ لیتے ہیں، ایسی صورت میں میرا یہاں رہنا فضول ہے، میں اپنے میکے جانا چاہتی ہوں

---

[۱] الحیلۃ الناجزۃ ص: ۶۱، ۶۲ حکم زوجہ متعنت، مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند.

[۲] ملاحظہ ہو عنوان: ایک بیوی کے حقوق ادا نہ کرنے کی صورت میں نکاح ثانی کی اجازت، حاشیہ [۱]۔

[۳] الحیلۃ الناجزۃ ص: ۲۸، تنبیہات ضروریہ، مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند.

جس وقت ضرورت ہوگی وہ خود محمد اسماعیل آئیں گے، اس انتظار میں گیارہ مہینے کا عرصہ گذر گیا، درمیان میں لڑکی کے والد نے اپنے داماد محمد اسماعیل کے بارے میں حالات دریافت کئے تو محمد اسماعیل نے کہا کہ اگر وہ زیادہ کچھ کریں گے، تو غنڈوں کے ذریعہ پٹائی کروں گا، بالآخر چند دن کے بعد دونوں طرف کے رشتہ دار ذمہ دار قسم کے لوگوں نے جمع ہوکر شوہر بیوی کو روبرو بیٹھا کر پوچھا کہ کیا تم کو بیوی چاہئے یا نہیں؟ شوہر نے کہا مجھے یقیناً چاہئے، لہٰذا اس کو میرے گھر بھیج دیں، اب بیوی آسیہ بیگم نے پوچھنے پر کہا کہ وہاں جا کر کیا کرونگی، میرے والد کو دھمکی دینے کے بعد اب مجھے اپنی جان کا خطرہ محسوس ہورہا ہے اور مجھے وہاں جانا بالکل پسند نہیں، لہٰذا میں خلع لینے کیلئے تیار ہوں، اب اسکے جواب میں محمد اسماعیل کہہ رہا ہے کہ میں آسیہ بیگم کو نہیں چھوڑوں گا اور اس خلع نامہ پر رضامند ہوکر دستخط نہیں کروں گا، لہٰذا ایسی نازک صورت میں ان میاں بیوی میں جدائیگی کی کیا صورت ہے، لڑکی کے والدین چاہتے ہیں کہ جب لڑکی وہاں جانے کے لئے راضی نہیں ہے، تو پھر کسی طرح اس کے تعلق کو ختم کرا کر لڑکی کی کسی اور جگہ شادی کرادی جائے، لہٰذا شریعت کے حکم سے نوازیں اور خلع کی صورت سے مطلع کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زوجہ اپنے شوہر کے مکان پر جانے کیلئے اور حقوقِ زوجیت ادا کرنے کیلئے تیار نہیں اور اسکو اپنی جان کا خطرہ ہے تو کسی طرح خوشامد کر کے لالچ دیکر مہر معاف کر کے غرض کسی بھی طرح شوہر سے طلاق حاصل کرلے اسکے بغیر گلوخاصی کی کوئی صورت نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۱/۱۴۰۶ھ

الجواب صحیح: حبیب الرحمٰن خیرآبادی دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۱/۱۴۰۶ھ

---

[1] اذا تشاق الزوجان وخافا ان لایقیما حدود اللّٰہ فلا بأس بان تفتدی نفسها منه بمال یخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطلیقة بائنة. عالمگیری ص: ۴۸۸، ج: ۱ الباب الثامن فی الخلع، هدایه ص ۴۰۴ ج ۲ باب الخلع، مطبوعه تهانوی دیوبند، تاتارخانیه کراچی ص ۴۵۳ ج ۳ الفصل السادس عشر فی الخلع.

سختی کرنے والے شوہر سے علیحدگی

سوال:- میری لڑکی کو گھر پر چار سال ہوگئے ہیں، اسکی سسرال والے بہت تنگ کرتے ہیں نہ کھانے کو دیتے ہیں نہ پہنے کو اور اس کو مار ڈالنے تک کا ارادہ کرلیا تھا، اب لڑکی وہاں پر کسی حال میں جانا نہیں چاہتی اب بھی اس کی جان کا خطرہ ہے ہم غریب آدمی ہیں اس صورت میں آپ فوراً اس کا نکاح فسخ کردیں تاکہ لڑکی کو دوسری جگہ بٹھا سکوں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

آپ کی لڑکی کو شوہر سے الگ کرنے کی دو وجہیں ہوسکتی ہیں، ایک یہ کہ شوہر نامرد ہوتو اس کے لئے بھی فوراً علیحدگی نہیں ہوسکتی، بلکہ اس کے لئے عدالت یا شرعی پنچایت میں درخواست کی ضرورت ہوگی شوہر کو ایک سال کی مہلت علاج کے لئے دی جائے، اگر پھر بھی وہ جماع پر قادر نہ ہوسکا تب علیحدگی کا حکم کیا جائے گا[۱] دوسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ لڑکی پر مار پٹائی اور سختی کی جاتی ہے، خرچ نہیں دیا جاتا ہے، وہ نفقہ سے مجبور ہے، تو اس کے لئے بھی عدالت یا شرعی پنچایت میں درخواست کی ضرورت ہوگی، پھر اگر شوہر سختی سے باز آجائے نان نفقہ دینے کا وعدہ کرلے تو لڑکی کو علیحدگی کا حق نہیں رہے گا، اگر وہ سختی سے باز نہ آئے اور نان نفقہ دینے کا وعدہ نہ کرے تو علیحدگی کرادی جائے گی، الحاصل ہمارے اس فتوے سے لڑکی کو فوراً نکاحِ ثانی کا حق نہیں مل سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۱۱/۲۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

---

[۱] واذا كان الزوج عنينا اجله الحاكم سنة فان وصل اليها ولا فرق بينهما اذا طلب المرأة ذلك، هدایہ مع فتح القدیر ص۲۹۷ ج۴ باب العنین وغیرہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت، عالمگیری کوئٹہ ص ۵۲۲، ۵۲۴ الباب الثانی فی العنین، مجمع الأنهر ص ۱۳۸، ۱۳۹ ج۲ باب العنین، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

شوہر بیوی کے درمیان تنازع شدید

سوال:- خالدہ بالغہ دختر زید نے خارجاً یہ سن کر کہ میرا باپ زید میرا عقد بکر سے جس کی ایک زوجہ موجود ہے، کر دیا ہے، اپنی والدہ کی معرفت اپنے باپ سے کہلایا کہ میرا عقد ایسے شخص سے جس کی ایک بیوی موجود ہے کیا گیا تو میں ہرگز نہ جاؤں گی، اور نہ میری رضامندی ہوگی، باپ نے اپنی زوجہ کے ذریعہ سے خالدہ کو اطمینان دلایا کہ میں اس بکر سے عقد نہیں کر رہا ہوں، جس کی دوسری بیوی موجود ہے، بلکہ یہ وہ بکر ہے، جو کنوارا غیر شادی شدہ ہے، خلاصہ یہ ہے کہ موصوفہ کا عقد اس کی لاعلمی میں بکر سے کر دیا گیا، عقد کے بعد بھی خالدہ نے رونا شروع کیا کہ مجھ کو قلبی اطمینان نہیں ہوتا، میں ہرگز نہ جاؤں گی، میں نے تمہارے سب کے قسم کھا کر اطمینان دلانے سے اجازت دیدی ہے، اس کی والدہ نے قسم کھا کر اطمینان دلایا کہ تم مطمئن رہو تمہارے والد نے ایسا نہیں کیا ہے، جیسا کہ تم کو خیال ہو رہا ہے، بالآخر تمامی اعزہ وغیرہ کے کہنے سے رخصت ہوگئی، اس کے علاوہ خالدہ نے اپنے عقد کے متعلق اپنے والدین سے یہ شرط بھی کر لی تھی، کہ مجھ سے جو ایک نازیبا حرکت ہوگئی ہے، عقد سے پہلے اس کا اظہار جس سے میرا عقد کیا جائے لازمی ہوگا تا کہ وہ مجھ کو ذلیل نہ کرے، لیکن اس کے برخلاف بکر سے یہ بات ظاہر نہیں کی گئی، ہر دو جانب کے متعلقین نے خالدہ وبکر دونوں سے لاعلمی مصلحۃً رکھی تھی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خالدہ اور بکر میں ابتداہی سے تنازعہ رہا خالدہ برابر سختی سے یہ کہتی ہے کہ مجھ کو بکر کی زوجیت میں رہنا منظور نہیں اور نہ تھا اور نہ میں نے رضامندی ظاہر کی ہے بلکہ شرط کے ساتھ سب کے کہنے سے اقرار کیا تھا، بکر نے کہا میں طوائف سمجھ کر رکھ رہا ہوں، کیونکہ مجھ کو اس کی نازیبا حرکت سے اطلاع نہیں کی گئی باوجودیکہ خالدہ کے والد کو بکر کی پہلی زوجہ نے یہ کہہ کر ہر طرح اطمینان دلایا تھا کہ میں ہر طرح سے نباہ کروں گی، اور خالدہ کو اپنی بہن

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، الحیلة الناجزة ص:۳۳، حکم زوجه عنین، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

سمجھوں گی اور بہو کی طرح رہوں گی، میں خود یہ عقد اس لئے کرا رہی ہوں کہ میرے اولاد نہیں ہے، لیکن بعد میں ثابت ہوا کہ بکر کی زوجہ اول کی یہ دونوں باتیں دنیا سازی اور غلط تھیں، کیونکہ اس کی ایک دختر دس سالہ موجود ہے، اور اس نے اپنے خاوند سے قسم کھلا کر یہ عہد کرالیا تھا کہ تم بالکل میرے کہنے پر چلو گے چنانچہ بکر نے ابتدا ہی سے وہ برتاؤ شروع کیا جس سے پہلی بیوی خوش رہے اور خالدہ کو ہر طرح مار پیٹ وغیرہ کی تکلیف پہنچانا اور اپنا اور اپنے بھائی کا کام جبراً لینا شروع کیا جس سے پہلی بیوی خوش رہے اور کسی سے بات نہ کر سکے گی کڑی نگرانی رکھے اور چونکہ اس میں اغلام بازی کی بھی عادت ہے، اس لئے اغلامی تکلیف دینے لگا، حالانکہ خود خالدہ نے کہا تھا کہ تمہارے یہاں غیر محرم لوگ بلا روک ٹوک آتے رہتے ہیں، یہ شریعت کے بالکل خلاف ہے، جس کی کچھ سماعت اس نے نہیں کی بلکہ کچھ عرصہ کے بعد اپنی پہلی بیوی اور بہن وغیرہ کے ابھارنے پر اور خود بدمعاشانہ طبیعت ہونے کی وجہ سے تہمت لگائی کہ دو شخصوں سے تمہارے ناجائز تعلقات ہیں ایک شخص کی بابت بکر کہتا ہے کہ ناجائز تعلقات کی بنا پر خالدہ شب کو اس کے ہمراہ میرے مکان سے بھاگ گئی، حالانکہ یہ بے بنیاد بات ہے حقیقت صرف اتنی ہے کہ خالدہ اس کے تشدد اور بیجا الزامات وغیرہ کی وجہ سے اپنی جان بچا کر شب کو اپنے باپ کے گھر پر چلی گئی جس پر بکر کہتا ہے کہ اب کی مرتبہ میں کسی نہ کسی طرح اپنے مکان پر لے جا کر خالدہ کو اس طرح ختم کروں گا کہ پتہ بھی نہ چلے، یا ایسا کروں گا کہ عمر بھر کے لئے بیکار ہو جائے اور کسی کام کی نہ رہے خالدہ کا کہنا ہے کہ اگر شریعت اجازت دیتی تو میں ضرور خودکشی کر لیتی، پس ارشاد ہو کہ صورت مسئولہ میں شرعاً خالدہ اور بکر کا نکاح صحیح ہوا یا نہیں اگر جائز ہو تو دونوں میں تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں ہو سکتی۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

خالدہ نے جن شرائط پر اجازت نکاح دی تھی، ان کے موجود نہ ہونے کی صورت میں بھی اگر اس نکاح کو جائز قرار دیا خواہ اعزہ واقرباء کے کہنے سے خواہ دنیوی شرم کی بنا پر تو شرعاً وہ نکاح صحیح اور لازم ہو گیا، اب اگر نباہ دشوار ہے تو بہتر یہ ہے کہ کسی طرح سے شوہر سے طلاق حاصل کر لی جائے یا

خلع کرلیا جائے[۱] اگر شوہر اس پر کسی طرح آمادہ نہ ہو تو حاکم مسلم کی عدالت میں مقدمہ دائر کرنا چاہئے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے میرے حقوق زوجیت کو ادا نہیں کرتا اور ناجائز طریقہ پر تکلیف پہنچاتا ہے اور بدکاری کرتا ہے اس پر حاکم مسلم واقعات کی تحقیق کرے اور شوہر سے کہے کہ تم اپنی ناشائستہ حرکات سے باز آجاؤ یا طلاق دیدو ورنہ ہم تفریق کردیں گے اس پر اگر شوہر کوئی بات اختیار کرے تو بہتر ہے ورنہ حاکم مسلم بااختیار تفریق کردے[۲]۔

اگر خلاف شرائط ہونیکی بنا پر خالدہ نے اجازت نہیں دی بلکہ نکاح کی خبر سنکر اسکو رد کردیا تو وہ رد ہوگیا[۳] اور پھر بکر کے یہاں جانا اور رہنا سب گناہ اور حرام ہوا جس میں خالدہ اس کے والدین، اعزہ، بکر، اس کے اعزہ سب حسب حیثیت شریک ہیں، اور متارکت واجب ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۳/ ۶۳ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۳/ ۶۳ھ

شوہر فاسق ہوجائے تو زوجہ کیا کرے؟

سوال:- لڑکی بوقتِ نکاح بالغہ تھی اور نکاح اس کی اجازت سے ہوا، دوسری بات یہ عرض

۱؎ تقدم تخریجه تحت عنوان: شوہر فاسق ہوجائے تو بیوی کیا کرے، حاشیہ۲۔

۲؎ الحیلة الناجزة ص: ۶۱، ۶۲، حکم زوجۂ متعنت مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

۳؎ لا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان، بغیر اذنها بکراً کانت او ثیباً فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی اجازتها، فان اجازته جاز وان ردته بطل، عالمگیری کوئٹه ص۲۸۷ ج ۱، الباب الرابع فی الاولیاء، شامی کراچی ص ۶۴ ج۳ باب الولی، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۱۲ ج۳ باب الاولیاء والاکفاء.

ہے کہ اب جب کہ پہلی دفعہ جا کر گھر واپس آئی تو ناراضی ظاہر کی، اور اس پہلی ہی دفعہ میں خلوت صحیحہ ہوچکی اور اس پہلی ہی دفعہ میں جا کر لڑکے کا یہ فسق وفجور معلوم ہوا کہ بے نمازی ہے، کسی کسی وقت کہنے سے پڑھ بھی لیتا ہے، حقہ پیتا ہے، کبوتر بازی کرتا ہے، میلہ کا دلدادہ ہے، آج کل جو تماشے سنیما وغیرہ شائع ہیں ان میں شرکت کرتا اور شامل ہوتا ہے، ان وجوہ سے لڑکی دوبارہ جانے سے ناراض ہے اور یہ عیوب بوقت نکاح نہ تھے، یہ معلوم نہیں کہ نکاح سے کتنی مدت بعد حادث ہوئے، کیونکہ لڑکی اپنے والدین کے ہمراہ پردیس میں رہتی تھی۔

الجواب حامداًومصلیاً

عیوبِ مذکورہ بوقت نکاح موجود نہیں تھے، لہٰذا نکاح صحیح ہوگیا، بعد میں عیوبِ مذکورہ پیدا ہوجانے کی بناء پر نکاح باطل نہیں ہوگا: **والکفاءة اعتبارها عند ابتداء العقد الخ درمختار**[1] ص: ۴۹۸، ج: ۲، البتہ اگر شوہر حقوقِ زوجیت ادا نہیں کرتا بلکہ ظلم کرتا ہے، اور نباہ دشوار ہے تو پھر کسی طرح اس سے طلاق حاصل کر لی جائے یا خلع کرلیا جائے[2] اگر یہ بھی نہ ہوسکے، تو پھر حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے اور میرے حقوق کو ادا نہیں کرتا، اس پر حاکم شوہر کو بلا کر کہے کہ تم اپنی زوجہ کے حقوق ادا کرو اگر ادا نہیں کروگے تو طلاق دیدو ورنہ ہم تفریق کردیں گے، پھر شوہر اگر کوئی صورت اختیار کرلے تو بہتر ورنہ حاکم مسلم ان کے

---

[1] الدر المختار مع الشامی کراچی ص: ۹۲، ج:۳، باب الکفائة، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۳۰ ج۳ فصل فی الاکفاء، سکب الأنهر علی مجمع الأنهر ص ۵۰۰ ج ۱ باب الاولیاء والاکفاء، فصل اول مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] اذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود اللّٰہ فلا بأس بان تفتدی نفسها بمال یخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطلیقة بائنة الخ عالمگیری کوئٹہ ص ۴۸۸ ج ۱ الباب الثامن فی الخلع، تاتارخانیہ کراچی ص ۴۵۳ ج۳ الفصل السادس عشر فی الخلع، مجمع الأنهر ص ۱۰۲ ج ۲ باب الخلع، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

درمیان تفریق کردے، پھر عدت گذار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح درست ہوگا، اس سے پہلے درست ہی نہیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۲/۱۰/۶۲ھ

شوہر سے نفرت کی صورت میں تفریق کا حکم

سوال:- زوجہ کو اپنے شوہر سے نفرت سی ہوگئی ہے اور وہ کسی طرح اس کے پاس رہنا نہیں چاہتی، وہ خودکشی کو پسند کرتی ہے، مگر شوہر کے پاس رہنا نہیں چاہتی اور شوہر کسی قیمت پر خلع یا طلاق کے لئے راضی نہیں ہے، تو ایسی شکل میں تفریق کی کیا صورت نکل سکتی ہے؟ کیا شرعی پنچایت یا قاضی کو تفریق کا حق ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شوہر حقوق ادا کرتا ہے تو زبردستی تفریق نہیں کی جاسکتی، البتہ شوہر کو طلاق پر راضی کیا جائے، بالعوض ہو یا بلا عوض، شوہر کیلئے بھی اسلم راستہ یہی ہے کہ بعوض مہر طلاق دیدے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا شرابی زانی شوہر سے علیحدگی کا اختیار ہے؟

سوال:- مسماۃ انوری کا شوہر بدمعاش زانی ہے، مسماۃ کو عرصہ سے نان ونفقہ بھی نہیں دیا، نہ

---

[۱] الحیلة الناجزة ص: ۶۱، ۶۲، حکم زوجۂ متعنت، مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند.

[۲] ولا بأس به ای بالخلع عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق. الدر المختار مع الشامی کراچی ص: ۴۴۱، ج: ۳، باب الخلع، تبیین الحقائق ص ۲۶۸ ج ۲ باب الخلع، مطبوعه امدادیه ملتان، مجمع الأنهر ص ۱۰۲ ج ۲ باب الخلع، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

مسماۃ اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہے، اب فسخِ نکاح کی کونسی صورت ہوسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بدمعاش اور زنا کاری یا ایسے دوسرے خبیث وشنیع گناہوں کی وجہ سے تو شوہر سے علیحدگی کا اختیار نہیں ہے[۱] البتہ اگر وہ نفقہ نہیں دیتا تو بذریعہ شرعی پنچایت تفریق کرائی جاسکتی ہے۔ "الحیلة الناجزة" میں اسکا پورا طریقہ مذکور ہے[۲] اگر آپ کے یہاں شرعی پنچایت موجود نہ ہو تو ہتوڑا ضلع باندہ میں مولانا صدیق احمد[۳] صاحب سے مشورہ کر کے عمل کرلیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۸/۱۳۹۵ھ

ایک بیوی کے حقوق ادا نہ کرنے کی صورت میں نکاح ثانی کی اجازت

سوال:- ایک شخص شادی شدہ نے بغیر علم والدین واعزاء واہلیہ دوسری شادی جوان لڑکی سے کرلی نہ اس لڑکی کو اس کا علم ہوا کہ یہ شادی شدہ ہے، نکاح کے کافی دنوں کے بعد لڑکی کو معلوم ہوا کہ پہلی بیوی بھی ہے، اور اس کے بچہ بھی ہیں، مکان پر لانے کے بعد دونوں میں گزارہ اور نباہ مشکل ہوگیا، یہ مسئلہ تمام اعزاء کے لئے پریشانی کا باعث بن گیا اب یہ لڑکی اپنے والدین کے پاس

---

[۱] لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة ولا عليها تسريح الفاجر الا اذا خافا ان لايقيما حدود الله فلا بأس ان يتفرقاً. الدرا لمختار مع الشامي كراچی ص: ۵۰، ج:۳، فروع، فصل في المحرمات، البحر الرائق كوئٹه ص۱۰۷ ج۳ فصل في المحرمات، النهر الفائق ص ۱۹۹ ج ۲ فصل في المحرمات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] الحيلة الناجزة ص: ۶۱، ۶۲ حكم زوجه متعنت، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

[۳] حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب قدس سرہٗ مراد ہیں، جو ہتھورا ضلع باندہ کے مدرسہ جامعہ رحمانیہ کے بانی ومہتمم تھے، حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب قدس سرہٗ ناظم مظاہر علوم سہارن پور کے خلیفہ ومجاز تھے، فقیہ الامت حضرت مفتی محمود الحسن گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کے محبوب تلمیذ ارشد تھے، اپنے علاقہ میں شیخ وقت اور بقول بعض صاحب خدمت بزرگ تھے، تفصیلی حالات کے لئے سوانح حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحبؒ ملاحظہ فرمائیں۔ وفات ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹۹۷ء

سترہ ماہ سے مقیم ہے، شوہر نہ آتا جاتا ہے نہ نان ونفقہ دیتا ہے نہ کسی خط کا جواب دیتا ہے، نہ طلاق دیتا ہے، ان تمام حالات سے لڑکی پریشان ہے، کیا ان حالات میں لڑکی دوسری جگہ شادی کرسکتی ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

ابھی دوسرے نکاح کی اجازت نہیں لڑکی کو چاہئے کہ شوہر کیساتھ رہے اور اسکے حقوق ادا کرے اگر شوہر نہ رکھے اورحقوق زوجیت ادا نہ کرے تو اس سے طلاق حاصل کرلے یا خلع کرے یعنی بیوی مہر معاف کردے اور شوہر طلاق دیدے[۱] اگر یہ صورت بھی نہ ہو سکے تو حاکم مسلم بااختیار کی عدالت سے شرعی طور پر فیصلہ کرائے[۲] اگر ایسا حاکم نہ ہو تو چند معزز دیندار مسلمانوں کی پنچایت سے جس میں کم از کم ایک معاملہ شناس معتبر عالم بھی شریک ہو[۳] الحیلۃ النّاجزۃ میں تحریر کردہ طریقہ کے موافق کرائے تو پھر بعد عدت (تین حیض) کے دوسرے نکاح کی اجازت ہوگی[۴]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

شوہر پاکستان چلا گیا عورت کیا کرے؟

سوال:-عبدالمالک نے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح ایک مرد کے ساتھ کردیا، لیکن بعد میں

۱۔ اذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود اللّٰہ فلا بأس بان تفتدی نفسها بمال یخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطلیقة بائنة الخ عالمگیری کوئٹہ ص۴۸۸ ج۱ الباب الثامن فی الخلع، تاتارخانیه کراچی ص۴۵۳ ج۳ الفصل السادس عشر فی الخلع، هدایه ص۴۰۴ ج۲ باب الخلع، مطبوعه تهانوی دیوبند.

۲۔ الحیلة الناجزة ص: ۶۱، حکم زوجه متعنت، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

۳۔ الحیلة الناجزة ص: ۲۸، تنبیهات ضروریه، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

۴۔ اذا طلق الرجل امرأته طلاقا بائنا او رجعیاً اوثلاثاً او وقعت الفرقة بینهما بغیر طلاق وهی حرة ممن تحیض فعدتها ثلاثة اقراء. عالمگیری ص: ۵۳۶، ج: ۱، الباب الثالث عشر فی العدة، مجمع الانهر ص ۱۴۲ ج ۲ باب العدة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۱۸۱، ۱۸۲ ج۵ باب العدة.

معلوم ہوا کہ وہ مرد پاکستانی ہے، پھر گورنر نے اس کو پاکستان بھیج دیا اور اس کی عورت ہندوستان میں ایک ڈیڑھ سال کا عرصہ گذر گیا اس مرد کا کوئی پتہ نہیں ملتا، اب سوال یہ ہے کہ اس عورت کو گھر میں رکھنا بہت مشکل ہے، تو اس عورت کا دوسرے مرد کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

رجسٹری خط بھیج کر اس سے طلاق حاصل کر لی جائے یا عورت کو وہاں بھیجنے کا انتظام کیا جائے، یا شوہر کو یہاں بلانے کا انتظام کیا جائے اگر ان میں کوئی صورت نہ ہو سکے تب تفریقِ شرعی کا طریقہ دریافت کر کے اس پر عمل کیا جائے،[1] ابھی دوسری جگہ نکاح کرنا کسی طرح جائز نہیں[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۲/۸۸ھ

نکاح کے بعد شوہر پاکستان چلا گیا اس کا حل

سوال: گذارش ہے کہ میری بھانجی جو کہ نابالغ تھی اور اس وقت عمر ۱۷/سال ہے اس کا نکاح ایک پاکستانی سے چند پاکستانیوں نے یہاں آ کر کیا اور پھر یہ طے پایا کہ ایک آدھ ماہ کے بعد رخصتی ہو اور وہ لوگ چلے گئے اس کے بعد چند ماہ کے اندر ان کے چند خطوط رخصتی و آمد کے متعلق ضرور آئے تار بھی آیا ان حضرات کے بابت وہاں سے بذریعہ خطوط اور ذاتی طور پر بھی وہاں سے آنے والے لوگوں نے بتلایا کہ جو کہ بالکل برعکس تھی جیسا کہ مذکورہ بالا حضرات نے یہاں لڑکی والوں کو بتلا کر نکاح کرایا لڑکا اور ان کے لواحقین چوں کہ بڑے قریبی عزیز دار ہیں اس لئے ان کی باتوں پر بھروسہ کرنا پڑا تھا۔ لڑکی کے والدین کی حیثیت ایسی ہے کہ بہ مشکل تن ڈھانپ لیتے ہیں

---

[1] الحيلة الناجزة ص: ۶۳، حكم زوجه غائب غير مفقود، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

[2] واما نكاح منكوحة الغير ومعتدته لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً. شامی كراچی، ص: ۱۳۲، ج: ۳، مطلب فی النكاح الفاسد، باب المهر، تاتارخانيه كراچی ص ۴ ج ۳ الفصل الثامن فی بيان ما يجوز من الانكحة، عالمگيری كوئٹه ص ۲۸۰ ج ۱ القسم السادس المحرمات التی يتعلق بها حق الغير.

اور پیٹ پال لیتے ہیں۔ظاہر ہے کہ یہ پاکستان جاکر ان کے صحیح حالات معلوم ہونے پر ان لوگوں کوصدمہ ہوااورارادہ بھی متزلزل ہوگیا جوکہ قدرتی بات ہے نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے خطوط کے خاطرخواہ جواب نہیں دیئے گئے۔لڑکی جوکہ بالغ ہوگئی ہے اس کے علم میں بھی یہ باتیں آئیں تو اس کا بھی ارادہ نکاح فسخ اورختم کرنے کا ہے مگر شرعی حکم بھی معلوم کرنا پڑرہاہے کہ لڑکے اوراسکے رشتہ داروں کے جانے کے بعد چند خطوط آئے اس کے بعد سے اب تک کوئی خبر ان لوگوں کی نہیں ہے ان حالات میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

صورت مسئولہ کوشرعاً نہ خلع سمجھا جا سکتا ہے نہ طلاق نہ حسب پسند دوسری جگہ عقد کی اجازت ہوسکتی ہے یہ بات نکاح کرنے کے وقت سوچنے کی تھی کہ دوردراز مقام پر رہنے والوں کے ساتھ معاملہ کس طرح ہوسکے گا اوران کے صحیح حالات جوکہ خودانہی کی زبان معلوم ہوئی ان پراعتماد کہاں تک مناسب ہے شروع شروع میں ان لوگوں نے خطوط بھیجے مگران کے خاطرخواہ جوابات نہیں دیئے گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خاموش ہوکر بیٹھ گئے پھران کے پاس خطوط بھی لکھے گئے تو وہ مطالبہ طلاق کے لکھے گئے جب ان کا کوئی قصور ثابت نہیں تو آخر ان سے مطالبہ طلاق کیوں کیا جاتا ہے کیا اس پروہ برافروختہ نہ ہوں گے اوروہ لڑکی والوں کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے اور یہاں بیٹھے ہوئے ان کے متعلق جوحالات معلوم کئے ہیں کیا اعتماد ہے کہ وہ صحیح ہیں اور کیا ضرورت ہے کہ لڑکی کے ساتھ بھی ان کا معاملہ خراب رہے گا۔لڑکی کوگھر میں بٹھا کر لڑانے کا انتظام تو لڑکی والوں نے خود کیا ہے اس کا شریعت پرکوئی الزام نہیں ہے اب بہتر صورت یہ ہے کہ جن لوگوں کے ذریعہ سے لڑکے والوں کے حالات معلوم ہوئے ہیں۔ان کی معرفت گفتگو کی جائے اگر وہ آمادہ ہوں تو لڑکی کو بھیجنے کا انتظام کیا جائے یعنی لڑکی اورلڑکی والے سب اس پررضامند ہوں کہ لڑکا آئے اورلے جائے یا بلوائے ہمیں کوئی انکارنہیں ہم خوش ہیں اور گذشتہ تلخیوں کوختم کردیا جائے پھرلڑکا اگر معذرت کرے اورنہ بلائے تو اس سے کہا جائے کہ وہ طلاق دیدے اورلڑکی مہرمعاف

کردے اگر وہ طلاق دیدے تو لڑکی کا چھٹکارا ہوجائے گا[۱] دوسری جگہ اس کے نکاح کی اجازت ہوجائے گی اگر پوری فہمائش اورکوشش کے باوجود نہ وہ بلائے اور نہ طلاق دے تو حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کیا جائے۔ اگر حاکم مسلم بااختیار نہ ہوتو چند معزز دیندار مسلمانوں کی پنچایت میں مقدمہ پیش کیا جائے اور اس میں کم ازکم ایک معتبر عالم بھی شریک ہو وہ پوری تحقیق اورتفتیش کے بعد فیصلہ کردے۔ فیصلہ کرتے وقت رسالہ۔ الحیلۃ الناجزہ کا بغور مطالعہ کیا جاوے اس میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جواب صحیح ہے: سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۰؍۳؍۸۶ھ

شوہر چھوڑ کر چلا گیا اور دوسری شادی کر لی

سوال:- مسماۃ سلمہ کا نکاح عبداللہ سے ہوا تھا، دونوں کی زندگی خوشگوار تھی دو بچے بھی ہوئے، عبداللہ کلکتہ میں تھا، فسادات کے دوران جان بچانے کے لئے ڈھاکہ چلا گیا، معلوم ہوا کہ وہاں اس نے دوسری شادی بھی کرلی ہے، اس بات کو چھ سال کا عرصہ گذرگیا بچوں اور سلمہ کی پرورش کا کوئی سہارانہیں تو اب سلمہ دوسری شادی کرسکتی ہے، یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداًومصلیاً

ابھی موجودہ حالت میں سلمہ کی دوسری شادی کی اجازت نہیں، جب شوہر کا پتہ معلوم ہے تو

---

[۱] واذا تشاق الزوجان وخافان ان لا یقیما حدود اللّٰہ فلا بأس بأن تفتدی نفسها منه بمال یخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطلیقة بائنة. عالمگیری کوئٹه ص۴۸۸ ج۱ الباب الثامن فی الخلع ومافی حکمه، سکب الأنهر علی هامش مجمع الأنهر ص۱۰۱، ۱۰۲ ج۲ باب الخلع، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، هدایه ص۴۰۴ ج۲ باب الخلع، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[۲] الحیلة الناجزة ص۱۵۳، ۱۵۴ حکم زوجۂ متعنت فی النفقة، مطبوعه دار الإشاعت دیوبند.

اس کو خط لکھا جائے کہ تم نے وہاں دوسری شادی کر لی ہے، یہاں تمہاری بیوی پریشان ہے، نہ تم آسکتے ہو نہ اس کو بلا سکتے ہو، لہٰذا اس کو طلاق دے دو تا کہ وہ اپنا دوسرا انتظام کر سکے[1] جب وہ طلاق دیدے تو عدت تین حیض گزار کر سلمہ کو دوسری شادی کا حق ہوگا[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۴؍۷؍۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

شوہر دوسری جگہ نکاح کر کے رہتا ہے تو یہ بیوی کیا کرے

سوال:- ایک عورت منکوحہ جس کا نکاح دس برس پہلے ہوگیا اور اس کا شوہر چھ ماہ بعد افریقہ چلا گیا اور نو برس سے زیادہ ہوگیا ہے اور عورت کے لئے خوراکی اور پوشاکی قدرے قلیل روانہ کیا کرتا ہے جو منکوحہ کے لئے نا کافی ہے، جس کی بنا پر مشقت جھیلتی ہے، اس وقت منکوحہ کی عمر پچیس سال ہے، یعنی شبابیت کا زمانہ ہے، اور شوہر اس کو افریقہ بلاتا بھی نہیں اور نہ طلاق دیتا ہے، اور وہاں دوسری شادی کر لی ہے، جس سے تین اولاد ہیں اور یہاں آتا بھی نہیں، ایسی صورت میں منکوحہ مذکورہ اپنے زوج کے شدائد سے عاجز ہے جو واقعی ایک انسان کی صورت میں بھی برداشت نہیں کرسکتا، لہٰذا اس کو فسخ کرنے کی کیا صورت ہے، کیا حاکم کے روبرو کسی امام کے نزدیک ائمہ اربعہ میں سے فسخ ہوسکتا ہے۔ فقط بینوا وتوجروا۔

---

[1] ومن محاسنه التخلص به من المكارة الدينية والدنيوية بحراى كان عجز عن اقامة حقوق الزوجة او كان لايشتيها. شامی کراچی ص: ۲۲۹، ج:۳، كتاب الطلاق، قبيل مطلب الدور، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۳۸ ج۳ كتاب الطلاق، النهر الفائق ص ۳۱۰ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] من تحيض فعدتها ثلاثة اقراء (عالمگیری ص: ۵۲۶، ج: ۱، الباب الثالث عشر فی العدة)، مجمع الأنهر ص ۱۴۲ ج۲ باب العدة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تاتارخانيه كراچی ص ۵۳ ج۴ الفصل الثامن والعشرون فی العدة.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر عورت عفت کے ساتھ کسب معاش کر کے اپنے خورد ونوش کا انتظام نہیں کرسکتی اور بالکل عاجز ہوچکی ہے، تو اس کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ کسی طرح لالچ دے کر یا مفت اپنے شوہر سے طلاق حاصل کر لے یا خلع کر لے[1] اگر باوجود انتہائی کوشش کے یہ دشوار اور ناممکن ہو تو پھر سخت مجبوری کی حالت میں (بنا بر مذہب مالکیہ) اس کی بھی گنجائش ہے کہ عورت حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے اور بیان دے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے اور باوجود قدرت کے میرے حقوق ادا نہیں کرتا اور نہ طلاق دیتا ہے اس پر حاکم باقاعدہ تمام واقعات کی تحقیق وتفتیش کرے اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو تو شوہر کو طلب کر کے کہے کہ تم اپنی زوجہ کے حقوق ادا کرو یا طلاق دیدو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے، پھر اگر وہ کوئی صورت اداء حقوق یا طلاق کی اختیار کرے تو خیر ورنہ حاکم مسلم بااختیار تفریق کر دے اس کے بعد عورت عدت گذار کر دوسرا نکاح کرسکتی ہے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱؍۴؍۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ ۱۲؍۴؍۵۸ھ صحیح: عبد اللطیف ۱۱؍ربیع الثانی ۵۸ھ

بھنگن سے ناجائز تعلق کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہوا

سوال:- زید کا ایک بھنگن سے ناجائز تعلق ہوگیا، زید اسکو لیکر فرار ہوگیا، معلوم ہوا کہ زید نے بھنگن کیساتھ خنزیر کا گوشت کھایا، پھر زید آگیا اور بھنگن کو اسکے گھر والیکے حوالے کر دیا، اب زید

---

[1] واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود اللّٰہ فلا بأس بان تفتدی نفسها منه بمال یخلعها به الخ عالمگیری کوئٹہ ص ۴۸۸ ج ۱ الباب الثامن فی الخلع، تاتارخانیہ کراچی ص ۴۵۳ ج ۳ الفصل السادس عشر فی الخلع، هدایه ص ۴۰۴ ج ۲، باب الخلع، مطبوعه تهانوی دیوبند.

[2] الحیلة الناجزة ص ۶۱، ۶۲ حکم زوجۂ متعنت، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

کے سسرال والے اسکے ساتھ اپنی بیٹی کو رکھنے پر ہرگز تیار نہیں ہیں، اور اس کی بیوی بھی اسکے ساتھ رہنے پر تیار نہیں ہے، اگر بیوی اسکے پاس رہے تو کوئی حرج ہے؟ اگر بیوی چھٹکارا حاصل کرنا چاہے تو کیا حکم ہے؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کی ان کمینہ اور فحش حرکات کے بعد بھی اس کا نکاح اپنی بیوی سے ختم نہیں ہوا[۱] زید کے ذمہ لازم ہے کہ سچی توبہ کرے اور دل سے نادم ہو[۲] اور آئندہ کبھی فعلِ حرام اور اکلِ حرام[۳] کے قریب نہ جائے[۴] پھر بیوی کو بھی اسکے پاس رہنا درست ہے، جب تک شوہر طلاق نہ دیدے پھر عدت گذر جائے، بیوی کو دوسری جگہ نکاح کا حق نہیں۔[۵] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۱۶/۳/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیو بند ۱۶/۳/۸۸ھ

---

۱ اسلئے کہ طلاق صریح یا کنائی کا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا ہے۔ الطلاق رفع قيد النكاح في الحال او المأل بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق، الدر المختار على الشامي كراچی ص ۲۲۶، ۲۲۷ ج۳ كتاب الطلاق، مجمع الأنهر ص ۴ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۳۵ ج۳ كتاب الطلاق.

۲ واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة وانها واجبة على الفور لا يجوز تاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرة، روح المعاني ص ۲۳۶ ج۱۵ الجزء الثامن والعشرون، سورة التحريم تحت آيت ۸، مطبوعه دار الفكر بيروت، نووي على مسلم ص ۳۵۴ ج۲ كتاب التوبة، مطبوعه رشيديه دهلي، المفهم شرح مسلم ص۲۷ ج۷ كتاب الاذكار، باب تجديد الاستغفار، مطبوعه دار ابن كثير بيروت.

۳ ولا تقربوا الزنا انه كان فاحشة ومقتا وساء سبيلا، سورة الاسراء آيت ۳۲.

۴ انما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل به لغير الله، سورة البقرة آيت ۱۷۳ .

۵ ولا يجوز نكاح منكوحة الغير ومعتدة الغير عند الكل، قاضي خان على الهندية كوئٹه ص ۳۶۶ ج۱ فصل في المحرمات، تاتارخانيه كراچی ص ۴ ج۳ الفصل الثامن في بيان ما يجوز من الانكحة، عالمگيری كوئٹه ص ۲۸۰ ج۱ القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير.

زوجہ کو شوہر سے سیری نہ ہونے کی صورت میں تفریق کا حکم

سوال :-زوج نامرد تو نہیں ہے، لیکن عورت کہتی ہے کہ مجھے یوں تو سسرال میں بہت تکلیف ہے، لیکن سب سے بڑی تکلیف شوہر کی ہے، (بیان سے ایسا پتہ چلتا ہے کہ زوجہ کی شہوت پوری نہیں ہوتی) اب مجھ سے اور برداشت نہیں ہو سکے گا، اور میں کسی قیمت پر اس کے پاس نہیں رہ سکتی، اور شوہر تفریق کے لئے راضی نہیں ہوتا تو کیا شرعی پنچایت یا قاضی کو تفریق کا حق ہے؟ اگر نہیں تو پھر کیا شکل ہو سکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زوجہ کو دخول کا اعتراف ہے (گو سیری نہ ہوتی ہو) تب تو اس کو مطالبہ تفریق کا اختیار نہیں، (شامی[1]) یہ تو ضابطہ کی بات ہے لیکن ان حالات میں شوہر کو خود خیال کرنا چاہئے، وہ یا تو علاج کرائے یا زوجہ کے جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے اس کو آزاد کردے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اپنی بیوی کو دوسرے کے حوالہ کرنے سے نکاح کا حکم

سوال:-ایک شخص نے تائے زاد بھائی کے ہاتھ میں اپنی بیوی کا ہاتھ دیدیا کہ میں تم کو دیتا ہوں، نہ اس کا خرچ میرے بس کا ہے نہ خواہش پوری کرسکتا ہوں، عورت بھی تیار ہوگئی اور غیر شخص نے بھی قبول کر لیا، کچھ دنوں بعد دونوں مردوں میں کوئی بات بڑھ گئی شوہر نے بیوی کو

---

[1] ولوقصيراً لا يمكنه ادخاله داخل الفرج فليس لها الفرقة المراد بداخل الفرج نهايته المعتاد الوصول اليها. شامی كراچی ص:۴۹۵، ج:۳، باب العنين، البحر الرائق كوئٹه ص۱۲۳ ج۴ باب العنين، مجمع الأنهر ص۱۳۷ ج۲ باب العنين، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت،

[2] ويجب لوفات الامساك بالمعروف كما لو كان خصيا او مجنوناً اوعنيناً اوشكازا او مسحراً. شامی كراچی ص: ۲۲۹، ج:۳، كتاب الطلاق، قبيل مطلب طلاق الدور، البحر الرائق كوئٹه ص۲۳۷ ج۳ كتاب الطلاق، تبيين الحقائق ص۲۳ ج۳ باب العنين، مطبوعه امداديه ملتان.

غیر مردوں سے حرام کاری کے لئے مجبور کیا، وہ عورت اس آدمی کے ساتھ جس کے حوالہ ہوئی تھی، فرار ہوگئی اور فرار کے سات سال ہو چکے ہیں تین بچے بھی ہو چکے ہیں، تو کیا اس کے ساتھ رہنا اور شوہر سے تعلق ختم کر دینا شرعاً کیسا ہے؟ وہ نکاح باقی ہے یا ختم ہو گیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اپنی بیوی کا ہاتھ دوسرے مرد کے ہاتھ میں پکڑا دینا انتہائی بے غیرتی اور بے حیائی ہے، اس سے شرعاً نہ نکاح فسخ ہوا[1] نہ وہ دوسرے کی بیوی بنی بلکہ پہلا نکاح قائم ہے، اس عورت کو اس دوسرے آدمی سے فوراً علیحدہ ہو جانا ضروری ہے، شوہر اگر اسکے حقوق ادا نہیں کرسکتا تو اسکو طلاق دیدے،[2] اسکے بعد عدت گذار کر وہ عورت اگر چاہے تو اس دوسرے شخص سے نکاح کر لے۔[3]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۲۱/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند

---

[1] جب کہ طلاق صریح یا کنائی کا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا تو محض اپنی بیوی کا ہاتھ دوسرے مرد کے ہاتھ میں پکڑا دینے سے طلاق واقع نہیں ہوئی، الطلاق رفع قید النکاح فی الحال او المأل بلفظ مخصوص هو ما اشتمل علی الطلاق الخ الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۲۲۶، ۲۲۷ کتاب الطلاق، مجمع الأنهر ص ۴ ج ۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، حاشیه شلبی علی تبیین الحقائق ص ۱۸۸ ج ۲ کتاب الطلاق، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ (سورہ بقرہ)

ترجمہ:- پھر خواہ رکھ لینا قاعدہ کے موافق خواہ چھوڑ دینا خوش عنوانی کے ساتھ۔ (بیان القرآن)

[3] وعدة الطلاق تارة تكون بالحيض وتارة تكون بالشهور وتارة تكون بوضع الحمل فالشهور بدل من الحيض فيمن لا تحيض بصغر او كبير او فقد حيض يعني الآئسة، فالحرة تعتد بثلاث حيض او ثلاثة اشهر الخ تاتارخانيه كراچی ص ۵۳ ج ۴ الفصل الثامن والعشرون فی العدة، عالمگیری کوئٹه ص ۵۲۶ ج ۱ الباب الثالث عشر فی العدة.

کوئی کسی نامحرم کے ساتھ بھاگ جائے پھر شوہر کے پاس آکر رہنا چاہے تو کیا حکم ہے؟

سوال:- زید کی لڑکی غیر محرم کے ساتھ زرزیور لے کر بھاگ گئی کئی روز کے بعد پتہ چلا، اب زید اس کو اگر گھر رکھتا ہے تو بڑی بدنامی ہوتی ہے، تمام برداری لعن طعن کرتی ہے، سسرال والے بھی لڑکی کو لے جانا نہیں چاہتے، زید بہت پریشان ہے، لڑکی کو قتل کردے، یا زہر دے کر ماردے؟ اگر شوہر لڑکی کو لے جانا چاہے تو بھیج دیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زہر دینے اور مارنے کی اجازت نہیں[1] شوہر لے جائے تو ضرور فوراً بھیج دیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۴/۹۵ھ

غیر مسلم کے پاس بھاگ جانے سے نکاح پر اثر

سوال:- ہندہ شادی کے بعد چھ ماہ اپنے شوہر کے پاس رہی پھر ایک روز رات کو بھاگ گئی بہت تلاش کیا مگر ایک ہندولڑکے کے یہاں سے ملی پھر اس کو لے کر آگئے اور اس کے باپ کے حوالہ کردی تو اس کا اسلام قائم رہا یا نہیں؟ وہ لڑکی رکھنے کے قابل ہے، یا نہیں؟ فقط

---

[1] یستفاد مما فی الشامی والفتویٰ علی انه لیس لهاقتله ولا تقتل نفسها کما انه لیس له قتلها اذا حرمت علیه. شامی کراچی ص: ۲۵۱، ج:۳، مطلب فی قول البحر، باب الصریح، البحر الرائق کوئٹه ص۲۵۷ ج۳ باب الطلاق الصریح، تاتارخانیه کراچی ص ۲۰۹ ج۳ الفصل الثالث والعشرون فی مسائل المتعلقة بنکاح المحلل الخ، ومما یتصل بهذه المسائل، شامی زکریا ص۵۵،۵۶ ج۵ باب الرجعة، مطلب الاقدام علی النکاح الخ.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس نے شرک وکفر نہیں کیا تو وہ اس کمینہ حرکت کے باوجود اسلام سے خارج نہیں ہوئی، شوہر رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے[۱] آئندہ ایسی حرکت سے پختہ توبہ کرلے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

ہریجن کے ساتھ بھاگنے سے نکاح ختم ہوگیا

سوال:- زید کی بیوی ساجدہ جو تین بچوں کی ماں ہے، ایک ہریجن کیساتھ بھاگ گئی، بکر اوراسکی بیوی بھی اسکے بھگانے میں شریک رہے، بکراوراسکی بیوی نے تین یوم تک ساجدہ کو چھپائے رکھا تو اب ساجدہ زید کے نکاح میں رہی یا نہیں؟ اب ساجدہ پکڑی گئی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر واقعہ اسی طرح ہے، تو بکر بھی گنہگار رہے، اس کی بیوی بھی گنہگار ہے، اورساجدہ بھی گنہگار ہے،[۲] سب کو توبہ واستغفار لازم ہے[۳] ساجدہ اس خبیث حرکت کے باوجود زید کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی[۴]۔

---

۱ لایجب علی الزوج تطلیق الفاجرة. الدرالمختار مع الشامی کراچی ص: ۵۰، ج:۳، مطلب فیما لو زوج المولی، فصل فی المحرمات، البحر الرائق کوئٹہ ص۱۰۷ ج۳ کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، النهر الفائق ص ۱۹۹ ج۲ فصل فی المحرمات، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

۲ وفی حدیث ابی هریرة مرفوعاً وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلاَلَةٍ کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ یَتْبِعُهُ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَیْئاً. ترمذی ص: ۹۶، ج: ۲، ابواب العلم. باب ماجاء فیمن دعا الی الهدی.

ترجمہ حدیث:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ جو شخص گمراہی کی طرف لوگوں کو بلائے اس پر اتباع کرنے والوں کے گناہوں کے مثل گناہ ہوگا، اوران کے گناہوں میں سے کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اسنے خدانخواستہ وہاں جا کر بت کی پوجا وغیرہ بھی اگر کی ہو تو تجدید ایمان کے ساتھ تجدید نکاح بھی کرائی جائے[۱] یہ بھی خیال رہے کہ شرعی پردہ نہ کرنے کو اس قسم کے واقعات میں زیادہ دخل ہے، اگر احکامِ اسلام کی تعلیم اور پابندی ہو تو ایسی صورتیں نہ پیش آئیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

کیا بیوی کو طلاق بذریعۂ عدالت لینے کا حق ہے؟

سوال:- بکر کی شادی باکرہ کے ساتھ ہوئی، باکرہ کے والدین نے جہاں شاندار جہیز دیا وہاں پر بکر کے اوپر ستر ہزار روپیہ کا مہر مؤجل بھی لاد دیا، کچھ عرصہ بعد دونوں میں بوجہ غیر شرعی کشیدگی پیدا ہوگئی اور کشیدگی نے عداوت کا اور عداوت نے مقام عدالت حاصل کرلیا، بکر اپنی زوجہ باکرہ کو باعزت طریقہ پر اپنے گھر لانے کے لئے مصر ہے، مگر باکرہ تیار نہیں، بس اسی بنا پر یا

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۳] واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصي واجبة وانها واجبة على الفور لا يجوز تاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرة، روح المعانى ص۲۳۶ ج۱۵ الجزء الثامن والعشرون، سورة التحريم تحت آيت ۸، مطبوعه دار الفكر بيروت، نووى على مسلم ص۳۵۴ ج۲ كتاب التوبة، مطبوعه رشيديه دهلى، المفهم شرح مسلم ص۲۷ ج۷ كتاب الاذكار، باب تجديد الاستغفار، مطبوعه دار ابن كثير بيروت.

[۴] والمزني بها لا تحرم على زوجها. شامى كراچى ص:۵۰، ج:۳. مطلب فيما لوزوج المولى، فصل فى المحرمات، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۳۹ ج۴ باب العدة، تاتارخانيه كراچى ص۵ ج۳ الفصل الثامن فى بيان ما يجوز من الانكحة.

(صفحہ ہٰذا) [۱] وتجبر على الاسلام وعلى تجديد النكاح زجرالها بمهر يسير. الدرالمختار مع الشامى ص:۱۹۴، ج:۳، باب نكاح الكافر، مجمع الانهر ص۵۴۷ ج۱ باب نكاح الكافر، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص۲۱۴، ۲۱۵ ج۳ باب نكاح الكافر.

دیگر غیر شرعی امور کی وجہ سے اب باکرہ اور اس کے والدین بکر سے جبر یہ طلاق عدالت مجاز سے حاصل کرنا چاہتے ہیں، مگر بکر اپنی زوجہ باکرہ کو طلاق دینے کے لئے ہر گز تیار نہیں، تو کیا والدین باکرہ عدالت مجاز سے طلاق کا مطالبہ کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) تحریر کردہ حالات میں باکرہ کے والدین کا یہ مطالبہ غلط ہے، ان کو اس کا حق نہیں، گھر داماد رکھنے کا مطالبہ قابلِ تسلیم نہیں، شوہر کی مرضی پر ہے، باکرہ کے والدین نے اگر طلاق کا عدالت میں دعویٰ کیا، اور عدالت نے ایک طرفہ درخواست پر باکرہ کو نکاحِ ثانی کی اجازت دے دی تو شرعاً وہ طلاق نہیں ہوگی، نکاح فسخ نہیں ہوگا،[1] باکرہ پر عدت واجب نہیں ہوگی، باکرہ کو دوسری جگہ نکاح کا حق نہیں ہوگا، اگر اس صورت میں دوسرا نکاح والدین نے کر دیا تو وہ شرعی نکاح نہیں ہوگا، بلکہ حرام کاری اور معصیت ہوگی، جس کا وبال دنیا وآخرت میں بہت سخت ہے[2] **واما صفته فهو ابغض المباحات الى الله تعالى**[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ولا يقضى على غائب ولا له اى لا يصح بل ولا ينفذ على المفتى به الخ الدر المختار على هامش رد المحتار كراچى ص ۴۰۹ ج۵، كتاب القضاء، مطلب فى امر الامير وقضائه، مجمع الأنهر ص ۲۳۸، ۲۳۹ ج۳ كتاب القضاء، فصل ثالث، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص۱۷ ج۷ باب كتاب القاضى الى القاضى.

[2] اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لأنه زنى شامى زكريا ص ۲۷۴ ج۴ مطبوعه كراچى ص ۱۳۲ ج۳ باب المهر، مطلب فى النكاح الفاسد، قاضى خان على الهندية كوئٹه ۳۶۲ باب فى المحرمات، تاتارخانيه كراچى ص۴ ج۲ الفصل الثامن فى بيان ما يجوز من الانكحة.

[3] البحر الرائق كوئٹه ص ۲۳۶ ج۳ كتاب الطلاق، النهر الفائق ص ۳۱۰ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

شوہر فاسق وفاجر ہے تو بیوی کیا کرے

سوال:-ایک لڑکی کی شادی دس سال کی عمر میں ہوتی ہے (یہ شادی والد نے کی) جس کو عرصہ سات سال کا ہوگیا، لڑکی ابھی تک رخصت نہیں ہوئی، شوہر چور، بدمعاش اور شرابی ہے، لڑکی کہتی ہے کہ میں اس چور کے یہاں ہرگز نہیں جاؤں گی، اگر مجھے زبردستی بھیجا گیا تو میری جان اور عزت کا زبردست کا خطرہ ہے، میرا نکاح دوسری جگہ کردیا جائے، اس صورت میں نکاح دوسری جگہ ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ جب کہ خطرہ ہے کہ شوہر عصمت فروشی کرے یا بیچ دے یا مار ڈالے یا ناک کان کاٹ لے، ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نکاح سے پہلے یہ سوچنا چاہئے تھا، جس سے شادی کی جارہی ہے وہ چور ہے، بدمعاش ہے، یا کیا ہے، تاہم نابالغہ کا نکاح جب اس کے والد نے کردیا ہے، تو وہ صحیح اور لازم ہوگیا، لڑکی کو خیارِ بلوغ حاصل نہیں[1] اگر یہ صحیح بھی ہو کہ شوہر چور بدمعاش ہے، تو ہر چور بدمعاش سے یہ خطرہ کہ وہ عصمت فروخت کردے گا یا بیچ ڈالے گا یا جان سے ماردے گا، یا ناک کان کاٹ ڈالے گا، صحیح نہیں لڑکی کو اس کے یہاں بھیجنے پر راضی کیا جائے، اگر شوہر کی طرف سے کچھ خطرہ ہو تو معزز آدمیوں کو درمیان میں ڈال کر اطمینان کرلیا جائے، اگر شوہر آباد کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو تو اس کو طلاق کے لئے آمادہ کیا جائے اگر وہ نہ آباد کرے نہ طلاق دے تو حاکم مسلم با اختیار سے یا شرع کمیٹی سے تفریق کرالی جائے، تفریق کا طریقہ رسالہ الحیلۃ الناجزۃ[2] میں مذکور ہے۔ اس کو سامنے رکھ کر اس کے

---

[1] ویجوز نکاح الصغیر والصغیرة اذا زوجهما الولی بکراً کانت الصغیرة او ثیباً فان زوجها الاب او الجد یعنی الصغیر والصغیرة فلا خیار لهما بعد بلوغهما هدایه ص۳۱۶ ج۲، باب فی الاولیاء والاکفاء، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، بحر کوئٹه ص۱۲۰، ج۳ باب الاولیاء والاکفاء، الدر مع الشامی زکریا ص۱۷۰، ۱۷۱ ج۴ باب الولی.

[2] الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة، ص۱۳۹، المرقومات للمظلومات، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

موافق تفریق ہوسکتی ہے، پھر دوسری جگہ شادی ہوسکے گی، اس کے قبل اس کا کوئی سوال نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ ۸/۷/۸۸ھ

الجواب صحیح : بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۷/۸۸ھ

تین طلاق کے بعد بھی شوہر نہ چھوڑے تو کلمۂ کفر ادا کرنے کا حکم ارتداد کے بعد اس شرط پر اسلام قبول کرنا کہ میرا نکاح دیندار شخص سے کیا جائے

سوال:- ایک عورت کا نکاح ایک ناخواندہ بے نمازی شخص سے ہوا مگر عورت کے والد نے اپنے داماد سے قبل از نکاح اداءِ نماز کا پختہ طور پر حلفی وعدہ کرلیا تھا، لیکن بعد نکاح ثابت ہوا کہ وہ شخص کبھی کبھی نماز پڑھ لیتا ہے اور مدت دراز سے وہ اغلام بازی کا عادی اور سودخوری کا عادی ہے اور اس کی زوجہ نماز کی نہایت پابند اور روزانہ تلاوت قرآن مجید کی بڑی صحت الفاظی سے کرنے والی فیشن انگریزی سے بہت متنفر امور خانگی میں خوب ہوشیار بائیس سالہ عمر کی ہے اور اس عورت نے اردو کی لکھائی پڑھائی اپنی والدہ سے اپنے گھر پر حاصل کی ہے، اس کے شوہر نے اپنی عورت سے سامان جہیز سے گوٹہ اور تمام طلائی اور نقرئی زیور جبراً لے کر کچھ تو فروخت کر دیا اور کچھ گروی رکھ دیا، جب اس کی زوجہ نے اس سے یہ کہا کہ میرے باپ کا دیا ہوا سامان جہیز ہے، میں اس کو ضائع کرانا نہیں چاہتی اس کی مالک میں ہوں تو اتنا کہنے پر شوہر نے اپنی زوجہ کو خوب مارا اور یہ کہا کہ جب میں تیرے جہیز کا مالک نہیں تو پھر میں تیرا بھی مالک نہیں بنتا، اب میرے گھر سے تو نکل میں نے تجھ کو طلاق دی، طلاق دی یہ کلمہ طلاق دی سات آٹھ مرتبہ یکدم کہہ دیا عورت نے اس واقعہ کی تحریری اطلاع اپنے باپ کو دی تو عورت کے والد نے واقعہ طلاق کو اپنے داماد سے

دریافت کیا تو داماں یہ بیان کیا کہ بیشک میں نے سات آٹھ مرتبہ یہ کہہ دیا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی طلاق دی لیکن میں نے تو یہ مذاق سے کہا تھا کیونکہ میں نے اپنی زوجہ کو کوئی زیادہ نہیں مارا تھا تب بھی اس نے آدھے دن تک رونا بند نہیں کیا۔

مگر اس طلاق دہندہ کے عزیز واحباب نے اس کو یہ سبق پڑھا دیا ہے کہ طلاق کا اقرار کرنے تو تیری زوجہ آزاد ہو جائے گی، بہادری تو یہ ہے کہ اپنی زوجہ کو ہرگز آزاد نہ ہونے دے، بلکہ اس کو زندگی بھر خوب تنگی اور سختی کے ساتھ باندی سے بدتر بنا کر رکھ اب اس عورت کا شوہر طلاق سے منکر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ عورت کو زندگی بھر مقید رکھنے کی ضرورت سے طلاق نہ دوں گا، اب عورت نے اس خیال سے کہ فساد زوجین بڑھ چکا ہے اور اب اس شوہر کے پاس اپنے سے ارتکاب زنا کا ہوا کرے گا، اور پھر مصائب بے اندازہ سابق سے زیادہ شوہر کی جانب سے ہوتے رہیں گے اور وہ برداشت نہ ہوسکیں گے، تو خودکشی کرنی پڑے گی، اور اس وجہ سے اس عورت نے شوہر کے مظالم سے رہائی حاصل کرنے کی نیت سے یہ کلماتِ کفر ادا کردئے کہ میں قرآن کو کلامِ الٰہی ہرگز نہیں مانتی اور مذہب اسلام سے بیزار ہو کر دین اسلام کو اس وجہ سے ترک کرتی ہوں تاکہ ظالم شوہر کے نکاح میں مقید رکھے جانے کے اس بدتر مشورہ کی زد سے بچ سکوں جو میرے سسرالیوں نے باہم مشورہ طے کرلیا ہے، اب اس عورت کے والد نے نہایت نرمی سے اسلام کی حقانیت کے دلائق اور اس کی خوبی اور اسلام ترک کرنے کی خرابی سنا کر اپنی دختر کو مسلمان بنالیا ہے، مگر وہ عورت یہ کہتی ہے کہ اگر مجھ کو اس ظالم شوہر کی حوالگی میں رکھے جانے کی سعی ظالمانہ کی جاوے گی، میں تحریر اطلاع کے ذریعہ عیسائی یا آریہ گروہ سے امداد طلب کرکے ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں گی، ورنہ بہتر یہ ہے کہ کسی متقی خداترس مسلمان سے میرا نکاح کردیا جائے۔

لہٰذا دریافت طلب اولاً یہ امر ہے کہ یہ عورت کلمات کفریہ بالا سے مطلقہ ہوگئی یا نہیں، ثانیاً عورت کا بشرطِ بالا اسلام قبول کرنا صحیح ہے، یا بلاشرط اسلام قبول کرنا صحیح ہے، اور ضروری ہے ثالثاً یہ کہ عدت اس عورت کی غیر حاملہ ہونے کی حالت میں کتنی ہوگی۔

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) صورتِ مسئولہ میں عورت کے سامنے طلاق دی گئی ہے، لہٰذا عورت کو ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ کسی طرح اس طلاق دینے والے کو اپنے اوپر قابو دے[۱] اگر اس طلاق دینے کے یا اقرار کرنے کے کم از کم دو معتبر دیندار گواہ موجود ہیں تو باقاعدہ عدالت کے ذریعہ سے یا پنچایت کے ذریعہ سے عورت اپنا فیصلہ کر کے علیحدہ ہوسکتی ہے[۲] کلمات کفریہ زبان سے ادا کرنا بالکل حرام ہے،[۳] فسخ کرانے کے لئے مفتیٰ بہ قول کی بناء پر کلمات کفریہ زبان سے ادا کرنا کافی نہیں، بلکہ طلاق کا ثبوت پیش کر کے عدالت یا پنچایت کے ذریعہ سے فیصلہ حاصل کیا جائے[۴]

(۲) اسلام قبول کرنے کے لئے شرط پیش کرنا سخت جہالت اور حماقت ہے، بلاشرط تجدید اسلام فرض ہے۔

---

[۱] والمرأة كالقاضي اذا شمعته او اخبرها عدل لا يحل لها تمكينه وفي البزازية عن الاوزجندي انها ترفع الامر الى القاضي، شامي زكريا ص۴۶۳ ج۴ مطبوعه كراچی ص ۲۵۱ ج۳ باب الصريح، مطلب في قول البحر ان الصريح يحتاج في وقوعه ديانة الى النية. عالمگيري كوئٹه ص ۳۵۴ الفصل الاول في الطلاق الصريح، تبيين الحقائق ص۲۱۸ ج۲ باب الكنايات، مطبوعه امداديه ملتان.

[۲] ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق ووكالة رجلان او رجل وامرأتان الدر المختار على الشامي زكريا ص۱۷۸ ج۸ كتاب الشهادات، تبيين الحقائق ص ۲۰۹ ج۴ كتاب الشهادة، مطبوعه امداديه ملتان، مجمع الأنهر ص ۲۶۱ ج۳ كتاب الشهادات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] التكلم بكلمة الكفر لا يحل ابداً، الدر المختار على هامش رد المختار زكريا ص۱۸۶ ج۹ مطبوعه كراچی ص۱۳۵ ج۶ كتاب الاكراه، البحر الرائق كوئٹه ص۷۳، ۷۴ ج۸ كتاب الاكراه، تبيين الحقائق ص ۱۸۶ ج۵ كتاب الاكراه، مطبوعه امداديه ملتان.

[۴] وافتى مشايخ بعدم الفرقة بردتها زجراً وتيسيراً لا سيما اللتي تقع في المكفر ثم تنكر قال في النهر والافتاء بهذا اولى من الافتاء بما في النوادر، الدر المختار على رد المحتار زكريا ص۳۶۷/۴، مطبوعه كراچی ص ۱۹۴ ج۳، باب نكاح الكافر، النهر الفائق ص ۲۹۱ ج۲ باب نكاح الكافر، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۱۴ ج۳ باب نكاح الكافر.

(۳) عدت طلاق ایسی حالت میں تین حیض ہے[۱] اگر کم از کم دو معتبر گواہ طلاق کے موجود ہیں تو تین حیض گذار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے۔خواہ ان گواہوں کے سامنے طلاق دی ہو یا طلاق کا اقرار کیا ہے۔[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵؍جمادی الاولیٰ ۵۹ھ

صحیح عبد اللطیف مدرسہ ہذا

رخصتی کے وقت داماد زیادہ جہیز وغیرہ کا مطالبہ کرے تو کیا تفریق کا مطالبہ درست ہے؟

سوال:-مسماۃ بانو کے والدین اور محلّہ بکر کے خلافِ شرع فعلوں کی بناء پر ناخوش رہتے ہیں، بکر نے اپنے لڑکے کی شادی کے لئے کئی جگہ پیغام بھجوایا مگر کسی نے اقرار نہ کیا، آخر کار حاجی شریف صاحب کے اصرار پر مسماۃ بانو کا نکاح بکر کے لڑکے زید کے ساتھ ہوگیا، مگر بکر اور اس کے لڑکے زید وغیرہ جہیز میں اس قدر سامان مانگ رہے تھے، مثلاً گھڑی، ریڈیو، سائیکل، صوفا سیٹ وغیرہ اور مزید ایک ہزار روپیہ جو بانو کے والدین کے بس سے باہر تھا، اس لئے انھوں نے عذر بیان کیا، مگر وہ لوگ اس پر اڑے رہے، بکر نے یہ بھی کہہ دیا کہ تم کو دینا پڑے گا، نہیں تو وداعی نہیں ہوسکتی، کوئی صورت بنتی ہوئی نظر نہ آئی تو بانو کے والدین نے طلاق کی درخواست کردی، اور دستی

---

[۱] اذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائنا او رجعيا وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلثة اقراء، هداية ص ۲/۴۲۲ باب العدة، البحر الرائق كوئكٹه ص ۱۲۸ باب العدة، بدائع الصنائع كراچی ص ۱۹۳ ج۳ فصل واما بيان مقادير العدة.

[۲] وشرط لغيره ذلك رجلان او رجل وامرأتان مالاً كان الحق او غير مال كالنكاح والطلاق مجمع الأنهر ص ۲۶۱ ج۳، كتاب الشهادت، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، مجمع الأنهر ص ۲۶۱ ج۳ كتاب الشهادات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ۲۰۹ ج۴ كتاب الشهادة، مطبوعه امداديه ملتان.

بیان بانو سے لے لیا گیا کہ وہ مہر معاف کرتی ہے، مگر زید نے پھر بھی کہا کہ میں طلاق اس وقت تک نہیں دوں گا، جب تک بانو کے والدین مجھے مہر کے مبلغ ۱۰۰۰ر روپیہ نہ دیں گے، جس کی بناء پر اب دونوں میں نہایت کشیدگی بڑھ گئی، اس صورت میں کیا بانو کا دوسرا نکاح جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کی یہ روش شرافت بلکہ انسانیت سے بھی گری ہوئی ہے، اس کا مطالبہ نہایت غلط ہے رشوت ہے، حرام ہے[۱] اگر وہ اپنے مطالبہ سے باز نہیں آتا تو حاکم مسلم کی عدالت میں درخواست دی جائے، عدالت اس کو حاضر کرکے اس غلط مطالبہ کو ساقط کرادے، یہ اس سے طلاق دلوادے، بعوض مہر خلع کرادے، یا تفریق کردے[۲] اگر حاکم مسلم با اختیار نہ ہو یا وہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرے، تو کم از کم تین معزز دیندار مسلمانوں کی شرعی کمیٹی بنالی جائے، جس میں ایک معاملہ شناس معتبر عالم بھی شریک رہے، اس کمیٹی میں درخواست دی جائے، وہ کمیٹی الحیلۃ الناجزۃ[۳] میں لکھی ہوئی، شرائط کے مطابق فیصلہ کردے تو وہ فیصلہ معتبر ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۸/۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح : بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

تفریق سے خرچہ شادی کا مطالبہ

سوال:- زید اور ہندہ کی شادی کو دوسال کا عرصہ ہوگیا، نااتفاقی کی حالت کو ایک سال کا

---

[۱] اخذا هل المرأة شيئاً عند التسليم فللزوج أن يسترده لانه رشوة الدر المختار على هامش رد المحتار زكريا ص۳۰۷ ج۴ مطبوعه كراچی ص۱۵۶ ج۳ باب المهر، مطلب انفق على معتدة الغير فتاوى عالمگيری ص۳۲۷ ج۱ الفصل السادس عشر فی جهاز البيت، مطبوعه كوئٹه بزازيه على الهندية ص۱۳۶ ج۴ الباب الثانی عشر فی المهر.

[۲] الحيلة الناجزة ص۲۲، مكتبه دار الاشاعت ديوبند.

[۳] الحيلة الناجزة ص۲۸، مكتبه دار الاشاعت ديوبند.

عرصہ ہوا، ایک روز دونوں کے وارثین جمع ہوئے دونوں طرف سے متفقہ طور پر یہ بات منظور کی گئی، کہ کچھ فیصلہ ہوجائے، دونوں طرف سے ایک عالمِ دین اور تین معزز اشخاص کو حکم بنایا گیا، ان چاروں حضرات نے لڑکی سے اس کی تکالیف معلوم کی، اس کے بعد تفریق کا فیصلہ کردیا، جس کی رضامندی زید اور اس کے وارثین نے بھی دی اور کہا کہ ہم کو بلاکسی شرط کے فیصلہ منظور ہے، اب اس کے وارثین کہتے ہیں کہ شادی میں جو دو ہزار روپیہ خرچ ہوئے تھے، یہ لڑکی والوں سے دلوائے جائیں، تو اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر حکم نے تفریق کردی تو شرعاً طلاق واقع ہوگئی[1] دو ہزار روپئے کا حکم نے فیصلہ نہیں کیا، تو ان کا مطالبہ غلط ہے[2]، اور تفریق ان دو ہزار روپئے پر معلق نہیں بلا شرط واقع ہوگئی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱۱/۸۵ھ

---

[1] الحیلة الناجزة، ص ۲۹، تنبیهات ضروریة، تنبیه سوم، مطبوعه دار الإشاعت دیوبند.

[2] لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر بسبب شرعی، عالمگیری ص۱۶۷، ج۲، فصل فی التعزیر، مطبوعه کوئٹه، البحر الرائق کوئٹه ص ۴۱ ج۵ کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، شامی زکریا ص۱۰۶، باب التعزیر، مطلب فی التعزیر بأخذ المال.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل اول : نامرداور مجنون کی بیوی

زوجۂ عنین

سوال:-زید کا نکاح عرصہ دوڈھائی سال سے زبیدہ سے ہوا تھا،شب زفاف میں ہی زید قادر بدخول نہ ہوا چندعرصہ تو زبیدہ کو پردہ عیب خود سے عذرات میں رکھا مگر آخر کار زبیدہ کی طلب جبر پراسکا راز کھل گیا، کہ زید عنین ہے، نہ انتشار ہے نہ زور، زبیدہ ناراض ہوکر خانۂ پدر میں آ گئی،اور زید کو علاج کرانے کی ہدایت کی گئی آخر علاج سے کچھ فائدہ نہ ہوا عرصہ ڈیڑھ سال کا ہوا زبیدہ خانۂ والدین میں رہتی ہے،زید بوجہ نا قابل ہونے کے زبیدہ کواپنے یہاں لے جانے کا خواہش مندنہیں، اب عنین جوقادر بدخول نہ سکتا ہواور نہ انتشار ہوتا ہے زبیدہ کے حق میں شریعت کیا فیصلہ صادر کرتی ہے، جب کہ وہ فسخ نکاح کرانا چاہتی ہو، وقت نازک ہے، زبیدہ نکاح ثانی چاہتی ہے، فسخ نکاح کیلئے کیا حکم شرعی ہے، کیونکہ زید حقوق زوجیت کے قابل نہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگر بوقت نکاح زبیدہ کوزید کا عنین ہونا معلوم تھا، یا بعد معلوم ہونے کے ایک دفعہ بھی زبیدہ نے زبان سے زید کے ساتھ رہنے پر رضامندی ظاہر کردی ہے، مثلاً اس طرح پر کہ اب تو میں اسی کے ساتھ بسر کروں گی خواہ کیسا ہی ہو، (خاموش رہنا کافی نہیں، بلکہ رضا کی تصریح ضروری ہے) یا زید ایک مرتبہ بھی جماع کر چکا ہے،تو ان سب صورتوں میں زبیدہ کوفسخ نکاح کرانے کا حق حاصل

نہیں[۱] اگر ان میں سے کوئی بات نہیں تو زبیدہ کو چاہئے کہ حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے، حاکم زید کا بیان لے اگر وہ بیان کرے کہ ہاں میں واقعی عنین ہوں میں ایک دفعہ بھی جماع پر قادر نہیں ہوا تو حاکم اس کو ایک سال کی مہلت علاج کے لئے دیدے[۲] اگر سال بھر میں علاج کر کے جماع پر قادر ہوجائے تو خیر ورنہ زبیدہ کو اختیار دیدے کہ تو اگر چاہے تو زید کے ساتھ رہ اور چاہے تو علیحدہ ہوجا، اگر وہ علیحدگی چاہے اور اسی مجلس میں علیحدگی چاہے تو حاکم زید سے کہے کہ تو اس کو طلاق دیدے اگر وہ طلاق دیدے تو عورت عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے، اگر وہ طلاق نہ دے تو حاکم مسلم خود تفریق کردے چونکہ خلوت صحیحہ ہوچکی ہے، اس لئے طلاق اور تفریق دونوں صورتوں میں عدت واجب ہوگی، اور زید کے ذمہ مہر بھی واجب ہوگا[۳] اگر حاکم مسلم نہ ہو یا وہ شریعت کے موافق فیصلہ نہ کرے تو چند دینداروں کی جماعت بھی یہ کام کرسکتی ہے[۴] اور اس جماعت میں کم از کم ایک معاملہ شناس عالم کا ہونا بھی ضروری ہے[۵] اور رسالہ ''الحیلۃ[۶] ناجزۃ'' کو بھی ضرور دیکھ لیا جاوے اس میں اس کو تفصیل سے لکھا ہے، کتب خانہ یحیوی سہارن پور سے بھی ملتا ہے اور سب

---

۱ ولو وصل الیها مرة ثم عجز لاخیار لها کذا فی التبیین ان علمت المرأة وقت النکاح انه عنین لا یصل الی النساء لا یکون لها حق الخصومة. عالمگیری ص: ۵۲۴، ج: ۱، الباب الثانی عشر فی العنین، قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص ۴۱۰، ۴۱۲ ج ۱ فصل فی العنین، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۲۳ ج ۴ باب العنین.

۲ القاضی یسأله هل وصل الیها اولم یصل فان اقر انه لم یصل اجله سنة. عالمگیری ص: ۵۲۲، ج: ۱. الباب الثانی فی العنین، مجمع الأنهر ص ۱۳۸ ج ۲ باب العنین، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص ۴۱۰ ج ۱ فصل فی العنین.

۳ جاء ت المرأة الی القاضی بعد مضي الاجل وادعت انه لم یصل الیها خیرها القاضی الی قوله ان اختار الفرقة امر القاضی ان یطلقها طلقة بائنة فان ابی فرق بینهما والفرقة تطلیقة بائنة ولها المهر کاملا وعلیها العدة بالاجماع ان کان الزوج قد خلابها. عالمگیری ص: ۵۲۴، ج: ۱، الباب الثانی عشر فی العنین، تاتارخانیه کراچی ص ۴۹ ج ۴ الفصل السابع والعشرون فی العنین، مجمع الأنهر ص ۱۳۹ ج ۲ باب العنین، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

۴ الحیلة الناجزة ص: ۲۲، دربیان حکم قضائے قاضی الخ، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند۔

۵ الحیلة الناجزة ص: ۲۸، تنبیهات ضروریه جماعت مسلمین، مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سے بہتر اور سہل یہ ہے کہ کسی طرح لالچ دے کر یا خوف دلا کر زید سے طلاق لے لی جاوے یا خلع کرلیا جاوے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/ مارچ ۵۴ھ

صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۳۰/۱/ ۵۴ھ

زوجۂ عنین

سوال:- عرصہ تخمیناً چار سال کا ہوا ایک عورت کی شادی کو ہوئے ایام شادی میں وہ عورت اپنے شوہر کے پاس پندرہ یوم رہی ہے اور پھر شادی سے ایک سال بعد پھر جاتی ہے، جب بھی تقریباً ڈیڑھ ماہ رہ کر آتی ہے، مگر اسکا شوہر عورت سے کسی قسم کی کوئی بھی راہ ورسم نہیں رکھتا، اور اب عورت اپنے ہی ماں باپ کے مکان پر تقریباً تین سال سے رہ رہی ہے، شوہر چوں کہ نامرد ہے اسلئے وہ اسکو لے جانا نہیں چاہتا اور نہ ہی اسکو طلاق دیتا ہے سو ایسی حالت میں جب کہ مرد نامرد ہے اور نہ اس کو آزاد کرتا ہے تو عورت کا دوسری جگہ نکاح کر دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس عورت کو چاہئے کہ حاکم مسلم کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے حاکم شوہر سے دریافت کرے اگر وہ اقرار کرلے کہ میں ہم بستری پر قادر نہیں ہوا تو ایک سال کی مہلت علاج کیلئے دیدے اس مدت میں علاج کر کے اگر جماع پر قادر ہوگیا تو خیر ورنہ عورت کی دوبارہ درخواست پر جب کہ شوہر بھی اسکی تصدیق کرتا ہو، تفریق کردے اگر ایک مرتبہ بھی جماع کرلیا تو عورت کو حق فسخ حاصل

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [5] ایضاً ص: ۲۲.

(صفحہ ہٰذا) [1] اذا تشاق الزوجان وخافا ان لا يقيما حدود الله فلا بأس بان تفتدى نفسها منه بمال يخلعها به فاذا فعلا ذلك وقعت تطليقة بائنة، عالمگيرى كوئٹه ص۴۸۸ ج ۱ الفصل الاول فى شرائط الخلع، مجمع الأنهر ص ۱۰۲ ج ۲ باب الخلع، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، الدر المختار مع الشامى زكريا ص۸۷ ج۵ ببا الخلع.

نہیں رہیگا، اگر شوہر عورت کی تردید کردے اور جماع کا دعویٰ کرے تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عورت باکرہ ہونے کی مدعی ہو تب تو حاکم مسلم دو تجربہ کار دین دار عورتوں سے اسکا معائنہ کرائے اگر وہ کہیں کہ یہ باکرہ ہے تو پھر شوہر کو علاج کی مہلت دیدے اگر وہ کہیں کہ یہ باکرہ نہیں رہی تو شوہر سے حلف لیا جائے کہ اسنے جماع کیا ہے، حلف کرنے پر عورت کو حق تفریق باقی نہ رہیگا، اگر وہ حلف نہ کرے تو ایک سال کی مدت علاج کیلئے دیدے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ عورت باکرہ ہونے کی مدعی نہ ہو تو اس صورت میں شوہر سے حلف لے کہ اسنے جماع کیا ہے اگر حلف کرے تو حق تفریق نہ رہیگا، اگر شوہر حلف کرے تو ایک سال کی مہلت علاج کیلئے دیدے۔[1] عورت کو حق تفریق ان شرائط سے حاصل ہوگا۔

(۱) نکاح سے پہلے اس کے نامرد ہونے کا علم نہ ہو۔

(۲) نکاح کے بعد ایک مرتبہ بھی جماع نہ کیا ہو۔

(۳) نامرد ہونیکے علم کے بعد سے عورت نے اسکے ساتھ رہنے پر رضا کی تصریح نہ کی ہو۔

(۴) سال بھر گذرنے پر حاکم مسلم جب عورت کو حق فرقت دے تو عورت فوراً فرقت کو اختیار کرلے، پوری تفصیل اس مسئلہ کی حیلۂ[2] ناجزہ میں ہے، مقدمہ کے وقت حاکم مسلم کو اس کا مطالعہ کرنا

---

[1] اذا رفعت المرأة زوجها الى القاضى وادعت انه عنين وطلبت الفرقة فان القاضى يسأله هل وصل اليها اولم يصل فان اقرانه لم يصل اجله سنة سواء كانت المرأة بكراً ام ثيباً وان انكروادعى الوصول فان كانت المرأة ثيباً فالقول قوله مع يمينه انه وصل اليها كذا فى البدائع. فان حلف بطل حقها وان نكل يوجل سنة كذا فى الكافى وان قالت انا بكر نظر اليها النساء وامرأة تجزى، الاثنتان احوط واوثق فان قلن انها ثيب فالقول قول الزوج مع يمينه كذا فى السراج الوهاج فان حلف فلا حق لها وان نكل يؤجله سنة. ولو وصل اليها مرة ثم عجز لاخيار لها كذا فى التبيين ان علمت المرأة وقت النكاح انه عنين لا يصل الى النساء لا يكون لها حق الخصومة وان لم تعلم وقت النكاح وعلمت بعد ذلک كان لها حق الخصومة، عالمگیری ص:۵۲۲، ۵۲۴ ج:۱، الباب الثانى عشر فى العنين، مجمع الأنهر ص ۱۳۸، ۱۳۹ ج۲ باب العنين، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تاتارخانيه كراچى ص ۴۷، ۴۸، ۴۹ ج۴ الفصل السابع والعشرون فى العنين.

[2] الحيلة الناجزة ص:۳۵، شرائط تفريق، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

چاہئے بہتر تو یہ ہے کہ کسی طرح لالچ دے کر یا ڈرا کر اس سے طلاق لے لی جائے پھر عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح درست ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۱۰/۵۶ھ

صحیح: عبد اللطیف ۱۰/ شوال ۵۶ھ

زوجۂ عنّین کی درخواست تفریق پر شرعی پنچایت کے چند سوالات

سوال:-مندرجہ ذیل صورت میں آپکی رائے گرامی شریعت کی روشنی میں مطلوب ہے۔

ہندہ ایک پردہ نشین بالغہ خاتون ہے، اس کا نکاح زید سے ہوا، زید پیدائشی عنّین اور ناکارہ ہے، ہندہ اس کے عیب پر تقریباً تین سال تک پردہ ڈالتی رہی، کیونکہ زید نے اس سے اپنے علاج کرانے کا وعدہ کیا، دو سال بلکہ اس سے زائد عرصہ گذر گیا مگر زید اپنے اس عیب سے بری نہ ہوا، ہندہ اس حال میں اپنی زندگی گذارنے سے قاصر ہے، نیز زید کے گھریلو حالات بھی اس کے لئے انتہائی ناسازگار ہیں، جن کی وجہ سے اس نے اپنے والدین کے سامنے اس راز کو افشاء کر دیا، ہندہ کے باپ نے زید سے اپنی لڑکی کی طلاق کا مطالبہ کیا، اور جو لوگ اس پر اثر انداز ہو سکتے تھے، ان کے ذریعہ اپنی بات پہنچائی، مگر زید کسی صورت میں بھی طلاق دینے کیلئے آمادہ نہیں ہوا، آخر کار لڑکی نے مجبور ہو کر ایک شرعی پنچایت میں اپنا معاملہ بطور دعویٰ پیش کیا ہے، جس میں اسنے زید کے ناکارہ ہونے کا اظہار کیا ہے، اور بتایا ہے کہ زید نے اس سے شادی صرف اِسلئے کی ہے کہ وہ جہیز کا مال حاصل کر لے، ورنہ وہ زن وشوہر کے باہمی تعلقات سے بے پرواہ اور ناکارہ ہے، جس کا اظہار خود

[۱] اذا تشاق الزوجان وخافا ان لا يقيما حدود الله فلا بأس بان تفتدى نفسها منه بمال يخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطليقة بائنة، عالمگيرى كوئٹه ص ۴۸۸ ج ۱ الفصل فى شرائط الخلع، تاتارخانيه كراچى ص ۴۵۳ ج ۳ الفصل السادس عشر فى الخلع، مجمع الأنهر ص ۱۰۲ ج ۲ باب الخلع، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

زید کی زبانی شرعی پنچایت میں ہو چکا ہے، شرعی پنچایت کے اراکین نے اس درخواست کے بعد ہندہ کا حلفی بیان لیا، جو درخواست کے موافق ہے، اس کے بعد انہوں نے زید کے نام ایک نوٹس جاری کیا، جس میں درخواست کے مضمون سے باخبر کیا گیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ اگر آپ کو اس میں کوئی عذر ہو تو آپ فلاں تاریخ میں اراکین کے سامنے اپنا عذر رکھیں، اور کوئی عذر نہ ہو تو بھی تشریف لائیں تاکہ معاملہ کی نوعیت سمجھنے میں مدد ملے، اگر آپ تشریف نہیں لائیں گے تو آپ کے خلاف فیصلہ کر دیا جائے گا، اور ہندہ کو اجازت دیدی جائے گی کہ وہ عدّت گذارنے کے بعد دوسرا نکاح کرلے اور آپ سے مطالبۂ مہر کر سکے، زید کو اس نوٹس جاری کرنے کے بعد اب پنچایت کے سامنے چند سوالات آئے جن میں آپ کی رائے گرامی مطلوب ہے۔

(۱) اگر زید نوٹ وصول کرتا ہے اور تاریخِ مقررہ پر آجاتا ہے، اور اپنے عنین ہونے کا منکر بھی نہیں ہے، لیکن طلاق دینے پر راضی نہیں۔

(۲) نوٹس وصول کیا اور آیا، مگر میڈیکل سارٹیفکٹ پیش کرتا ہے، کہ وہ ٹھیک ہے جب کہ آج کل رشوت کا بازار گرم ہے، کسی ڈاکٹر سے لکھوانا کوئی دشوار نہیں۔

(۳) نوٹس وصول کیا مگر آیا نہیں۔

(۴) نوٹس وصول کرنے سے انکار کر دیا۔

مندرجہ بالا صورتوں میں سے اگر کوئی صورت پیش آئے تو شرعی پنچایت اس میں کیا کرے کہ وہ خدا کے یہاں بری الذمہ ہو اور اس معصوم عورت کو بھی نجات حاصل ہو، امید کہ جواب باصواب سے نوازیں گے۔

الجواب حامداً ومصلياً

(۱) اس کو ایک سال مہلت علاج کے لئے دی جائے۔[۱]

---

[۱] اذا رفعت المرأة زوجها الى القاضى وادعت انه عنين وطلبت الفرقة فان القاضى يسأله هل وصل اليها اولم يصل فان اقر انه لم يصل اجله سنة. عالمگيرى ص۵۲۳ ج۱ . الباب الثانى عشر فى العنين، مجمع الأنهر ص۱۳۸ ج۲ باب العنين، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، قايخان على الهندية كوئٹه ص ۴۱۰ ج۱ فصل فى العنين.

(۲) سارٹیفکٹ کافی نہیں بلکہ بیوی سے جماع کرنے سے ثبوت ہوگا۔

(۳) دوبارہ نوٹس دیا جائے اور اس میں لکھ دیا جائے کہ اگر تم نہ آئے تو ہم سمجھیں گے، کہ تم رکھنا نہیں چاہتے بلکہ تعلقِ زوجیت ختم کرنا چاہتے ہو، اس پر ہم تفریق کردیں گے۔

(۴) دو آدمیوں کے ذریعہ نوٹس بھیجا جائے وہ اس کو پڑھ کر سنادیں اور جو کچھ وہ جواب دے اس کو قلم بند کریں، مزید تفصیلات کے لئے ''**الحیلة النّاجزة**'' سامنے رکھیں[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۴/۱۳۹۵ھ

زوجۂ عنین کے واسطے عدالت کا فیصلہ

سوال:-عرصہ تقریباً تین سال سے صاحبزادی کا مقدمہ صدر شاہ پور جناب سب جج صاحب کے پاس گیا کہ میرا خاوند پیدائشی نامرد ہے اور حقوقِ زوجیت ادا کرنے کے ناقابل ہے، جس پر عدالت موصوف نے مدعیٰ علیہ کا ڈاکٹری معائنہ کرایا اور ڈاکٹر صاحب کی شہادت بھی لی گئی، اور چند دیگر شہادتیں بھی ہوئیں، ڈاکٹر کا بیان یہ ہے کہ مدعیٰ علیہ کو انتشار نہیں ہوتا، اور حکیم یونانی کا بیان یہ ہے کہ ہم نے مدعیٰ علیہ کا پندرہ روز تک علاج کیا، کچھ فائدہ نہیں ہوا اور ہمارے سامنے مدعیٰ علیہ نے اقرار کیا کہ میں نامرد ہوں، میری نامردی کا علاج کیا گیا کچھ فائدہ نہیں ہوا، بعد اسکے جناب سب جج صاحب نے فیصلہ کیا کہ مدعیٰ علیہ کو نامرد قرار دیا جاتا ہے، مگر میعاد کی تنقیح برخلاف مدعیہ کی کہ ڈگری میعاد پر خارج ہوئے چونکہ چھ سال میعاد قانوناً درکار تھی، اور دعویٰ کے دس سال بعد شادی کی گئی بعد اس کے مدعیہ نے اپیل میاں والی سشن جج صاحب کے پاس دائر کردی، سشن جج نے یہ فیصلہ صادر فرمایا اگرچہ مدعیٰ علیہ نامرد ہے مگر میعاد برخلاف مدعیہ کے فیصلہ سب جج کا بحال رکھا، بعد اس کے مدعی مذکورہ اپیل ہائی کورٹ لاہور میں دائر کردی، بعد ملاحظہ مسل کے ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ مقدمہ اندر میعاد ہے، ۲۳/ ایک اور میعاد مذکورہ جاری ہے، مدعیٰ علیہ نامرد ہے،

[1] الحیلة الناجزة ص ۱۴۰ زوجۂ عنین کا حکم، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

عدالت کو مکمل تسلی ہوگئی اور مدعیٰ علیہ حقِ زوجیت کے ادا کرنے کے نا قابل ہے اور مدعیہ کے بیان سے اور ڈاکٹری بیان سے نامردی مدعیٰ علیہ کی بالکل ثابت ہے، مدعی علیہ پیشِ عدالت نہیں ہوتا ہے ان کی تعمیل بذریعہ سمن اور ایک اشتہار جاری کی جاوے، اگر حاضر ہووے تو تشخیص دوبارہ ان کی مردی طاقت کی کی جاوے چونکہ شرع محمدی میں ہے کہ دوبارہ تشخیص کی جاوے، اور بموجب شرعِ محمدی کہ مدعیٰ علیہ اپنی طاقت ثابت کرسکتا ہے، اور مدعیٰ علیہ کو ایک سال کی مہلت برائے علاج دی گئی ہے، اب سال گذشتہ ہو چکا ہے، اگر مدعیٰ علیہ حاضرِ عدالت ہووے تب تشخیص کی جاوے ورنہ بیان مدعیہ لے کر ڈگری قطعی تنسیخ نکاح کردی جائے مسل واپس سب جج کے پاس جاوے بعد اس کے مسل سب جج کے پاس آئی، جناب سب جج صاحب نے اصالۃً تعمیل کردی، ایک سمن جاری کیا بنام عبدالغفور اس نے تعمیل سمن سے گریز کیا بعد اس کے اشتہار اخبار جاری ہوا عبدالغفور مدعی علیہ دیدہٗ ودانستہ پیش عدالت نہیں ہوا، اور اس کے بعد سب جج صاحب نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ مدعیٰ علیہ بوقت عقد نکاح نامرد تھا، اور اب حق حقوقِ زوجیت ادا کرنے کے نا قابل ہے، بیان مدعیٰ حلف کئے گئے، اب فیصلہ بحق مدعی نکاح فسخ کر کے ڈگری دی گئی، جناب سب جج اور قریشی صاحب درجہ اول نے فیصلہ کیا ہے۔

نـــوٹ:- ہائی کورٹ کی طرف سے ہر ماہ میں سمن جاری ہوتا رہا، بعد ایک سال کے اشتہار اور اخباری نوٹس جاری رہے، مدعیٰ علیہ حاضرِ عدالت نہیں ہوا اور ایک سمن رجسٹری شدہ مدعیٰ علیہ کو موضع پہنچا لاہور کی طرف سے مگر یہ پھر بھی حاضرِ عدالت نہیں ہوا اور سب جج اور سب جج صدر شاہ پور بھی ایک سمن اور ایک اشتہار مدعیٰ علیہ کو روانہ کیا، دیدہ ودانستہ پیشِ عدالت نہیں ہوا بوجہ نامردی کے دیگر ۲۵ر عالم سے ہم کو فتویٰ ملا ہے اس طرح پر چونکہ مجسٹریٹ مسلمان بااختیار نے فیصلہ فسخِ نکاح کا کیا ہے لہٰذا حکم حاکم نافذ ہوگا، پس بنابریں مدعیٰ علیہ کا نکاح فسخ ہوگیا بعد عدت نکاح مدعیہ کرسکتی ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگر عورت کو بوقت عقدِ نکاح شوہر کا نامرد ہونا معلوم نہیں تھا، اور معلوم ہونے کے بعد اس نے اس کے ساتھ رہنے پر کبھی رضامندی ظاہر نہیں کی اور وہ شخص اتنے عرصہ تک ایک مرتبہ بھی جماع

نہیں کرسکا، اور عورت نے حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کیا اور حاکم نے تحقیق کے بعد ایک سال کی مدت علاج کے لئے مقرر کردی اور وہ اس مدت میں بھی علاج کر کے جماع پر قادر نہیں ہوا اور پھر حاکم مسلم بااختیار نے شوہر کے سامنے فسخ نکاح کا حکم لگایا ہے تو شرعاً وہ نکاح فسخ ہوگیا،[۱] اگر ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہوتی ہے تو حکم صحیح نہیں ہوا، مثلاً اگر وقتِ نکاح عورت کو علم تھا کہ شوہر نامرد ہے، یا بعد علم ہونے کے اس طرح کہا کہ جیسا بھی کچھ ہے میں اسی کے ساتھ زندگی گذاردوں گی، یا کم ازکم ایک مرتبہ بھی جماع کرلیا ہے یا علاج کی مدت ایک سال حاکم نے نہیں دی مگر اس مدت میں ایک مرتبہ جماع کرلیا ہے، یا حاکم غیر مسلم ہے یا حاکم بغیر شوہر کی موجودگی کے یا اس کے غیر حاضر ہونے کی صورت میں فیصلہ مقدمہ سنایا ہے تو یہ حکم شرعاً نافذ نہیں ہوا، پھر یا تو طریقہ مذکورہ کے موافق فسخ کردیا جائے[۲] یا شوہر سے طلاق لے لی جائے خواہ سمجھا کر خواہ ڈانٹ کر خواہ لالچ دے کر، یہ صورت سب سے بہتر ہے،[۳] رسالہ حیلۃ ناجزہ میں اس مسئلہ کو مع جملہ شروط کے خوب تفصیل سے لکھا ہے، اور علماءِ تھانہ بھون دیوبند، سہارن پور کے اس پر دستخط ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/۸/۵۹ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ ہذا

زوجۂ مجنون وعنّین

سوال:- چہ می فرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ شخصے مسمّٰی عبدالقدوس راتخمیناً از سہ سال

---

[۱] الحیلة الناجزه ص: ۲۱، مقدمه، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند، عالمگیری کوئٹه ص ۵۲۲، ۵۲۴، الباب الثانی عشر فی العنین، مجمع الأنهر ص ۱۳۸، ۱۳۹ ج ۲ باب العنین، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، تاتارخانیه کراچی ص ۴۷، ۴۸، ۴۹ الفصل السابع والعشرون فی العنین.

[۲] الحیلة الناجزة ص: ۳۳، حکم زوجه عنین، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

[۳] تقدم تخریجه تحت عنوان 'زوجۂ عنین'.

جنون لاحق شد بعد تفتیش وتدارک کما حقہ دریافت شد کہ بعضے مکالمہ اش اگر چہ موافق قیاس میشود اما اکثر اقوال وافعال از وے خلافِ عقل ورائے صادر می شود ورغبت معاش وخانہ داری ورغبت زن وشوئی از وے بالکلیہ ساقط گردیدہ وزنش راتخلیہ دادہ ہم امتحان کردہ شد ازاں طرف نیز عنّین یافتہ وتاایں مدت از دیوانگی زنش رانان ونفقہ ہم نمی دہد حتی کہ اگر باوجود آں امور سہ گانہ یعنی جنون وعنّین وعدم ادائے نفقہ زنش راا ختیار فسخ نکاح ندادہ شود ضرور بالضرور بفسق وفجور مبتلا گردد وبباعث افلاس وتنگ دستی نوبت بدریوزہ گری خواہد افتاد پس بحث مذہب حنفیہ زنش را می رسد کہ بسبب جنون وعنینیت شوہر وعدم حصول نفقہ نکاح خود فسخ نمودہ شوہر دیگر نکاح کند یانہ۔[۱]

الجواب حامداًومصلیاً

امور سہ گانہ میں سے عدمِ حصولِ نفقہ شرعاً موجب تفریق نہیں: **ومن اعسر بنفقة امراته لم يفرق بينهما ويقال لها استديني عليه هداية**[۲] ص: ۴۱۹، اور عنین ہونا بھی فی الحال موجب تفریق نہیں کیونکہ اگر نکاح سے پہلے عنین ہے اور عورت کو بوقتِ نکاح اسکا علم تھا، تب تو عورت کو اسکے فسخ کا کوئی حق باقی نہیں رہا: **ان علمت المرأة وقت النكاح انه عِنّين لا يصل**

---

[۱] عبدالقدوس نامی شخص کو تین سال سے جنون لاحق ہوگیا، کما حقہ تفتیش وتدارک کے بعد معلوم ہوا کہ اس کی بعض باتیں اگر چہ عقل کے موافق ہوتی ہیں، مگر اس سے اکثر اقوال وافعال خلاف عقل ورائے صادر ہوتے ہیں اور معاش وخانہ داری اور زن وشوئی کی رغبت اس سے بالکلیہ ختم ہوگئی، اس کی بیوی کو تنہائی میں رکھ کر بھی اس کا امتحان کیا گیا عنین پایا گیا اور دیوانگی سے اس مدت تک اپنی بیوی کو نان نفقہ بھی نہیں دیتا، حتی کہ اگر ان تینوں چیزوں یعنی مجنون اور عنین اور اپنی بیوی کو نفقہ نہ دینے کی وجہ سے اس کی بیوی کو فسخ نکاح کا اختیار نہ دیا جائے، ضرور بالضرور فسق وفجور میں مبتلا ہوجائے گی، اور افلاس وتنگ دستی کی وجہ سے دریوزہ گری تک کی نوبت پہنچ جائے گی، پس مذہب حنفیہ کے مطابق کیا اس کی بیوی کے لئے یہ گنجائش ہے کہ شوہر کے مجنون اور عنین ہونے اور نفقہ حاصل نہ ہونے کی بنا پر اپنا نکاح فسخ کر کے دوسرا نکاح کر لے یا نہیں؟

[۲] هداية ص: ۴۳۹، ج: ۲، باب النفقة، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، الدر المختار على الشامي زكريا ص ۳۰۶، ۳۰۸، باب النفقة، مطلب في فسخ النكاح بالعجز عن النفقة، مجمع الأنهر ص ۱۸۲ ج ۲ باب النفقة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

الی النساء لا یکون لها حق الخصومة عالمگیری[۱] ج: ۲، ص: ۱۵۴، اسی طرح اگر نکاح اور جماع کے بعد عنّین ہوا ہے تب بھی تفریق نہیں کی جائیگی: فاوجب بعد وصوله الیها مرة او صار عنیناً لا یفرق بعده ای الوصول لحصول حقها بالوطی مرة درمختار[۲] ص: ۲۵۴.

اگر عنین پہلے سے تھا اور علم بعد نکاح ہوا تب البتہ عورت کو مطالبہ کا حق حاصل ہے: و ان لم تعلم وقت النكاح وعلمت بعد ذٰلک کان لها حق الخصومة ولا یبطل حقها بترک الخصومة و ان طال الزمان مالم ترض بذٰلک کذا فی فتاویٰ قاضی خاں عالمگیری[۳] ص: ۱۵۴، ج: ۲، اس کی صورت یہ ہے کہ حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں عورت دعویٰ کرے کہ میرا شوہر عنین ہے وہ اس کو ایک سال کی مدت علاج کیلئے متعین کردیگا اس مدت میں اگر اچھا ہوگیا فبہا ورنہ تفریق کردے گا اگر عورت نے مطالبہ تفریق کا کیا: واذا کان الزوج عنیناً اجله الحاکم سنة فان وصل الیها فبها والا فرق بینهما اذا طلبت المرأة ذٰلک وتلک الفرقة تطلیقة بائنة (هدایه[۴] ج: ۲، ص: ۴۰۰) اور یہ تفریق طلاق بائن کے حکم میں ہے اس وقت سے عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔

امر سوم:- میں بھی تفصیل ہے وہ یہ کہ شیخین کے نزدیک تو تفریق نہیں کی جاویگی البتہ امام محمدؒ کے نزدیک اگر جنون حادث ہے تو شوہر کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی، اگر اچھا ہوگیا

---

[۱] عالمگیری ص: ۵۲۴، ج: ۱، الباب الثانی عشر فی العنین، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۴۱۰ فصل فی العنین، تاتارخانیه کراچی ص ۵۰ ج ۴ الفصل السابع والعشرون فی العنین.

[۲] الدر المختار علی ردالمحتار کراچی ص ۴۹۵ ج ۳، مطبوعه نعمانیه ص ۵۹۳ ج ۲. باب العنین، عالمگیری کوئٹه ص ۵۲۴ ج ۱ الباب الثانی عشر فی العنین، تاتارخانیه کراچی ص ۵۱ ج ۴ الفصل السابع والعشرون فی العنین.

[۳] عالمگیری ص: ۵۲۴، ج: ۱، باب الثانی عشر فی العنین، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۴۱۰ فصل فی العنین، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۱۶۷ ج ۵ باب العنین.

[۴] هدایه ص: ۴۲۰، ج: ۲، باب العنین، تاتارخانیه کراچی ص ۴۷، ۴۸، ۴۹ الفصل السابع والعشرون فی العنین، مجمع الأنهر ص ۱۳۸، ۱۳۹ ج ۲ باب العنین، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

فبہا ورنہ عورت کو فسخ نکاح کا اختیار دے دیا جائے گا، کوئی مہلت نہیں دی جائیگی اور اس وقت سے عدت طلاق گذار کر عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے، اس سے قبل نہیں۔

قال محمدؒ ان کان الجنون حادثا یؤجله سنة کالعنة ثم یخیر المرأة بعد الحول اذا لم یبرأ وان کان مطبقا فهو کالجب وبه ناخذ. (فتاویٰ عالمگیری[1] ص: ۵۴۲، ج: ۲) شافعی المذہب قاضی کا تلاش کرنا ضروری نہیں، بلکہ قاضی حنفی المذہب یہ فیصلہ کرسکتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/۱۱/۵۲ھ

جواب صحیح ہے ہندوستان میں چونکہ قاضی حنفی المذہب مجاز نہیں اس لئے کسی مسلمان حاکم مجاز کا فسخ وتفریق کرنا کافی ہے۔ سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۲۱/ذی قعدہ ۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/ذیقعدہ ۵۲ھ

زوجہ مجنون نامرد کی تفریق کی صورت

سوال: - ایک شخص نامرد ہے تو قاضی تفریق کردے گا اور یہ تفریق طلاق ہوگی اور یہ مذکورہ بالا مسئلہ درمختار کا ہے، قاضی سے کون سا قاضی مراد ہے اور کیا قاضی صاحب کے علاوہ اس کے والد یا جماعت کے معزز اشخاص یا پیش امام صاحب بھی تفریق کرا سکتے ہیں یا نہیں، اور مجنون نامرد کو عرصہ تین سال کا ہو رہا ہے، اب طلاق کے لئے ان صورتوں کے علاوہ دیگر صورت طلاق کی کیا ہوسکتی ہے اس میں درج کر دیجئے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

ہندوستان میں حکومت کی طرف سے جو حکام مسلمان ڈپٹی کلکٹر وغیرہ مقرر ہیں ان کا فیصلہ بھی اگر

---

[1] عالمگیری ص: ۵۲۶، ج: ۱، مطبوعه کوئٹه ومصر. الباب الثانی عشر فی العنین، الحیلة الناجزة ص ۴۲ حکم زوجۂ مجنون، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

احکام شرعیہ کے موافق ہوتو شرعاً معتبر ہے[۱] اور اصل قاضی شرعی تو یہاں مفقود ہے اسلئے اس کے والد یا پیش امام کا فیصلہ شرعاً معتبر نہیں، اگر کسی جگہ حاکم مسلمان با اختیار نہ ہو یا وہ شریعت کے موافق فیصلہ نہ کرے، تو چند معزز دیندار مسلمانوں کی ایک جماعت بھی قاضی کے قائم مقام ہوکر فیصلہ کرسکتی ہے، اوراس جماعت میں کم از کم ایک معاملہ شناس معتبر عالم کا ہونا بھی ضروری ہے[۲] اور رسالہ حیلۂ ناجزہ کو بھی دیکھ لیا جاوے اس میں یہ مسئلہ نیز اس قسم کے دوسرے مسائل پوری تفصیل وشرائط کے ساتھ مذکور ہیں نامرد کی تفریق کے لئے اوّلاً سال بھر کی مہلت بھی علاج کے لئے دی جاتی ہے، اورعورت کی طرف سے تفریق کا مطالبہ اوراس کے ساتھ رہنے پر رضامندی کا ظاہر نہ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸/۱۱/۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۹/۱۱/۶۰ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور یوپی، ۲۹/۱۱/۶۰ھ

شوہر کے نامرد ہونیکی حالت میں غیر مرد سے تعلق قائم کرنا

سوال:- میری شادی مسمّٰی غلام احمد کے ہمراہ ہوئی کہ جس کو عرصہ تخمیناً بارہ یا تیرہ سال گذرا

۱؎ والحاصل ان السلطان اذا نصب فی البلدة امیرا وفوض الیه امر الدین والدنیا صح قضاؤه، شامی زکریا ص ۴۰۹ ج۵ کتاب القضاء، مطلب فی امر الامیر وقضائه، الحیلة الناجزة ص: ۲۰، مقدمه، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

۲؎ الحیلة الناجزة ص: ۲۸، تنبیهات ضروریه، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

۳؎ اذا رفعت المرأة زوجها الی القاضی وادعت انه عنین وطلبت الفرقة فان القاضی یسأله هل وصل الیها اولم یصل فان اقر انه لم یصل اجله سنة. عالمگیری ص: ۵۲۲، ج: ۱، ولا یبطل حقها بترک الخصومة وان طال الزمان مالم ترض بذلک. عالمگیری ص: ۵۲۴، ج: ۱، باب الثانی عشر فی العنین، مجمع الأنهر ص ۱۳۸، ۱۳۹ ج۲ باب العنین، مطبوعه دار الکتب العلمية بیروت، قاضیخان علی الهندیه کوئٹه ص ۴۱۰ ج ۱ فصل العنین.

چندروز تو مجھ کو میرے شوہر مذکور نے اپنی زوجیت میں رکھا، جس سے معلوم ہوا کہ وہ قابل عورت نہیں ہے، چندروز کے بعد مجھ کو شوہر نے میرے والد کے گھر پہنچا دیا اور ہنوز کوئی خبر اخراجات کی نہیں لی، میری شادی سے پیشتر دو شادی مسمٰی غلام احمد کی ہوچکی ہیں، دونوں بیویاں بوجہ نامرد ہونے کے اس کے گھر سے چلی گئیں، اور دوسری جگہ دونوں نے اپنی اپنی شادی کرلی بلا طلاق دیئے ہوئے غلام احمد کے ساتھ مجبور ہوکر اپنی گذر بسر بحیثیت مزدوری کر کے کرتی رہی، جب بہت زیادہ مجبور ہوگئی تو میں نے ایک شخص سے اپنا تعلق پیدا کرلیا اور غلام احمد کو مطلع کردیا کہ جب تم نے عرصہ نو سال سے میری خبر گیری نہ لی، اور نہ مجھ کو اپنے پاس بلایا تو میں نے اپنا انتظام خود کرلیا ہے، تم مجھ کو طلاق دیدو تو میں اپنا عقد کرلوں، چندمرتبہ اس واقعہ سے اس کو مطلع کیا گیا مگر کوئی جواب نہ آیا، آخر کار اس شخص سے جس سے میں نے اپنا تعلق کیا تھا اس کے نطفہ سے ایک بچہ پیدا ہوا جو کہ حیات ہے، اس کے بعد پھر غلام احمد کو اس واقعہ سے خبر دی اور اس سے طلاق چاہی مگر وہ طلاق نہیں دیتا ہے اور اس کو عرصہ نو سال سے خوب معلوم ہے کہ میری بیوی جائز ناجائز کر کے اپنا گذر بسر کر رہی ہے اور ایک بچہ بھی پیدا ہوگیا ہے، پھر بھی طلاق دینے سے گریز کرتا ہے، اس کو ایک ضد ہے، اگر سائلہ اپنے فسخ ازدواج کی بابت عدالتی کاروائی کرے اور عدالت میرے حق پر فیصلہ کردے اور روبرو عدالت کے غلام احمد مذکور اپنی زبان سے طلاق نہیں دیتا تو فیصلہ کے بعد بموجب شرعِ محمدی ﷺ کے کیا تجویز کی جاوے

چونکہ شوہر اپنی زبان سے طلاق بیوی کے حق میں ادا نہ کرے تو کس طرح سے طلاق ہوجائیگی، سنا گیا ہے کہ مسئلہ یہ بھی کہتا ہے کہ اگر کسی کی بیوی بلا اجازت اپنے شوہر کے غیر مرد کے سامنے ہوجائے یا کہیں چلی جاوے تو نکاح سے باہر ہوجاتی ہے یہ ایک بہت اہم بات ہے کہ غلام احمد تو طلاق نہ عدالت میں دے گا، اور نہ تو پنچایت میں دے گا، اس کو ایک ضد ہے کہ چاہے بچہ ہو طلاق نہیں دوں گا، اور عدالت زبردستی طلاق دلانے پر مجبور نہیں کرتی، تو سائلہ اپنا عقد ثانی کس طرح سے کرسکتی ہے، اور نہ سائلہ اس کے گھر جانا چاہتی ہے اور نہ غلام احمد میرے خلاف کوئی عدالتی

کارروائی کرنا چاہتا ہے سائلہ اس امر کی استدعا کرتی ہے کہ کون سا فتویٰ اس امر میں اجازت دیتا ہے، جس سے سائلہ غلام احمد کی پابندی سے محفوظ رہے، اور سائلہ اپنا عقدِ ثانی کرے، چونکہ یہ بات اکثر مشہور ہے کہ کوئی ایسا کام کہ جس سے شوہر کی ناراضگی ہو یا اس کی عزت میں فرق آجاوے اس کی ہو کے نہ رہے تو نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور سائلہ کا واقعہ اس فقرہ سے زیادہ اثر رکھتا ہے، قانون اور شرع میں بہت فرق ہے، عدالت کے فیصلے پر عام نکاح نہیں پڑھا سکتے ہیں، چونکہ شرع محتاج ہے، شوہر کی زبان سے طلاق کہنے کی، شرع محمدی میں ص: ۶ ر پر صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ جو عورت اور مرد بلا نکاح کے زن وشوہر کی طرح رہتے ہوں، تو مانند نکاح کے ہوگئے، اور جو بچہ پیدا ہوگا، وہ اپنے باپ سے صحیح النسب اور وارث ترکہ کا مستحق ہوگا، سائلہ نہایت ادب کے ساتھ التجا کرتی ہے کہ سائلہ بہت مصیبت زدہ عورت ہے، سائلہ کے حق میں اس امر میں فتویٰ عنایت مرحمت کیا جاوے تا کہ اس عذاب سے نجات حاصل ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب تک تمہارا شوہر غلام احمد طلاق نہ دے اس وقت تک تمہارا نکاح کسی دوسری جگہ درست نہیں [۱] اور یہ بات کہ ایسا کام جس سے شوہر کی ناراضگی ہو یا اس کی عفت میں فرق آجاوے اس کی بیوی کرے تو نکاحِ سے باہر ہو جاتی ہے، بالکل غلط ہے، شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں، پس تمہارا کسی غیر شخص سے تعلق پیدا کر کے محبت کرنا قطعاً حرام اور زنا ہے اور جو بچہ اس حرام کاری سے پیدا ہوا ہے، اور غلام احمد کہتا ہے کہ میرا نہیں اور تم کو اقرار ہے کہ وہ نطفہ حرام ہے، تو اس کو غلام احمد کے ترکہ سے کچھ نہیں ملے گا، اور نہ وہ اس کا بیٹا ہے، اور اس سے نسب ثابت نہیں ہوگا، اسی طرح جس شخص کے نطفہ سے غلط طریقہ سے یہ پیدا ہوا اس کا بھی بیٹا نہیں، اس کے ترکہ سے بھی وارث

[۱] واما نكاح منكوحة الغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا. شامى كراچى ص ۱۳۲ ج۳، مطبوعه نعمانيه ص: ۳۵۰، ج: ۲، مطلب فى النكاح الفاسد، باب المهر، تاتارخانيه كراچى ص ۴ ج ۳ الفصل الثامن فى بيان ما يجوز من الانكحة، عالمگيرى كوئٹه ص ۲۸۰ ج ۱ القسم السادس المحرمات التى يتعلق بها حق الغير.

نہیں ہوگا،[۱] اور تمہارے شوہر نے تم سے ایک مرتبہ صحبت نہیں کی اور تم کو نکاح سے قبل اس کا علم نہیں تھا، کہ غلام احمد نامرد ہے اور معلوم ہونے کے بعد تم نے اس کے ساتھ بوجہ نامرد ہونے کے رضامندی ظاہر نہیں کی، یعنی یہ نہیں کہا کہ خیر جیسا بھی ہے اس کے ساتھ زندگی گذاردوں گی، تو تم کو چاہئے کہ تم عدالتِ مسلمہ میں یعنی حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرو کہ میرا شوہر نامرد ہے ایک مرتبہ بھی مجھ سے جماع نہیں کرسکا، اس پر حاکم غلام احمد کو بلا کر دریافت کریگا، اگر غلام احمد نے اقرار کیا تو ایک سال مدت علاج کیلئے دیدے،[۲] اگر اس مدت میں علاج کر کے صحبت کرنے پر قادر ہوگیا تب تو خیر ورنہ حاکم مسلم بااختیار تفریق کردے، اس کے بعد عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح درست ہوگا[۳] اگر حاکم مسلم بااختیار نہ ہو یا وہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو چند معزز دیندار مسلمانوں کی ایک جماعت بھی یہ سب کام کرسکتی ہے،[۴] اور اس جماعت میں کم ازکم ایک معاملہ شناس معتبر عالم کا بھی ہونا ضروری ہے،[۵] اور رسالہ حیلۂ ناجزہ کو بھی بغور دیکھ لیا جاوے اس میں

---

۱ لو صرح بانه من الزنا لا يثبت قضاء، ايضاً شامی كراچی ص: ۴۹، ج:۳، مطبوعه نعمانيه ص: ۲۹۲، ج: ۲، فصل في المحرمات، قبيل مطلب فيما لو زوج المولى.

۲ اذا رفعت المرأة زوجها الى القاضي وادعت انه عنين وطلبت الفرقة فان القاضي يسأله هل وصل اليها او لم يصل فان اقرانه لم يصل اجله سنة. عالمگيری ص: ۵۲۲، ج: ۱، الباب الثانی عشر في العنين، مجمع الأنهر ص۱۳۷، ۱۳۸ ج۲ باب العنين، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، قاضيخان على الهندية كوئٹه ص ۴۱۰ فصل فی المحرمات.

۳ جاءت المرأة الى القاضی بعد مضی الاجل وادعت انه لم يصل اليها ...... خيرها القاضی ان اختارت الفرقة امر القاضی ان يطلقها طلقة بائنة فان ابى فرق بينهما والفرقة تطليقة بائنة ولها المهر كاملا وعليها العدة بالاجماع ان كان الزوج قد خلابها. عالمگيری ص: ۵۲۴، ج: ۱، الباب الثانی عشر فی العنين، مجمع الأنهر ص ۱۳۹ ج۲ باب العنين، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تاتارخانيه كراچی ص ۴۹ ج۴ الفصل السابع والعشرون فی العنين.

۴ الحيلة الناجزة. ص: ۲۲، مقدمه، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

۵ الحيلة الناجزة. ص: ۲۸، تنبيهات ضروريه جماعت مسلمين، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

اس مسئلہ کو خوب تفصیل سے لکھا ہے، اگر غلام احمد نے ایک مرتبہ بھی صحبت کر لی ہے یا نکاح سے پہلے تم کو اسکے نامرد ہونے کا علم تھا، یا علم ہونیکے بعد اسکے ساتھ رہنے پر رضامندی ظاہر کر دی ہے، تو اب تم کو تفریق کا حق نہیں رہا[1] لیکن اگر وہ نفقہ نہیں دیتا ہے تو حاکم کے یہاں دعویٰ کیا جاوے، حاکم شوہر کو کہے کہ یا تم نفقہ دو ورنہ طلاق دے دو نہیں تو ہم تفریق کر دیں گے اگر شوہر کوئی صورت اختیار کرے تب تو خیر ورنہ حاکم مسلم تفریق کر دے[2] اور بہتر صورت تو یہ ہے کہ کسی طرح لالچ دے کر یا ڈرا کر یا مہر وغیرہ معاف کر کے اور کچھ روپیہ دے کر غلام احمد سے طلاق حاصل کر لی جاوے، اسکے بعد عدت گذار کر نکاحِ ثانی کر لیا جائے[3] اور جو ناجائز تعلق قائم کر رکھا ہے یہ کبیرہ گناہ ہے اسکو فوراً چھوڑنا واجب ہے اور توبہ فرض ہے[4]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴؍ جمادی الثانی ۵۹ھ

عبد اللطیف مظاہر علوم

سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳؍۶؍ ۵۹ھ

---

[1] ولو وصل اليها مرة ثم عجز لا خيار لها كذا في التبيين ان علمت المرأة وقت النكاح انه عنين لا يصل الى النساء لا يكون لها حق الخصومة عالمگیری ص: ۵۲۴، ج: ۱، قاضیخان علی الهندية كوئٹه ۴۱۲،۴۱۰ فصل في العنين، تاتارخانيه كراچي ص ۴۹، ۱۵ ج ۴ الفصل السابع والعشرون في العنين.

[2] الحيلة الناجزة. ص: ۲۲، حكم زوجه متعنت، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

[3] الحيلة الناجزة. ص: ۲۱، حكم زوجۂ متعنت، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

[4] وكانت العرب تعيب الاعلان بالزنى ولا تعيب اتخاذ الاخدان ثم رفع الاسلام جميع ذالک وفي ذالک نزل قوله تعالىٰ ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن، الجامع لاحكام القرآن للقرطبي ص: ۱۲۵، ج: ۳، الجزء الخامس، سورة النساء تحت آيت ۲۵، مطبوعه دار الفكر بيروت، روح المعاني ص ۲۳۶ ج ۱۵، الجزء الثامن والعشرون، سورة التحريم، تحت آيت ۸، مطبوعه دار الفكر بيروت، نووى على مسلم ص ۳۵۴ ج ۲ كتاب التوبة، مطبوعه رشيديه دهلي.

زوجۂ مجنون

سوال:- ایک شخص تقریباً چھ سال سے مجنون ہوگیا ہے اور معمولی علاج بھی کیا گیا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا، اور اسکے خسر نے علاج کارگر نہ ہونے پر اپنی لڑکی کو دوسری جگہ بیٹھانا چاہا، مگر اسکے گاؤں کے لوگ آڑے آئے اور اس مجنون کی بیوی کو زبردستی اس مجنون کے باپ کے یہاں بھیج دیا اور وہ مجنون باپ کے پاس رہتا ہے، مگر اپنے بڑبڑانے میں رہتا ہے اور اسکی بیوی کو تقریباً چھ سال آئے ہوئے ہوگئے، وہ مجنون ہم بستری تو کیا کرتا وہ اپنی دیوانگی میں کہہ دیتا ہے کہ یہ میری لڑکی ہے اور ساتھ ہی اپنی بہنوں کو کہہ دیتا ہے کہ یہ میری لڑکیاں ہیں مگر اس نے ابھی تک اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی، اب اس مجنون کا باپ اس کی بیوی کا اپنے چھوٹے لڑکے سے نکاح کرنا چاہتا ہے مگر لوگوں کے کہنے سننے سے مسئلہ پوچھنے کے لئے آیا اس لئے عرض ہے کہ یہ مجنون اگر طلاق دے تو طلاق ہوسکتی ہے کہ نہیں اگر طلاق دے یا نہ دے کوئی صورت اس کی دوسری جگہ نکاح کرنے کی ہوسکتی ہے یا نہیں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر حالت جنون میں طلاق دے گا تو طلاق واقع نہیں ہوگی اگر افاقہ کی حالت میں دے گا تو واقع ہوجائے گی: **ولا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل والمجنون اھـ هندیة**[1] ص:۳۸۳، ج:۲، بغیر طلاق کے نکاح مطلقاً حرام ہے: **لایجوز للرجل ان یتزوّج زوجة غیره وکذالک المعتدة کذا فی السرّاج الوّهاج اهـ**[2] ص:۲۸۰، ج:۲.

[1] عالمگیری ص:۳۵۳، ج:۱، فصل فیمن یقع طلاقہ، مطبوعه کوئٹه، تاتارخانیه کراچی ص۲۵۵ ج۳ الفصل الثالث فی بیان من یقع طلاقه، مجمع الأنهر ص۱۰ ج۲ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] عالمگیری ص:۲۸۰، ج:۱، المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص۳۶۶ ج۱ فصل فی المحرمات، تاتارخانیه کراچی ص۴ ج۳ الفصل الثامن فی بیان ما یجوز من الانکحة.

صورت مسئولہ میں عورت کو چاہئے کہ حاکم مسلم با اختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے حاکم کو بعد تحقیق اگر ثابت ہو کہ جنون حادث ہے، تو ایک سال کی مدت علاج کے لئے دیدے اس علاج میں اگر اچھا ہو گیا خیر ورنہ عورت کو تخییر دیدے اگر عورت مفارقت کو اختیار کرے تو تفریق کردے پھر عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح درست ہوگا، اگر جنون مطبق ہے تو فوراً تفریق کردے:

ان كان الجنون حادثاً يؤجله سنةً كالعنة ثم يخير المرأة بعد الحول اذا لم يبرأ وان كان مطبقا فهو كالجُبّ وبه نأخذ اھ عالمگیری[1] ص: ۵۲۶، ج: ۱، یہ سب کچھ عورت کے مطالبہ پر ہی ہے اگر عورت اسی مجنون کے ساتھ رہنے پر رضا مند ہو تو پھر مقدمہ وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ مظاہر علوم سہارن پور
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

زوجۂ مجنون کا حکم

سوال:- بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم ایک عورت کے شوہر کا دماغ شادی کے تین ماہ بعد خراب ہو گیا اور اس کو دنیا و مافیہا کی مطلق کوئی خبر نہ رہی اس کا باقاعدہ پاگل خانہ میں رکھ کر علاج بھی کرایا گیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا گورنمنٹ نے بھی اس کو ملازمت سے علیحدہ کر کے پانچ روپیہ پنشن کردی جو اس کے بھائی وصول کر کے اس پر خرچ کرتے ہیں، اب اگر اس سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اپنی عورت کو طلاق دیدے تو کبھی تو کسی پتہ کو اٹھا کر کہتا ہے کہ یہ طلاق نامہ ہے کبھی کسی ردی کاغذ کو کہ یہ طلاق نامہ ہے، اور کبھی اچھے آدمیوں کی طرح کہتا ہے کہ میں نے شریعت کے مطابق طلاق دیدی ہے اور طلاق نامہ اس لئے لکھ کر نہیں دیتا کہ میں نے نکاح کے وقت بھی کچھ تحریر نہیں لکھی تھی، باقی ویسے بھی کبھی تو اس کی حالت اچھی ہوتی ہے، گھر کے کام کر لیتا ہے اور کبھی کبھی فوراً کپڑے پھاڑ

[1] عالمگیری ص: ۵۲۶، ج: ۱، الباب الثانی عشر فی العنین، الحیلة الناجزة ص ۴۰، ۴۱ حکم زوجۂ مجنون، مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند.

کر جنگل کی طرف نکل جاتا ہے، غرض کوئی خاص افاقہ نہیں ہے، لہٰذا کیا ایسی صورت میں اس کی طلاق شرعاً طلاق شمار کی جاسکتی ہے یا نہیں اور کیا اس کی طرف سے اس کے بھائی بھی طلاق دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر کوئی صورت نہیں تو عورت جوان ہے اور سات سال سے شوہر کا دماغ خراب ہے فتنہ کا اندیشہ ہے، ایسی شکل میں کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کے بھائی وغیرہ کوئی اس کو طلاق نہیں دے سکتے[۱] اگر اس نے اپنی عقل وہوش کی درستگی کی حالت میں طلاق دی ہے تو وہ شرعاً واقع ہوگئی اور اگر بحالت جنون طلاق دی ہے تو وہ شرعاً واقع نہ ہوگی[۲] اور اس کا اندازہ وقت طلاق کے دیگر امور واحوال سے ہوسکتا ہے بصورت عدم وقوع طلاق اگر جنون خطرناک ہو جس سے کہ عورت کو قتل یا ناقابل برداشت اذیت کا اندیشہ ہو تو عورت کو چاہئے کہ حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے کہ میرا شوہر مجنون ہے اور اس کا جنون ایسا خطرناک ہے کہ قتل کا اندیشہ ہے، اس پر حاکم واقعہ کی باقاعدہ تفتیش کرے اور ایک سال کی مہلت مجنون کو علاج کے لئے دیدے اگر سال بھر تک علاج کر کے اچھا ہوگیا، تو خیر ورنہ سال بھر گذرنے پر دوبارہ درخواست دے اور حاکم عورت کو اختیار دیدے، پھر عورت اسی مجلس میں فرقت کو اختیار کرلے، اگر مجلس برخاست ہوگی یا عورت خود یا کسی کے اٹھانے سے کھڑی ہوگئی اور فرقت اختیار نہیں کی تو عورت کو اختیار نہ رہے گا[۳]۔

اگر کسی جگہ حاکم مسلم بااختیار نہ ہو یا وہ شریعت کے موافق فیصلہ نہ کرے تو چند معزز دین دار مسلمانوں کی ایک جماعت بھی یہ سب کام کرسکتی ہے، اور اس جماعت میں کم از کم ایک معتبر معاملہ

---

[۱]، [۲] لا يقع طلاق المولى على امرأة عبده لحديث اِبْنِ مَاجَةِ اَلطَّلَاقُ لِمَنْ اَخَذَ بِالسَّاقِ وَالْمَجْنُونِ. الدرالمختار مع رد المحتار ص: ۲۴۲، ج: ۳، طبع کراچی، کتاب الطلاق، سکب الأنهر على مجمع الأنهر ص ۱۰، ۱۱ کتاب الطلاق، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت، فتح القدير ص۴۸۷، ۴۹۴ ج۳ فصل ويقع طلاق كل زوج الخ، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[۳] الحيلة الناجزة ص: ۴۲، حكم زوجه مجنون، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

شناش عالم بھی ہونا ضروری ہے[۱] اور رسالہ حیلۂ ناجزہ بھی بغور مطالعہ کیا جاوے اور صورت مسئولہ میں بضرورت شدیدہ حنفیہ نے مالکیہ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے۔

تنبیہ: اگر جنون کے بعد سے کبھی عورت نے اپنے مجنون شوہر کو اپنے اوپر جماع کے لئے قابو نہ دیا ہو تب طریق بالا سے تفریق کی جاسکتی ہے، ایک مرتبہ بھی اگر قابو دیا ہو یا صراحۃً زبان سے اس کے ساتھ رہنے پر رضامندی ظاہر کی ہو تو پھر عورت کو تفریق کا حق حاصل نہیں، اگر جنون ایسا خطرناک نہ ہو جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، تب بھی جنون کی وجہ سے تفریق نہیں کی جاسکتی ہاں اگر نفقہ کا انتظام نہ ہو تو نفقہ کا دعویٰ بھی حاکم مسلم با اختیار کے یہاں کرسکتی ہے، اس صورت میں حاکم مسلم با اختیار کو چاہئے کہ کسی معتبر عالم سے مشورہ کر کے رسالہ حیلۂ ناجزہ کے موافق فیصلہ کردے،[۲] بہرصورت اگر خلوت صحیحہ سے پہلے تفریق ہوئی تو عدّت واجب نہیں اور اگر بعد خلوت صحیحہ کے تفریق ہوئی تو عدت واجب ہے، مہر کا حکم یہ ہے کہ اگر جنون کی وجہ سے خلوت صحیحہ سے پہلے تفریق ہوئی تو مہر بالکل ساقط ہو جائیگا، اور اگر بعد خلوت صحیحہ کے ہوئی ہے تو پورا مہر لازم ہوگا۔[۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۶/۷/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۱۸/۷/۵۶ھ

---

[۱] الحيلة الناجزة ص: ۲۸، تنبيهات ضرورية، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

[۲] الحيلة الناجزة ص: ۴۶، حكم زوجه مجنون، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

[۳] ولها المهر كاملا وعليها العدة بالاجماع كان الزوج قد خلا بها وان لم يخل بها فلا عدة عليها ولها نصف المهر ان كان مسمى عالمگيرى كوئٹه ص ۵۲۴ الباب الثانى عشر فى العنين، مجمع الأنهر ص ۱۳۹ ج۲ باب العنين، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص ۱۳۹ ج۲ باب العنين، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، الحيلة الناجزة ص ۴۳ حكم زوجۂ مجنون، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

شوہر پاگل ہوگیا تھا مگر اب اچھا ہوگیا اس کی بیوی کا نکاح

سوال:- ہمارا لڑکا عثمان غنی جسکی عمر ۲۰/سال ہے، عثمان کی شادی آج تقریباً چار سال ہوئے جعفر کی لڑکی کیساتھ ہوئی ہے، شادی کے دو سال کے بعد لڑکے کا دماغ خراب ہوگیا تھا، علاج کیا گیا اب اسکی حالت بالکل ٹھیک ہے اور لڑکا اب بالکل ہوش وحواس میں ہے، مگر لڑکی کے والدین اب اس سے طلاق مانگ رہے ہیں، اور لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں، اور آپکے پاس فتویٰ لکھ کر بھیجا ہیکہ کسی طرح لڑکے کو دیوانہ قرار دیکر ایک فتویٰ مل جائے، اور ہم لڑکی کو دوسری جگہ بٹھلادیں، ایسی حالت میں لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ناجائز ہے یا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شوہر کا دماغ صحیح ہے، اور وہ بیوی کے حقوق ادا کرتا ہے، تو اس کی بیوی کو شوہر سے طلاق لینے کا حق حاصل نہیں ہے[1]اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حالات بتا کر فتویٰ حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کی ذمہ داری خود اس پر ہے، مفتی عالم غیب نہیں ہے، مثلاً اگر کوئی شخص خنزیر کا گوشت خرید کر لائے اور مفتی سے کہے کہ یہ بکری کا گوشت ہے، اور بکری کو شرعی طور پر ذبح کیا گیا ہے یہ حلال ہے یا حرام؟ ظاہر ہے کہ مفتی فتویٰ دیدے گا کہ یہ حلال ہے، مگر سب جانتے ہیں کہ یہ فتویٰ دیدینے سے وہ گوشت بکری کا گوشت نہیں بنے گا، اور نہ ہی حلال ہوجائے گا بلکہ وہ خنزیر کا گوشت ہی رہے گا اور حرام ہی ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱/۸۸ھ

---

[1] فی حدیث ثوبان مرفوعاً اَیُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقاً فِیْ غَیْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ رواه احمد مشکوۃ شریف ص: ۲۸۳، باب الخلع والطلاق.

ترجمہ:- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے کہ جو عورت بغیر سخت مجبوری کے اپنے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل دوم : زوجۂ متعنت کے احکام

زوجۂ متعنّت

سوال:-میاں بیوی میں تنازع ہوکر بڑھ گیا اور بیوی کو اپنی جان کا خطرہ ہو گیا اور اپنے خاوند کے یہاں بوجہ خطرۂ جان کے نہیں جاتی، اور اس کا خاوند اس کو طلاق نہیں دیتا، اور نہ خرچ اس قصہ میں پانچ چھ سال گذر گئے اور لڑکی نوجوان ہے، بغیر نکاح کے گذران مشکل ہے، اس صورت میں شریعت شریف کیا فیصلہ دیتی ہے، کہ جس سے میاں بیوی میں تفریق ہو جاوے اور لڑکی کا نکاح کر دیا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی صورت میں بہتر یہ ہے کہ کسی طرح لالچ دیکر یا ڈرا کر طلاق حاصل کر لی جاوے یا خلع کر لیا جائے،[1] اگر یہ ناممکن ہو تو پھر بیوی کو چاہئے کہ حاکم مسلم کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے اور میرے حقوق ادا نہیں کرتا اسپر حاکم با قاعدہ واقعہ کی تحقیق کرے اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو تو شوہر سے کہے کہ تم یا تو اسکے حقوق ادا کرو یا طلاق دے دو، اگر وہ کسی بات کو اختیار کرے تو خیر ورنہ حاکم مسلم تفریق کر دے اس کے بعد عورت عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح

---

[1] اذا تشاق الزوجان وخافا ان لا يقيما حدود اللّٰه فلا بأس بان تفتدى نفسها بمال يخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطليقة بائنة ولزمها المال، عالمگيری کوئٹه ص ۴۸۸ ج ۱ الباب الثامن فی الخلع، سکب الانهر علی مجمع الأنهر ص ۱۰۲ ج ۲ باب الخلع، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت، تاتارخانيه کراچی ص ۴۵۳ ج ۳ الفصل السادس عشر فی الخلع.

کرسکتی ہے،[۱] اگر کسی جگہ حاکم مسلم بااختیار نہ ہو یا وہ شریعت کے موافق فیصلہ نہ کرے تو چند دین دار معزز مسلمانوں کی ایک جماعت بھی یہ سب کام کرسکتی ہے، اوراس جماعت میں کم از کم ایک معاملہ شناش معتبر عالم کا ہونا بھی ضروری ہے[۲] اور رسالہ حیلہ ناجزہ کو غور سے دیکھ لیا جائے کہ اس میں اس کو تفصیل سے لکھا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

زوجۂ متعنّت

سوال:- زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ عرصہ تقریباً پانچ سال کا ہوا اس عرصہ میں زید کا برتاؤ ہندہ کے ساتھ نہایت سختی کا رہا، نیز زید نے ہندہ پر زنا کا الزام بھی لگایا ہے اور یہ الزام خط میں بھی لکھا ہے اور یہ بھی لکھا کہ وہ ہندہ اوراس کی (اس) خالہ کو (جس کے یہاں ہندہ نے پرورش پائی ہے، اوراسی نے ہندہ کا نکاح بھی کیا اوراسی کے مکان پر ہندہ رہتی ہے) گولی سے ماردے گا نیز زید نے ہندہ کی عرصہ ساڑھے چار سال سے کوئی خیر خبر نہ لی اور نہ یہ معلوم کہ زید کہاں ہے۔ ایسی صورت میں ہندہ کو قاضی سے خلع یا فسخ نکاح کرانے اور زید سے کل مہر وصول کرنے کا حق منجانب شرع شریف حاصل ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر کوئی نباہ کی صورت نہیں تو بہتر یہ ہے کہ کسی طرح لالچ دے کر یا دباؤ ڈال کر زید سے طلاق لے لی جائے یا خلع کرلیا جائے، ان دونوں صورتوں میں قاضی کی ضرورت نہیں،[۳] اگر طلاق اور خلع

---

۱ الحیلة الناجزة ص: ٦١، حکم زوجۂ متعنت، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

۲ الحیلة الناجزة ص: ۲۸، تنبیهات ضروریه متعلق جماعت مسلمین، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

۳ اذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود اللّٰه فلا بأس بان تفتدی نفسها منه بمال یخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطلیقة بائنة ولزمها المال. عالمگیری ص: ۴۸۸، ج: ۱، باب الخلع، تاتارخانیه کراچی ص ۴۵۳ ج ۳ الفصل السادس عشر فی الخلع، مجمع الأنهر ص ۱۰۲ ج ۲ باب الخلع، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

دشوار ہوتو پھراس کی جان کے خطرہ کی بناء پر حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے، حاکم مسلم ہندہ کے دعوی کا ثبوت اور زید سے جواب طلب کرے، اگر تحقیق وتفتیش کے بعد ہندہ کا دعویٰ صحیح ثابت ہوتو زید کوفہمائش کرے پس اگر زید ہندہ کے حقوق ادا کرنے کا پختہ وعدہ کرے اور ہندہ کی جان کا خطرہ کسی طرح زائل ہوجائے تب تو خیر ورنہ یعنی اگر زید ادائے حقوق کا وعدہ نہ کرے تو پھر حاکم مسلم زید سے کہے کہ تم ہندہ کے حقوق ادانہیں کرتے اور ہندہ کی جان کا خطرہ ہے لہٰذا تم اسکوطلاق دے دوورنہ ہم تفریق کردینگے، اس پر زید طلاق دیدے تب تو خیر ورنہ حاکم مسلم بااختیار تفریق کردے[1] مہر کے متعلق یہ ہے کہ اگر خلوت صحیحہ ہوگئی ہے تب تو پورا مہر لازم ہوگا جو کہ طلاق اور فسخ کی صورت میں ہندہ وصول کرسکتی ہے[2] اور خلع میں اگر مہر کا ذکر سقوط یا وصول کا آیا ہے، تو اس کا اعتبار ہوگا، اگر کوئی ذکر ساقط کرنے یا وصول کرنے کانہیں آیا بلکہ محض خلع کا ایجاب وقبول ہوگیا ہے، اور کچھ اس میں لینے دینے کا ذکر نہیں آیا تو مہر نہیں لے سکتی، بلکہ وہ ساقط ہوجائے گا، اگر خلوت صحیحہ کی نوبت نہیں آئی تو نصف مہر میں وہی تفصیل ہے جو اوپر کل مہر کی مذکور ہوئی۔[3]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/۱/ ۵۷ھ

صحیح: عبد اللطیف ۲/۲/ ۵۷ھ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

---

[1] الحيلة الناجزة ص: ۶۱، ۶۲، حكم زوجۂ متعنت، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

[2] ويتاكد عند وطء اوخلوة صحت من الزوج اوموت احدهما ويجب نصفه بطلاق قبل وطء اوخلوة. الدرالمختار مع ردالمحتار كراچی ص: ۱۰۲، ج:۳، ۱۰۴، ج:۳، باب المهر، مجمع الأنهر ص۵۰۹ ج۱ باب المهر مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگيری كوئٹه ص۳۰۳ ج۱ الفصل الثانی فيما يتأكد به المهر.

[3] ويسقط الخلع والمبارة كل حق لكل منهما على الاخر مما يتعلق بذلك النكاح. (الدر) شمل المهر والنفقة المفروضة والماضية والكسوة كذالك المتعة تسقط بلاذكر. شامی كراچی ص: ۴۵۲، ج:۳، قبيل مطلب حاصل مسائل الخلع، باب الخلع، النهر الفائق ص۴۴۶ ج۲ باب الخلع، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، مجمع الأنهر ص۱۱۲ ج۲ باب الخلع، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

زوجۂ متعنِّت

سوال:-کوئی شخص کسی وجہ سے اپنی زوجہ کو نہ لے جانا چاہتا ہواور نہ وہ طلاق دے اور عرصہ بارہ سال کا ہوگیا ہو یا پانچ سال کا ہوگیا ہوتو اس عورت کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں مقدمہ قائم کرے، حاکم اس کو مجبور کرے گا یا وہ اپنی زوجہ کو لے جائے یا طلاق دے ورنہ حاکم تفریق کردے گا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

شوہر بیوی کے حقوق ادانہیں کرتا تو بیوی کیا کرے

سوال:-زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو عرصہ تین چار سال سے معلقہ چھوڑ رکھا ہے، نہ نان نفقہ کی خبر لیتا ہے، نہ کبھی اس کے پاس آتا ہے، اور نہ کبھی زوجہ کو بلاتا ہے، اور اس ہندہ کو کوئی رکھنے والا بھی نہیں ہے، اس مسماۃ کا باپ ضعیف ہے، اس کے پاس بھی مکان وغیرہ نہیں ہے، اور نہ کوئی آمدنی ہے جو لڑکی کو رکھ سکے، اور نہ زید کا کوئی مکان ہے، جو یہ مسماۃ اس کے گھر ہی جا کر رہ سکے، اور نہ زید کے کوئی اور جائداد ہے کہ نان نفقہ کا دعویٰ کر کے کچھ وصول کرلیا جائے، اور گذارہ کیا جائے، ایک مرتبہ بہت کوشش کر کے کلکتہ سے دھوکا دے کر بلایا تھا، اور اس سے کہا تھا کہ طلاق دیدے تو بصورت معافی دین مہر طلاق کے واسطے تیار ہوگیا تھا، مگر دوسروں کے بہکانے سے طلاق نہیں دی، اور پھر آیا بھی نہیں، ایسے حالات میں کیا کوئی صورت علیحدگی کی عند الشرع ہوسکتی ہے یا نہیں، اگر ہوسکے تو براہ کرم مع شرائط تحریر فرمایا جائے، ضرورت اس کی ہے کہ عند اللہ کوئی مؤاخذہ نہ ہو۔

---

[1] الحیلة الناجزة ص: ۶۱، ۶۲، حکم زوجۂ متعنت، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

[2] اذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود اللّٰه فلا بأس بان تفتدی نفسها منه بمال (بقیہ اگلے صفحہ پر)

الجواب حامداًومصلیاً

ایسی صورت میں بہتر یہ ہے کہ کسی طرح سمجھا بجھا کر یا لالچ دے کر یا خوف دلا کر رضا مندی سے یا بلا رضا مندی اس سے طلاق لے لی جائے، یا خلع کرلیا جائے[۱] اگر یہ ممکن نہ ہو تو عورت کو چاہئے کہ حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے اور باقاعدہ ثبوت دے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے اور میرے حقوق کو ادا نہیں کرتا اس پر حاکم اس کو بلا کر سمجھائے کہ تو اپنی زوجہ کے حقوق کو ادا کر اگر ادا نہیں کرتا تو طلاق دیدے ورنہ پھر ہم طلاق دیدیں گے، اگر وہ حقوق کی ادائیگی کیلئے تیار ہوجائے، تو خیر یا طلاق دیدے تو پھر بعد عدت عورت کو نکاح ثانی درست ہے، اگر نہ وہ حقوق ادا کرے نہ طلاق دے تو حاکم مسلم بااختیار تفریق کردے اس کے بعد عدت گذار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہوگا، اگر کسی جگہ حاکم مسلم بااختیار نہ ہو یا وہ شریعت کے موافق فیصلہ نہ کرے تو چند دیندار معزز مسلمانوں کی ایک جماعت بھی یہ سب کام کرسکتی ہے،[۲] اور اس جماعت میں کم از کم ایک معاملہ شناس معتبر عالم بھی ہونا ضروری ہے،[۳] اور رسالہ حیلۂ ناجزہ کو بھی ضرور دیکھ لینا چاہئے اس میں اسکو خوب تفصیل سے لکھا ہے وہ دارالعلوم دیوبند اور کتب خانہ یحیوی سہارن پور سے ملتا ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۲/۵۶ھ

صحیح: عبداللطیف ۱۲/صفر ۱۳۵۶ھ

انتظامِ نفقہ کے باوجود طلاق حاصل کرنا

سوال:- محمد اسماعیل پاکستان چلا گیا، پانچ بار پاسپورٹ سے آیا اور کاملہ کا حقِ زوجیت ادا کیا

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) یخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطليقة بائنة ولزمها المال، عالمگیری کوئٹہ ص ۴۸۸ ج ۱ الباب الثامن فی الخلع، هدایه ص ۴۰۴ ج ۲ باب الخلع، مطبوعه تھانوی دیوبند، تاتارخانیه کراچی ص ۴۵۳ ج ۳ الفصل السادس عشر فی الخلع، الحیلة الناجزة ص: ۶۱، حکم زوجه متعنت، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

۲، ۳ الحیلة الناجزة ص: ۲۸، تنبیهات ضروریه، مطبوعه دار الاشاعت دیوبند.

اور نفقہ بھی بذریعہ ڈاک بھیجتا رہا ہے، اب شوہر کاملہ زوجہ کو لاہور بلا رہا ہے، مگر زوجہ نہیں جانا چاہتی اور انکار کرتی ہے اور شوہر کا خرچہ بھی نہیں لینا چاہتی ہے، تو شرعاً اب نکاح فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ مسماۃ کاملہ بی بی کو شوہر کی طرف سے خرچہ بھی ملتا رہا ہے، رہنے کا بھی انتظام ہے، شوہر وقتاً فوقتاً آتا بھی رہتا ہے اور کوئی مجبوری نہیں تو مسماۃ کو فسخِ نکاح کا کوئی حق حاصل نہیں[۱] اگر شوہر کے پاس سے ملی ہوئی اشیاء خرچہ وغیرہ لینا نہیں چاہتی اور جدائی چاہتی ہے تو خط بھیج کر مہر معاف کر کے طلاق حاصل کرے،[۲] جب شوہر طلاق دیدے گا تو عدت (تین حیض) گذار کر دوسری جگہ نکاح کی اجازت ہوجائے گی۔[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۷/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

نفقہ نہ دینے سے نکاح ثانی کا حق اور بذریعہ پنچایت تفریق کا حکم

سوال:- مریم کا نکاح محمد اسحاق کے ساتھ عرصہ بیس سال پہلے ہوا تھا جب کہ مریم کی عمر

---

[۱] ایما امرأة سألت زوجها طلاقا فی غیر ما بأس فحرام علیها رائحة الجنة، مشکوٰۃ شریف ص۲۸۳ باب الخلع والطلاق، الفصل الثانی، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۴۷۵ ج۳ باب الخلع والطلاق، مطبوعه بمبئی، شامی زکریا ص۴۲۸ ج۴ کتاب الطلاق، قبیل مطلب الدور.

[۲] اذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود اللّٰه فلا بأس بان تفتدی نفسها منه بمال یخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطلیقة بائنة. عالمگیری ص:۴۸۸، ج:۱، الباب الثامن فی الخلع، هدایه ص۴۰۴ ج۲ باب الخلع، مطبوعه تهانوی دیوبند، تاتارخانیه کراچی ص۴۵۳ ج۳ الفصل السادس عشر فی الخلع.

[۳] عدة الحرة المدخولة التی تحیض للطلاق او الفسخ ثلاثة قروء ای حیض الخ، مجمع الأنهر ص۱۴۲ ج۲ باب العدة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، الدر المختار علی الشامی کراچی ص۵۰۴،۵۰۵ ج۲ باب العدة، النهر الفائق ص۴۷۵ ج۲ باب العدة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

سات سال تھی، وہ نابالغہ تھی، بعد از شادی آج تک محمد اسحاق مریم کو اپنے گھر نہیں لے گیا، نہ کوئی نان و پارچہ دیا نہ حقِ زوجیت ادا کیا، اب مریم بالغہ ہوگئی ہے وہ اپنا نکاحِ ثانی دیگر شخص کے ساتھ کرنا چاہتی ہے، مریم عدالت سے بھی آزاد کردی گئی ہے، کیا ایسی صورت میں مریم مذکور کو طلاق شرعاً ہوگئی۔

(۲) مریم اپنا نکاح دیگر شخص سے کرسکتی ہے؟ (۳) مریم اپنے سابق شوہر سے مہر وصول کرسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اتنی مدت تک نان پارچہ نہ دینے، خیر خبر نہ لینے، حق زوجیت ادا نہ کرنے سے شرعاً طلاق نہیں ہوئی۔[۱] (۲) ابھی نہیں کرسکتی، (۳) اگر خلوتِ صحیحہ ہوچکی ہے تو پورے مہر کی حق دار ہے ورنہ نصف مہر کی حقدار ہے۔[۲] مسماۃ مریم کو چاہئے، کہ اپنے اس شوہر سے طلاق حاصل کرلے یا خلع کر لے اس طرح کہ مریم مہر معاف کردے اور شوہر حقِ زوجیت ساقط کردے،[۳] اگر اس میں کامیابی نہ

---

[۱] الطلاق رفع قيد النكاح في الحال او المأل بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق، الدر المختار على الشامي زكريا ص ۴۲۴، ۴۲۶ ج ۴، كتاب الطلاق، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۴۸ ج ۱ كتاب الطلاق، الباب الاول في تفسيره الخ، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۳۵ ج ۳ كتاب الطلاق، عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ رفع نکاح کے لئے طلاق صریح یا کنائی کا استعمال کرنا ضروری ہے جو یہاں مفقود ہے اس لئے حق زوجیت وغیرہ ادا نہ کرنے سے طلاق نہ ہوگی۔

[۲] ويتأكد عند وطء او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما ويجب نصفه بطلاق قبل وطء او خلوة الخ، الدر المختار على الشامي زكريا ص ۲۳۳، ۲۳۶ ج ۴ باب المهر، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص ۵۰۷، ۵۰۸ ج ۱ باب المهر، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ۱۳۸ ج ۲ باب المهر، مطبوعه امداديه ملتان.

[۳] واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا يقيما حدود الله فلا بأس بان تفتدى نفسها منه بمال يخلعها به فاذا فعلا ذلك وقعت تطليقة بائنة الخ، عالمگیری کوئٹہ ص ۴۸۸ ج ۱ الباب الثامن في الخلع، تاتارخانيه كراچى ص ۴۵۳ ج ۳ الفصل السادس عشر في الخلع، مجمع الأنهر ص ۱۰۲ ج ۲ باب الخلع، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

ہو، تو چند معزز دیندار مسلمانوں کی پنچایت میں مسماۃ مریم اپنا یہ معاملہ پیش کرے اور پنچایت حیلہ ناجزہ میں لکھے ہوئے طریقہ کے موافق فیصلہ کردے، اس کے بعد اگر خلوت صحیحہ ہوچکی تھی، تو عدت گذار کر ورنہ بغیر عدت ہی دوسرا نکاح کرنا درست ہوگا،[1] پنچایت میں کم از کم ایک معاملہ شناش معتبر عالم کی شرکت بھی ضروری ہے،[2] رسالہ ''حیلہ ناجزہ'' کا مطالعہ بھی بغور کرلیا جائے، اس میں تفصیل مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۹/۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۹/۵ھ

زوجہ کا نفقہ کتنے روز تک بند رکھنے سے تفریق ہوسکتی ہے؟

سوال:- کتنے دنوں تک زوج زوجہ کا نان ونفقہ بند کردے، تو فسخ نکاح ہوسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کیلئے کوئی مدت نہیں، جب برداشت سے باہر ہوجائے تو اس کو حق ہوجائے گا، کہ مسلم عدالت یا اس کے قائم مقام (شرعی پنچایت) کے ذریعہ تفریق کرالے، یہ حکم مالکیہ سے لیا گیا، ضرورتِ شدیدہ میں اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

زوجہ معسر کا حکم

سوال:- میری منکوحہ بیوی نے عدالت انگریزی پنجاب ہند میں دعویٰ اس بناء پر کیا کہ چونکہ میرے شوہر نے زائد از عرصہ ۳½ سال نان ونفقہ ادا نہیں کیا لہٰذا مجھے نکاح ثانی کی اجازت

---

[1] الحيلة الناجزة ص: ۲۱، حكم زوجه متعنت، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

[2] الحيلة الناجزة ص: ۲۸، تنبيهات ضروريه، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

[3] الحيلة الناجزة ص: ۲۱، حكم زوجه متعنت، مطبوعه دار الاشاعت ديوبند.

دیدی جائے عدالت نے میری حاضری کا سمن جاری کیا چونکہ میں غیر ملک میں تھا، میں نے جواب تحریری روانۂ عدالت کیا جو کسی خاص وجہ سے عدالت میں پیش نہیں کیا گیا میری بیوی نے جوفتویٰ عدالت میں پیش کیا اس میں صرف یہ تحریر ہے کہ اگر شوہر بیوی کے حقوق ادا کرنے سے انکار کرے اور خرچ بھی نہ دے تو جدائی ہوسکتی ہے پیشتر اس کے کہ عدالت میرا نکاح فسخ کرے عدالت نے مجھ سے کوئی تحریر طلب نہیں کی کہ خرچ پہلا ادا کرواور آئندہ دینے کا وعدہ کرو یا طلاق دو چونکہ میرا جواب دعویٰ عدالت میں پیش نہیں ہوا، عدالت سمن بذریعہ اشتہار جاری کر کے یک طرفہ ڈگری دے کر میری بیوی کو نکاح ثانی کی اجازت دیدی یہ نکاح ثانی جائز ہے، یا ناجائز اگر ناجائز ہے، تو کس طرح عدالت کو کرنا چاہئے ،تھا۔(از بغداد)

الجواب حامداًومصلیاً

اگر جواب دعوی میں طلاق تحریر نہیں کی تو طلاق واقع نہیں ہوئی شوہر کے ہوتے ہوئے عدالت کو اسکی جانب سے طلاق دینے کا اختیار نہیں البتہ اگر عدالت مسلم ہو اس بات کا اختیار ہے کہ شوہر پر زور ڈال کر نفقہ دلائے اگر نفقہ دینے پر عسرت کی وجہ سے قدرت نہ ہو تو نفقہ کی حسب حیثیت مقدار مقرر کر کے شوہر کے نام پر قرض لینے کی عورت کو اجازت دیدے اگر مالدار ہے پھر نفقہ نہیں دیتا تو عدالت اسکے مال کو فروخت کرے اس سے عورت کو نفقہ دے اگر عدالت کو شوہر کا مال نہ مل سکے تو پھر شوہر کو قید کردے لیکن نکاح فسخ نہ کرے اگر شوہر حقوق بھی ادا نہ کرے اور نفقہ دینے پر کسی طرح راضی نہ ہو تو عدالت زبردستی شوہر سے طلاق دلادے یا خلع کرادے اسکے بعد عدت گذار کر مدخولہ کو نکاح ثانی جائز ہوگا اس سے پہلے جائز نہیں: **ومن اعسر بنفقة امرأته لم يفرق بينهما ويقال لها استديني عليه** هداية[۱] ص: ۴۱۹، ج:۲، **ولو امتنع عن الانفاق عليها**

[۱] هدايه ص: ۴۳۹، ج:۲، باب النفقة، طبع ياسر نديم ديوبند، الدر المختار على الشامى زكريا ص۳۰۶،۳۰۸ ج۵ باب النفقة، مطلب فى فسخ النكاح بالعجز عن النفقة، كنز مع النهر ص۵۱۰ ج۲ باب النفقة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

مع اليسر لم يفرق ويبع الحاكم عليه ماله ويصرفه فى نفقتها فان لم يجد ماله يحبسه ولا يفسخ. فتح القدير[۱] ص: ۳۲۹، ج: ۲. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۱۸/۳/۵۳ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۴/ربیع الاول ۵۳ھ

زوجۂ دیّوث کیا کرے

سوال: - جو شخص ایسا ہو کہ اس کی بیوی غیر آدمی سے ملتی ہو اور ہمیشہ جوتے کپڑے اور کھانے کی اشیاء فرمائش کر کے حاصل کرتی ہو اور خاوند اسکا اس امر کے خلاف نہ ہو بلکہ خود بھی بیوی کے پاس سے کھاتا پیتا ہو تو ایسے شخص کیلئے شریعت کیا کہتی ہے، اس سے اس کی بیوی کو علیحدہ کر کے دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے، یا نہیں جب کہ اس کی بیوی بھی اس کی اس حرکت سے خلاف ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا شخص شرعاً دیّوث ہے،[۲] عورت کو بھی شرعاً ہرگز جائز نہیں کہ ناجائز کام میں شوہر کی اطاعت کرے،[۳] برادری کے بااثر لوگوں کو چاہئے کہ جس طرح ہو اس کو اس حرکت سے روکیں اگر

---

[۱] فتح القدير ص: ۳۹۰، ج: ۴، باب النفقة، طبع دار الفكر، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص ۱۸۲ ج ۲ باب النفقة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، مجمع الأنهر ص ۱۸۳ ج ۲ باب النفقة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] تحرم الجنة على الديوث هو من يرى فى اهله ما يسوؤه ولا يغار عليه ولا يمنعها. مجمع بحار الانوار ص: ۲۲۲، ج: ۲. باب الدال مع الباء، ديث، مطبوعه دار الايمان مدينه منوره، سنن النسائى مع حاشية السندى ص ۸۲ ج ۳ الجزء الخامس، كتاب الزكاة، باب المنان بما اعطى، مطبوعه دار الفكر بيروت، الدر المختار على الشامى زكريا ص ۱۱۸ ج ۶ كتاب الحدود، فصل فى التعزير.

[۳] لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِى مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ، رواه احمد والحاكم (بقیہ اگلے صفحہ پر)

وہ باز نہ آوے اور عورت کو حرام پر مجبور کرتا ہو تو عورت کو چاہئے کہ کسی طرح لالچ سے یا ڈرا کر طلاق حاصل کرلے اس کے بعد عدت گذار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ مظاہر علوم سہارنپور

تم
الجزء التاسع عشر من
الفتاویٰ المحمودية بحمد الله تعالیٰ وبمنه
وكرمه ويليه الجزء العشرون اوله باب العدة
انشاء الله تعالیٰ وصلى الله تعالیٰ علی
خير خلقه سيدنا وسندنا ومولانا
وحبيبنا محمد واله وصحبه وبارك
وسلم تسليماً كثيراً كثيرا
ابداً ابدا
العبد محمد فاروق غفرله
جامعه هٰذا

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) عن عمران بن حصين، شامی کراچی ص:۴۰۷، ج:۲، کتاب الحظر والاباحة، مشكوة شريف ۱۳۲، كتاب الامارة.

ترجمہ:- خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

[۱] واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا يقيما حدود الله فلا بأس بان تفتدی نفسها منه بمال يخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطليقة بائنة ولزمها المال، عالمگیری کوئٹہ ص۴۸۸ ج۱ الباب الثامن فی الخلع، تاتارخانیه کراچی ص۴۵۳ ج۳ الفصل السادس عشر فی الخلع، هدايه ص۴۰۴ ج۲ باب الخلع، مطبوعه تهانوی ديوبند.